درویشانِ احمدیت

جلد پنجم

....

-حصہ اول-

-:اخبار سماویہ:-

یعنی

وہ اخبار جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو

رؤیاء ہائے صالحہ، کشوف اور الہامات

کی صورت میں اپنے رب جلیل کی طرف سے ملیں

از قلم

فضل الٰہی انوری

درویشانِ احمدیت

......جلد پنجم......

-حصہ اول-

-:اخبار سماویہ:-

یعنی

وہ اخبار جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو

رؤیاء ہائے صالحہ، کشوف اور الہامات

کی صورت میں اپنے رب جلیل کی طرف سے ملیں

از قلم

فضل الٰہی انوری

نام کتاب: ''درویشان احمدیت''۔ جلد پنجم، حصہ اول
مؤلف: فضل الٰہی انوری
طبع اول: سال ۲۰۰۸ء
تعداد: دو ہزار
طابع: Gutenberg Drückerei GmbH
Weimer, Germany

اس وقت تک طبع ہونے والی جلدیں:

درویشان احمدیت، جلد اول: (حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے الہام: ''یَنصُرُکَ رِجَالٌ نُوحِی اِلَیھِم مِنَ السَّمَاءِ'' کے رُوح پرور نظارے)

درویشان احمدیت، جلد دوم: (حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی پیشگوئی: ''میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے علم اور معرفت کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے'' کی عملی تعبیر میں ہونے والے ایمان افروز واقعات)

درویشان احمدیت، جلد سوم: (حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اور آپ کے متبعین کے حق میں ظاہر ہونے والے حفاظت سماویہ کے اعجازی نمونے۔

مجوزہ زیر تالیف سلسلہ کتب ھٰذا:

درویشان احمدیت، جلد چہارم (نصرت غیبیہ، یعنی افراد جماعت کے حق میں رونما ہونے والے مالی نصرت و دیگر تائیدات الٰہیہ کے اعجازی نمونے)

درویشان احمدیت، جلد پنجم، حصہ دوم، (اخبار سماویہ، یعنی حضرت بانی سلسلہ کے متبعین کو ملنے والی آسمانی اخبار و بشارات

درویشان احمدیت، جلد ششم (قبولیت دعا کے اعجازی نمونے)

درویشان احمدیت، جلد ہفتم (غیرت الٰہی کے عبرتناک نمونے)

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

عرض حال

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا ....الخ

(سورۃ ''حٰم سجدہ'' : ۳۱)

یعنی جولوگ اللہ کو اپنا رب مانتے ہیں اور پھر اپنے اس اِدّعا میں پورا استقلال دکھاتے ہیں تو ان پر (اسی دنیا میں) فرشتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے جو انہیں کہتے ہیں کہ بس اب تمہیں کسی قسم کا کوئی خوف اور ڈر نہیں ہونا چاہئے۔

یا د رہے کہ ملائکہ کا یہ نزول سب سے بڑھ کر اُس وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو خلعت نبوت پہنا کر اسے اہل دنیا کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کیلئے مبعوث فرماتا ہے۔ اس حقیقت کو بانئ سلسلہ احمدیہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، نے یوں بیان فرمایا ہے:

''سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت نبوت پہن کر اور کلام الٰہی سے شرف پا کر زمین پر نزول فرماتا ہے۔ روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں۔ تب دنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں، سب پر اس نور کا پرتو پڑتا ہے''

(''فتح اسلام''، روحانی خزائن، جلد۳۔ صفحہ۱۲)

پھر اس طرح پر نازل ہونے والے انوار الٰہیہ کے نتیجے میں انسان کی روح اور اس کے دماغ پر جس قسم کے اثرات مترتب ہوتے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

''جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اسکے ساتھ آتے ہیں۔ اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشارِ روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں۔ پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر وغور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے

تدبر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جسکو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبُّد اور پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے''

(''ضرورۃ الامام''، روحانی خزائن، جلد۱۳۔ صفحہ ۴۷۵)

یہ انتشار روحانیت یوں تو ہر نبی کے زمانے میں ہوتا رہا ہے مگر اس کا کامل ظہور اُس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے انسان کامل، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دنیا میں بھیج کر اس پر بنی نوع انسان کیلئے آخری اور کامل شریعت نازل فرمائی۔ روحانیت کی یہی وہ تجلی تھی جس کی بدولت عرب کے ریگزاروں میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوا اور صدیوں کے مردے زندہ ہو گئے اور وہ جو اخلاق کے نام سے بھی واقف نہ تھے دنیا کے سب سے بڑے معلم اخلاق بن گئے اور وہ جو بت پرستی کے عمیق گڑھوں میں پڑے ہوئے تھے وہ آسمان روحانیت کی رفعتوں میں پرواز کرنے لگے۔

غرض ہمیں آنحضرت ﷺ کی تیئیس سالہ زندگی میں انتشارِ روحانیت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے۔ اس کے اندر ایسے ایسے معجزات رونما ہوئے کہ انہیں دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ گئی۔ خود قرآن کریم کی صورت میں نازل ہونے والا وہ مقدس کلام جو لفظی اور معنوی اعتبار سے ایک بے مثل کلام اور عجائبات علمیہ اور روحانیہ کا ایک بے مثال گنجینہ ہے، اس کے سامنے جہاں عرب کے ادیب اور شعراء اپنا دم توڑ کر رہ گئے، وہاں مشرق و مغرب کے فلسفے بے حقیقت اور جسد بیجان کی طرح نظر آنے لگے۔ پھر آپ ؐ ہی کی قوت قدسیہ کی بدولت اور آپ ؐ ہی کے افاضہ ٔروحانیت کی برکت سے آپکے صحابہ اور آپکی امت کے دیگر صلحاء کے اندر رؤیا ہائے صالحہ، کشوف اور الہامات کا جو ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ چلا جو ایک ایسا بحر بیکراں ہے کہ اس میں غوطہ زن ہو کر انسان کسی اور دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ افضال الٰہیہ اور انوار سماویہ کی یہی وہ دولت تھی جس سے مالا مال ہو کر عرب کے اُمّی نہ صرف خود آسمان روحانیت کے ستارے بن گئے بلکہ اپنے نورانی وجودوں سے اہل دنیا کو بھی منور کرنے لگے۔

انوار الٰہیہ کے نزول کا یہ سلسلہ تیرہ سو سال تک جاری رہا، یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی پہلے سے تیار کردہ تقدیر کے مطابق وہ موعود مصلحِ ربّانی پیدا ہو گیا جس کے ہاتھ پر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ظہور مقدر تھا۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے وجود میں ظاہر ہونے والے اس امام الزمان کے دور میں پھر بڑے زور وشور سے ملائکہ کا نزول شروع ہو گیا اور بشری قوتیں ایکبار پھر مکانی اور زمانی حدود کو

پھلانگ کر عالمِ ملکوت کے پردوں کو چھونے اور خلّاقِ کون و مکاں کی قدرتِ مصورہ کا مشاہدہ کرنے لگیں۔اس طرح پر جو انتشارِ روحانیت ہوا اور اس کے نتیجے میں انوار سماویہ کی جو بارش ہوئی اس نے اگر ایک طرف اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو چار چاند لگا دئے تو دوسری طرف اس نے معبودِ حقیقی کا مادہ پرستی اور الحاد کے دبیز پردوں کے پیچھے چھپا ہوا حسین و جمیل چہرہ ایک بار پھر روشن کر کے دکھلا دیا۔یہ اسلام کی وہ امتیازی خصوصیت ہے جسے امام ربّانی، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام، نے اپنے ذاتی مشاہدات کی روشنی میں یوں بیان فرمایا ہے:

''یاد رہے کہ انسان اس خدا کے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوت سے شناخت نہیں کر سکتا جب تک وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کرادے......اور دیکھو،مَیں اس شہادت رؤیت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے۔دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی روح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے،یعنی قرآن شریف''

(''حقیقۃ الوحی''،روحانی خزائن،جلد۲۲۔دیباچہ۔صفحہ۲)

اب اسی امام الزمان علیہ السلام کے حوالے سے مادیت کے اِس موجودہ دور میں بپا ہونے والے انتشارِ روحانیت کی بعض مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔یعنی ان اخبار سماویہ کو پیش کیا جاتا ہے جو اس انتشار روحانیت کے نتیجہ میں آپؑ اور آپؑ کی جماعت کے مخلصین پر نازل ہوئیں اور جن کا پورا ہونا جہاں اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ وہ ایک عالم الغیب خدا کے چشمۂ غیبی سے نکلی ہوئی ہیں،وہاں اس حقیقت کا بھی کہ اس امام الزمان کی قوت قدسیہ کی بدولت قائم ہونے والی یہ جماعت یعنی جماعت احمدیہ،اللہ والوں اور خدا کے برگزیدہ بندوں کی ایک پاک جماعت ہے۔

یاد رہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو ایسی پاکباز جماعت کا ملنا خود آپؑ کے منجانب اللہ ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے کیونکہ جیسا کہ آئندہ کے صفحات میں بتایا جائے گا آپؑ کو ایسی پاک جماعت ملنے کی خبر اُس وقت دی گئی جب آپؑ ابھی گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے۔پھر جب خدا سے اذن پا کر آپؑ نے اپنے منجانب اللہ ہونے کا اعلان فرمایا تو سعید فطرت لوگوں کی ایک جماعت آپؑ کے گرد جمع ہونی شروع ہوگئی یہانتک کہ قادیان جہاں آپؑ پیدا ہوئے اور جہاں آپؑ نے اپنے مامور من اللہ ہونے کا اعلان فرمایا مرجع خاص و عام بن گیا۔اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

میں تھا غریب وبیکس وگمنام وبے ہنر کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

اِن اخبار سماویہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ **حصّہ اول** ان اخبار پر مشتمل ہے جو خود اس امام الزمانؑ پر الہاماً یا کشفاً نازل ہوئیں اور جو آپکے وجود میں یا آپؑ کے عزیزوں اور دوستوں کے حق میں پوری ہوئیں۔ جبکہ **حصّہ دوم** میں آپؑ کی جماعت کے مخلصین پر نازل ہونے والی اخبار سماویہ کو بیان کیا جائے گا تا کہ آپؑ کے وجود کی برکت سے ظاہر ہونے والے اس انتشارِ روحانیت کی پوری حقیقت کھل کر دنیا کے سامنے آجائے۔ **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔**

یہاں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو ملنے والی اخبار سماویہ کے سلسلہ میں ایک امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ کہ جہاں وہ اخبار غیبیہ اس کثرت سے آپؑ پر نازل ہوئیں کہ آپؑ کی ساری زندگی معجزات اور خوارق کا ایک حسین مرقع بن گئی وہاں کثرت سے آپؑ پر قرآنی آیات میں الہام نازل ہوئے۔ اسکی حکمت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ قرآن کریم کو حل کیا جائے۔ اس واسطے اکثر الہامات جو قرآن شریف کے الفاظ میں ہوتے ہیں ان کی ایک عملی تفسیر ہو جاتی ہے۔ اِس سے خدا تعالیٰ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہی زندہ اور بابرکت زبان ہے اور تا کہ ثابت ہو جائے کہ تیرہ سو سال اِس سے قبل ہی اسی طرح سے خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوا''

(''ملفوظات'' طبع ۲۰۰۳ء، جلد دوم، صفحہ ۲۰۳)

........☆........

نوٹ: حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام پر نازل ہونے والی وہ اخبار سماویہ جن کا تعلق عالمی تغیرات سے ہے انہیں چونکہ اس سے قبل خاکسار کی طرف سے ایک الگ رسالہ کی شکل میں شائع کیا جا چکا ہے اس لئے ان کا یہاں اعادہ نہیں کیا جا رہا۔

باب اول

فصل اول

شادی اور اولاد کے بارے میں ملنے والی آسمانی اخبار

﴿ ۱ ﴾

خاندانِ سادات میں شادی کی آسمانی خبر

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کا دعویٰ وہ موعود مسیح ہونے کا تھا، جس کے بارے میں حضرت مخبر صادق، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، کی پیشگوئی موجود ہے کہ یَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَهٗ یعنی وہ شادی کرے گا اور اسکے اولاد ہوگی۔ اب اگر چہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی شادی ہو چکی تھی اور اس شادی سے آپؑ کے دو بیٹے بھی موجود تھے، تاہم آپؑ کو الہام ہوا:

اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَئَیْتَ خَدِیْجَتِیْ

یعنی

'تو میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو دیکھا'

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۔ صفحہ ۶۶۶۔ حاشیہ در حاشیہ)

یہ الہام ۱۸۸۰ء کے قریب قریب کا ہے اور صاف طور پر آپؑ کو ایک ایسی بیوی کی بشارت بہم پہنچا رہا تھا جو حضرت خدیجہ سے مماثلت رکھتی ہوگی۔ یعنی ایک تو اس کا تعلق سادات کے خاندان سے ہوگا کیونکہ حضرت خدیجہ سادات کی نانی ہیں۔ دوسرے اس کی اولاد سے ایک بہت بڑی نسل پیدا ہوگی کیونکہ سادات کی جو نسل چلی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِسی زوجہ مطہرہ کے بطن سے چلی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس نے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو دوسری بیوی کی بشارت دیتے ہوئے ایسے کلمات استعمال فرمائے جنکے اندر اشارۃ النص کے طور پر یہ دونوں خوشخبریاں پائی جاتی تھیں۔ اِسی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ خود بھی فرماتے ہیں:

''یہ الہام براہین (مراد آپ کی کتاب ''براہین احمدیہ''۔ناقل) میں درج ہے۔اس میں بطور پیشگوئی اشارۃً یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ تمہاری شادی جو سادات میں مقدر ہے ضروری طور پر ہونے والی ہے۔اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو خدیجہ کے نام سے یاد کیا۔یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک بڑے خاندان کی ماں ہو جائے گی''

(''تحفہ گولڑویہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۷۔صفحہ ۱۱۷)

پھر ۱۸۸۱ء کے قریب یعنی اس دوسری شادی سے بہت پہلے آپ کو ایک اَور الہام ہوا جس میں آپ کو نکاح ثانی کے ہر لحاظ سے مشرف اور معزز ہونے کی خبر دی گئی۔اس الہام کے الفاظ یہ تھے:

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ

یعنی سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے تمہیں دامادی اور تمہارے حسب ونسب دونوں کے لحاظ سے شرف بخشا ہے

(''تحفہ گولڑویہ'' جلد ۱۷۔صفحہ ۱۱۷)

اس الہام کا مطلب آپ نے یہ بیان فرمایا کہ جس خاندان کے ساتھ آپؑ کا رشتہ زوجیت قائم ہونے والا ہے وہ حسب ونسب میں اسی طرح معزز اور شریف ہوگا جیسا کہ آپؑ کا اپنا خاندان۔اور یہ ظاہر ہے کہ آپؑ کا اپنا خاندان بھی شرف اور مرتبہ کے لحاظ سے ایک معزز خاندان تھا جو علاوہ اس کے کہ امراء اور والیانِ ریاست کا خاندان تھا اس میں سادات کے خون کی بھی آمیزش پائی جاتی تھی۔[۱]

ایک اَور مقام پر اس الہام سے ایک لطیف استدلال کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''الہام اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ سے ایک لطیف استدلال میرے بنی فاطمہ ہونے پر پیدا ہوتا ہے کیونکہ صہر اور نسب اِس الہام میں ایک ہی جَعَلَ

[۲]..

[۱] آپؑ نے اپنے خاندان کی شرافت اور نجابت کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

''ہمارے خاندان کی قومیت ظاہر ہے۔اور وہ یہ ہے کہ وہ قوم کے برلاس مغل ہیں۔اور ہمیشہ اِس خاندان کے اکابر امیر اور والیان ملک رہے ہیں۔.....ہماری قوم کو سادات سے یہ تعلق رہا ہے کہ بعض دادیاں ہماری شریف اور مشہور خاندان سادات سے ہیں''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔صفحہ ۲۷۳)

کے نیچے رکھے گئے ہیں،اور ان دونوں کو قریباً ایک ہی درجہ کا امر قابل حمد ٹھہرایا گیا ہے۔اور یہ صریح دلیل اِس بات پر ہے کہ جس طرح صہر یعنی دامادی کو بنی فاطمہ سے تعلق ہے اسی طرح نسب میں بھی فاطمیت کی آمیزش والدات کی طرف سے ہے۔اور صہر کونسب پر مقدم رکھنا اسی فرق کے دکھلانے کیلئے ہے کہ صہر میں خالص فاطمیت ہے اور نسب میں اس کی آمیزش''

(''تحفہ گولڑویہ''، روحانی خزائن،جلد ۱۷۔صفحہ ۱۱۷۔حاشیہ)

جب آپ کو مذکورہ بالا الہامات سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ ارادۂ الٰہی یہی ہے کہ آپ دوسری شادی کریں تو فرماتے ہیں:

''مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر مَیں انجام دوں گا کہ اِس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر مَیں ہمیشہ کیلئے اِس بوجھ کا متحمل ہوسکوں گا تو مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔تب یہ الہام ہوا

ہر چہ باید نو عروسی را ہماں ساماں کنم
وانچہ در کار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا تمام سامان اس کامَیں آپ کروں گا

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن جلد ۲۲۔صفحہ ۲۴۷)

گویا نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپؑ کو ایک شریف اور معزز خاندان کے ساتھ رشتۂ زوجیت میں منسلک ہونے کی پے در پے خوش خبریاں بہم پہنچائیں بلکہ ایک بہت ہی محسن اور مہربان دوست کی طرح آپؑ کو یہ بھی یقین دلایا کہ وہ اس شادی کے جملہ اخراجات کا بھی خود کفیل ہوگا۔

ان جملہ آسمانی بشارات پر آپ کو اس قدر یقین تھا اور آپ توکل کے ایسے اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ آپؑ نے بڑے زور سے اعلان فرمایا کہ

''خدا نے اپنے الہام میں مجھے اطلاع دی ہے کہ ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کریگا اور وہ قوم کے سید ہونگے اور اس بیوی کو خدا مبارک کریگا اور اس سے اولاد ہوگی''

(بحوالہ ''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔صفحہ ۲۰۲)

پھر آپؑ کو ملنے والی ان اخبار سماویہ کے مطابق جب بالکل ناموافق حالات میں دہلی کے ایک

مشہوراور معزز خاندان سادات میں آپ کی شادی ہوگئی [ا]۔اور پھر جس طرح عام ملکی روایات سے بالکل ہٹ کر آپؑ کی شادی کی یہ تقریب عمل میں آئی وہ بھی ایک معجزہ سے کم نہ تھا، کیونکہ

۔اوّل ،تو اس خاندان کی جس دختر نیک اختر سے آپؑ کا نکاح تجویز ہوا،یعنی سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہ، وہ عمر میں آپؑ سے بہت ہی کم تھیں۔

۔دوم ،آپؑ کی پہلے شادی بھی تھی اوراس سے اولاد بھی تھی۔

۔سوم ،آپؑ کا خاندان اگرچہ معروف اور معزز تھا لیکن ایک سید خاندان کی ایک غیر سید خاندان میں شادی عموماً ناممکنات میں سمجھی جاتی تھی۔

۔چہارم ،دہلی جیسے شہر کے سید خاندان کا ایک پنجابی مغل خاندان میں رشتہ اوروہ بھی ایک دُور افتادہ گاؤں میں جہاں بجلی اور پانی جیسی بنیادی سہولیات بھی میسر نہ تھیں اور نہ ذرائع مواصلات کی سہولتیں میسر تھیں ویسے ہی ایک ناممکن الحصول امر تھا۔

۔پنجم ،اس بچی کے لئے والدین کے پاس اَور بھی موزوں رشتے آچکے تھے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آپؑ ذیابیطس اوردورانِ سر وغیرہ امراض جو قدیم سے آپؑ کے شامل حال تھیں کے باعث سخت کمزور ہو چکے تھے اوردوسری شادی کے قابل نہ تھے۔آپؑ نے اپنی اس حالت کا نقشہ یوں بیان فرمایا ہے:

''جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دِق کی بیماری کا اثر بھی بکلی دُور نہ ہوا تھا......میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن،جلد۱۸۔صفحہ ۵۸۷)

[ا] سادات کا یہ خاندان، دہلی کے ایک مشہوراور باخدا صوفی بزرگ ،حضرت خواجہ میر دردؒ، کی نسل سے تھا۔حضرت خواجہ میر دردؒ کے مورث اعلیٰ حضرت خواجہ محمد طاہرؒ جوشہنشاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں بخارا سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے تھے انہیں اپنے دَور میں اس قدر عظمت حاصل تھی کہ بعض بڑے بڑے نوابوں اور رؤساء نے اپنی لڑکیاں اس خاندان کو دے رکھی تھیں۔خود حضرت خواجہ میر دردؒ کا شمار تیرھویں صدی کے اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔

لیکن ان جملہ مادی، جسمانی اور خاندانی رکاوٹوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنی حسین قدرتوں کا ایسا جلوہ دکھایا کہ جہاں بغیر سابقہ تعلقاتِ قرابت کے اس شریف خاندان سادات میں آپ کی شادی ہوگئی وہاں جسمانی عوارض جو شادی کی علت غائی کے حصول میں روک بن سکتے تھے بھی معجزانہ رنگ میں دُور ہو گئے اور پھر مالی لحاظ سے بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا آپ کی ایسی دستگیری فرمائی کہ آپؑ کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

جہاں تک اس بیوی سے آپؑ کے ہاں اولاد پیدا ہونے کا تعلق ہے تو ابھی آپؑ کی شادی پر ایک مہینہ بھی نہیں گذرنے پایا تھا کہ اس علیم وخبیر خدا نے آپؑ کو بشارت دی کہ وہ آپؑ کو جلد زندہ رہنے والی نرینہ اولاد سے نوازے گا۔اس بارے میں خود حضرت سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہؓ یعنی آپ کی زوجہ محترمہ نے ایک دلچسپ روایت بیان فرمائی ہے۔آپ فرماتی ہیں:

"جب میری شادی ہوگئی اور مَیں ایک مہینہ قادیان میں ٹھہر کر پھر واپس دہلی گئی تو اُن ایام میں حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے ایک خط لکھا کہ مَیں نے خواب میں تمہارے تین جوان لڑکے دیکھے ہیں"

("سیرۃ المہدی" حصہ اول، روایت نمبر ۱۱۔ بحوالہ "تذکرہ" طبع چہارم۔ص ۶۲۷)

یہ بشارت تو مجمل طور پر آپؑ کو اپنی شادی کے بالکل ابتدائی ایام میں اپنے ہونے والی اولاد کے بارے میں اپنے خدا کی طرف سے ملی۔ تاہم اس سے بہت بڑھ کر جو بشارات آپ کو اس شادی کے بہت مبارک ہونے اور اس سے ایک لمبی اور تا قیامت جاری رہنے والی ذریّت عطا کئے جانے کے بارے میں بعد میں ملیں اور اُس وقت ملیں جب کہ آپ کے ہاں ابھی کسی بیٹے نے جنم نہ لیا تھا تو آپ نے ان سب کو ایک بزرگ پیشگوئی کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے جن پرشوکت الفاظ میں اس کا اعلان فرمایا وہ آپکے اپنے خدا پر یقین اور توکل کے آئینہ دار ہیں۔جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

"پھر خدائے کریم جل شأنہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ:

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔اور مَیں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا"

اسی طرح فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

''خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کریگا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریّت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک کہ دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا''

(''مجموعہ اشتہارات''، جلد اول۔صفحہ ۱۰۲)

کیا اپنی اولاد کے بارے میں اور پھر اپنی نسل کے تا قیامت زندہ رہنے کے بارے میں کسی انسان کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ خدا سے علم پائے بغیر ایسی زبردست پیشگوئیاں کر سکے؟

ان الٰہی بشارات کی تکمیل اپنے اپنے وقت مقدر پر کس طرح ہوئی اور کس طرح ان میں سے ہر ایک کے ظہور کے وقت خدا تعالیٰ کے چمکتے ہوئے نشانات ظاہر ہوئے اس کا مفصل تذکرہ اگلے صفحات میں کیا جا رہا ہے۔

غرض آسمان پر طے پانے والی تقدیر کے مطابق اللہ تعالیٰ کا حضرت مہدیؑ آخرالزماں کے بارے میں چودہ سو سال قبل کا ترتیب دیا ہوا پروگرام جس حسین وجمیل شکل میں معرض وجود میں آیا وہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں کا شاہکار، اس کی زندہ ہستی کا ایک زبردست نشان اور اسکی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆ ☆ ☆

﴿۲﴾

آپ کو ایک بہت بڑی نسل عطا کئے جانے کی خبر

حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام کو اپنے دعویٰ ماموریت سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعدد ایسی مبشر اخبار ملیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ آپؑ کا آبائی سلسلۂ نسب اب جلد ختم ہونے والا ہے اور آپؑ کے وجود کے ذریعے ایک نئے اور بزرگ خاندان کی بنیاد ڈالی جائیگی۔ ان اخبار میں سے ایک خبر مندرجہ الفاظ میں آپؑ کو دی گئی:

سُبْحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ۰ زَادَ مَجْدُکَ ۰
یَنقَطِعُ آبَاؤُکَ وَ یُبْدَؤُ مِنْکَ

یعنی

'پاک ہے وہ خدا جو بہت برکت والا اور بلند ہے۔ وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا۔ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا تیرے وجود کی برکت سے ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالے گا'

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۹۲)

اس الہام کی تشریح میں آپؑ نے فرمایا:

''اس پیشگوئی میں دو وعدے ہیں۔ ۱) اوّل یہ کہ خدا لائق اور اچھی اولاد اس خاندان میں پیدا کریگا۔ اور دوسرے یہ کہ تمام شرف اور مجد کا ابتداء اس عاجز کو ٹھہرایا جائیگا''

(''سراج منیر''، روحانی خزائن، جلد ۱۲۔ صفحہ ۴۷)

چنانچہ جب دعویٰ ماموریت کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ہاں اولاد کا ایک نیا سلسلہ جاری فرما دیا اور پھر سلسلۂ بیعت کے شروع ہو جانے پر آپؑ بطور مامور من اللہ اور مہدئ آخر الزماں مرجع خواص وعوام بن گئے اور لوگ چاروں طرف سے اُمڈ اُمڈ کر آپؑ کے پاس پہنچنے اور اپنی جانیں اور اموال آپؑ پر نچھاور کرنے لگے، دوسری طرف آپؑ کے آبائی خاندان کی شہرت قصۂ پارینہ بن کر رہ گئی تو آپؑ نے دنیا کو للکار کر فرمایا:

''اب بتلاؤ، کیا یہ سچ نہیں کہ میری شہرت میرے خاندان کی شہرت سے بہت زیادہ بڑھ

گئی۔اور ہزار ہا مخلوقات کو خدا نے ربقۂ اطاعت میں داخل کر دیا۔اور آج کے دن سے پہلے کون جانتا تھا کہ اس سلسلہ کی اس قدر ترقی ہو جائیگی؟''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۵۰۳)

اولاد کے سلسلے میں دوسری الہامی خبر جو آپؑ کو ملی وہ پہلی کی نسبت بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ آپؑ کی لمبی عمر اور کثرت اولاد پر دلالت کرتی تھی۔اس کے الفاظ یہ تھے:

ثَمَانِيْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ اَوْ تَزِيْدُ عَلَيْهِ سِنِيْنًا.
وَ تَرٰى نَسْلًا بَعِيْدًا

یعنی'تیری عمر اسی (۸۰) برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ۔اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دُور کی نسل دیکھ لے گا'۔

(''اربعین''، نمبر۳، روحانی خزائن، جلد ۱۷۔صفحہ ۴۱۹)

یہ الہام قریباً ۱۸۸۵ء کا ہے۔اس میں آپؑ کو لمبی عمر کے حوالے سے نسل در نسل اولاد ملنے کی واضح بشارت دی گئی۔اب اگرچہ آپؑ کی پہلی بیوی سے دو بیٹے موجود تھے۔لیکن جس صورت میں کہ انسان نہ اپنی اور نہ اپنی اولاد کی زندگی کی ضمانت دے سکتا ہے تو اولاد در اولاد کے بارے میں دعویٰ کرنا اس کیلئے کیسے ممکن ہے سوائے اس کے کہ خدا اسے بتائے۔پھر یہ امر بھی غور طلب ہے کہ یہ الہام آپ کی دوسری شادی سے بہت پہلے کا ہے۔اس میں اولاد کے ایک لمبے سلسلہ کا عطا ہونا دراصل ایک ایسی بیوی کی بشارت اپنے اندر لئے ہوئے تھا جو ایک بہت بڑے خاندان کی ماں بننے والی تھی۔ظاہر ہے کہ اتنا لمبا عرصہ پہلے بیوی اور اولاد ملنے کا دعویٰ صرف وہی کر سکتا ہے جو خدا سے علم پا کر بتائے کہ ایسا ہوگا۔

چنانچہ خدا نے اپنے پاک وعدہ کے موافق آپکو لمبی عمر اور شہرت بھی بخشی، دوسری بیوی بھی عطا فرمائی اور بیٹوں اور بیٹیوں سے بھی نوازا جس پر آپ نے بڑے زور سے اعلان فرمایا کہ:

''یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے کہ جب کسی قسم کی عظمت میری طرف منسوب نہیں ہوتی تھی اور مَیں ایسے گمنام کی طرح تھا جو گویا دنیا میں نہیں تھا......پھر اس پیشگوئی میں جس کثرتِ نسل کا وعدہ تھا اسکی بنیاد بھی ڈالی گئی کیونکہ اس پیشگوئی کے بعد چار فرزند نرینہ اور ایک پوتا اور دو لڑکیاں میرے گھر میں پیدا ہوئیں جو اُس وقت موجود نہیں تھیں''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔صفحہ ۲۶۴)

کثرتِ اولاد کے سلسلے میں آپ کو تیسری بشارت جن الفاظ میں ملی انہیں بھی ایک بزرگ پیشگوئی کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے آپؑ نے بذریعہ اشتہار مندرجہ ذیل اعلان فرمایا:

’’پھر خدائے کریم جلّشانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھریگا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تُو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذُرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہونگے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی‘‘

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول۔ ص ۱۰۲)

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے انذاری اور تبشیری پہلوؤں پر مشتمل ان آسمانی اخبار سے آپ کو اُس وقت اطلاع ملی جب آپ کی حالت ایک معمولی انسان کی سی تھی۔ پھر اگرچہ آپ کی پہلی بیوی سے دو بیٹے موجود تھے اور آپ کی دوسری شادی بھی ہوگئی تھی تاہم کوئی انسان خواہ کتنا ہی صحتمند کیوں نہ ہو دعوے سے نہیں کہہ سکتا کہ اس کی ایک لمبی نسل چلے گی یا یہ کہ اس کے آبائی خاندان کے باقی افراد کی اولاد منقطع ہو جائے گی۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں آپ کے جدی مخالف بھائیوں کی اولاد کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے منقطع ہو گیا وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ رہنے والی اولاد عطا فرمائی اور اس میں سے اولاد در اولاد کا ایک ایسا لمبا سلسلہ چلا جو اس وقت پوتوں، پوتیوں، نواسوں، نواسیوں اور آگے ان کی اولادوں کو ملا کر ہزاروں تک جا پہنچا ہے۔

یہ مضمون ختم کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی زیر بحث کے اس حصے پر کچھ مزید روشنی ڈالی جائے جو آپ کے آبائی خاندان کے ذکر کے منقطع ہونے سے متعلق تھی اور جس کے الفاظ تھے: ’یَنْقَطِعُ آبَاؤُکَ‘۔ پیشگوئی کے اس حصہ کا ظہور جس جلالی رنگ میں ہوا یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے کہ اگر ہمارے مخالفین اس ایک ہی آسمانی خبر کو تاریخ کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کریں تو ان پر حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے سارے دعوے کی حقیقت آشکار ہو سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ نسل کا چلنا یا منقطع ہو جانا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کوئی انسان دعوے سے نہیں کہہ سکتا کہ اس کی اتنی اولاد ہو گی یا یہ کہ کسی دوسرے کی نسل ختم ہو جائے گی۔ ایسا دعویٰ کرنا تو صرف اور صرف انبیاء کا خاصہ ہے جو خدا سے علم پا کر ایسا کرتے ہیں۔ اور اگر حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے ایسا دعویٰ

کیا تو یقیناً یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ خدا کی طرف سے تھے۔ پس حضرت بانیٔ سلسلہؑ کا یہ پیشگوئی کرنا کہ آپؑ کے آباؤ اجداد کی نسل منقطع ہو جائیگی ایک بہت بڑا چیلنج تھا جو آپؑ نے کیا۔ اور پھر جس شان اور جلال کے ساتھ یہ پیشگوئی پوری ہوئی آپؑ کے خاندان کی تاریخ اس پر شاہد ہے۔ چنانچہ آپؑ کے چوتھے جانشین حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تیرے آباؤ اجداد کی ذریت منقطع ہو جائے گی اور تجھ سے نسل پھیلے گی۔ اُس وقت خاندان کے ستّر افراد تھے لیکن وہ سب کے سب ختم ہو گئے اور ان کی نسل نہیں چلی سوائے دو کے اور وہ دونوں احمدی ہو گئے تھے''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ر جون ۱۹۹۶ء، بحوالہ الفضل انٹرنیشنل، لندن، مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۹۶ء)

پھر ایک اَور موقع پر اسی پیشگوئی پر ذرا زیادہ وضاحت کے ساتھ تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اب یہ جو پیشگوئی ہے کس شان سے پوری ہوئی ہے......روایات کے مطابق ستّر افراد تھے خاندان کے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے جن کو اکیلا کر کے ایک طرف چھوڑا ہوا تھا۔ اور سارا خاندان آپ کا مخالف تھا۔ یہ اللہ کی عجیب شان ہے کہ وہ سارا خاندان کاٹا گیا......ایک زمانے میں مجھے شوق تھا کہ دیکھوں تو سہی وہ کون لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آبائی خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے۔ تو عجیب برا حال ان کا دیکھا۔ کوئی نیم سا دیوانہ ہو کر پھرتا رہتا تھا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے زندگی کی رمق کیلئے غذا مانگتا تھا، خوراک مانگتا تھا۔ کوئی ٹانگے چلاتا تھا لاہور میں۔ اور آگے اس کی پھر کوئی نسل نہیں۔ کچھ پتہ نہیں کہ کہاں گئے وہ لوگ''

(خطبہ فرمودہ ۱۷ر مارچ ۲۰۰۰ء، بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، انگلستان،
بحوالہ الفضل انٹرنیشنل، لندن، مورخہ ۲۸ر اپریل ۲۰۰۰ء)

غرض آپ کا یہ الہام کہ ہر جہت سے پورا ہوا جس میں آپ کو فرمایا گیا تھا کہ 'تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا تیرے وجود کی برکت سے ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالے گا'

☆ ☆ ☆

﴿ ۳ ﴾

آپؑ کو اپنی مبشر اولاد کے بارے میں ملنے والی تفصیلی بشارات

اب آپؑ کو اپنی اسی زوجہ مبارکہ کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد کے بارے میں ملنے والی بشارات کا الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اس مبارک خاتون کے بطن سے بیٹے بھی عطا فرمائے اور بیٹیاں بھی۔ ان میں سے بعض خدا کی پہلے سے بتائی ہوئی تقدیر کے مطابق کم عمری میں فوت بھی ہو گئے مگر جو چیز توجہ کے لائق ہے اور اس ساری داستانِ دلستان کو ایک خارق عادت رنگ بخش رہی ہے، وہ یہ ہے کہ پہلے آپ کو مجمل طور اپنی ہونے والی اولاد کا ایک تصویری نقشہ دکھایا گیا۔ مثلاً جیسا کے آپؑ فرماتے ہیں:

”خدائے جل شانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ

تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔ اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔ اور مَیں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا“

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد ا۔ صفحہ ۹۷ تا ۱۰۳)

بلکہ ابھی جب آپ کے نکاح ثانی کی کوئی تقریب بھی پیدا نہ ہوئی تھی اور اس طرف آپ کا خیال تک بھی نہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

” عنقریب ایک اَور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا۔ اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی“

اور پھر فرماتے ہیں

”اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے۔ مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا“

(بحوالہ ”مکتوبات احمدیہ“، جلد پنجم، نمبر ۲، صفحہ ۶، بحوالہ ”تذکرہ“ طبع چہارم۔ صفحہ ۱۴۲)

اور پھر جب خدا کی اس پہلے سے بتائی ہوئی تقدیر کے مطابق آپؑ کی دوسری شادی ہوگئی تو پھر ہر بیٹے کی پیدائش سے پہلے الگ الگ بھی بذریعہ الہام آپؑ کو اطلاع ملتی چلی گئی۔ چنانچہ جب ان بشارات سماویہ کے مطابق آپ کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوگئے تو آپؑ نے ان سب کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے والے ایک احسانِ عظیم کے طور دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے بڑے زور سے فرمایا:

''تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اوّل تو خدا تعالیٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی۔ اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی جائیں۔ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کوئی نظیر ہے تو پیش کرو''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۱۸)

اس سلسلہ میں آپؑ کے ایک صحابی کی روایت کا بیان دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت مولوی قطب الدین صاحب ولد غلام حسین صاحب ساکن چندھڑ، ضلع گوجرانوالہ، بعدہٗ مہاجر قادیان، بیان فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ مَیں حضرت صاحب کے پاؤں دبا رہا تھا۔ مَیں نے عرض کِیا، عالم ارواح کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا، عالم ارواح ایک عالم ہے اور ضرور ہے۔ دیکھو، ہماری یہ دہلی والی شادی ابھی نہ ہوئی تھی کہ ہم نے خواب میں چھوٹے چھوٹے بچے دیکھے جو کھیلتے تھے اور میری ٹانگوں کو چمٹتے تھے۔ مگر اب دیکھو وہ خواب پورا ہو گیا۔ اور میاں محمود، میاں بشیر، میاں شریف اسی طرح کھیلتے ہیں۔ تو ثابت ہوا ان کا وجود عالم ارواح میں تھا تو جبھی مجھے دکھایا گیا تھا ورنہ کہاں سے نظر آتا؟''

(''سیرت احمد''، مرتبہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ۔ صفحہ ۱۲۷)

اب ذیل میں بتایا جاتا ہے کہ آپؑ کو کس طرح اپنے ہر بچہ کی پیدائش سے پہلے بذریعہ الہام یا کشفِ صریح اس کی خبر ملی اور یہ بھی کہ پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوگا یا لڑکی بلکہ یہ بھی کہ آیا وہ بچہ زندہ رہے گا یا فوت ہو جائے گا۔ اور چونکہ آپؑ کا دعویٰ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونے کا تھا آپؑ نے ہر ایسی آسمانی خبر کو اللہ تعالیٰ کے نشان اور اپنے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت کے طور پر پیش فرمایا۔ اس سلسلے

میں پہلے آپؑ کا ایک اصولی بیان درج کیا جاتا ہے جس سے اس قسم کی پیشگوئیوں کی اہمیت اور عظمت واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

''لڑکا خدا کی عطا ہے،اپنا دخل اور اختیار نہیں اور اس جگہ ایک بادشاہ کو بھی دعویٰ نہیں پہنچتا کہ اتنی مدت تک ضرور لڑکا ہی پیدا ہو جائے گا۔ بلکہ اس قدر بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت تک آپ ہی زندہ رہے گا۔اور یا یہ کہ بیوی زندہ رہے گی۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان دنوں کی ہمیشہ کی وباؤں نے جو طاعون اور ہیضہ ہے لوگوں کی ایسی کمر توڑ دی ہے کہ کوئی ایک دن کیلئے بھی اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ علاوہ اسکے جو شخص تحدّی کے طور پر ایسی پیشگوئی اپنے دعوے کی تائید میں شائع کرتا ہے اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی غیرت کا ضرور یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ ابداً ایسی مرادوں سے اسکو محروم رکھے کیونکہ اس کا ابتر اور بے فرزند مرنا اس سے بہتر ہے کہ لوگ اسکی ایسی مکاریوں سے دھوکہ کھائیں اور گمراہ ہوں''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔صفحہ ۲۱۶)

☆

پہلی بشارت الٰہی
ایک حسین بیٹے کی بشارت

ابھی جب آپؑ کی دوسری شادی نہیں ہوئی تھی، بلکہ اس کے آثار بھی نہ تھے تو آپؑ کو الہام ہوا:

اِنّا نُبَشّرُکَ بِغُلامٍ حَسِیْنٍ

یعنی 'ہم تجھے ایک حسین بیٹے کی بشارت دیتے ہیں'

یہ الہام آپؑ کو ۱۹۸۱ء کے لگ بھگ ہوا اور ایسے مخالف حالات میں ہوا کہ جن لوگوں نے بھی سنا، تعجب کیا۔ کیونکہ آپؑ کی پہلی بیوی کو عرصہ بیس سال سے اولاد ہونی موقوف ہو چکی تھی۔ اور کسی اَور شادی کے ابھی کچھ آثار ہی نہیں تھے۔ چنانچہ ایک صاحب حافظ نور احمد امرتسری نے اس پر بایں الفاظ تبصرہ کیا، 'خدا کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ آپ کو اسی (پہلی) بیوی سے لڑکا عطا کر دے'۔

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔صفحہ ۲۰۰)

دوسری بشارت الٰہی
ایک مخصوص صفات والے صالح فرزند کے بارے میں ملنے والی عظیم بشارت

اس موضوع پر بحث کرنے سے پیشتر ناظرین کی توجہ آج سے پندرہ صدیاں قبل کی حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی پیشگوئی کی طرف دلائی جاتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ آپؐ کا وہ روحانی فرزند جسے آپؐ نے مہدی کے نام سے موسوم فرمایا ہے' شادی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی'۔ پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں: یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ ۔ اب شادی تو ہر شخص ہی کرتا ہے اور اس کے اولاد بھی ہوتی ہے۔ پھر کونسی خاص بات تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُس موعود فرزند کے متعلق فرمائی۔ دراصل ان الفاظ میں ایک بہت بڑی پیشگوئی مخفی تھی اور وہ یہ کہ آپ کا وہ روحانی فرزند جسے آپؐ نے عِیسیٰ نَبِیُّ اللّٰہ کے نام سے بھی پکارا ہے، خدا کے خاص منشاء کے تحت شادی کرے گا اور اس شادی کے نتیجہ میں اسے ایک ایسا صالح فرزند عطا کیا جائے گا جو نہ صرف کمالاتِ روحانیہ میں اس کا مثیل ہوگا بلکہ دین اسلام کی حمایت کے سلسلے میں نمایاں کردار ادا کرنے والا ہوگا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس موعود روحانی فرزند کو دنیائے اسلام کے بڑے بڑے صوفیاء نے بھی اپنی روحانی آنکھوں سے دیکھا۔ چنانچہ بزرگانِ سلف میں سے حضرت مولوی جلال الدین رومیؒ نے روم میں، حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے شام میں اور چھٹی صدی ہجری کے ایک صوفی بزرگ حضرت مولوی نعمت اللہ ولی ہانسویؒ نے ہندوستان میں اسے اپنی کشفی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے اپنے رنگ میں اس کے ظہور کی پیشگوئیاں فرمائیں۔

اِدھر جب حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے اذن پا کر دوسری شادی کر لی اور آپؑ کو خدا تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ آپؑ اس زمانے کے مامور ہیں تو ان قدیم نوشتوں کو پورا کرنے کی غرض سے آپؑ کے دل میں قادیان سے باہر جا کر چلہ کشی کرنے اور اس سلسلے میں دعائیں کرنے کی تحریک پیدا ہوئی۔ پھر جونہی آپؑ نے اس کا ارادہ کیا تو آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ

''تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی''

(''سیرۃ المہدی'' حصہ اول، صفحہ ۶۹ بحوالہ ''تذکرۃ طبع چہارم۔ صفحہ ۱۳۳)

اس الٰہی تحریک کی بنا پر آپ ۲۲ر جنوری ۱۸۸۶ء کو ہوشیار پور (مشرقی پنجاب کا ایک تاریخی شہر) تشریف لے گئے۔ آپؑ کے ساتھ آپؑ کے تین رفقاء اَور بھی تھے[۱]۔ وہاں آپؑ اپنے ایک قدیمی دوست شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پوری کے ایک الگ تھلگ مکان پر قیام فرما کر خاص دعاؤں اور عبادات میں مشغول ہو گئے[۲]۔ چلہ کشی اور ریاضت کا یہ سلسلہ پورے چالیس روز تک جاری رہا جس کے نتیجے میں آپؑ کو وہ بشارت ملی جو تاریخ عالم میں سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔ کیونکہ اس میں آپؑ کو ایک ایسا بیٹے عطا کئے جانے کی خبر دی گئی جس کے بارے میں آپؑ کو بتایا گیا کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا، وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پانے والا ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی، وغیرہ۔

....

[۱] یہ تین رفقاء یہ تھے: میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ، شیخ حامد علی صاحبؓ، اور رسول پور ضلع ہوشیار پور کا رہنے والا ایک شخص فتح خان نامی۔ ان تینوں کے سپرد مختلف کام کئے گئے تھے۔ میاں عبداللہ سنوری صاحب آپ کیلئے کھانا تیار کرتے تھے۔ شیخ حامد علی صاحب کے سپرد گھر کی دیکھ بھال کا کام تھا اور فتح خان صاحب بازار سے سودا سلف لاتے تھے۔ آپ نے ریاضت کیلئے مکان کی دوسری منزل اختیار فرمائی۔ صرف جمعہ کی نماز کیلئے آپ نیچے اترتے اور ایک قریبی باغ میں واقع مسجد میں اپنے ان رفقاء کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے۔

[۲] شیخ مہر علی صاحب، رئیس ہوشیار پور، حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے قدیمی دوستوں میں سے تھے۔ انہوں نے جو اپنا مکان اس مبارک غرض کیلئے پیش کیا تو انہیں اس کار خیر کا ایک تو یہ اجر ملا کہ اس واقعہ کے چند ماہ بعد ہی ان پر ایک ایسا ابتلاء آ گیا کہ علاقہ کے انگریز ڈپٹی کمشنر کی طرف سے انہیں پھانسی دیئے جانے کا حکم ملا۔ اس پر انہوں نے بڑے الحاح کے ساتھ حضورؑ کو دعا کیلئے لکھا۔ حضور نے دعا فرمائی جس کے نتیجے میں وہ حکم منسوخ ہوا۔

(نوٹ: اس واقعہ کی پوری تفصیل حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو ان کے بارے میں ہونے والی ایک رؤیاء کے حوالے سے صفحہ ۱۲۶ تا ۱۳۰ پر درج کی گئی ہے)

دوسری جزا یہ ملی کہ ان کا ایک بیٹا شیخ عمر دین اور بیٹی عمر بی بی احمدی ہو گئے اور اس طرح پر یہ خاندان ان خیرات و برکات کا وارث بن گیا جن سے دنیا وافر حصہ پا رہی ہے۔ ہر دو موصی تھے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

اس سلسلہ میں ایک اَور دلچسپ روایت بھی شیخ مہر علی صاحب کی پوتی مبارکہ بیگم صاحبہ (دختر شیخ عمر دین صاحب) اہلیہ ملک منصور احمد صاحب (ابن ملک غلام فرید صاحب، مفسر قرآن کریم انگریزی) کے ذریعے خاکسار تک پہنچی ہے۔ وہ حلفیہ بیان کرتی ہیں کہ وہ مکان جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چلہ کشی کی، وہاں بعض اَور مذہبی علماء بھی آ کر ٹھہرا کرتے تھے اور شیخ صاحب موصوف کی اہلیہ بختاور بی بی انہیں کھانا بھجوایا کرتی تھیں۔ جب حضرت اقدس علیہ

(بقیہ حاشیہ اگلہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

آپؑ نے یہ خوشخبری انہی الہامی الفاظ کیساتھ کہ جن میں آپؑ کو وہ خدا کی طرف سے ملی تھی، ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار کی صورت میں شائع فرمادی۔ یہ اشتہار جو اخبار ''ریاض ہند'' امرتسر کی یکم مارچ ۱۸۸۶ء کی اشاعت میں بطور ضمیمہ شائع ہوا اس کا پورا متن حسب ذیل تھا:

'مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں مَوت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں، جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

....

(**بقیہ حاشیہ**) السلام وہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضورؑ اس میں سے بہت کم تناول فرماتے تھے جبکہ آپ سے پہلے آنیوالے مولوی سارے کا سارا کھانا کھا جاتے تھے اور ٹرے بالکل خالی واپس آتا تھا۔ یہ بات انہیں بڑی عجیب لگی۔ چنانچہ ایک رات انہوں نے وہاں آکر دروازے کی اوٹ میں سے اندر جھانکا تو انہیں بڑی روشنی نظر آئی ایسی کہ ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اس سے وہ سمجھیں کہ علاقہ بھیٹ سے آنیوالا یہ مولوی (یعنی حضرت بانیٔ سلسلہؑ) کوئی بہت پہنچا ہوا انسان ہے۔ پھر انہوں نے یہ بات اپنے سارے خاندان کے لوگوں کو بتائی۔ (یہ روایت خاکسار تک شیخ عمر دین صاحب کی پوتی، مکرمہ شگفتہ ملک صاحبہ، اہلیہ ملک نعیم صاحب، حال مقیم جرمنی، کے ذریعہ پہنچی ہے)

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے، کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے، مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ. مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا '

(بحوالہ ''مجموعہ اشتہارات''، جلد اول۔ صفحہ ۱۰۱-۱۰۲)

اس کے بعد آپ کو بذریعہ الہام یہ بھی انکشاف ہوا کہ ایسی صفات کا حامل لڑکا عرصہ ۹ سال کے اندر پیدا ہوگا۔ آپ نے یہ خبر بھی اپنے ایک دوسرے اشتہار مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں شائع فرمادی۔ خبر کے الفاظ یہ تھے:

''ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا، خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۱۱۳)

یہ اتنا بڑا دعویٰ تھا کہ کسی انسان کیلئے ممکن نہیں کہ بغیر اس کے کہ اسے عالم الغیب خدا بتائے وہ ایسا دعویٰ کر سکے۔ کیونکہ

اوّل، انسان کو اپنی زندگی کا پل بھر بھی اعتبار نہیں، کجا یہ کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ وہ نو سال تک ضرور زندہ رہے گا۔ اور صاحب اولاد ہوگا۔

دوئم، اگر وہ صاحب اولاد بھی ہو جائے اور اس کے ہاں لڑکا بھی پیدا ہو جائے تو قطعاً وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ لڑکا زندہ رہے گا اور لمبی عمر پانے والا ہوگا۔

سوئم، اگر وہ لڑکا لمبی عمر پا بھی لے تو ضروری نہیں کہ وہ ذہین بھی ہو۔ بعض اوقات امراء اور بادشاہوں کے بچے غبی اور کند ذہن نکلتے ہیں۔

چہارم، اگر وہ لڑکا ذہین بھی ہو اور دنیاوی تعلیم اور ڈگریاں بھی حاصل کر لے تو ضروری نہیں کہ وہ غیر معمولی شہرت کا مالک ہو جائے اور دنیا کے کناروں تک اس کا نام پہنچ جائے۔ بڑے بڑے امراء، ڈاکٹروں اور بیرسٹروں کی شہرت اپنے شہر یا ملک سے باہر نہیں نکلتی۔

ان جملہ احتمالات کے ہوتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کا ایک لڑکے کی پیدائش کی پیشگی خبر دینا، اس لڑکے کو غیر معمولی صفات کا حامل قرار دینا، اس کے دنیا کے کناروں تک شہرت پانے اور دنیا کی قوموں کے اس سے برکت حاصل کرنے کی پیشگوئی کرنا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے اپنے ماموراور منجانب اللہ ہونے کے حق میں بطور ثبوت پیش کرنا، یہ اتنا بڑا دعویٰ تھا کہ آپؑ اللہ تعالیٰ سے علم پائے بغیر ایسا کر ہی نہ سکتے تھے۔

آپؑ کی اس پیشگوئی کا پہلا ردعمل یہ دیکھنے میں آیا کہ کیا اہل اسلام اور کیا ہندو اس کی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اسے استہزا اور تمسخر کا نشانہ بناتے ہوئے قسم قسم کی باتیں کہنی شروع کر دیں۔ سب سے پہلے قادیان ہی کے دو آدمیوں نے یہ دروغ بے فروغ بپا کرنا شروع کر دیا کہ دراصل ڈیڑھ ماہ سے ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو چکا ہے جسے انہوں نے چھپا رکھا ہے تا وقت آنے پر وہ اسے اپنی کرامت کے طور پر پیش کر سکیں۔

ہر چند کہ یہ اتہام ایسا نہیں تھا کہ کوئی صاحب عقل اسے کوئی وقعت دیتا تاہم حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اس کا اسی وقت قلع قمع کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ آپؑ نے بلا توقف ایک تیسرا اشتہار شائع فرمایا جس میں اس سراسر جھوٹے، بے بنیاد اور شرارت پر مبنی الزام کی تردید کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''ہم ان کے اس قولِ دروغ کا ردّ واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰۔۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا......اور یہ اتہام کہ گویا ڈیڑھ ماہ سے پیدا ہو گیا ہے سراسر دروغ ہے''

اور پھر اس دروغ کی قلعی کھولنے کیلئے آپؑ نے مزید یہ تحریر فرمایا کہ

''آجکل ہمارے گھر کے لوگ بمقام چھاؤنی انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس

یعنی اپنے والد میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں اوران کے گھر متصل منشی مولا بخش صاحب ملازم ڈاک ریلوے اور بابو محمد صاحب کلرک دفتر نہر رہتے ہیں۔ معترضین یا جس شخص کو شبہ ہو اس پر واجب ہے کہ اپنا شبہ رفع کرنے کیلئے وہاں چلا جاوے اور اس جگہ اردگرد سے خوب دریافت کر لے۔ اگر کرایہ آمد و رفت موجود نہ ہو تو ہم اس کو دے دیں گے''

مگر ساتھ ہی فرمایا کہ اگر کوئی شخص:

''اب بھی جا کر دریافت نہ کرے اور نہ دروغ گوئی سے باز آوے تو بجز اس کے کہ ہمارے اور تمام حق پسندوں کی نظر میں **لعنة الله علی الکاذبین** کا لقب پاوے اور نیز زیر عتاب حضرت احکم الحاکمین کے آوے اَور کیا ثمرہ اس یاوہ گوئی کا ہوگا؟''

(اشتہار مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء، بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۴)

اسی طرح ایک اَور غیر معروف شخص مسمی رمضان علی نے اخبار ''پنجابی اخبار'' کی ۲۰ مارچ ۱۸۸۶ء کی اشاعت میں یہ ہرزہ سرائی کی کہ لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی کرنا منجانب اللہ ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ ارسطو اور جالینوس وغیرھم حکماء بھی حاملہ عورت کا قارورہ دیکھ کر بتا دیتے تھے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ یہ تو مسلمان کہلانے والوں کا حال تھا۔

ادھر ہندو مخالفین بھی پیشگوئی کی وقعت کو کم کرنے اور حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنانے کی غرض سے بھانت بھانت کے تبصرے کرنے لگے۔ چنانچہ ہوشیار پور کے ہی رہنے والے ایک ہندو آریہ نے یہ اعتراض اٹھایا کہ لڑکا یا لڑکی کی شناخت بعض دائیاں بھی کر سکتی ہیں۔ گویا اس کے نزدیک لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی کو الہام یا اعلام سماوی پر مبنی قرار دینا درست نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح ایک اَور ہندو شخص اندرمن مراد آبادی نے موعودہ مدت (۹ برس) کو وجہ تنقیص بناتے ہوئے یہ نکتہ چینی کی کہ اتنے عرصہ میں تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو ہی سکتا ہے۔

آپؑ نے پہلی قسم کے اعتراضوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''واضح رہے کہ ایسا اعتراض کرنا معترض صاحب کی سراسر حیلہ سازی و حق پوشی ہے کیونکہ اوّل تو کوئی دائی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتی بلکہ ایک حاذق طبیب بھی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس امر میں میری رائے قطعی اور یقینی ہے جس میں تخلف کا امکان نہیں۔ صرف ایک اٹکل ہوتی

ہے کہ جو بار ہا خطا جاتی ہے“

پھر مقررہ مدت یعنی ۹ سال کے لحاظ سے پیشگوئی پر اعتراض کرنے والے کے جواب میں فرمایا:

”جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نَو برس سے بھی دو چند ہوتی اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے“

(بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۷)

اور چونکہ آپؑ کا سارا کاروبار اسلام کی شان و شوکت کو ظاہر کرنے اور اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور عظمت کا سکہ بٹھانے کی غرض کے لئے تھا آپؑ نے اس اعتبار سے بھی اس پیشگوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے“

(بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۱۱۴)

چونکہ اُس وقت تک آپؑ کو بذریعہ الہام الٰہی قریب کی مدت میں ایک لڑکا پیدا ہونے کی بشارت مل چکی تھی آپؑ نے اپنے ایک اَور اشتہار میں جہاں اِس قسم کے اعتراضوں کا جواب دیا وہاں اس دوسرے الہام الٰہی کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمایا:

”ماسوا اس کے اب بعد اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کیلئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلّشانہٗ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا (یہاں نوٹ دے کر حاشیہ میں فرمایا: ’عربی الہام کے یہ دو فقرہ ہیں: نَازِلٌ مِنَ السَّماءِ وَ نَزَلَ مِنَ السَّماء، جو نزول یا قریب النزول پر دلالت کرتے ہیں‘۔ ناقل)۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً

ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اَب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اَور وقت میں نَو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا‘‘‘

اور پھر اشتہار کے آخر پر تحریر فرمایا:

’’چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ٔضعیف مولیٰ کریم جل شأنہٗ کا ہے اسلیئے اسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شائع کیا جاوے گا‘‘

(اشتہار مورخہ ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء، بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔صفحہ ۱۱۷)

اب خدا تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ اس آخری اشتہار کے شائع ہونے کے ایک ہفتہ بعد ہی یعنی ۱۵؍اپریل ۱۸۸۶ء کو آپ کے گھر میں ایک لڑکی صاحبزادی عصمت پیدا ہوگئی۔بس پھر کیا تھا۔جونہی یہ خبر لوگوں کے کانوں تک پہنچی چاروں طرف سے آپ پر تنقید و تضحیک کا ایک سیلاب اُمڈ آیا۔یوں معلوم ہوتا تھا جیسے معترضین پہلے ہی منہ کھول کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ذرا سا موقع ملے تو آپ کا اور آپ کی پیشگوئیوں کا مذاق اُڑائیں۔اور ہر چند کہ آپ کے اشتہاروں میں جس مخصوص صفات والے بیٹے کی پیدائش کی خبر شائع کی گئی تھی اس کے بارے میں الہام ربانی کے تحت نو سال کی مدت مقرر تھی اور جس بیٹے کی ’’عنقریب پیدائش‘‘ کی اطلاع دی گئی تھی اس کے لئے ’’ابھی‘‘ یا ’’اس کے قریب کے حمل میں‘‘ کے الفاظ موجود تھے،معترضین نے آسمان سر پر اٹھالیا اور اپنی گندی سرشت کے مطابق نہایت درجہ گھٹیا زبان استعمال کرتے ہوئے استہزاء اور تمسخر سے کام لینے لگے۔مثلاً

ایک شخص نبی بخش نے لاہور سے آپ کو لکھا کہ تمہاری پیشگوئی جھوٹی نکلی۔کہا تھا لڑکا اور پیدا ہوگئی لڑکی۔اور یہ کہ تم درحقیقت بڑے فریبی اور مکار اور دروغگو ہو۔اس کے جواب میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے صرف یہ تحریر فرمایا کہ ’اے خدائے قادر! یہ لوگ اندھے ہیں، ان کو آنکھیں بخش۔یہ نادان ہیں، ان کو سمجھ عطا کر۔یہ شرارتوں سے بھرے ہوئے ہیں، ان کو نیکی کی توفیق دے‘[۱]

تاہم چونکہ مخالفین کا اصل مقصد حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی تکذیب کرنے، عوام کو دھوکہ دینے اور انہیں

---

[۱] یہی دوست، نبی بخش صاحب جو اُس وقت لاہور میں دفتر اگزامینر ریلوے میں ملازم تھے، حضورؑ کے اعلان بیعت کے بعد حضورؑ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوگئے اور بڑے مخلص ثابت ہوئے۔

(بحوالہ ’’مجموعہ اشتہارات‘‘، جلد اول۔صفحہ ۱۳۰)

راہ حق سے بہکانے کے سوا کچھ نہ تھا اس لئے آپ نے ایک اَور اشتہار شائع فرمایا جس میں بڑے ہی دردناک لہجے میں اس مضمون کی عبارت تحریر فرمائی کہ سنت اللہ اسی طریق پر جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صادق بندوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر سخت آزمائشوں اور ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑتا ہے اس لئے اگر ہم نے بھی اپنوں اور بیگانوں سے کچھ آزار اٹھالیا تو یہ ہماری عین سعادت ہے اور ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ ہم بھی اس محبوبِ حقیقی کی نظر میں اس لائق ٹھہرے کہ تکلیف اٹھائیں۔ پھر فرمایا:

''لیکن جب ہم دوسری طرف دیکھتے ہیں کہ بعض دشمنانِ دین اپنی افترا پردازی سے صرف ہماری ایذا رسانی پر کفایت نہیں کرتے بلکہ بے تمیز اور بے خبر لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہیں تو اس صورت میں ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ حتی الوسع ناواقف لوگوں کو فتنہ سے بچاویں''

(بحوالہ ''مجموعہ اشتہارات''، جلد اول۔ صفحہ ۱۲۴)

اس کے بعد آپ نے افتراء کرنے والوں کی افترا پردازیوں اور غلط بیانیوں کا حقائق کی روشنی میں پردہ چاک کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ صاحبزادی عصمت کی پیدائش سے نہ ''فرزند موصوف'' والی پیشگوئی پر کوئی زد پڑی ہے اور نہ 'عنقریب پیدا ہونے والے بیٹے' سے متعلق پیشگوئی غلط ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ جہاں تک اوّل الذکر کا تعلق ہے اسکی پیدائش کیلئے نو سال کی مدت الہام میں بتائی گئی ہے اور اس نو سالہ میعاد کا اکثر حصہ ابھی باقی ہے۔ پھر مذکورہ اشتہار (مورخہ ۸/اپریل ۱۸۸۶ء) میں بھی صاف لکھا گیا تھا کہ موجودہ الہام سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ عنقریب پیدا ہونے والا لڑکا وہی ہے یا وہ کسی اَور وقت میں نو برس کے اندر پیدا ہوگا۔ اور جہاں تک ''عنقریب پیدا ہونے والے بیٹے'' کا تعلق ہے تو میرے اشتہار مورخہ ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں یہ کہیں درج نہیں کہ موجودہ حمل سے ہی وہ لڑکا پیدا ہوگا۔ بلکہ اس کے برعکس الفاظ یوں ہیں کہ 'غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں'، جو صاف بتاتے ہیں کہ جس بیٹے کی پیدائش کی خبر شائع کی جارہی ہے ضروری نہیں کہ وہ موجودہ حمل سے ہی ہو۔

اور پھر سابقہ گمراہ کن پراپیگنڈے اور بے بنیاد اعتراضات کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک بہت بڑی حکمت ہے کہ اس نے اب کی دفعہ لڑکا عطا نہیں کیا ورنہ ایسے لوگوں کو اعتراض کا موقع مل جاتا جو پہلے ہی کہہ رہے تھے کہ قواعد طبی کے رو سے حمل کی علامات سے ایک حکیم

آدمی بتلا سکتا ہے کہ کیا پیدا ہوگا۔ نیز ان لوگوں کے منہ بھی بند ہو گئے جو کہہ رہے تھے کہ لڑکا پیدا ہو چکا ہے مگر چھپایا ہوا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

''سو یہ اچھا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے تولد فرزند مسعود موعود کو دوسرے وقت پر ڈال دیا ورنہ اگر اب کی دفعہ ہی پیدا ہو جاتا تو ان مفتریات مذکورہ بالا کا کون فیصلہ کرتا۔ لیکن اب تو تولدِ فرزندِ موصوف کی بشارت غیب محض ہے۔ نہ کوئی حمل موجود ہے تا ارسطو کے ورکس یا جالینوس کے قواعدِ حمل دانی بالمعارضہ پیش ہو سکیں اور نہ اب کوئی بچہ چھپا ہوا ہے تا وہ مدت کے بعد نکالا جائے''

(اشتہار، مورخہ ستمبر ۱۸۸۶ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول۔ صفحہ ۱۳۰)

ابھی ان اعتراضات کا سلسلہ جاری تھا کہ ۷/ اگست ۱۸۸۷ء کو حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے گھر ایک لڑکے نے جنم لیا۔ چنانچہ آپ نے خوشخبری کے جلی عنوان سے اسی روز ایک اشتہار شائع فرمایا کہ وہ لڑکا، جس کی پیدائش کے بارے میں اشتہار مورخہ ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء میں اطلاع دی گئی تھی پیدا ہو گیا ہے اور اس طرح پر وہ بزرگ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے جو الہام الٰہی کی بنا پر اشتہار مذکور میں کی گئی تھی۔ اب اگرچہ آپ نے اس نومولود کا نام اپنی ۲۰/ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کے پیش نظر محض تفاؤل کے طور پر ''بشیر'' رکھا تاہم یہ کہیں نہ فرمایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی پیدائش کی پیشگوئی اس پہلے اشتہار (مورخہ ۲۰/ فروری ۱۸۸۶ء) میں کی گئی ہے کہ وہ عمر پانے والا اور عظیم صفات کا مالک ہوگا۔

(اشتہار ''خوشخبری''، مورخہ ۷/ اگست ۱۸۸۷ء، بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول۔ صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۲)

خدا تعالیٰ کی بھی عجیب قدرتیں ہوتی ہیں۔ وہ ایک طرف اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے تا کہ ان کو اپنے قرب سے مزید حصہ عطا فرمائے اور دوسری طرف مخالفوں کو موقع دیتا ہے کہ وہ جی بھر کر ان کا مذاق اڑائیں تاوقتیکہ اس کی دوسری قدرت ظاہر ہو کر انہیں ہمیشہ کیلئے سرنگوں کر دے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ یعنی وہ نومولود جس کا نام بشیر رکھا گیا تھا، ایک سال اور کچھ ماہ زندہ رہ کر ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو فوت ہو گیا۔ اس کی وفات کیساتھ ہی مخالفین کو ہنگامہ آرائی کا ایک اور موقع ہاتھ آ گیا۔ چنانچہ انہوں نے وہ غل غپاڑہ کیا اور ایسے توہین آمیز اور دلآزار کلمات آپ کے خلاف استعمال کئے کہ شرافت کانپ اٹھی۔

اس پر آپؑ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک مفصل اشتہار شائع فرمایا جو بوجہ اس کے کہ سبز اوراق پر لکھا گیا تھا، ''سبز اشتہار'' کے نام سے موسوم ہوا۔ اس میں آپؑ نے اپنے گزشتہ اشتہاروں کا حوالہ دیتے

ہوئے پہلے تو یہ چیلنج کیا کہ ان میں کوئی ایک ایسا لفظ دکھایا جائے جس میں کہا گیا ہو کہ عمر پانے والا اور عظیم صفات کا مصداق یہی لڑکا تھا۔ پھر فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ:

''جب یہ لڑکا جو فوت ہوگیا ہے پیدا ہوا تھا تو اس کی پیدائش کے بعد صدہا خطوط اطراف مختلفہ سے بدیں استفسار پہنچے تھے کہ کیا یہ وہی مصلح موعود ہے، جس کے ذریعہ سے لوگ ہدایت پائیں گے۔ تو سب کی طرف یہی جواب لکھا گیا تھا کہ اس بارے میں صفائی سے اب تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ ہاں اجتہادی طور پر گمان کیا جاتا تھا کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو''

(''حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر''، بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۱۶۶)

تاہم چونکہ اس دوران آپؑ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اَور انکشاف ہو چکا تھا اور وہ یہ تھا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی دراصل دو لڑکوں کی پیدائش پر مشتمل ہے۔ ایک وہ جو پیدا ہو کر فوت ہو گیا ہے اور دوسرا وہ جو اپنی صفات مخصوصہ لیکر بعد میں پیدا ہوگا۔ لہٰذا آپؑ نے تحریر فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ 'مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے'، پہلے **بشیر** کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے **بشیر** کی نسبت ہے''

(ایضاً، بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۱۷۹۔ حاشیہ)

پھر پیشگوئی میں مذکور یہ جملہ کہ ''خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے''، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ مہمان کا لفظ درحقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا۔ اور یہ اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے۔۔۔۔۔ اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ 'اسکے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کے ساتھ آئے گا'''

(ایضاً، بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۱۸۳۔ حاشیہ)

اور اس کے ساتھ ہی مخصوص صفات والے اس موعود بیٹے کی نسبت بڑے زور سے تحریر فرمایا:

"دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام **محمود** ہے [ا] وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں"

(ایضاً، بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۱۷۰۔ حاشیہ)

اب ان تمام بشارات سماویہ کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو بالآخر وہ اولوالعزم موعود لڑکا پیدا ہو گیا۔ چنانچہ دنیا کو خوشخبری دیتے ہوئے آپؑ نے اپنے اشتہار بعنوان "تکمیل تبلیغ" میں تحریر فرمایا:

"خدائے عزّ و جل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام **محمود** بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر **بشیر** اور **محمود** بھی رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی"

اور آخر پر تحریر فرمایا اور کس قدر وثوق اور یقین محکم کے ساتھ فرمایا کہ

"مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن مَیں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پذیر ہوگا اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزّ و جل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے"

(اشتہار "تکمیل تبلیغ"، حاشیہ، بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ ۱۹۱)

[ا] آپؑ نے یہ نام "محمود" اپنے اس موعود بیٹے کا ایک کشفی نظارہ میں مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا دیکھا تھا۔

(بحوالہ "تریاق القلوب"، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۱۴)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کی پیدائش کے بعد آپؑ نے اپنی وفات تک پیشگوئی مصلح موعود پر اَور کوئی تبصرہ نہیں فرمایا سوائے اس کے کہ ان کی پیدائش سے معاً پہلے والی ایک رؤیاء کے حوالے سے صرف اس قدر تحریر فرمایا کہ

''پانچویں پیشگوئی مَیں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اوراس کا نام محمود رکھا جائے گا اوراس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جواَب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوااور اب نویں سال میں ہے''

(''سراج منیر''، روحانی خزائن، جلد۱۲۔ صفحہ ۳۶)

یہ وہی فرزند ارجمند ہیں جو بشیر الدین محمود احمد کے الہامی نام سے موسوم ہو کر ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ (اوراس حیثیت سے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے دوسرے جانشین) کے طور پر مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ ہاں یہ وہی اولوا العزم باپ کے اولوا العزم فرزند ہیں جو مدرسی تعلیم کی کم مائیگی کے باوجود (آپ دسویں جماعت تک ہر جماعت میں فیل ہوتے رہے) ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کئے گئے اور جہاں باطنی علوم کی چوٹیاں سر کرتے ہوئے آپ عالم روحانیت کے معراج تک پہنچ گئے وہاں اپنی خداداد صلاحیتوں کے طفیل علوم ظاہری میں بھی ایسا کمال حاصل کیا کہ تاریخ، فلسفہ، سیاسیات، قومی دفاع، قومی سلامتی اور بین الاقوامی امن اور سلامتی کے ماہرین آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ پھر آپ ہی کے دَور خلافت میں جماعت کا نام برصغیر کی حدود سے نکل کر دنیا کے کناروں تک پہنچ گیا اور براعظم یورپ، براعظم امریکہ اور براعظم افریقہ، ماریشس، انڈونیشیا، جزائر فجی اور جزائر غرب الہند سمیت دنیا کے کئی دور دراز ملکوں میں جماعت کے تبلیغی مراکز قائم ہوگئے۔ اور یوں آپ کے حق میں اپنے بزرگ باپ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ 'وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا' اور 'قومیں اس سے برکت پائیں گی'

یہاں دیکھنے والی یہ بات ہے کہ اس مصور ازلی نے کس طرح آنحضرت ﷺ کے ایک روحانی فرزند، یعنی حضرت بانیٔ سلسلہؑ، کے قلب صافی پر آپؑ کے ایک فرزند کے ظاہری اور باطنی حسن و جمال کے تصویری نقوش اس کی پیدائش سے کئی سال پیشتر ایسی حیرت انگیز تفصیل کے ساتھ پیدا کر کے دکھا دئے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے انقلاب آفریں دَور میں اسلام کو نصیب ہونے والی فتوحات کا سارا

نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ یہ اسلئے ہوا تا کہ اس مادی دَور میں مخالفین اسلام اور منکرین ہستیٔ باری تعالیٰ پر اسلام کی حقانیت اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر اُسی طرح ایک زندہ اور روشن دلیل قائم ہو جائے جس طرح آج سے چار ہزار سال پہلے خدا نے اپنے ایک برگزیدہ بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب صافی پر اس کی اولاد در اولاد کے نقوش پیدا کر کے اپنی قدرت اور ہستی کا ثبوت بہم پہنچایا تھا۔ یا جس طرح اس نے اپنے ایک اَور پاک بندے حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے کی تخلیق کے ذریعے ایسے وقت میں اپنی صفتِ خالقیت کا مظاہرہ کیا تھا جب اس سلسلے میں ہر قسم کے مادی اسباب منقطع ہو چکے تھے۔ یا پھر جس طرح اس مصورِ ازلی نے اپنی ایک نیک اور پاکیزہ بندی، حضرت مریم علیہ السلام، کے بطن میں اپنی روح پھونک کر اپنی صفت کُنْ فَیَکُوْن کا عملی ثبوت بہم پہنچایا تھا۔

پیشگوئی مصلح موعود کا ایک اَور دلچسپ اور ایمانوں کو تازگی بخشنے والا پہلو یہ ہے کہ ہر چند کہ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے اس کے حقیقی مصداق کا تعین قطعیت کے ساتھ اپنی زندگی میں نہیں فرمایا تھا تاہم دوسری طرف حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کے وجود میں وہ جملہ علامات جو آپؑ نے اس موعود بیٹے کے بارے میں اعلام سماوی کی بنا پر بیان فرمائی تھیں ایک ایک کر کے متحقق ہوتی چلی گئیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر بعض احباب جماعت کے دلوں میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کیا ہی اچھا ہو اگر آپ (حضرت صاحبزادہ صاحب، جو اَب خلافت ثانیہ کے منصب جلیلہ پر متمکن ہو چکے تھے) اس کا برملا اعلان فرما دیں۔ جب اس قسم کی خواہشات کا علم حضرت صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کو ہوا تو پہلے تو آپ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ لیکن جب بعض دوستوں کی طرف سے اصرار ہونے لگا تو آپ نے فرمایا:

> ''اگر مَیں (مصلح موعود) ہوں تو الحمدللہ، دعویٰ سے فائدہ نہیں۔ اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے مَیں ایک غلطی سے محفوظ ہو گیا''
>
> (''تاریخ احمدیت''، جلد نہم۔ صفحہ ۴۸۷)

اب سالوں پر سال گذرتے چلے گئے یہاں تک کہ خدائی منشاء کے ماتحت وہ مقدر گھڑی آن پہنچی جب زمین و آسمان کے مالک خدا نے آپ پر اس بات کا انکشاف فرما دیا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق آپ ہی ہیں۔ آپ پر یہ انکشاف کیسے ہوا یہ ایک ایسی داستان دلستان ہے جس کے پیچھے خدائی تصرف اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ کام کرتا نظر آتا ہے۔ اس کی مختصر تفصیل یوں ہے کہ ۱۹۴۴ء

کے اوائل میں جبکہ آپ اپنی ایک زوجہ محترمہ (حضرت ام طاہر صاحبہؓ) کی بیماری کے علاج کے سلسلے میں لاہور میں مقیم تھے آپ نے ایک رؤیاء دیکھی جس میں آپ کو تمثیلی رنگ میں اسلام کو حاصل ہونے والی آئندہ ترقیات کا ایک اجمالی نقشہ دکھایا گیا۔ اسی رؤیاء میں آپ کی زبان پر ایک ایسا جملہ جاری ہوا جس نے رؤیاء کے اندر ہی آپ پر ایک رعشہ کی سی کیفیت پیدا کردی۔ وہ جملہ یہ تھا:

''وَاَنَا الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ، مَثِيْلُهٗ وَ خَلِيْفَتُهٗ''

آپ حیران ہوئے کہ یہ مَیں نے کیا کہہ دیا کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ مگر خواب کے اندر ہی آپ کو اس سوال کا جواب مل گیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اُس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِيْلُهٗ، 'میں اس کا نظیر ہوں' وَخَلِيْفَتُهٗ ''اور اس کا خلیفہ ہوں'، یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کیلئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے''

آپ کی رؤیاء کے یہ الفاظ اور رؤیاء کے اندر ان کی یہ تشریح جو رؤیاء ہی کا حصہ تھی س بات کا واضح اعلان تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق آپ ہی ہیں۔ چنانچہ آپ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس خدائی الہام نے وہ بات جو ہمیشہ میرے سامنے پیش کی جاتی تھی اور جس کا جواب دینے سے میری طبیعت انقباض محسوس کرتی تھی آج میرے لئے بالکل حل کر دی ہے یعنی اس الہام الٰہی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیشگوئی جو مصلح موعود کے متعلق تھی خدا تعالیٰ نے میری ہی ذات کیلئے مقدر کی ہوئی تھی''

چنانچہ آپ نے اپنے ۲۸ رجنوری ۱۹۴۴ء کو قادیان میں دئے جانے والے خطبہ جمعہ میں اپنی اسی رؤیاء کے حوالے سے یہ جلالی اعلان فرمایا کہ:

''وہ پیشگوئی جو آج سے انسٹھ سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے کی گئی تھی کہ مَیں تجھے ایک بیٹا عطا کروں گا جو خدا تعالیٰ کی رحمت کا نشان ہوگا جو خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہوگا جو خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کا نشان ہوگا اس کے ذریعے اسلام اور احمدیت کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا، وہ پیشگوئی بڑی شان اور جاہ و جلال کے

ساتھ پوری ہوگئی''

اس کے بعد آپ نے چار مختلف شہروں، ہوشیار پور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں بھی جلسے منعقد کر کے اس خدائی انکشاف کے پس منظر اور اس کے مالہٗ وماعلیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے دنیا کو بتایا کہ اس سچے خدا نے آپ کی ذات میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان پورا فرمایا ہے۔

یہ مضمون ختم کرنے سے پہلے اس سلسلے میں آپ (حضرت مصلح موعودؓ) کی طرف سے ہونے والے ایک اہم انکشاف کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ہوشیار پور کے جلسہ میں خطاب فرماتے ہوئے جہاں آپ نے دنیا کے مختلف ممالک میں کام کرنے والے احمدی مبلغین کی تقریروں کے حوالے سے اس بات کا برملا اعلان کیا کہ آپ کے دَور خلافت میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی مصلح موعود کے متعلق بیان کردہ وہ خاص علامت کہ 'وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا' کس شان اور عظمت کیساتھ پوری ہوئی ہے اور کس طرح آپ کے بھجوائے ہوئے مبلغین اسلام کے ذریعہ دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کا جھنڈا گاڑا جاچکا ہے وہاں آپ نے ایک یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ

''خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو بھی دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور مَیں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کیلئے آؤنگا جس کے معنے یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اَور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہوگا نازل ہوگی اور وہ میرے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا''

(بحوالہ ''تاریخ احمدیت''، جلد نہم۔ صفحہ ۵۸۶)

حضرت خلیفہ رابعؒ کے دور سعادت میں اور بالخصوص آپ کے انگلستان میں مقیم ہوجانے کے بعد جس قسم کی فتوحات جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئیں اور جس رنگ میں اور جس کثرت کے ساتھ احمدیت کا پیغام افریقی اور دیگر ممالک میں پہنچا جس کی بدولت چند سالوں کے اندر اندر جماعت کی تعداد میں کئی کروڑ کا اضافہ ہوگیا اس کے پیش نظر خاکسار پورے وثوق سے سمجھتا تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی مذکور بالا پیشگوئی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کے وجود میں پوری ہوگئی ہے۔ خاکسار کے اس خیال کو اُس وقت تقویت ملی جب ۲۰۰۰ء کے جلسہ سالانہ پر اپنے آخری خطاب میں حضورؒ نے دعاؤں کا اعلان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے مخصوص صفات کے حامل بیٹے کی پیشگوئی کہ ''خدا تعالیٰ میری ہی ذرّیت سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو دین کی حمایت کرنے والا

ہوگا'' کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خاص طور پر فرمایا کہ دعا کریں، وہ مَیں ہی ہوں۔

خاکسار اُس وقت قادیان میں تھا اور وہیں ایم۔ٹی۔اے پر لندن کے اس جلسہ سالانہ کی کاروائی دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ حضورؒ کا یہ خطاب سننے کے بعد خاکسار نے قادیان سے ہی حضورؒ کی خدمت میں خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ

'جس موعود فرزند کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذرّیت میں سے پیدا ہونے کا آپؑ کی پیشگوئی میں ذکر ہے وہ جماعت کے اندر حضرت المصلح الموعودؓ کے وجود میں ظاہر ہو چکا ہے۔ اِس صورت میں حضور ایدکم اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں جو یہ خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ احباب دعا کریں کہ وہ آپ ہوں، اس سے حضور کی کیا مراد ہے؟ کیا حضور کا اشارہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اُس پیشگوئی کی طرف تو نہیں جو حضورؓ نے جلسہ ہوشیار پور میں ان الفاظ میں فرمائی تھی کہ 'خدا نے مجھے بھی بتایا ہے کہ ایک زمانہ میں وہ خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور مَیں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا'۔ اگر ایسا ہی ہے تو خاکسار پہلے ہی اس یقین سے پُر ہے کہ وہ پیشگوئی کئی لحاظ سے حضور کے وجود پر چسپاں ہو رہی ہے'

پھر وہ وجوہ بیان کرتے ہوئے خاکسار نے عرض کیا کہ

'خاکسار کے نزدیک پیشگوئی مصلح موعود کے بعض حصے حیرت انگیز طور پر حضور کے اپنے وجود میں پورے ہو رہے ہیں۔ مثلاً

۱) ''وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا''۔ (جس رنگ میں ایم۔ٹی۔اے کی بدولت تصویری زبان میں اور لفظی اور معنوی طور پر آپ کا نام زمین کے کناروں تک پہنچ رہا ہے اس سے پہلے نہیں ہوا)

۲) ''قومیں اس سے برکت پائیں گی''۔ (جس طرح حضور کے دَور خلافت میں قوموں کی قومیں، بالخصوص افریقہ کے فرانکوفون کے علاقہ میں رہنے والی قومیں، کروڑوں کی تعداد میں اسلام سے وابستہ ہو رہی ہیں یہ بھی اظہر من الشّمس ہے)

۳) ''وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا'' (یہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر تھی کہ حضورؒ کے دورِ خلافت میں وہ حالات پیدا ہوئے جن کی وجہ سے جماعت کے افراد کی ایک بہت

بڑی تعداد کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا گیا اور وہ ''اسیران راہ مولا'' کا اعزازی لقب پا کر حضورؒ کی رستگاری کے مورد ہوئے۔ یہ حقیقت ہے کہ جس قسم کے دردناک حالات میں سے ان اسیران راہ مولا کو گزرنا پڑا اور پڑ رہا ہے ان کا سب سے زیادہ دکھ حضور کو پہنچا ہے۔اب جس شخص نے بھی حضورؒ کی زبانی ان اسیران راہ مولا کے دلخراش حالات سنے ہیں اور حضور کو ان کے زخمی دلوں پر اپنی محبت اور دلداری کے پھائے رکھتے دیکھا ہے وہ اس بات کا گواہ ہے کہ کوئی باپ ایسا نہ ہوگا جو اپنے بیٹے کیلئے اتنا بے چین اور بے قرار ہوا ہو اور کوئی ماں ایسی نہ ہوگی جس کی مامتایوں اچھل اچھل کر باہر آئی ہو جیسا کہ حضور ان اسیران کیلئے بے چین اور بے قرار ہوئے اور ہو رہے ہیں۔غرض یہ علامت بھی بدرجہ اتم حضور کے وجود میں متحقق ہوئی)

۴)''وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا''(اس جملہ کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر واضح نہ تھے۔مگر حضور کے چوتھا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے یہ علامت لفظی اور معنوی طور پر حضورؒ پر صادق آ رہی ہے)'

اس خط کے جواب میں حضور خلیفہ رابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو جواب اس عاجز کو موصول ہوا، وہ حسب ذیل تھا:

''مکرم فضل الٰہی انوری صاحب۔السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

آپ کا خط محررہ ۲۰۰۰-۸-۲ ملا۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔استدلال تو بہت مضبوط ہے۔لیکن دعا کریں اللہ تعالیٰ جماعت کو غیر معمولی ترقی بخشے۔اسلام اور احمدیت کا بول بالا ہو۔آمین!

والسلام۔خاکسار مرزا طاہر احمد۔خلیفۃ المسیح الرابع''

(لندن، مورخہ ۲۰۰۰-۸-۱۲: نمبر ۴۱۵۷)

☆☆☆

تیسری بشارت الٰہی

صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحبؓ کی پیدائش کی خبر

حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اور بیٹے کی ولادت کی خبر بہم پہنچائی جس کے الہامی الفاظ حسب ذیل تھے:

سَیُوْلَدُ لَکَ الوَلَدُ وَ یُدْنیٰ مِنْکَ الفَضْلُ

یعنی 'تجھے ایک بیٹا دیا جائے گا اور فضل تجھ سے قریب کیا جائیگا'۔

یہ الہام آپؑ کو ۱۰/دسمبر ۱۸۹۲ء کو ہوا جسے آپؑ نے اپنی ان دنوں چھپنے والی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' (''روحانی خزائن''، جلد ۵) کے صفحہ ۲۶۶ پر شائع فرما دیا۔ چنانچہ اس بشارت الٰہی کے مطابق اس کے ٹھیک چار ماہ دس دن بعد یعنی ۲۰/اپریل ۱۸۹۳ء کو آپؑ کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی جس کا نام آپ نے بشیر احمد رکھا۔ آپؑ اپنے اس بچے کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ کا ایک نشان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ اس کی پیدائش سے تین مہینے پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ وہ بشارت 'آئینہ کمالاتِ اسلام' کے صفحہ ۲۶۶ میں درج ہو کر پیش از وقت لاکھوں انسانوں میں شائع کی گئی۔ وہ عبارت یہ ہے:

سَیُوْلَدُ لَکَ الوَلَدُ وَ یُدْنیٰ مِنْکَ الفَضْلُ

یعنی عنقریب تیرے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور فضل تیرے نزدیک کیا جائے گا''

آپ الہامی جملہ کے دوسرے حصہ ''وَ یُدْنیٰ مِنْکَ الفَضْلُ (کہ فضل تیرے نزدیک کیا جائے گا) کی تعبیر میں فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ ایک میرے لڑکے کا نام فضل احمد ہے۔ سو پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے کہ علاوہ فضل الٰہی کے وہ لڑکا فضل احمد کی صورت اور شکل سے بہت مشابہ ہوگا[۱]۔ اور صدہا

---

[۱] یہ لڑکا جس کا نام آپ نے فضل احمد بتایا ہے، آپ کی پہلی بیوی سے پیدا ہونے والا دوسرا بیٹا تھا جو پیشگوئی کے وقت قریباً ۴۸ سال کا تھا۔ اس کی وفات ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔

انسان جانتے ہیں کہ یہ لڑکا فضل احمد سے بہت مشابہ ہے ہندو مسلمان قادیان کے سب جانتے ہیں“

(”تریاق القلوب“، بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵۔صفحہ ۲۱۴)

یہ وہی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، ایم۔اے ہیں جو سلسلہ کے متعدد مرکزی اداروں پر فائز رہ کر نہایت قابل قدر خدمات بجالاتے رہے۔آپ قلمی میدان کے بھی شہسوار تھے۔چنانچہ ”سیرۃ خاتم النبیین“،”سلسلہ احمدیہ“،اور”سیرۃ المہدی“ جیسی ضخیم تاریخی کتب کے مصنف ہونے کے علاوہ آپ کے سلسلہ کی اخبارات میں شائع ہونے والے قیمتی مضامین آپ کی علمی،ادبی اور تربیتی صلاحیتوں کی ایک ایسی یادگار ہیں جس سے جماعت کی آنے والی نسلیں مستفید ہوتی رہیں گی۔

☆ ☆ ☆

چوتھی بشارت الٰہی

صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کی پیدائش کی خبر

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی پیدائش کے بعد آپ کو ایک اور بیٹے کی پیدائش کی آسمانی خبر مندرجہ ذیل الفاظ میں ملی:

اِنّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَام

یعنی ’ہم تجھے ایک لڑکے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں‘

چنانچہ اس الہام کے نو ماہ بعد آپ کے گھر پھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے شریف احمد رکھا۔اس بچے کی پیدائش کو بھی ایک نشان الٰہی سے تعبیر کرتے ہوئے آپ اپنی کتاب ”تریاق القلوب“ میں فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے میرے گھر میں تیسرا لڑکا پیدا ہونے کیلئے نو مہینے پہلے اس کی پیدائش سے بذریعہ اپنے الہام کے مجھ کو خبر دی۔اور وہ الہام ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو رسالہ ’انوار الاسلام‘ کے صفحہ انتالیس (۳۹) کے حاشیہ میں چھاپ کر کروڑ ہا انسانوں میں شائع کیا گیا کیونکہ انوار الاسلام کی پانچ ہزار کاپی چھپی تھی اور پنجاب اور ہندوستان کے تمام بڑے بڑے

شہروں اور قصبوں بلکہ دیہات میں شائع کیا گیا تھا۔...... پھر جب یہ پیشگوئی لاکھوں انسانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں اور مسلمانوں میں بخوبی شائع ہو چکی تو وہ لڑکا جس کا الہام میں وعدہ دیا گیا تھا، بتاریخ ۲۷/ ذیقعد ۱۳۱۲ھ مطابق ۲۴/ مئی ۱۸۹۵ء پیدا ہوا جس کا نام شریف احمد رکھا گیا''

(''تریاق القلوب''، بحوالہ روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۱۴۔۵)

........☆........

حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحبؓ کا تعارف:

حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب، حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے سب سے چھوٹے صاحبزادے اور موجودہ امام جماعت احمدیہ، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، کے دادا تھے۔ آپ کو مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہ کر خدمات سلسلہ بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں آپ نے سلسلہ کی نمائندگی میں کئی سال تک مسلسل احمدیہ ٹیریٹوریل فورس کی کمان کی۔ آپ بہت سی انتظامی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ نیز انتہائی کسیر النفس، شفیق اور غرباء سے محبت کرنے والے تھے۔ شفقت علیٰ خلق اللہ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ کی وفات ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء کو ۶۶ سال کی عمر میں ہوئی۔

آپ کے بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو ملنے والی دو آسمانی اخبار کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ایک بار حضورؑ نے رؤیاء میں دیکھا کہ شریف احمد نے ''پگڑی باندھی ہوئی ہے'' (''تذکرہ'' طبع چہارم، صفحہ ۶۹۱) دوسرے، آپؑ نے عالم کشف میں اپنے اسی لڑکے شریف احمد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں'' (''تذکرہ'' طبع چہارم، صفحہ ۴۸۷)۔ آسمانی اخبار کے متعلق الٰہی سنت یہ ہے کہ وہ کبھی اس شخص کی ذات میں پوری ہوتی ہیں جس کے بارے میں وہ ملی ہوں اور بعض اوقات اس کی بجائے اس کی اولاد یا نسل میں پوری ہوتی ہیں۔ اب جہاں تک پہلی خبر کا تعلق ہے تو پگڑی باندھنا اگرچہ ایک عام بات ہے مگر جماعت احمدیہ کے اندر پگڑی خلیفۂ وقت کی پہچان بن چکی ہے۔ اس اعتبار سے اس میں یہ اشارہ موجود تھا کہ آپؑ کے اس بیٹے کی نسل میں سے کوئی خلافت کے مقام پر فائز ہوگا۔ دوسری خبر جس میں آپؑ نے مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق ایک کشف میں فرمایا کہ 'اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں'، تو اس میں بھی یہ اشارہ مخفی تھا کہ ان کی نسل یا اولاد میں سے کوئی آپؑ کی جانشینی کا شرف حاصل کرے گا۔ یہ دونوں باتیں، جیسا کہ امر واقعہ ہے، حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، جو حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ، کے پوتے ہیں، کے وجود میں پوری ہو کر جہاں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی صداقت کی دلیل ثابت ہوئیں، وہاں ایک عالم الغیب خدا کی ہستی پر دلیل بن گئیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

پانچویں بشارت الٰہی

صاحبزادی مبارکہ بیگم کی پیدائش کی خبر

حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد کی پیدائش کے بعد جب آپ کے گھر سے حمل میں تھیں تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی کی پیدائش کی خبر دی۔ اس آسمانی خبر کے الفاظ یہ تھے:

تُنَشَّأُ فِي الحِلْيَةِ

(یعنی وہ زیورات میں نشو ونما پائے گی)

یہ الہام آپ کو ۱۸۹۷ء کے لگ بھگ ہوا۔ آپ اسے بھی خدا تعالیٰ کا نشان قرار دیتے ہوئے اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے حمل کے ایام میں ایک لڑکی کی بشارت دی اور اس کی نسبت فرمایا: تُنَشَّأُ فِي الحِلْيَةِ۔ یعنی زیور میں نشو ونما پائے گی۔ یعنی نہ وہ خوردسالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۲۷)

یہ الہامی الفاظ جیسا کہ خود حضورؑ نے فرمایا ہے لڑکی کی پیدائش کی بشارت پر مشتمل ہونے کے علاوہ دو اَور امور کی بھی نشاندہی کر رہے تھے۔ ایک یہ کہ وہ لمبی عمر پائے گی یعنی خوردسالی میں فوت نہیں ہوگی۔ دوسرے یہ کہ وہ بخت آور ہوگی کیونکہ لڑکیاں زیورات کا استعمال عموماً شادی کے بعد کرتی ہیں۔ پھر زیورات میں نشو ونما پانا اس کے زیوروں میں پھلنے پھولنے اور صاحب دولت وثروت ہونے کی طرف بھی اشارہ کر رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اسے ایسا سسرالی گھر ملنے بشارت دے رہے تھے جہاں دولت کی فراوانی ہوگی۔ گویا الہام میں اس بیٹی کو ایک اچھا گھر اور ایک اچھا شوہر ملنے کے علاوہ ایک خوش وخرم زندگی نصیب ہونے کی بھی ضمانت پائی جاتی تھی۔ کیا دنیا میں کوئی انسان ہے جو قبل اس کے کہ اسکے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو اس کے اس طرح کے روشن اور خوشحال مستقبل کی ضمانت دے سکے؟ روشن مستقبل تو درکنار، ایک باپ اپنے بچے کے زندہ رہنے اور عمر پانے کی بھی ضمانت نہیں دے سکتا۔

چنانچہ وہ بیٹی اپنے وقت مقدر پر پیدا ہوئی۔ آپ نے اس کا نام مبارکہ بیگم رکھا۔ یہ وہی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ہیں جو مالیر کوٹلہ کے نواب حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے ساتھ بیاہی

گئیں۔اس گھر میں دولت کی فراوانی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کا جوحق مہر مقرر ہوا وہ چھپن ہزار روپے تھا جو اس وقت کے لحاظ سے ایک زرِ کثیر تھا۔

یہ دیکھنے کیلئے کہ الہامی بشارات کے مطابق آپ کا یہ رشتہ کس قدر بابرکت، بامراد اور خوش نصیبی سے بھرا ہوا ثابت ہوا حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے وہ اپنے الفاظ درج کئے جاتے ہیں جو آپ کے قلم سے اپنے اس شوہر کی وفات پر نکلے۔آپ فرماتی ہیں:

''مجھے خود حضرت والدہ صاحبہ ساتھ لے جا کر نواب صاحب کے گھر چھوڑ آئیں۔ .....اور خدا کی ہزار ہزار رحمتیں روز بروز لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہوئی ان کی روح پر نازل ہوں۔ اس ہاتھ پکڑنے کی لاج جب تک میرا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دے کر رخصت نہ ہوئے ایسی رکھی کہ مجھے تو کہیں نظیر نہیں ملتی۔ایسا نبھایا جو نبھانے کا حق ہے۔عمر بھر مَیں نے ان کی جانب سے محبت ہی محبت، مہربانی ہی مہربانی ہی دیکھی''

خود نواب صاحب کا اپنا تأثر جس کا اظہار اس نیک بخت بیوی کے ملنے پر آپ نے کیا وہ بھی اِس قابل ہے کہ اسے یہاں درج کر دیا جائے۔چنانچہ شادی کے بعد آپ اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں:

''یہ وہ فضل اور احسان اللہ کا ہے کہ اگر مَیں اپنی پیشانی کو شکر کے سجدے کرتے کرتے گھساؤں تو بھی خدا کے شکر سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا''

(''اصحاب احمد''، جلد دوم، بحوالہ ''سیرۃ وسوانح سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ''۔صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۱)

اپنی اس بیٹی کی پیدائش کے ضمن میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کا ایک اَور دلچسپ اور ایمان افروز پہلو بیان فرمایا ہے جو بتاتا ہے کہ آپؑ کو اپنے مولا کے حضور کتنے قرب کا مقام حاصل تھا۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''جب میری لڑکی مبارکہ پیٹ میں تھی اور قریباً پچیس روز اس کی پیدائش میں باقی رہتے تھے تو اس لڑکی کی والدہ نہایت تکلیف میں مبتلا تھی اور حساب کی غلطی سے یہ غم بھی ان کو لاحق ہوا کہ شاید یہ حمل نہ ہو کوئی اَور بیماری ہو کیونکہ انہوں نے ٹھیک ٹھیک یاد نہ رہنے کی وجہ سے خیال کیا کہ یہ گیارہواں مہینہ جاتا ہے اور عام دستور کے لحاظ سے یہ مدت حمل کی نہیں ہوسکتی۔اس لئے دوہری تکلیف دامنگیر ہوگئی اور جب ایسے ایسے خیالات سے ان

کا غم حد سے بڑھ گیا تو مَیں نے ان کیلئے دعا کی۔تب یہ الہام ہوا:

’آید آں روزے کہ مستخلص شود‘

یعنی’وہ دن چلا آتا ہے کہ چھٹکارا ہو جائیگا‘۔اور اس الہام کے معنوں کی مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ لڑکی پیدا ہوگی اور اسی وجہ سے کوئی لفظ بشارت کا اس الہام میں استعمال نہیں کیا گیا بلکہ چھٹکارا کا لفظ استعمال کیا گیا۔چنانچہ مَیں نے اس الہام سے اپنی جماعت میں سے بہتوں کو اطلاع دیدی۔آخر ۲۷؍رمضان ۱۳۱۴ھ کو لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا‘‘

(’’تریاق القلوب‘‘، بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵۔صفحہ ۴۵۱)

گویا اللہ تعالیٰ نہایت ہی پیارے دوستوں کی طرح آپ کی ذرا ذرا سی تکلیف پر آپ کا غم غلط کرنے کی سبیل پیدا کررہا اور اپنے پاک الہام سے آپ کی تسلی کے سامان بہم پہنچا رہا تھا۔

پھر جب وہ بچی پیدا ہوگئی تو آپ کو اس کی نسبت ایک اَور الہام ہوا جو ایک اَور اعتبار سے اس کے شاندار مستقبل کی نشاندہی کرنے والا تھا۔الہام کے الفاظ مندرجہ ذیل تھے:

’’نواب مبارکہ بیگم‘‘

(’’الحکم‘‘، مورخہ ۳۰؍نومبر ۱۹۰۱ء، بحوالہ’’تذکرہ‘‘طبع چہارم۔صفحہ ۴۱۳)

یہاں الہام مذکورہ بالا کی مناسبت سے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی ایک نظم کے دو اشعار بھی پیش کئے جاتے ہیں جو غالباً آپ کے اسی الہام یا کسی اَور رؤیاء کی تعبیر میں آپ کی اِسی بچی یعنی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے روشن مستقبل پر دلالت کرنے والے تھے۔وہ اشعار حسب ذیل ہیں:

ہوا اک خواب میں مجھ پر یہ اظہر　　کہ اس کو بھی ملے گا بخت برتر

لقب عزت کا پاوے وہ مقرر　　یہی روز ازل سے ہے مقدر

کیا کوئی بڑے سے بڑا مولوی یا بڑے سے بڑا سجادہ نشین بغیر اس کے کہ وہ خدا سے علم پاوے اپنی بچی کی نسبت یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اسے ایک بہت ہی خوش نصیب شوہر نصیب ہونے والا ہے۔ اور چونکہ رشتہ کی خوش بختی زندہ رہنے والی اور خوش بخت اولاد کو مستلزم ہے،اس لئے اس بشارت کے اندر زندہ اور خوش نصیب اولاد ملنے کا مفہوم خود بخود شامل تھا۔اور ظاہر ہے کہ اولاد کے بارے میں تو کوئی بادشاہ بھی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ ہوگی، یا اگر ہوگی تو وہ زندہ رہے گی اور اگر زندہ رہے گی تو وہ خوش

بخت اور خوش نصیب بھی ہوگی۔ پس حضرت بانی ٔسلسلہ کا خدائی الہام کی بنا پر اپنی بیٹی کی نسبت ایسا دعویٰ کرنا جیسا کہ مذکورہ بالا اشعار میں کیا گیا ہے کوئی معمولی بات نہ تھی۔ کیا یہی ایک بات آپ کے تعلق باللہ پر کافی وشافی دلیل نہیں؟ پھر ان مخالفین کا کہاں ٹھکانہ ہوگا جو آپ کو طرح طرح کے خطابات دے کر دنیا کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے اس بانی نے خدا پر افترا کر کے ایک خلقت کو گمراہ کیا؟ (نعوذ باللہ من ذٰلک!) کیا مفتریوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہوتا ہے کہ انہیں اپنے بچوں کی پیدائش کی خوش خبریاں دیتا اور نیک اور شاندار مستقبل کی ضمانت دیتا چلا جاتا ہے؟

........☆........

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا تعارف

جیسا کہ اوپر متن میں بتایا جا چکا ہے، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی پیدائش ۱۸۹۷ء میں ہوئی۔ آپ حضرت بانی ٔسلسلہؑ کی دو زندہ رہنے والی بیٹیوں میں سے بڑی بیٹی تھیں۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ مالیرکوٹلہ سے ان کا نکاح اگرچہ آپؑ کی زندگی میں ہی ہو چکا تھا مگر رخصتانہ کی تقریب آپؑ کی وفات کے بعد عمل میں آئی۔ آپ کے ہاں مندرجہ ذیل بچوں نے جنم لیا:

نواب محمد احمد خان صاحب۔ صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ۔ نواب مسعود احمد خان صاحب، صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ۔ صاحبزادی آصفہ مسعودہ بیگم صاحبہ۔

ان سب کی آگے اولاد در اولاد کا سلسلہ چلا اور اس طرح پر آپ کے حق میں حضرت بانی ٔسلسلہؑ کی آپ کے روشن مستقبل پر دلالت کرنے والی پیشگوئی ہر لحاظ سے پوری ہو کر حضرت بانی ٔسلسلہؑ کی صداقت کا نشان بن گئی۔ آپ کی وفات ۸۰ سال کی عمر میں ۲۳ رمئی ۱۹۷۷ء کو ہوئی۔

☆ ☆ ☆

چھٹی بشارت الٰہی
صاحبزادی عصمت کی وفات کی خبر

اوپر بتایا گیا ہے کہ آپ کو اپنی دوسری زوجہ محترمہ سے اولاد ہونے سے قبل جہاں مبشر اولاد ملنے کی بشارات دی گئیں وہاں یہ بھی بتایا گیا کہ بعض بچے نوعمری میں بھی فوت ہونگے۔ چنانچہ آپ کا پہلا بیٹا جو ایک بچی صاحبزادی عصمت کے بعد پیدا ہوا پیدائش کے کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا۔ پھر ۱۸۹۱ء میں آپ کی یہ صاحبزادی بھی پانچ سال کی عمر پا کر فوت ہو گئی۔ صاحبزادی عصمت کی وفات بھی ایک اعتبار سے آپ کی صداقت کا نشان بن گئی۔ اور وہ اس طرح کہ اس کی پیدائش کے بعد آپ کو ایک ایسا الہام ہوا جو اس بچی کے جلد وفات پانے پر دلالت کر رہا تھا۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

''ہماری ایک لڑکی عصمت بی بی نام تھی۔ ایک دفعہ اس کی نسبت الہام ہوا کہ کَرْمُ الْجَنَّةِ. دَوْحَةُ الْجَنَّةِ۔ تفہیم یہ تھی کہ وہ زندہ نہیں رہے گی۔ سو ایسا ہی ہوا''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۹۳)

صاحبزادی عصمت جیسا کہ اسی باب کے پچھلے صفحات میں بتایا گیا ہے آپ کی سب سے پہلی بچی تھی جو ۱۵؍اپریل ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئی تھی۔ اوپر درج شدہ الہام بزبان عربی جس کے معنی ہیں: ''جنت کی انگور کی جنتی بیل۔ جنت کا بڑا درخت'' میں اشارۃ النص کے طور پر اس میں اس بچی کے جلد وفات پا کر جنت میں داخل ہونے کی خبر پائی جاتی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یعنی وہ پانچ سال اور کچھ ماہ زندہ رہ کر جولائی ۱۸۹۱ء میں فوت ہو گئی۔ گو یا جہاں طبعاً اس پہلی بچی کی وفات آپ اور آپ کے اہل خانہ کیلئے صدمہ کا موجب بنی، وہاں اس بارے میں آپؑ کو ہونے والا الہام پورا ہو کر آپؑ کی صداقت کا نشان بن گیا۔ رہا یہ سوال کہ جب آپؑ کو اس بچی عصمت کے بارے میں الہاماً بتایا گیا تھا کہ وہ جلد فوت ہو جائے گی تو آپؑ نے اس کی زندگی کیلئے دعا کیوں نہ فرمائی تو آپؑ خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے اس سلسلے میں ایک عظیم روحانی نکتہ بیان فرماتے ہیں:

''مبادا کسی ناعاقبت اندیش کے دل میں ایسے نشانات کی نسبت کچھ اعتراض پیدا ہو کہ عمر بڑھانے کیلئے دعا کیوں نہ کی گئی اور کی گئی ہو تو وہ قبول کیوں نہ ہوئی، یہ امر واضح کر دیتے ہیں کہ ایسے الہامات کے بعد ملہم لوگوں کو فطرتاً دو قسم کی حالتیں پیش آتی ہیں۔ کبھی تو دعا کی

طرف غیب سے توجہ اور جوش دیا جاتا ہے اور وہ اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ دعا قبول کرے اور کبھی خدا دعا کو قبول نہیں کرنا چاہتا اور اپنی مرضی کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔تب دعا کرنیوالے کی طبیعت پر قبض پیدا کر دیتا ہے اور دعا کے اسباب اور حضور اور جوش کو ظہور میں نہیں آنے دیتا''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۵۹۳)

☆ ☆ ☆

کلام الامام

''میرے ساتھ دلائل اور براہین کا ایک لشکر ہے''

''میرا سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے۔اس منہاج کو چھوڑ کر جو اس کو آزمانا چاہے وہ غلطی کھاتا ہے اور اس کو راہ راست مل نہیں سکتا۔لیکن منہاج نبوت پر میرے ساتھ دلائل و براہین اور آیات اللہ کا زبردست لشکر ہے۔اگر کوئی اس پر بھی نہ مانے تو مَیں مجبور نہیں کر سکتا۔یہ کاروبار اور سلسلہ میرا قائم کردہ تو ہے نہیں۔خدا تعالیٰ نے اس کو قائم کیا ہے اور وہی اس کی شناخت کر رہا ہے''

(''ملفوظات''، جلد سوم۔صفحہ ۵۴۴)

☆

ساتویں بشارت الٰہی

صاحبزادہ میاں مبارک احمد کی پیدائش کی خبر

اب آپ کو اپنے چوتھے صاحبزادے مبارک احمد کے بارے میں ملنے والی اخبار سماویہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ کے اس صاحبزادہ کی پیدائش اور وفات کے جملہ مراحل نشانات کا ایک ایسا حسین مرقع ہیں کہ انہیں پڑھ کر روح وجد میں آجاتی اور دل خدا کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ کی بیشمار قدرتوں کا مظہر بننے والا آپ کا یہ صاحبزادہ اپنی پیدائش، زندگی اور موت سے ایک زندہ خدا کی ہستی اور عظمت پر کئی دلائل روشن کرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔ ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے آپ کے اس سے قبل تین لڑکے موجود تھے جن میں سے ہر ایک کی پیدائش کے بارے میں آپ کو آسمانی خبریں ملتی رہیں۔ ۱۸۹۷ء کا سال آپ کے ایک چوتھے بیٹے کی آسمانی خبر لئے ہوئے طلوع ہوا۔ یہ خبر آپ کو جس خوبصورت انداز میں ملی اسے آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ڈھال کر شائع فرمادیا:

''اور میرے رب نے مجھے اپنی رحمت سے ایک چوتھے لڑکے کی بشارت دی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ تین کو چار کر دے گا..... پھر دوبارہ اس واقعہ کا نقشہ مجھے دکھایا گیا اور اسی طرح (کشفی) حالت میں کہ مَیں نیند اور بیداری کی حالت میں تھا علم مکاشفہ میں چوتھے لڑکے کی روح نے میری صلب میں حرکت کی اور اس نے اپنے بھائیوں کو پکار کر کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک دن کی میعاد مقرر ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اس نے ایک سال کی طرف یا کسی اَور میعاد کی طرف جس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اشارہ کیا''

(بحوالہ ''انجام آتھم''، روحانی خزائن، جلد ۱۱۔ صفحہ ۱۸۳۔ ترجمہ از عربی)

مثل مشہور ہے، جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ چنانچہ ابھی یہ بچہ پیدا نہیں ہوا تھا کہ آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اپنے ایک شدید مخالف عبدالحق غزنوی کو مخاطب کرتے ہوئے ایک ایسی تحدی فرمائی جس نے اس پیشگوئی کی عظمت کو دوبالا کر دیا۔ آپکی وہ تحدی جو آپ کے عبدالحق غزنوی کیساتھ ہونے والے ایک مباہلہ کے حوالے سے تھی حسب ذیل الفاظ میں تھی۔ آپ نے فرمایا:

''الہام کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین

لڑکے ہمارے ہوگئے یعنی دوسری بیوی سے۔اور نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کے لئے متواتر الہام کیا۔اور ہم عبدالحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔اب اس کو چاہئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے‘‘[۱]

آپ نے یہ تحدی بھی اپنی اُنہی دنوں چھپنے والی کتاب ’’ضمیمہ انجام آتھم‘‘ میں شائع فرمادی۔

(بحوالہ ’’انجام آتھم‘‘، روحانی خزائن، جلد۱۱۔صفحہ۳۴۲)

اب ایک کی بجائے دو پیشگوئیاں جمع ہوگئیں۔ایک تو یہی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک چوتھے بیٹے کی خوشخبری دی ہے جو ضرور پوری ہوگی۔دوسری یہ کہ آپ کا ایک بڈھا مخالف نہیں مرے گا جب تک وہ چوتھا بیٹا پیدا نہ ہو جائے۔کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جو اپنی زندگی کا بھی ٹھیکہ لے، اپنی بیوی کی زندگی کا بھی ٹھیکہ لے، اپنی پیدا ہونے والی اولاد کا بھی ٹھیکہ لے اور پھر ایک ضعیف العمر شخص کی زندگی کا بھی ٹھیکہ لے کر ایسا دعویٰ کرے جس پر اس کا ذرہ بھر بھی اختیار نہ ہو؟ اس اعتبار سے اپنی پیشگوئی کی عظمت بیان کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں:

’’لڑکا خدا کی عطا ہے۔اپنا دخل اور اختیار نہیں۔اور اس جگہ ایک بادشاہ کو بھی دعویٰ نہیں پہنچتا کہ اتنی مدت تک ضرور لڑکا ہی پیدا ہو جائیگا۔بلکہ اس قدر بھی نہیں کہہ سکتا کہ اُس وقت تک آپ ہی زندہ رہے گا اور یا یہ کہ بیوی زندہ رہے گی۔بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان دنوں کی ہمیشہ کی وباؤں نے جو طاعون اور ہیضہ ہے لوگوں کی ایسی کمر توڑ دی ہے کہ کوئی ایک دن کیلئے بھی اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں کرسکتا‘‘

(’’تریاق القلوب‘‘، بحوالہ روحانی خزائن، جلد۱۵۔صفحہ۲۱۶)

---

[۱] یہ مباہلہ جس کا حضورؑ یہاں ذکر فرمارہے ہیں بمقام امرتسر ہوا تھا۔اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

’’اس کے سخت اصرار کے بعد مَیں مباہلہ کیلئے امرتسر آیا اور چونکہ مجھے مولوی عبداللہ صاحب مرحوم سے دلی محبت تھی، (یہ ایک صاحب رؤیاء وکشوف بزرگ تھے جن کی شاگردی کا خود عبدالحق موصوف بھی دم بھرتا تھا) .....اس لئے میرے دل نے عبدالحق کیلئے بددعا کو پسند نہیں کیا......میری دعا کا مرجع میرا ہی نفس تھا اور مَیں جناب الٰہی میں یہی التجا کررہا تھا کہ اگر مَیں کاذب ہوں تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں اور اگر مَیں صادق ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے‘‘ (’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ۲۵۱)

ظاہر ہے کہ اس قدر تحدی کے ساتھ کی جانے والی پیشگوئی دنیا کے لئے بھی حیرت اور استعجاب کا موجب تھی۔ چنانچہ عوام اسے بڑی دلچسپی اور استعجاب کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ ادھر خدا کی کسی مصلحت کے تحت پیشگوئی کے عملاً ظہور میں آنے میں یعنی بچے کی پیدائش میں دیر ہوتی چلی گئی۔ اس پر مخالف لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے اور کہنے لگے، اجی وہ الہام کہاں گیا اور وہ لڑکا کیا ہوا جسکی اس قدر طمطراق سے کتاب ''انجام آتھم'' اور پھر ''ضمیمہ انجام آتھم'' میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ اس پر خدا کا شیر پھر اٹھا اور اپنے اسی خدا کے در پر گر کر اس سے امداد اور نصرت کا طالب ہوا۔ اب کی بار آپ کو درگاہ باری تعالیٰ سے دو اَور خبریں ملیں۔ ایک تو اسی بشارت کا اعادہ تھا مگر ایسے پیارے انداز میں کہ دل و جان اس پر قربان جائیں۔ دوسری خبر اپنے اندر کسی قدر تشویش کا پہلو لئے ہوئے تھی۔ بہتر ہوگا کہ یہ ساری روئیداد بھی آپ کے اپنے الفاظ میں بیان کر دی جائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں نے بار باران نکتہ چینیوں کو سن کر کہ چوتھا لڑکا پیدا ہونے میں دیر ہوگئی ہے جناب الٰہی میں تضرع کے ہاتھ اٹھائے۔ اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میری دعا اور میری متواتر توجہ کی وجہ سے ۱۳/اپریل ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا:

اِصْبِرْ مَلِیّاً سَأَھَبُ لَکَ غُلاماً زَکِیّاً

یعنی 'کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ مَیں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کروں گا'

اور یہ پنجشنبہ کا دن تھا اور ذوالحجہ ۱۳۱۶ھ کی دوسری تاریخ تھی جبکہ یہ الہام ہوا اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا، رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِی ھٰذِہٖ، یعنی اے میرے خدا! میری اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچہ کے پیدا ہونیکے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۱۶-۲۱۷)

فرماتے ہیں، یہ الہام قادیان میں موجود تمام احباب جماعت کو سنا دیا گیا۔ اسی طرح حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے بھی بذریعہ خطوط باہر کے دوستوں کو مطلع کر دیا۔

اب خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ ان اخبار سماویہ کو نازل ہوئے دو ماہ ہی گذرنے پائے تھے کہ رحمت خداوندی نے جوش مارا۔ اور خدائے ذوالعرش نے ایک اَور خارق عادت طریق پر آپ کو اس موعود بچے کے بارے میں ایک اہم خبر پہنچائی۔ یہ خبر کیا تھی اور کن الفاظ میں آپ کو پہنچی، اس کا تفصیلی

ذکر بھی جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے خود فرمایا ہے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

''پھر جب ۱۳؍جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جس پر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۳؍اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسی لڑکے کی مجھ میں رُوح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا مَیں نے سنا:

'اِنّی اَسْقُطُ مِنَ اللّٰہِ وَ اُصِیْبُہ'

یعنی اب میرا وقت آ گیا اور مَیں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا'' [ا]

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۱۷)

اور پھر ان پیش خبریوں کے مطابق مذکورہ بالا الہام کے مزید دو ماہ بعد یعنی ۱۴؍جون ۱۸۹۹ء کو وہ بچہ پیدا ہو گیا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔اور چونکہ اُس وقت تک عبدالحق غزنوی زندہ تھا اور اس کا زندہ ہونا آپ کی اس بچے کے بارے میں پیشگوئی کا ایک ضروری جزو تھا لہٰذا آپ نے اس جہت سے بھی پیشگوئی کی اہمیت، عظمت اور اسے اپنے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ پیشگوئی کس قدر خدا کے ہاتھ سے خصوصیت رکھتی ہے کہ ایک کے تولد کو ایک سن رسیدہ آدمی کے زندہ ہونے کے ایام سے وابستہ کیا اور ایسا ہی ظہور میں آیا''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۷۱)

پھر آپ نے اپنے اس پسر چہارم کے بارے میں بعض ایسے اتفاقات کا ذکر فرمایا ہے جو مضمون میں لطافت پیدا کرنے کے علاوہ بعض الٰہی حکمتوں کو بھی اپنے اندر لئے ہوئے تھے۔جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

[ا] یہاں اس الہام کے حوالے سے حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے جو الہام کی شیرینی میں اضافہ کرنے کے علاوہ آپ کے عنداللہ ارفع مقام کی بھی نشاندہی کرنے والا ہے۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

''اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیحؑ نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں، مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کی''

(بحوالہ ''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۱۷)

''عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔ اس کی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں ۔ یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ (جسے فارسی میں چارشنبہ کہتے ہیں۔ناقل) ۔ یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔ یہ خود چوتھا تھا''

(''تریاق القلوب''، بحوالہ روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۲۳)

یہ جو اوپر رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِی هٰذِهٖ' کے الہامی الفاظ بیان کئے گئے ہیں اور جن کے معنی ہیں:

'اے میرے خدا! میری اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا اور بیماری سے تندرست کر'

تو جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے ان کے اندر یہ مخفی اشارہ پایا جاتا تھا کہ اس بچہ کے پیدا ہونے کے وقت اس کی والدہ یعنی آپ کی زوجہ محترمہ کے بیمار ہونے کا اندیشہ ہے۔ حالانکہ جب یہ الہام ہوا تھا تو بظاہر کسی بیماری کے کوئی آثار نہ تھے۔ پھر یہ خدا کی بتائی ہوئی بات کیونکر پوری ہوئی اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''جس وقت یہ الہام ہوا اُس وقت میری بیوی بالکل تندرست تھی۔ گویا اس الہام میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ کسی بیماری کا اندیشہ ہے لیکن بعد میں شفا ہو جائے گی۔ چنانچہ دو ماہ کے بعد یہ الہام ہر دو پہلو سے پُورا ہوا یعنی میری بیوی کو ایک سخت مرض نے گھیرا اور خطرناک حالت ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے شفا دی''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۶۱۳)

آپ کی زوجہ محترمہ کی یہ بیماری ایک اَور لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نشان بن گئی۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ نے اپنے ایک مرید حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسیؓ کو اپنے خط میں تحریر فرمایا:

''میرے گھر میں جو ایام امید تھے، ۱۴؍ جون کو اوّل درد زِہ کے وقت ہولناک حالت پیدا ہو گئی۔ یعنی بدن تمام سرد ہو گیا اور ضعف کمال کو پہنچا۔ اور غشی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اُس وقت مَیں نے خیال کیا کہ شاید اب اِس وقت یہ عاجزہ اِس فانی دنیا کو الوداع کہتی ہے۔ بچوں کی سخت دردناک حالت تھی۔ اور دوسرے گھر میں رہنے والی عورتیں اور اُن کی والدہ تمام مُردہ کی طرح اور نیم جان تھے۔ کیونکہ ردّی علامتیں یکدفعہ پیدا ہو گئی

تھیں۔ اِس حالت میں ان کا آخری دم خیال کر کے اور پھر خدا کی قدرت کو مظہر العجائب یقین کر کے اُن کی صحت کیلئے مَیں نے دعا کی۔ یکدفعہ حالت بدل گئی۔ اور الہام ہوا:

'تَحْوِیْلُ الْمَوْتِ'

یعنی ہم نے مَوت کو ٹال دیا اور دوسرے وقت پر ڈال دیا۔ اور بدن پھر گرم ہو گیا اور حواس قائم ہو گئے۔ اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا''

(مکتوبات احمد، جلد پنجم، حصہ اول۔ صفحہ ۲۶، بحوالہ ''تذکرہ'' طبع چہارم۔ صفحہ ۳۳۵)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپؑ کے الہام

'اِنّیْ اَسْقُطُ مِنَ اللّٰہِ وَاُصِیْبُہٗ

جس کا ذکر اوپر کے صفحات میں آچکا ہے اور جسکے معنی یہ ہیں کہ 'مَیں خدا کے ہاتھ سے زمین پر گرونگا اور خدا ہی کی طرف جاؤں گا' میں اُس بچے کی جلد وفات کی بھی مخفی خبر موجود تھی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں نے اپنے اجتہاد سے اس کی یہ تاویل کی کہ یہ لڑکا نیک ہوگا اور وہ رو بخدا ہوگا اور خدا کی طرف اس کی حرکت ہوگی۔ اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جائے گا''

(''تریاق القلوب''، ر۔خ، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۱۳، نیز ''تذکرہ''، طبع چہارم۔ صفحہ ۷۲۹)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صاحبزادہ میاں مبارک احمد آٹھ برس اور چند ماہ زندہ رہنے کے بعد اچانک اور بالکل غیر متوقع طور پر ۱۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء کو فوت ہو کر اپنے بزرگ باپ کو ملنے والی اس الہامی خبر کو پورا کرتے ہوئے اپنے اللہ سے جا ملے۔ اس پر آپ نے اپنے اُسی الہام اور اُسی تشریح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''مجھے خدا تعالیٰ نے خبر دی کہ مَیں تجھے ایک اَور لڑکا دوں گا۔ اور یہ وہی چوتھا لڑکا ہے جو اب پیدا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ اور پھر جب یہ پیدا ہونے کو تھا، الہام ہوا 'اِنّیْ اَسْقُطُ مِنَ اللّٰہِ وَ اُصِیْبُہٗ '، یعنی مَیں خدا کے ہاتھ سے زمین پر گرتا ہوں اور خدا ہی کی طرف جاؤں گا۔ مَیں نے اپنے اجتہاد سے اس کی یہ تاویل کی کہ یہ لڑکا نیک ہوگا اور رو بخدا ہوگا اور خدا کی طرف اس کی حرکت ہوگی۔ اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جائے گا۔ اِس بات کا علم خدا تعالیٰ کو ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات اس کے ارادہ کے موافق ہے۔ چنانچہ اِس

ارادۂ الٰہی کے موافق مبارک احمد ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کی صبح کو اپنے خدا سے جاملا اور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔انا للہ و انا الیہ راجعون''

(اخبار بدر، مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء، بحوالہ تذکرہ، طبع چہارم۔ صفحہ ۹-۷۲۸)

اس کی وفات پر حضرت نے جو چند اشعار رقم فرمائے اور جو بعد میں مرحوم کے کتبہ پر کندہ کروا دئے گئے یہ تھے:

جگر کا ٹکڑا مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک خو تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر
کہا کہ آئی ہے نیند مجھ کو یہی تھا آخر کا قول لیکن
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے بھی ہم پھر جگا جگا کر
برس تھے آٹھ اور کچھ مہینے کہ جب خدا نے اسے بلایا
بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے عطا فرمائے اور ہر چہار کی پیدائش سے پہلے آپ کو ان کے بارے میں خوشخبریاں بہم پہنچا تا چلا گیا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔آپ کا دعویٰ تھا کہ آپ خدا کے فرستادہ ہیں اور اس نے فی زمانہ آپ کو اس کی زندہ ہستی کا ثبوت دینے کیلئے بھیجا ہے اور یہ جملہ بشارات جو اس نے آپ کو اولاد کے بارے میں دیں یہ سب کی سب اس کی زندہ ہستی اور اس کی قدرتوں اور رحمتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ چنانچہ آپ نے ان سب پیشگوئیوں کو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے آپ کے ساتھ زندہ تعلق کی روشن دلیل قرار دیتے ہوئے فرمایا اور کیا خوب فرمایا:

''دیکھو، ایک وہ زمانہ تھا کہ ان چار لڑکوں میں سے کوئی بھی نہ تھا اور اُس وقت ایک بڈھا، کمزور اور دائم المرض آدمی جس کا ہر ایک دم مَوت کی خطرناک حالت میں ہے پیشگوئی کرتا ہے کہ ضرور ہے کہ چار لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوں۔اور پھر جب ایک لڑکے کے پیدا ہونے کا زمانہ کسی قدر قریب آتا ہے تو الہام کے ذریعہ سے اس

کے پیدا ہونے کی بشارت دیتا ہے۔اور ایسا ہی پھر الہام کے ذریعہ سے دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے۔پھر ایسا ہی تیسرے لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی شائع کرتا ہے۔پھر قبل اس کے کہ جو چوتھا لڑکا پیدا ہو بڑے دعوے اور زور شور سے اس کے پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے، یہانتک کہ کہتا ہے کہ فلاں شخص نہیں مرے گا جبتک وہ پسر چہارم پیدا نہ ہو لے۔ پس اس کے قول کے مطابق پسر چہارم بھی پیدا ہو جاتا ہے۔اب سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ انسان کی کاروائیاں ہیں؟اور کیا آسمان کے نیچے یہ قوّت کسی کو دی گئی ہے کہ اس زور شور کی مسلسل پیشگوئیاں میدان میں کھڑا ہو کر شائع کرے اور پھر وہ برابر پوری ہو جائیں“

(”تریاق القلوب“، بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۲۲)

☆ ☆ ☆

باب اول

فصل دوم

آپؑ کو اپنے اہل خانہ اور خاندان کے بارے میں ملنے والی اخبار سماویہ

چونکہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو ماموریت کے عالی مقام پر کھڑا کرنے والا تھا اور آپؑ کے وجود میں اس دہریت کے دور میں اپنی زندہ ہستی کا ثبوت مہیا کرنے والا تھا اس لئے دعویٰ ماموریت سے پہلے اور بعد آپؑ کو کشفی اور الہامی طور پر اتنی کثرت سے غیبی اخبار ملیں کہ آپؑ کی تمام زندگی معجزات اور خوارق کا ایک حسین مرقع بن گئی۔ اوپر پہلے باب کی فصل اوّل میں وہ اخبار غیبیہ درج کی گئی ہیں جو آپؑ کی شادی اور اولاد کے سلسلے میں آپؑ کو خدا کی طرف سے ملیں اور جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہوتی چلی گئیں۔ اب ذیل میں وہ اخبار پیش کی جاتی ہیں جو آپؑ کے گھر کی چاردیواری کے اندر رہنے والے دیگر افراد کے بارے میں آپؑ کو ملیں اور جو پوری ہو کر خدا کی ہستی کا نشان بن گئیں۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جو آپ کو اپنی ماموارنہ زندگی سے پہلے ملیں اور کچھ وہ ہیں جو آپ کو اپنے دعویٰ ماموریت کے بعد ملیں۔

پہلی آسمانی خبر

”وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ“

اپنے والد بزرگوار کی وفات کی خبر

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے والد حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب ۱۸۷۶ء میں یعنی آپ کے دعویٰ ماموریت سے بہت پہلے وفات پا چکے تھے۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۸۵ سال تھی لیکن عمومی صحت اچھی تھی۔ مرحوم اپنے نواح میں ایک مشہور رئیس تھے اور گورنمنٹ انگریزی سے پنشن پاتے تھے۔ علاوہ ازیں حکومت کی طرف سے انہیں چار سو روپیہ انعام بھی ملتا تھا۔ نیز چار گاؤں زمینداری کے بھی ان کے تصرف میں تھے۔

حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو اپنے والد صاحب سے بہت محبت تھی۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی بہت پیارے انداز میں آپ کو ان کی وفات کی خبر دی۔ پہلے آپ کو ایک خواب کے ذریعے بتایا کہ ان کی وفات کا وقت قریب ہے۔ آپ اُس وقت قادیان سے باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ اس ربانی اطلاع کے ملنے پر قادیان پہنچے۔ پھر اگلے ہی روز جبکہ بظاہر آثار ان کی وفات کے نظر نہ آتے تھے، آپ کو دوبارہ بذریعہ الہام خدا تعالیٰ نے یہ خبر بہم پہنچائی کہ آج بعد غروب آفتاب ان کی وفات ہو جائے گی۔ یہ جملہ روئیداد بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ مَیں اُس وقت لاہور میں تھا جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب مَیں جلدی سے قادیان پہنچا اور ان کو مرض زحیر میں مبتلا پایا۔ لیکن یہ امید ہرگز نہ تھی کہ وہ دوسرے دن میرے آنے سے فوت ہو جائیں گے کیونکہ مرض کی شدت کم ہو گئی تھی اور وہ بڑے استقلال سے بیٹھے رہتے تھے۔ دوسرے دن شدت دوپہر کے وقت ہم سب عزیز اُن کی خدمت میں حاضر تھے کہ مرزا صاحب نے مہربانی سے مجھے فرمایا کہ اس وقت تم ذرہ آرام کرلو کیونکہ جون کا مہینہ تھا اور گرمی سخت پڑتی تھی''

(''کتاب البریہ''، روحانی خزائن، جلد۱۳۔ صفحہ۱۹۳)

آگے وفات کے سلسلے میں ملنے والے الہام الٰہی کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہفتہ کا روز تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ مجھے کچھ غنودگی ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا: وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ جس کے معنی مجھے یہ سمجھائے گئے کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی کہ غروب آفتاب کے بعد پڑے گا۔ اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ پیشگوئی میرے والد کے متعلق ہے اور وہ آج ہی غروب آفتاب کے بعد وفات پائیں گے اور یہ قول خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور ماتم پُرسی کے ہے''

یہ آسمانی خبر کیونکر اس کے ملنے کے چند گھنٹوں بعد ہی پوری ہوگئی، اس بارے میں فرماتے ہیں:

''نماز ظہر کے بعد مَیں نیچے اترا اور جون کا مہینہ اور سخت گرمی کے دن تھے۔ اور مَیں نے جا کر دیکھا کہ میرے والد صاحب تندرست کی طرح بیٹھے تھے اور نشست برخاست اور

حرکت میں کسی سہارے کے محتاج نہ تھے اور حیرت تھی کہ آج واقعہ وفات کیونکر پیش آئے گا۔لیکن جب غروب آفتاب کے قریب وہ پاخانہ میں جاکر واپس آئے تو آفتاب غروب ہو چکا تھا اور پلنگ پر بیٹھنے کے ساتھ ہی غرغرہ نزع شروع ہو گیا۔شروع غرغرہ میں مجھے انہوں نے کہا، دیکھا، یہ کیا حالت ہے؟اور پھر آپ ہی لیٹ گئے اور بعد اس کے کوئی کلام نہ کی اور چند منٹ میں ہی اس ناپائدار دنیا سے گذر گئے''

(''نزول المسیح''،روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۴۹۵)

آپ اس الہام کو جو آپ کو اپنے دعویٰ ماموریت سے بہت پہلے ہوا بعد از دعویٰ ماموریت ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ ان سب الہاموں میں سے پہلا الہام اور پہلی پیشگوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی ۔دوپہر کے وقت خدا نے مجھے اس کی اطلاع دی کہ ایسا ہونے والا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہوگئی ۔اور مجھے فخر کی جگہ ہے اور مَیں اس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزاپُرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی''

پھر وسوسہ ڈالنے والوں کے گمراہ کن پراپیگنڈا کے پیش نظر فرمایا:

''جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کریں گے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دے کر اسکی قسم کھاوے۔مگر مَیں پھر دوبارہ خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزاپُرسی کیطور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔فَالحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذٰلک''

(''حقیقۃ الوحی''،روحانی خزائن، جلد ۲۲۔صفحہ ۲۱۹)

☆ ☆ ☆

دوسری آسمانی خبر
”جنازہ“
اپنے بھائی کی وفات کے بارے میں

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے ایک ہی بھائی تھے جو آپؑ سے بڑے تھے۔ ان کا نام مرزا غلام قادر تھا۔ آپؑ کے والد صاحب کی وفات کے بعد وہی آپؑ کے خاندان کے سربراہ اعلیٰ اور اہلی و مالی امور کے نگران تھے۔ آپؑ بھی اپنے بڑے بھائی کی اپنے باپ کی طرح عزت اور اطاعت کرتے تھے۔ ایک بار جب وہ سخت بیمار ہو گئے اور ان کے بچنے کی کوئی امید نظر نہ آتی تھی تو آپؑ کو ان کے بارے میں بعض ایسی خوابیں آئیں جو ان کی موت پر دلالت کرتی تھیں۔ پھر آپؑ کی دعاؤں سے انہوں نے معجزانہ رنگ میں صحت پائی۔ تاہم چونکہ یہ مضمون قبولیت دعا سے تعلق رکھتا ہے اور اس مضمون سے متعلقہ جِلد یعنی جلد ششم میں آگے آ رہا ہے لہٰذا اسے چھوڑتے ہوئے یہاں صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ جب ان کی وفات کا مقدر وقت آن پہنچا تو کس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو اس کی اطلاع بخشی اور پھر وہ اسی کے مطابق فوت ہو کر حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے اللہ تعالیٰ سے تعلق کا ایک زندہ نشان بن گئے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

”مذکورہ واقعہ (یعنی بیماری سے شفایاب ہونے کا واقعہ۔ ناقل) کے پندرہ برس بعد میرے بھائی صاحب کی وفات کا وقت قریب آیا تو مَیں امرتسر میں تھا۔ اُسی جگہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اب قطعی طور پر ان کی زندگی کا پیالہ پُر ہو چکا ہے۔ چنانچہ مَیں نے یہ خواب حکیم محمد شریف امرتسری کو سنایا اور اپنے بھائی صاحب کو بھی ایک خط لکھا کہ آپ امور آخرت کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ انہوں نے عام گھر والوں کو اِس مضمون سے اطلاع دی۔ اور پھر چند ہفتے میں وہ اس جہان سے گذر گئے“

(”نزول المسیح“، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۹۵-۶)

اسی طرح آپؑ کو ان کی وفات کے بارے میں ایک اَور الہام بزبان فارسی بھی ہوا جس کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

”میرے ایک بیٹے کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا ’اے عمی بازیٔ

خویش کردی ومرا افسوس بسیار دادی‘ ۔......اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی
بے وقت اور ناگہانی مَوت ہوگی جوموجب صدمہ ہوگی‘‘

جیسا کہ آپؑ پر بعد میں کھلا یہ بیٹا جس کا آپ یہاں ذکر فرما رہے ہیں اس سے مراد آپؑ کی پہلی بیوی سے ہونے والے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد تھے ۔اور اس اعتبار سے کہ آپؑ کے بڑے بھائی نے انہیں اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا انہیں ان کی وفات سے خاص صدمہ پہنچنے والا تھا۔مگر چونکہ الہام کی فوری طور پر کوئی تعبیر آپؑ کے ذہن میں نہ آئی ،نہ ہی الہامی طور پر آپؑ کو اس کی کوئی تفہیم ہوئی تھی ۔دوسری طرف ایک ایسی تقریب پیدا ہوگئی کہ قادیان کا ایک ہندو لالہ شرمپت جو آپؑ کے پاس اکثر آمد ورفت رکھتا تھا اور اُس وقت بھی وہ آپؑ کو اپنے بیٹے کی پیدائش کی خبر دینے آیا ہوا تھا تو آپؑ نے اسے گواہ ٹھہراتے ہوئے اس نشان کی عظمت کو یوں بیان فرمایا ہے:

’’جب یہ الہام ہوا تو اُس دن یا اس سے ایک دن پہلے شرمپت مذکور کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا اُس نے امین چند نام رکھا۔اور مجھے آکر اس نے بتلایا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام مَیں نے امین چندر کھا ہے۔مَیں نے کہا کہ ابھی مجھے الہام ہوا ہے کہ ’اے عمی بازی ُخویش کردی ومرا افسوس بسیار دادی‘ ۔اور ہنوز اِس الہام کے میرے پر معنے نہیں کھلے۔مَیں ڈرتا ہوں کہ اس سے مراد تیرا لڑکا امین چند ہی نہ ہو کیونکہ تیری میرے پاس آمد ورفت بہت ہے،اور الہامات میں کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ کسی تعلق رکھنے والے کی نسبت الہام ہوتا ہے‘‘

فرماتے ہیں،شرمپت یہ سن کر اِس قدر ڈرا کہ اُس نے گھر جاتے ہی اپنے لڑکے کا نام بدل دیا۔یعنی بجائے امین چند کے گوکل چند نام رکھ دیا۔مگر جیسا کہ اس کے فوراً بعد آپؑ پر اس الہام کے بارے میں کھلا یہ درحقیقت آپکے بھائی کی ناگہانی مَوت پر دلالت کر رہا تھا۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’میرا بھائی دوتین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہوگیا اور میرے اُس لڑکے کو اسکی مَوت کا صدمہ پہنچا۔اور اِس پیچ میں آکر شرمپت مذکور جوسخت متعصب آریہ ہے گواہ بن گیا‘‘

(حقیقۃ الوحی ،روحانی خزائن ،جلد۲۲۔صفحہ۲۳۴)

آپؑ نے اپنے بھائی کی وفات کے بارے میں ایک اَور الٰہی خبر ملنے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ اسے بھی بطور ایک نشان الٰہی بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''میرے بڑے بھائی جن کا نام میرزا غلام قادر تھا کچھ مدت تک بیمار رہے جس بیماری سے آخر ان کا انتقال ہوا۔ جس دن انکی وفات مقدر تھی صبح مجھے الہام ہوا کہ جنازہ۔ اور اگرچہ کچھ آثار ان کی وفات کے نہ تھے۔ مگر مجھے سمجھایا گیا کہ آج وہ فوت ہو جائیں گے اور مَیں نے اپنے خاص ہم نشینوں کو اِس پیشگوئی کی خبر دے دی جو اب تک زندہ ہیں۔ پھر شام کے قریب میرے بھائی کا انتقال ہو گیا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۴۰۰)

☆ ☆ ☆

تیسری آسمانی خبر

''آجکل کوئی نشان ظاہر ہوگا''

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے عیال کے بارے میں

جن دنوں آپؑ اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' تصنیف فرما رہے تھے اور یہ وہ کتاب ہے جس میں آپؑ نے دوصد سے زیادہ وہ نشانات درج فرمائے ہیں جو اللہ تعالیٰ مختلف وقتوں میں آپؑ کے حق میں دکھاتا رہا تو فرماتے ہیں، مجھے خیال پیدا ہوا کہ پچھلے نشانات کے ساتھ کوئی تازہ نشان بھی ہونا چاہئے۔ وہ نشان کس طرح اور کس رنگ میں ظہور میں آیا اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

''تب جیسا کہ ۳۰ ؍اگست ۱۹۰۶ء کے اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے یہ الہام مجھے ہوا آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا۔ یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے۔ چنانچہ وہ نشان اس طرح پر ظہور میں آیا کہ مَیں نے کئی دفعہ ایسی منذر خوابیں دیکھیں جن میں صریح طور پر یہ بتلایا گیا تھا کہ میر ناصر نواب صاحب جو میرے خسر ہیں ان کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت آنے والی ہے''

پھر آپؑ اِن منذرخوابوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’چنانچہ ایک دفعہ مَیں نے گھر میں بکرے کی ایک ران لٹکائی ہوئی دیکھی جو کسی کی موت پر دلالت کرتی تھی۔اور ایک دفعہ مَیں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن اس چوبارہ کے پاس باہر کی طرف چوکھٹ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہے جس میں مَیں رہتا ہوں۔ تب کسی شخص نے مجھ کو کہا کہ عبدالحکیم خان کو والدۂ اسحاق نے گھر کے اندر بلایا ہے (والدۂ اسحاق میر ناصر نواب کی بیوی ہیں اور اسحاق ان کا لڑکا ہے)اور وہ سب ہمارے گھر میں ہی رہتے ہیں۔تب مَیں نے یہ بات سُن کر جواب دیا کہ مَیں عبدالحکیم خان کو ہرگز اپنے گھر میں آنے نہ دونگا اس میں ہماری بے عزتی ہے۔تب وہ آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا اندر داخل نہیں ہوا‘‘

آگے فرماتے ہیں:

’’یاد رہے کہ علم تعبیر میں معبرین نے یہ لکھا ہے جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں دشمن داخل ہو جائے تو اُس گھر میں کوئی مصیبت یا مَوت آتی ہے۔اور چونکہ آج کل عبدالحکیم خان سخت دشمن جانی اور ہمارے زوال کا رات دن منتظر ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے اسی کو خواب میں دکھلایا کہ گویا وہ ہمارے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے اور والدۂ اسحٰق یعنی میر ناصر نواب صاحب کی بیوی اُس کو بلاتی ہیں۔اور بلانے کی تعبیر یہ لکھی ہے کہ ایسا شخص محض اپنی بعض دینی غفلتوں کی وجہ سے جن کا علم خدا تعالیٰ کو ہے مصیبت کو اپنے گھر میں بلاتا ہے۔یعنی اس کی موجودہ حالت اِس بات کو چاہتی ہے کہ کوئی بلا نازل ہو......مَیں نے خواب میں عبدالحکیم خان کو گھر کے اند داخل ہونے سے روک دیا یعنی وہ فضل خدا تعالیٰ کا جو میرے شامل حال ہے اس نے دشمن کو شماتت کے موقعہ سے باز رکھا‘‘

چنانچہ فرماتے ہیں کہ جب اس قدر مجھے الہام ہوئے جن سے یقیناً میرے پر کھل گیا کہ میر صاحب کے عیال پر کوئی مصیبت درپیش ہے تو مَیں دعا میں لگ گیا اور وہ اتفاقاً مع اپنے بیٹے اسحٰق اور اپنے گھر کے لوگوں کے لاہور جانے کو تھے۔مَیں نے ان کو یہ خوابیں سنا دیں اور لاہور جانے سے روک دیا۔اورانہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں جاؤنگا۔

آگے یہ کہ پھر ان خوابوں کی تعبیر کس طرح اور کس شکل میں ظاہر ہوئی اس کی تفصیل بتاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی۔ اور دونوں طرف بنِ ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اِس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھُوٹ پڑی ہے۔ تب معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا۔ اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ واستغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بُلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے''

آگے اپنے اور اپنی جماعت کے طاعون سے محفوظ رہنے کے الہامات کے حوالے سے یہ خیال فرماتے ہوئے کہ اس صورت میں کہ آپ کئی بار بذریعہ تحریر وتقریر یہ شائع فرما چکے تھے کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے محفوظ رہیں گے اگر کوئی وفات ہوگئی تو لوگ کیا سمجھیں گے، فرمایا:

''اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شور قیامت برپا ہو جائے گا اور پھر گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی ان کا اثر نہیں ہوگا''

چنانچہ یہ خیال آتے ہی آپ کے دل میں دعا کا سخت جوش پیدا ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا کیا کرشمہ دکھایا، اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''غرض اُس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے عجیب نظارۂ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اتر گیا اور گلٹیوں کا نام ونشان نہ رہا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ پھرنا، چلنا، کھیلنا، دوڑنا شروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی''

(بحوالہ ''حقیقۃ الوحی''۔روحانی خزائن، جلد ۲۲۔صفحہ ۳۴۰)

☆ ☆ ☆

چوتھی آسمانی خبر

”دردناک دکھ اور دردناک واقعہ“

حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی اہلیہ کی وفات کی خبر

حضرت نواب محمد علی خان صاحب، ریاست مالیر کوٹلہ کے رئیس اور نواب ہونے کے علاوہ حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام سے شرف دامادی رکھتے تھے۔ ابھی جب آپؑ کی صاحبزادی سے ان کا یہ رشتہ طے نہیں ہوا تھا اور ان کی پہلی بیوی زندہ تھی تو حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام کو الہام ہوا:

’دردناک دکھ اور دردناک واقعہ‘

اس کے ساتھ ہی آپؑ کو تفہیم ہوئی کہ یہ نواب محمد علی خان صاحب موصوف کی اہلیہ کی وفات سے متعلق ہے جو عنقریب واقع ہونے والی ہے۔ چنانچہ آپؑ نے اس خبر سے اپنے گھر والوں کے علاوہ خود نواب صاحب موصوف کو اور بعض افرادِ جماعت کو بھی مطلع فرما دیا۔ نیز یہ الہام اخبار الحکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۶ء اور اخبار بدر مورخہ ۲۰ / مارچ ۱۹۰۶ء کے پرچوں میں بھی شائع کر دیا گیا۔

اب ہر چند کہ نواب صاحب کی اہلیہ الہام کے نزول کے وقت بالکل تندرست تھیں یہ آسمانی خبر اس طرح پوری ہوئی کہ الہام کے چھ ماہ بعد وہ سل کی مرض سے بیمار ہو گئیں اور بیماری بھی ایسی لگی کہ بموجب الہام ان کیلئے اور انکے گھر والوں کیلئے دردناک تکلیف اور دکھ کا باعث بنی رہی۔ اور پھر باوجود ہر ممکن علاج معالجہ کے وہ اسی بیماری سے وفات پا گئیں۔ چونکہ یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک زبردست نشان تھا جو آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہوا آپ اس کے حوالے سے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:

”یہ اُس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی جبکہ نواب صاحب موصوف کی بیوی ہر طرح تندرست اور صحیح وسالم تھی۔..... اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے، فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ، یعنی خدا تعالیٰ صاف صاف اور کھلا کھلا غیب بجز اپنے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اور ظاہر ہے کہ دعوے کے ساتھ کسی پیشگوئی کو بتمام تر تصریح شائع کرنا اور پھر اس کا اسی طرح بکمال صفائی پورا ہونا اس سے زیادہ روشن نشان کی اَور کیا علامت ہو سکتی ہے؟“

(”حقیقۃ الوحی“، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۴۳۴۔۵)

پانچویں آسمانی خبر

''پاس ہو جاوے گا''

اپنے بیٹے مرزا سلطان احمد کے پاس ہونے کے بارے میں

اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے بندوں سے سلوک اس قدر نرالا ہوتا ہے کہ وہ خود بھی اس کی کنہ و کیفیت کا پورا ادراک نہیں کر سکتے۔ بس ایک محبت کا راج ہے جس کے کرشمے کبھی کسی طرح اور کبھی کسی طرح ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ان کی ایک ہی ادا اُس مالک حقیقی کو اس قدر پسند آ جاتی ہے کہ ان کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ ایک ایسی ہی مثال حضرت بانئ سلسلہ کی ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔ اس کی دلچسپ تفصیل ملاحظہ ہو:

۱۸۸۴ء کے لگ بھگ کی بات ہے کہ جب آپؑ کی اپنی پہلی بیوی کے بطن سے ہونے والے فرزند خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب نے تحصیل داری کا امتحان دیا۔ اس پر انہوں نے ایک خط کے ذریعہ اپنے بزرگ باپ کو دعا کیلئے لکھا۔ یہ خط پڑھ کر آپ کے اندر کس قسم کا ردعمل پیدا ہوا اور اس کے نتیجہ میں آپ کو کیا بشارت اپنے رب کی طرف سے ملی اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''مجھ کو یاد ہے اور شاید عرصہ تین ماہ یا کچھ کم و بیش ہوا ہے کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھ کر مجھ کو بھیجا کہ جو مَیں نے امتحان تحصیلداری کا دیا ہے اس کی نسبت دعا کریں کہ پاس ہو جاؤں۔ اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور دعا کریں'

آپؑ فرماتے ہیں مجھے وہ خط پڑھ کر بجائے رحم کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارے میں کس قدر ہم اور غم ہے۔ چنانچہ آپؑ نے وہ خط پڑھتے ہی بتمام تر نفرت و کراہت چاک کر دیا اور دل میں کہا کہ ایک دنیوی غرض اپنے مالک کے سامنے کیا پیش کروں۔ فرماتے ہیں:

''اس خط کے چاک کرتے ہی الہام ہوا کہ

'پاس ہو جاوے گا'

اور وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگوں کو بتلایا گیا۔ چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا۔ فالحمدللہ''

(مکتوب مورخہ ۱۱رفروری ۱۸۸۴ء بنام نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر،

بحوالہ اخبار الحکم، قادیان، مورخہ ۲۳ستمبر ۱۸۹۹ء)

چھٹی آسمانی خبر

''مبارک احمد کا کرتہ خون سے بھر گیا''

صاحبزادہ میاں مبارک احمد کے بارے میں ایک کشفی نظارہ

اب صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب کے متعلق آپؑ کو دکھائے جانے والے ایک ایسے کشفی نظارہ کی روئیداد بیان کی جاتی ہے جس کے عالم وجود میں آنے میں صرف چند منٹ کا عرصہ درکار تھا۔ وہ کشفی نظارہ کیا تھا اور کس طور پر ظہور میں آیا اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''بعض نشان اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اُن کے وقوع میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی کہ فی الفور واقع ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسر آتا ہے۔ اسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پر کشفی حالت طاری ہوئی اور مَیں نے اُس وقت اس کشفی حالت میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی اُس کے ساتھ پیر پھسل کر گر پڑا ہے اور اس کو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کرتہ خون سے بھر گیا ہے۔ مَیں نے اُس وقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اُس وقت میرے پاس کھڑی تھیں یہ کشف بیان کیا۔ تو ابھی مَیں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا۔ جب چٹائی کے پاس پہنچا تو چٹائی سے پَیر پھسل کر گر پڑا اور سخت چوٹ آئی اور تمام کرتہ خون سے بھر گیا اور ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی''

اب یہ نشان ایسے طور پر ظاہر ہوا کہ آپ اس کے بارے میں ملنے والی کشفی خبر کو نہ شائع کر سکے، نہ اپنی اہلیہ کے علاوہ کسی اَور کو بتا سکے۔ چونکہ آپ خدا کے مامور تھے اور اس غرض سے مبعوث کئے گئے تھے کہ تا خدا کے زندہ نشانوں کے ساتھ اس وراء الوراء زندہ ہستی کا چہرہ دنیا کو دکھلائیں لھذا آپ اسے ہر امکانی شک وشبہ سے پاک کرنے کی غرض سے فرماتے ہیں:

''ایک نادان کہے گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے؟ اور نہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعاً اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر جھوٹ بولے۔ سو اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آنجناب کے

دوست اور آنجناب کی بیویاں تھیں۔اس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہو جاتے ہیں اور اکثر نشانوں کے دیکھنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں۔کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے۔دشمنوں کو کہاں نصیب ہوسکتا ہے کہ وہ ان نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جاتے اور دوسری طرف معاً پورے ہو جاتے ہیں۔دشمن کا تو دل بھی دُور رہتا ہے اور جسم بھی دُور‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن جلد۲۲۔صفحہ ۳۹۸۔۹)

☆ ☆ ☆

ساتویں آسمانی خبر

’’ابا پانی!‘‘

صاحبزادہ میاں مبارک احمد کے متعلق ایک اَور کشفی خبر

اسی قسم کا ایک اَور کشفی نظارہ آپ نے اپنے اسی صاحبزادے میاں مبارک احمد صاحب کی نسبت دیکھا اور وہ بھی چند گھنٹوں کے اندر اندر حقیقت بن کر عالم وجود میں ظاہر ہوگیا۔چنانچہ اسے بھی آپ خدا کے زندہ نشانوں میں سے ایک بہت بڑا نشان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ایسا ہی عرصہ قریباً تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہوکر میرے پاس دوڑا آیا ہے اور نہایت بے قرار ہے اور حواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ’ابا پانی‘ یعنی مجھے پانی دو۔یہ کشف مَیں نے نہ صرف گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سنا دیا تھا کیونکہ اس کے وقوع میں ابھی قریباً دو گھنٹے باقی تھے۔اِس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریباً ۸ بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا۔اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر قریباً چار برس کی تھی۔اُس وقت مَیں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا۔مَیں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دَوڑتا چلا آتا ہے اور سخت

بدحواس ہو رہا ہے۔ میرے سامنے آکر اتنا اس کے منہ سے نکلا کہ ابا پانی۔ بعد اس کے نیم بیہوش کی طرح ہو گیا اور وہاں سے کنوآں قریباً پچاس قدم کے فاصلے پر تھا۔ مَیں نے اس کو گود میں اٹھالیا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا مَیں تیز قدم اٹھا کر اور دَوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اس کے منہ میں پانی ڈالا۔ جب اس کو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو مَیں نے اُس سے اِس حادثہ کا سبب دریافت کِیا۔ تو اس نے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے مَیں نے بہت پسا ہوا نمک پھانک لِیا اور دماغ پر بخار چڑھ گئے اور سانس رک گیا اور گلا گھونٹا گیا۔ پس اس طرح پر خدا نے اُس کو شفا دی اور کشفی پیشگوئی پُوری کی‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن جلد۲۲۔ صفحہ ۴۰۰۔۳۹۹)

☆ ☆ ☆

آٹھویں آسمانی خبر

’’رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتیٰ. رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَاءِ‘‘

صاحبزادہ میاں مبارک احمد کے متعلق ایک اَور آسمانی بشارت

اب آپؑ کے اسی صاحبزادے کے بارے میں خدا کے چشمۂ غیب سے نکلی ہوئی ایک اَور الہامی خبر کی روئیداد بیان کی جاتی ہے جو ایک زندہ اور قدرتوں والے خدا کی ہستی پر اسی طرح دلالت کرنے والی ہے جس طرح کہ مذکورہ بالا خبریں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک بار آپؑ کو الہام ہوا:

رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتیٰ. رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَاءِ

کہ ’اے میرے رب! مجھے دکھا کہ تُو مردہ کو کیونکر زندہ کرتا ہے اور آسمان سے اپنی بخشش اور رحمت نازل فرما‘

فرماتے ہیں:

’’اس الہام میں یہ خبر دی گئی کہ کبھی ایسا موقع آنے والا ہے کہ ہمیں یہ دعا کرنی پڑے گی اور وہ قبول ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ ایک دفعہ ہمارا لڑکا مبارک احمد ایسا سخت بیمار ہوا کہ

سب نے کہا وہ مر گیا ہے۔ہم اٹھے اور دعا کرتے ہوئے لڑکے پر ہاتھ پھیرتے تھے تو لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا تھا''

آگے آپؑ نے اس الہام کی ایک اَور ایسی معرکہ آرا تعبیر بھی فرمائی ہے جو آپؑ کے مقام بطور امام الزمان اور مسیح الزمان پر زبردست روشنی ڈالنے والی ہے۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''علاوہ ازیں یہ الہام اس طرح بھی پورا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اب تک ہمارے ہاتھ سے ہزاروں روحانی مردے زندہ کئے ہیں اور کر رہا ہے''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۶۱۳)

پھر آپؑ نے یہی واقعہ اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں خدا تعالیٰ کے ایک زندہ نشان کے طور پر بیان کرتے ہوئے اس کے ساتھ مزید ایک پُر حکمت بات یہ بیان فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے والے معجزات بھی بالکل اسی طرح کے تھے مگر بعد میں آنے والے لوگوں نے اپنی نادانی سے کچھ کا کچھ بنا دیا۔اب آپ کا وہ بیان پیش کیا جاتا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ میرا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہو گیا۔غشی پر غشی پڑتی تھی۔اور مَیں اس کے قریب مکان میں دعا میں مشغول تھا۔اور کئی عورتیں اس کے پاس بیٹھی تھیں کہ یک دفعہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا۔تب مَیں اس کے پاس آیا اور اس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو دو تین منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہو گیا۔تب مجھے خیال آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا احیاءِ موتیٰ بھی اسی قسم کا تھا اور پھر نادانوں نے اس پر حاشیئے چڑھا دئے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ ۲۶۵)

☆ ☆ ☆

نویں آسمانی خبر

''تائی آئی''

آپؑ کو اپنی بھاوجہ کے سلسلہ ٔ بیعت میں داخل ہونے کے بارے میں ملنے والی آسمانی خبر

آپؑ کو ۱۹۰۰ء کے قریب قریب الہام ہوا: ''تائی آئی''

اس بارے میں آپ نے فرمایا:

''ہماری تو کوئی تائی نہیں نہ نزدیک، نہ دُور۔ ہاں ہمارے لڑکوں کی تائی ہے جو وہ ہماری دشمن ہے''

(''البشریٰ'' مرتبہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ۔ صفحہ ۱۱۳،

بحوالہ ''تذکرۃ'' طبع چہارم۔ صفحہ ۷۸۱)

اس سے آپؑ کی مراد آپؑ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی بیوہ تھی جسکا نام حرمت بی بی تھا۔ آپؑ کے یہ بھائی جیسا کہ صفحہ ۵۷ پر بیان ہو چکا ہے آپؑ کے دعویٰ ماموریت سے قبل ہی ۱۸۸۳ء میں وفات پا چکے تھے۔ آپؑ کی یہ بھاوجہ آپؑ کے دعویٰ ماموریت کے بعد آپؑ کے جدی بھائیوں کے زیر اثر آپؑ کے ساتھ عناد رکھنے لگ گئی۔ یہی وجہ تھی کہ جب آپؑ کو محولہ بالا الہام ہوا تو آپؑ حیران ہوئے کہ اس کا آخر کیا مطلب ہوسکتا ہے۔ آپؑ کی وفات کے بعد سلسلہ خلافت کے شروع ہو جانے پر بھی وہ مخالف ہی رہی۔ مگر خلافت ثانیہ کا دَور شروع ہونے پر ۱۹۱۶ء میں آپؑ کی اِس بھاوجہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کر لی۔ اور اس طرح پر خدا کے مامور کو پورے ۱۶ سال قبل اپنے خدا کی طرف سے ملنے والی وہ خبر جس کا عنوان میں ذکر کِیا گیا ہے پوری ہو کر آپؑ کی صداقت کا نشان بن گئی۔

اگر دیکھا جائے تو یہ صرف ایک الہامی خبر ہی نہیں تھی بلکہ جن الفاظ میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو یہ خبر ملی ان میں دراصل تین پیشگوئیاں مخفی تھیں۔ چنانچہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس الہام میں دراصل تین پیشگوئیاں ہیں:

اول، یہ کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد میں سے خلیفہ ہوگا۔

دوم، یہ کہ اُس وقت (حضور کی اولاد کی) تائی صاحبہ جماعت میں شامل ہونگی۔

تیسرے، تائی صاحبہ کی عمر کے متعلق پیشگوئی تھی کہ.....وہ زندہ رہے گی اور آپؑ کی اولاد سے ایک خلیفہ ہوگا جس کی بیعت میں (وہ) شامل ہوگی‘‘

(خطبہ جمعہ، مطبوعہ روزنامہ الفضل، مورخہ ۹رنومبر ۱۹۲۷ء،

بحوالہ ’’تذکرۃ‘‘، طبع چہارم۔ صفحہ ۷۸۱)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ خدا کے مامور کو ہونے والا یہ الہام جس آسمانی خبر پر مشتمل تھا وہ معمولی نوعیت کی نہیں ہوسکتی تھی۔ چنانچہ تائی صاحبہ حرمت بی بی نے سلسلۂ بیعت میں داخل ہوکر بڑا اخلاص دکھایا۔ انہوں نے نہ صرف بیعت کی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظام وصیت میں شامل ہوکر موصیہ بننے کا اعزاز بھی پایا۔ اور اس طرح ایک لمبی عمر پانے کے بعد بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۹۷ سال تھی۔

☆ ☆ ☆

دسویں آسمانی خبر

''پسر چہارم کا عقیقہ بروز سوموار ہوگا''

صاحبزادہ میاں مبارک احمد کے عقیقہ کے بارے میں ملنے والی ایک بہت پہلے کی خبر

اب اس سلسلہ کے آخری واقعہ کے طور پر ایک اَور ایسی خبر کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس کے نزول کے پورے چودہ سال بعد پوری ہو کر خدائے عالم الغیب کی ہستی کا نشان بن گئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب خدائی منشاء اور اذن کے مطابق آپؑ کی دوسری شادی ہو گئی تو آپؑ نے خواب میں دیکھا کہ آپؑ کے ہاں اس بیوی (حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ) کے بطن سے چوتھا بیٹا پیدا ہوا ہے اور اس کا عقیقہ سوموار کے روز ہوا ہے۔ اب علاوہ اس کے کہ اس ذریعہ سے آپ کو چار بیٹوں کی پیدائش کی بشارت دی گئی اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ جب ابھی آپؑ کے ہاں ایک بچہ بھی پیدا نہیں ہوا تھا، آپؑ کو اپنے چوتھے بیٹے کے بارے میں ایک اضافی امر کی اطلاع بخشی گئی۔ یعنی یہ کہ اس کا عقیقہ سوموار کے روز ہوگا۔ پھر اس آسمانی خبر کے مطابق جیسا کے باب دوم میں بتایا جا چکا ہے آپؑ کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوئے۔ اب جب آپ کے چوتھے بیٹے یعنی صاحبزادہ میاں مبارک احمد کا عقیقہ ہونے لگا اور اس کے لئے اتوار کا دن مقرر کِیا گیا تو ایک ایسی تقریب پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے عقیقہ کو بجائے اتوار کے سوموار کے دن پر ملتوی کرنا پڑا۔ اس پر آپؑ کو اپنی چودہ سال قبل کی وہ رؤیا یاد آ گئی جس میں آپؑ نے دیکھا تھا کہ چوتھے بیٹے کا عقیقہ سوموار کے دن ہوا ہے۔ چنانچہ آپؑ کی خوشی ایک عجیب رنگ پکڑ گئی کیونکہ یہ ایک بہت بڑا بھاری نشان تھا جو آپؑ اور آپؑ کے صحابہ نے دیکھا کہ کس طرح خدا نے چودہ سال پہلے بتائی ہوئی ایک بات پوری فرما دی۔ چنانچہ اس عظیم نشانِ آسمانی کی اطلاع اپنے ایک مرید حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسیؓ کو دیتے ہوئے آپؑ نے تحریر فرمایا:

''قریباً چودہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میری اس بیوی کو چوتھا لڑکا پیدا ہوا ہے اور تین پہلے موجود ہیں۔ اور یہ بھی خواب میں دیکھا تھا کہ اس پسر چہارم کا عقیقہ بروز دوشنبہ یعنی پیر ہوا ہے۔ اور جس وقت یہ خواب دیکھی تھی اُس وقت ایک بھی لڑکا نہ تھا یعنی کوئی بھی نہیں تھا۔ اور خواب میں دیکھا تھا کہ اس بیوی سے میرے چار لڑکے

ہیں اور چاروں میری نظر کے سامنے موجود ہیں اور چھوٹے لڑکے کا عقیقہ پیر کو ہوا ہے''
پھر جب باوجود ہر قسم کا اہتمام کرنے کے یہ عقیقہ اتوار کے روز نہ ہوسکا بلکہ اگلے روز یعنی پیر کے دن پر جا پڑا تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اب جبکہ یہ لڑکا یعنی مبارک احمد پیدا ہوا تو وہ خواب بھول گئے اور عقیقہ اتوار کے دن مقرر رہا۔لیکن خدا کی قدرت ہے کہ اس قدر بارش ہوئی کہ اتوار میں عقیقہ کا سامان نہ ہوسکا اور ہر طرف سے حارج پیش آئے۔ناچار پیر کے دن عقیقہ قرار پایا۔پھر ساتھ یاد آیا کہ قریباً چودہ برس گذر گئے کہ خواب میں دیکھا تھا کہ ایک چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا عقیقہ پیر کے دن ہوگا۔تب وہ اضطراب ایک خوشی کیساتھ مبدل ہوگیا کہ کیونکر خدا تعالیٰ نے اپنی بات کو پورا کِیا۔اور ہم سب زور لگا رہے تھے کہ عقیقہ اتوار کے دن ہو''

پھر آپؑ اس چودہ سال پہلے والی پیشگوئی پر بحیثیت مجموعی تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ پیشگوئی بڑی بھاری تھی کہ اس چودہ برس کے عرصہ میں یہ پیشگوئی کہ چار لڑکے پیدا ہونگے اور پھر چہارم کا عقیقہ پیر کے دن ہوگا۔انسان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس مدت تک کہ چار لڑکے پیدا ہوسکیں زندہ بھی رہیں۔یہ خدا کے کام ہیں مگر افسوس کہ ہماری قوم دیکھتی ہے۔پھر آنکھ بند کرلیتی ہے''

(مکتوب مورخہ ۲۷؍جون ۱۸۹۹ء بحوالہ مکتوبات احمدیہ، جلد پنجم،حصہ اول۔صفحہ ۲۶ تا ۲۷،
بحوالہ ''تذکرہ''۔صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۰)

☆ ☆ ☆

باب اول

فصل سوم

اپنی ذات سے متعلق ملنے والی اخبار

اب آپ کو ملنے والی بعض ایسی عمومی نوعیت کی بشارات سماویہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو نازل ہونے کے ساتھ ہی یا کسی قدر توقف سے آپؑ کی ذات میں متحقق ہوتی چلی گئیں۔ چونکہ یہ بھی سب کی سب ایسی غیب کی باتوں پر مشتمل تھیں جن کی کنہ و کیفیت سوائے عالم الغیب خدا کے اَور کوئی نہیں جان سکتا نہ یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ وہ ضرور پوری ہو کر رہیں گی اس لئے ان کے پورا ہونے کو بھی آپؑ نے اپنے دعویٔ ماموریت کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے نشانات کے طور پر اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کِیا جاتا ہے:

پہلی آسمانی خبر

''میرا نام رانی ہے۔مَیں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں''

آپؑ کے وجود سے ایک معزز گھرانہ آباد ہونے کے بارے میں

جس روز آپؑ کے والد صاحب کی وفات ہوئی اور آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے متکفل ہونے کا مژدۂ جانفزا ملا اس کے چند روز بعد ہی آپؑ نے ایک اَور منظر دیکھا جس میں آپؑ کو اپنے روشن مستقبل کے بارے میں ایک اَور روح پرور نظارہ دکھایا گیا۔ اِس روحانی منظر کے اندر تصویری زبان میں آپؑ کو آپؑ کے ذریعہ ایک معزز خاندان کی ابتدا ہونے کی بشارت دی گئی۔ چنانچہ آپؑ اس کی روئیداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب میرے والد صاحب غفر اللہ لہٗ جو ایک معزز رئیس اور اپنی نواح میں عزت کے ساتھ مشہور تھے انتقال کر گئے تو ان کے فوت ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں مَیں نے دیکھی جس کا حلیہ ابھی تک میری

آنکھوں کے سامنے ہے۔اوراس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے۔اور مجھے اشارات سے کہا کہ مَیں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں۔اور کہا کہ مَیں چلنے کوتھی مگر تیرے لئے رہ گئی''

(''ازالہ اوہام''، روحانی خزائن، جلد۳۔صفحہ ۲۰۵۔۲۰۶)

حضرت اقدسؑ نے اس رؤیاء کی حسب ذیل تعبیر بیان فرمائی:

''رؤیاء میں عورت سے مراد اقبال اور فتحمندی اور تائید الٰہی ہوتی ہے''

(بحوالہ اخبار بدر۔مورخہ ۱۴رجون ۱۹۰۶ء)

اسی قسم کا ایک اَور روحانی منظر بھی آپؑ نے دیکھا جو آپ کے اُس حسین مستقبل کی ضمانت دے رہا تھا جو بطور مامور زمانہ آپ کو نصیب ہونے والا تھا۔چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''اُنہیں دنوں میں مَیں نے ایک نہایت خوبصورت مرد دیکھا اور مَیں نے اسے کہا کہ تم ایک عجیب خوبصورت آدمی ہو۔تب اس نے اشارہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ

'مَیں تیرا بخت بیدار ہوں' ''

(''ازالہ اوہام''، روحانی خزائن، جلد۳۔صفحہ ۲۰۶)

جس صورت میں اور جس عظمت شان کے ساتھ یہ دونوں روحانی مناظر آپؑ کی کامیاب مامورانہ زندگی میں جسمانی طور پر متمثل ہوئے وہ ایک ایسی دلربا حقیقت ہے کہ آپؑ کا سوانح نگار انہیں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھتا رہے گا۔آپؑ نے خود بھی ان افضال الٰہیہ کا مفصل ذکر تحدیث نعمت کے طور پر اور ایک زندہ خدا کی طرف سے دئے گئے زندہ نشانات کے طور پر جا بجا اپنی تحریرات میں فرمایا ہے۔ چنانچہ اگلے صفحات میں جتنے نشانات درج کئے جارہے ہیں وہ اسی حقیقت کا واقعاتی ثبوت ہیں۔

☆ ☆ ☆

دوسری آسمانی خبر

’’یُنَجِّیکَ مِنَ الغَمِّ‘‘

ایک غم کی پیشگی خبراوراس کاازالہ

جب آپ کواَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والاالہام ہواتو آپنے یہ الہام پانے کے بعدایک آدمی کوایک نگینہ دے کر امرتسر بھجوایا تا کہ وہ یہ الہام اس نگینہ میں کھدوا کرانگوٹھی بنوا کرلائے۔انہی ایام کی بات ہے کہ آپؑ کومندرجہ ذیل الہام ہوا:

’’یُنَجِّیْکَ مِنَ الغَمِّ.وَ کَانَ رَبُکَ قَدِیْراً ‘‘

یہ الہام بتارہاتھا کہ آپؑ کوکوئی غم پہنچنے والا ہے تاہم اللہ تعالیٰ خودہی اپنے فضل سے آپ کواس سے نجات بخشے گا۔ پھرجلد ہی اس الہامی خبر کی حقیقت ظاہر ہوکر اللہ تعالیٰ کے حسن واحسان پرایک زندہ دلیل بن گئی۔چنانچہ اس واقعہ کے چشم دید راوی حضرت مولوی رحیم بخش صاحب سکنہ تلونڈی ضلع گورداسپور فرماتے ہیں کہ جب آپؑ کو یہ الہام ہواتو آپؑ نے فرمایا کہ ہمیں خدا کے فضل سے غم تو کوئی نہیں ہے شاید آئندہ کوئی غم پیش آئے۔پھر جب ہم مکان پرواپس آئے تو:

’’ایک شخص امرتسر سے یہ خبر لایا کہ آپؑ کاوہ نگینہ جو اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ لکھنے کے واسطے حکیم محمد شریف کے پاس امرتسر بھیجا ہوا تھاوہ گم ہوگیا ہے۔نیز وہی شخص ایک ورق براہین احمدیہ کالایا (ان دنوں آپکی یہ کتاب امرتسر میں چھپ رہی تھی۔ناقل) جو بہت خراب تھااور پڑھانہیں جاتا تھا۔یہ معلوم کرکے آپکو بہت تشویش ہوئی‘‘

یہی دوست مولوی رحیم بخش صاحب آگے فرماتے ہیں:

’’حضرت صاحب اور یہ خاکسار بٹالہ سے گاڑی میں سوار ہوکر امرتسر پہنچے۔جب حکیم صاحب کے مکان پر پہنچے تو حکیم صاحب نے بہت خوش ہوکر کہا کہ یہ آپؑ کانگینہ گم ہوگیا تھامگر ابھی مل گیا ہے۔اور جب مطبع میں جاکر کتاب دیکھی تو اچھی چھپ رہی تھی جس پر آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو پہلے سے بشارت دیدی تھی کہ ہم تجھے غم سے نجات دینگے۔سووہ یہی غم تھا‘‘

(روایت مولوی رحیم بخش صاحب، بحوالہ’’سیرۃ المہدی‘‘۔روایت نمبر ۴۵۰)

تیسری آسمانی خبر

”نُنَجِّیْکَ مِنَ الغَمِّ. اَلَمْ تَعْلَمْ اَنّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ“

آپؑ کو پیش آنے والے تین غم اوران کا آسمانی علاج

مذکورہ بالا مضمون پر مشتمل ایک اَور الہام آپؑ کو ایک اَور موقع پر بھی ہوا۔ یہ بھی اس زمانے کی بات ہے جب آپؑ نے ابھی دعویٰ ماموریت نہیں فرمایا تھا البتہ الہامات کے نزول کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اُس وقت فی الواقعہ آپؑ کو بعض ایسے امور پیش آگئے جن کی وجہ سے آپؑ غمزدہ تھے۔ پھر وہ قادر مطلق خدا کس طرح آپؑ کی مدد کو پہنچا اور آن کی آن میں وہ غم دُور فرما کر اپنی زندہ ہستی کا ثبوت بہم پہنچایا اسے بھی خدا کی زندہ ہستی کے ثبوت میں ایک ربانی نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”بارہا ہمیں مخالفوں کی حاضری کے وقت میں ایسا کھلا کھلا الہام ہوا ہے کہ جس کے پورا ہونے سے مخالفوں کو بجز اقرار کے اَور کوئی راہ نظر نہیں آیا۔ ابھی چند روز کا ذکر ہے (یہ بھی اُس وقت کی بات ہے جب آپؑ قرآن کریم کو ایک زندہ کتاب اور اسلام کو ایک زندہ مذہب ثابت کرنے کی غرض سے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ تالیف فرما رہے تھے اور اس میں ایسے نشانات کا ذکر فرما رہے تھے جو خدا کی زندہ ہستی اور اسلام کی صداقت پر دلیل ہوں۔ ناقل) کہ یک دفعہ بعض امور میں تین طرح کا غم پیش آ گیا تھا جس کے تدارک کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ اور بجز حرج ونقصان اٹھانے کے اَور کوئی سبیل نمودار نہ تھی۔ اُسی روز شام کے قریب یہ عاجز اپنے معمول کے مطابق جنگل میں سیر کو گیا اور اس وقت ہمراہ ایک آریہ ملاوامل نامی تھا۔ جب واپس آیا تو گاؤں کے دروازہ کے نزدیک یہ الہام ہوا:

نُنَجِّیْکَ مِنَ الغَمّ

پھر دوبارہ الہام ہوا:

نُنَجِّیْکَ مِنَ الغَمّ ۰ اَلَمْ تعلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

یعنی ہم تجھے اس غم سے نجات دیں گے، ضرور نجات دیں گے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے؟''

فرماتے ہیں:

''چنانچہ اسی قدم پر جہاں الہام ہوا تھا اُس آریہ کو اِس الہام سے اطلاع دی گئی تھی۔ اور پھر خدا نے وہ تینوں طور کا غم دُور کر دیا۔ **فالحمد لله علیٰ ذٰلک**''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۵۵۹ تا ۵۶۰۔ حاشیہ در حاشیہ)

☆ ☆ ☆

☆

''مَیں غیبی اخبار کا نشان دے گیا ہوں''

حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔

آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

......ان تمام وجوہ سے مَیں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے۔ اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کِیا جائے گا''

(''ضرورۃ الامام''، روحانی خزائن، جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۹۷)

☆

چوتھی آسمانی خبر

”نصف ترا، نصف عمالیق را“

اپنے جدی شرکاء کی جائداد میں سے حصہ ملنے کے بارے میں

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک بار الہاماً ایک ایسی خبر بہم پہنچائی جس کے عملاً ظہور میں آنے کیلئے کچھ دنوں کا وقفہ درکار تھا۔اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ مَیں لدھیانہ کی طرف سے قادیان کی طرف ریل گاڑی میں چلا آتا تھا اور میرے ساتھ شیخ حامد علی میرا خدمتگار اور چند اَور آدمی بھی تھے۔ جب ہم کسی قدر مسافت طے کر چکے تو تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا:

'نصف ترا، نصف عمالیق را'

اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ وراثت کا حصہ ہے کہ کسی وارث کی موت سے ہمیں ملے گا۔اور نیز دل میں ڈالا گیا کہ عمالیق سے مراد میرے چچازاد بھائی ہیں جو مخالفت بھی رکھتے تھے اور قد کے بھی لمبے تھے“[ا]

پھر کس طرح چند دنوں بعد یہ الہامی خبر پوری ہو کر ایک عالم الغیب خدا کی ہستی کا زندہ نشان بن گئی اس بارے میں آپؑ رقمطراز ہیں:

[ا] الہامی لفظ ”عمالیق“ کے ضمن میں آپؑ نے ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے۔عمالیق یا عمالقہ (لفظی معنی دیو یا دیو ہیکل شخص) دراصل بائیبل میں اس قوم کے سرداروں کیلئے استعمال ہوا ہے، جو ملک کنعان میں رہتی تھی اور جس سے لڑنے کیلئے حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا تھا۔مگر بنی اسرائیل اس قوم کی جسمانی ضخامت اور فخامت کو دیکھ کر اس قدر ڈر گئے کہ انہوں نے لڑنے سے انکار کر دیا۔اس واقعہ کے حوالے سے حضرت بانیٔ سلسلہؑ ،جن کے جدی خاندان کے لوگ بھی کنعانی قوم کی طرح بڑے بڑے قد کاٹھ کے مالک تھے اور آپؑ سے مخالفانہ سلوک روا رکھتے تھے فرماتے ہیں:

”گویا خدا نے مجھ کو موسیٰ ٹھہرایا اور ان کو مخالف موسیٰ“

(”حقیقۃ الوحی“، روحانی خزائن جلد ۲۲۔صفحہ ۲۵۵)

''جب مَیں قادیان میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہمارے شرکاء میں سے ایک عورت امام بی بی نام[۱] مرض اسہال کبدی سے بیمار ہے۔ چنانچہ وہ چند دن کے بعد مرگئی۔ اور ہم دونوں گروہ کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ اس لئے اس کی زمین میں سے آدھی تو ہمارے حصہ میں آئی اور آدھی زمین ہمارے چچازاد بھائیوں کے حصہ میں گئی۔ اور اس طرح پر وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جس کے پورے ہونے اور بیان کرنے پر ایک جماعت گواہ ہے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۵۵)

اس پیشگوئی پر حضرت اقدسؑ نے مندرجہ بصیرت افروز تبصرہ فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

''مرنے کو تو ہر ایک شخص مرتا ہے مگر اس میں تین بڑے نشان تھے:

۱) قبل از وقت اس واقعہ کی خبر دینا اور پھر اس عورت کا معمولی عمر میں ہی مر جانا۔

۲) ہمارا اس وقت تک زندہ رہنا۔

۳) زمین کا مطابق الہام کے تقسیم ہونا۔''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۹۲)

☆ ☆ ☆

پانچویں آسمانی خبر

''اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ ہم و غم پیش آئے گا''

آپؑ کو اپنے ایک سفر کے دوران ملنے والی آسمانی خبر

اسی طرح ایک اَور سفر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو اپنی قدرت اور ہستی کا ایک اَور نشان دکھایا۔ اس کی روئیداد بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

....

[۱] یہ امام بی بی، مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی ہمشیرہ تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک چچازاد بھائی جو مفقود الخبر ہو چکا تھا سے بیاہی ہوئی تھی۔

’’جس زمانہ میں سید محمد حسن خانصاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ تھے انکی وفات سے چند سال پہلے مجھے لدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا۔ اور اس وقت میرے ساتھ شیخ حامد علی اور شیخ عبدالرحیم ساکن انبالہ چھاؤنی اور فتح خاں نام ایک پٹھان تھا جو ضلع ہوشیار پور کا باشندہ تھا‘‘

ابھی آپ لدھیانہ سے نہیں چلے تھے کہ رات آپ کو اس مضمون کا الہام ہوا کہ ’اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ ہم و غم پیش آئے گا‘۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’مَیں نے اس پیشگوئی سے جو خدا تعالیٰ سے مجھ کو ملی مذکورہ بالا ہمراہیوں کو اطلاع دے دی اور ہم روانہ ہوئے۔ جب پٹیالہ میں پہنچ کر اور اپنے ضروری کاموں سے فراغت پا کر پھر واپس آنے کا ارادہ کیا تو عصر کی نماز کا وقت تھا۔ مَیں نے نماز پڑھنے کے قصد سے چوغہ اتارا تا وضو کروں اور اس چوغہ کو سید محمد حسن خاں وزیر ریاست پٹیالہ کے ایک خدمتگار کے حوالہ کیا کیونکہ وزیر صاحب مع اپنے بعض نوکروں کے میرے چھوڑنے کے لئے ریل پر آئے تھے‘‘

اب خدا کی بتائی ہوئی بات کیسے پوری ہوئی اس بارے میں حضورؑ فرماتے ہیں:

’’جب ٹکٹ لینے کا وقت ہوا تو مَیں نے اپنے چوغہ کی جیب میں ہاتھ ڈالا تا ٹکٹ کیلئے روپیہ دوں کیونکہ مَیں نے تیس روپیہ کے قریب رومال میں باندھ کر جیب میں رکھے ہوئے تھے۔ تب جیب میں ہاتھ ڈالنے کے وقت معلوم ہوا کہ وہ رومال مع روپیہ کے کہیں گر گیا۔ غالباً اسی وقت گرا جبکہ چوغہ اتارا تھا‘‘

فرماتے ہیں، اُس وقت مجھے وہ الہام یاد آیا (یعنی نقصان پہنچنے سے متعلق) اور اس کے یاد آنے سے مجھے بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہو گیا۔ الہام کا دوسرا حصہ کہ ’کچھ ہم و غم پیش آئے گا‘، اس بارے میں فرماتے ہیں:

’’اس کی نسبت مجھے دو خیال آئے۔ ایک یہ کہ اس قدر روپیہ ضائع ہونے سے بلاشبہ بمقتضائے بشریت غم ہوا اور دوسرے مجھے یہ خیال بھی دل میں گذرا کہ جب وزیر صاحب موصوف ریل پر مجھے لینے کیلئے آئے اور انہوں نے اپنی گاڑی میں مجھے بٹھایا تو

کئی ہزار آدمی میرے دیکھنے کیلئے اسٹیشن پر موجود تھا جو قریب ہو ہو کر مصافحہ کرتے اور بعض ہاتھ چومتے تھے۔تب وزیر صاحب نے جو شیعہ مذہب تھے رنجدہ الفاظ میں بیان کیا کہ یہ وحشی احمق کیا کرتے ہیں''

دراصل وزیر صاحب موصوف کو ان لوگوں کا حضرتؑ سے انکسار سے ملنا اور آپؑ کے ہاتھوں کو چومنا ایک بیہودہ امر لگا جس کا حضورؑ کو افسوس ہوا کہ ان لوگوں کے دلوں میں خدا کے ماموروں کی سچی عظمت نہیں۔چنانچہ آپ اسی حد تک پیشگوئی کا منشا سمجھتے ہوئے مطمئن ہو گئے کہ اس کا یہ حصہ بھی پورا ہو گیا۔لیکن فرماتے ہیں:

''یہ میرا خیال غلط تھا کیونکہ اس سفر میں غم وہم کا ایک اَور حصہ باقی تھا جو واپس ہونے کے وقت دوراہہ کے اسٹیشن پر پورا ہوا۔تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب ہم دوراہہ کے سٹیشن پر پہنچے تو لدھیانہ جہاں ہم نے جانا تھا اس جگہ سے دس کوس باقی رہ گیا۔رات قریباً دس بجے گذر گئی تھی۔تب میرے ہمراہی شیخ عبدالرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا کہ کیا لدھیانہ آ گیا۔اس نے ہنسی سے یا کسی اَور غرض سے کہا کہ آ گیا۔اور ہم اس بات کے سننے سے سب کے سب ریل پر سے اتر آئے۔اور جب ہم اتر چکے اور ریل روانہ ہوگئی تب ہمیں پتہ لگا کہ یہ دوراہہ ہے،لدھیانہ نہیں ہے۔اور وہ ایسی جگہ تھی کہ بیٹھنے کیلئے بھی چارپائی نہیں ملتی تھی اور نہ کھانے کیلئے روٹی۔تب ہمیں بہت رنج اور افسوس اور ہم وغم ہوا کہ ہم غلطی سے بے ٹھکانہ اتر آئے اور ساتھ ہی یاد آیا کہ ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔تب سب کے دل سرور اور خوشی سے بھر گئے کہ خدا تعالیٰ کا الہام پورا ہوا'' [۱]

(''تریاق القلوب''،روحانی خزائن جلد۱۵۔صفحہ۲۹۱۔۲۹۳)

[۱]اس پریشانی اور حرج کا ازالہ یوں ہوا کہ آپؑ فرماتے ہیں، جونہی وہاں کے سٹیشن ماسٹر کو پتہ چلا وہ باہر نکلا اور بہت افسوس کرنے لگا کہ آپؑ اور آپؑ کے ساتھیوں کو یوں تکلیف پیش آ گئی ہے۔پھر اس نے ازراہ ہمدردی کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آنے والی ہے،مَیں معلوم کرتا ہوں کہ اس میں آپؑ لوگوں کو بٹھانے کی کوئی گنجائش ہوگی یا نہیں۔چنانچہ اس نے اسی وقت تار دے کر پوچھا تو اسے بتلایا گیا کہ ہاں گنجائش ہو جائیگی۔اس پر آپؑ سٹیشن پر ہی تشریف فرما ہو کر مال گاڑی کا انتظار کرنے لگے۔اور پھر اس کے آنے پر اس میں سوار ہو کر بخیریت لدھیانہ پہنچ گئے۔

چھٹی آسمانی خبر

’’جومَیں نے چاہا، اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دئے‘‘

سرخ چھینٹوں والا نشان

ذیل میں آپؑ کے دعویٔ ماموریت سے قبل کا ایک اَور نشان بیان کیا جاتا ہے یعنی اس وقت کا جب آپؑ کو ماموریت کے بارے میں متعدد الہام ہو چکے تھے مگر نہ ابھی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور نہ آپؑ کے ماننے والوں کی کوئی با قاعدہ جماعت موجود تھی۔ یہ نشان ایسا ہے کہ اگر چہ مادی طور اس کی کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی تاہم کوئی اہل اللہ اور صاحب کشف اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اس میں اوّل الامر آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو انسان کی شکل میں متمثل دیکھا۔ اور یاد رہے کہ اہل اللہ کے نزدیک یہ ایک متعارف اور معلوم حقیقت ہے۔ یعنی یہ کہ مکاشفات اور رؤیاء صالحہ میں اکثر ایسا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات جمالیہ اور جلالیہ انسان کی شکل پر متمثل ہو کر صاحب کشف کو نظر آ جاتی ہیں اور مجازی طور پر وہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے۔ دوسرے، اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی صفت خلق کا ایک نادر الوقوع نمونہ دکھایا۔ یعنی آپؑ نے دیکھا کہ کس طرح عالم ملکوت میں نظر آنے والی ایک چیز خارجی رنگ پکڑ کر عالم ظاہری میں مادی شکل میں نظر آنے لگ گئی۔ یہ بھی ایک ایسا امر ہے جو اہل اللہ کے مکاشفات میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار دیکھا کہ آپ صلعم کو بہشت کے پھلوں میں سے ایک سیب دیا گیا ہے۔ جب آپؐ بیدار ہوئے تو وہ سیب آپؐ کے ہاتھ میں تھا۔ اب اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو حاصل ہونے والے اس روحانی تجربہ کی روئیداد پیش کی جاتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ تمثلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور مَیں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب مَیں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کیلئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تأمل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے۔ اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دئے‘‘

اب وہ کشفی حالت میں قلم سے جھاڑے ہوئے سرخ قطرے کس طرح خارجی وجود پکڑ کر مادی

شکل اختیار کر گئے،اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''میرے پر اُس وقت نہایت رقت کا عالم تھااِس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ مَیں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دئے اور اُسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔اور اُس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے۔اور عجیب بات یہ ہے کہ اُس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا''

(''حقیقۃ الوحی''،روحانی خزائن،جلد۲۲۔صفحہ۲۶۷)

اسی نشان کو آپؑ اپنی ایک اَور کتاب ''نزول المسیح'' میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے آگے یہ بھی فرماتے ہیں کہ

''اتنے میں میاں عبداللہ نے یہ کہہ کر کہ یہ کہاں سے سرخ قطرے ہمارے پر پڑے مجھے اس حالت سے جگا دیا اور مَیں نے اپنے کرتہ اور اس کی ٹوپی پر سرخ اور تر قطرے دیکھے جو ابھی خشک نہیں ہوئے تھے اور تمام حال اس کشف کا سنایا۔اور اُس وقت ہم دونوں نے اِدھر اُدھر خوب تلاش کر کے دیکھا مگر کوئی چیز ایسی نظر نہ پڑی جس سے اُن قطروں کے گرنے کا گمان ہو سکے۔تب میاں عبداللہ کو بھی یقین ہو گیا کہ یہ سرخ قطرے معجزے کے طور پر ہیں''

(''نزول المسیح''،روحانی خزائن،جلد۱۸۔صفحہ۶۰۵)

یہاں ذیل میں میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ کی رقم کردہ وہ عبارت درج کی جاتی ہے جو انہوں نے خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے قلم سے لکھی اور اخبار الفضل میں شائع ہوئی۔چنانچہ وہ اُس سارے چشم دید واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب میری نظر (حضور علیہ السلام کے) ٹخنہ پر پڑی تو اس پر ایک قطرہ سرخی کا جو پھیلا ہوا نہیں بلکہ بستہ تھا مجھے دکھلائی دیا۔مَیں نے اپنی شہادت کی انگلی کا پھول اُس قطرہ پر رکھا تو وہ پھیل گیا۔....پھر مَیں ٹخنہ کی طرف سے کمر کی طرف دبانے لگا تو حضرت کے

کرتہ پر بھی چند داغ سرخی کے گیلے گیلے دیکھے۔ مجھ کو نہایت تعجب ہوا اور مَیں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور حجرہ کی ہر جگہ کو خوب اچھی طرح دیکھا۔ مگر مجھے سرخی کا کوئی نشان حجرہ کے اندر نہ ملا۔..... اُس وقت مَیں نے حضورؑ سے عرض کی کہ حضورؑ یہ سرخی کہاں سے گری۔ پہلے تو ٹال دیا۔ پھر اس عاجز کے اصرار پر وہ سارا واقعہ بیان فرمایا''

آگے یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس عاجز نے وہ کرتہ جس پر سرخی گری تھی تبرکاً حضرت اقدس سے باصرار تمام لے لیا، اس عہد پر کہ مَیں وصیت کر جاؤنگا کہ میرے کفن کے ساتھ دفن کر دیا جاوے کیونکہ حضرت اقدس اس وجہ سے اُسے دینے سے انکار کرتے تھے کہ میرے اور آپؑ کے بعد اس سے شرک پھیلے گا اور لوگ اس کو زیارت گاہ بنالیں گے''

(روزنامہ الفضل، قادیان، مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء، بحوالہ ''تذکرہ'' طبع چہارم۔ صفحہ ۷۔ ۱۲۶۔ حاشیہ)

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی ذات میں ظاہر ہونے والے اس نشان کے حوالے سے ذیل میں قارئین کی دلچسپی اور ازدیادِ ایمان کی خاطر ایک غیر احمدی ڈاکٹر کے ساتھ بیتا ہوا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے جو اس امر پر ایک قوی شہادت مہیا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر مادی اسباب کے اپنی صفت خلق کے کیا کیا کرشمے دکھاتا ہے۔

اس واقعہ کے راوی ڈاکٹر الحاج عبدالعزیز اخوند صاحب ہیں جو اُن دنوں عدن کے سول ہسپتال میں تعینات تھے۔ آپ نئے نئے احمدی ہوئے تھے (یہ ۱۹۲۵ء کے لگ بھگ کی بات ہے) اور اسی ہسپتال میں کام کرنے والے غیر احمدی ڈاکٹروں کے ساتھ آپ کی احمدیت کے موضوع پر اکثر بحثیں ہوتی رہتی تھیں۔ اِنہیں میں ایک ڈاکٹر علی بھائی بھی تھے جو ان بحثوں میں سب سے زیادہ سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

''ایک دن سرخی کے چھینٹوں والے نشان پر گفتگو ہو رہی تھی جس نے بحث کی صورت اختیار کر لی۔ ڈاکٹر علی بھائی تیز ہوتے ہوئے غضبناک ہو گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گستاخانہ کلمات استعمال کرنے لگے۔ ایک طرح گالیاں دینے لگ پڑے۔ مجھے بہت دکھ ہوا۔ (چنانچہ) میں احتجاجاً اٹھ کر اپنے کوارٹر کی طرف چلا گیا۔ صبح سویرے ڈاکٹر صاحب نے مجھے بلوا بھیجا، میں نہیں گیا۔ دوسرا آدمی بھیجا، میں نہیں گیا۔

پھر اپنا بیٹا بھیجا۔ لاچار میں ان کے پاس گیا۔ دیکھا کہ (وہ) لیٹے ہوئے ہیں۔ آنکھ اور منہ پر کچھ ورم ہے۔ فرمایا، کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا آپ کے منہ پر اور آنکھ پر کچھ ورم ہے۔ اس پر فرمایا، اَور بھی کچھ ہے اچھی طرح دیکھو؟ مَیں نے نزدیک ہو کر دیکھا اور کہا کہ چار پانچ سرخ داغ بھی ہیں۔ فرمانے لگے، رات خواب میں آپ کے مرزا صاحب نے مجھے تھپڑ مارا ہے یہ کہتے ہوئے کہ گالیاں دیتے ہو؟''

ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں:

''اس پر میں نے کہا، سچ۔ فرمایا، بالکل سچ۔ اب میں نے اَور توجہ سے دیکھا تو منہ پر جس طرح زوردار تھپڑ مارنے سے انگلیوں کے نشان پڑتے ہیں یہاں بھی اسی طرح کے نشان ظاہر ہو گئے تھے۔ میں نے کہا کہ رات آپ بگڑے تھے نا، اس بات پر کہ غیب سے سرخی کے چھینٹے پیدا نہیں ہو سکتے۔ اب بتائیے غیب سے یہ ورم اور سرخ دھبے ایک چانٹے کے نتیجہ میں کس طرح مادی صورت اختیار کر گئے۔ جواب تو آپ کو ملا اور خوب ملا۔ میں نے کہا، یہ نشان ہے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا۔ فرمایا، ہو گا۔ لیکن ایمان پھر بھی نہ لائے۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ انہوں نے مخالفت ترک کر دی'' [۱]

(ماخوذ از ''نشان کبیر''۔ صفحہ ۲۶،۲۵۔ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۱۷ را کتوبر ۲۰۰۳ء)

☆ ☆ ☆

[۱] ڈاکٹر عبدالعزیز اخوند پہلے عدن میں اور پھر سندھ کے ہسپتالوں میں ایک لمبا عرصہ کام کرنے کے بعد فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بطور ریذیڈنٹ ڈاکٹر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ڈاکٹر علی بھائی کے متعلق بتاتے ہیں کہ اگرچہ وہ اپنی کسی مخفی کمزوری کے باعث احمدی نہ ہوئے تاہم آپ نے ان کی آپ کے ساتھ کی ہوئی دو نیکیوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ سب سے پہلے یہ کہ انہوں نے ہی آپ کا جب کہ آپ پہلی بار عدن پہنچے تھے بحری جہاز پر استقبال کیا۔ اس سے قبل کبھی کسی ڈاکٹر کا استقبال نہیں ہوا تھا۔ دوسرے، جن ایام میں ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اہل پیغام کے عقائد میں الجھے ہوئے تھے (اس کا مفصل ذکر ''درویشان احمدیت''، جلد اول، میں کیا گیا ہے) تو ان ہی کی رہنمائی کے نتیجہ میں آپ کو (ڈاکٹر اخوند صاحب موصوف کو) اپنی غلطی کا احساس ہوا اور آپ جلد راہِ راست پر آ کر مبائعین میں شامل ہو گئے۔ اُسی جلد میں ڈاکٹر عبدالعزیز اخوند صاحب کا مفصل تعارف بھی کرایا گیا ہے۔

ساتویں بشارت سماوی

''اِنَّ کَیْدَ کُنَّ عَظِیْمٌ''

ایک تشویشناک خبراور آسمانی تسلی

دعویٰ ماموریت کے بعد ایک بار جب آپؑ ایک تشویش ناک خبر کے ملنے پر بے حد پریشان ہو گئے تو آپؑ کا آسمانی آقا کس طرح آپؑ کی مدد کو پہنچا اور اسنے اس خبر کی حقیقت ظاہر کر کے آپؑ کو اس پریشانی سے کس طرح نجات بخشی، ایک ایسا عجیب واقعہ ہے کہ آپؑ اسے بھی اپنے اوپر ہونے والے خدا کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا افضل قرار دیتے ہوئے اپنے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس قسم کے غیب کا علم جو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بخشا ہے اِس وقت دنیا میں کسی اَور شخص کو بھی حاصل ہے؟ اب ذیل میں اس اصل واقعہ کی جو اندازاً ۱۸۹۷ء کا ہے دلچسپ روئیداد بیان کی جاتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سید محمد اسمٰعیل کا پٹیالہ سے خط آیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اسحٰق میرے چھوٹے بھائی کو جو ابھی بچہ ہے کوئی سنبھالنے والا نہیں۔ اور پھر خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اسحٰق بھی فوت ہو گیا اور میری بیوی کو بلایا کہ دیکھتے ہی چلی آویں''

یہ خط پڑھنے سے آپؑ پر کیا گذری اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

''اس خط کے پڑھنے سے بڑی تشویش ہوئی کیونکہ جس وقت یہ خط آیا اس وقت میری بیوی ایک سخت تپ سے بیمار تھی۔ ایسی حالت میں نہ مَیں خط کا مضمون ان کو سنا سکتا تھا کیونکہ اس سخت مصیبت کے خط کو سن کر اس بیماری کی حالت میں ان کی جان کا اندیشہ تھا اور نہ پوشیدہ رکھ سکتا تھا کیونکہ ایسی سخت مصیبت اور ماتم کو پوشیدہ رکھنا بھی فطرتاً انسان سے نہیں ہو سکتا''

اب ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ ایسی صورت حال میں انسان کا کیا حال ہوتا ہے۔ مگر یہاں تو خدا اپنا اعجازی نشان دکھانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایسا نشان دکھایا کہ ساری تشویش دُور ہو گئی۔ ملاحظہ ہو حضورؑ کیا فرماتے ہیں:

''اس تشویش میں ایک ذرہ غنودگی ہو کر مجھ کو الہام ہوا:

اِنَّ کَیۡدَ کُنَّ عَظِیۡمٌ یعنی اے عورتو! تمہارے فریب بہت بڑے ہیں‘‘

فرماتے ہیں:

’’جب یہ الہام مجھے ہوا تو ساتھ ہی یہ تفہیم ہوئی کہ یہ ایک خلاف واقعہ بہانہ بنایا گیا ہے۔ تب مَیں نے بلا توقف اس الہام کو اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس جو قادیان میں موجود تھے بیان کیا اور ان کو کہہ دیا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دیدی ہے کہ یہ تمام بات خلاف واقعہ ہے۔ اور پھر الہام سے پوری تسلی پا کر والدہ محمود (یعنی آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام المؤمنینؓ ۔ناقل) کو ان کی سخت بیماری کی حالت میں اطلاع کرنا فضول اور نامناسب سمجھا۔ لیکن پوشیدہ طور تفتیش کیلئے شیخ حامد علی کو پٹیالہ میں بھیج دیا۔ وہاں سے بہت جلد اس نے واپس آ کر بیان کیا کہ اسحٰق اور اس کی والدہ دونوں زندہ موجود ہیں‘‘

اس خط کے لکھنے کا باعث جیسا کہ آپؑ کو بعد میں معلوم ہوا یہ تھا کہ اسحٰق اور اسمٰعیل کی والدہ چند روز سخت بیمار رہی تھیں اور ان کی خواہش تھی کہ اس حالتِ بیماری میں جلد تر ان کی لڑکی ان کے پاس آ جائے ۔اس لئے انہوں نے کچھ تو بیماری میں گھبراہٹ کی وجہ سے اور کچھ اپنی بیٹی سے ملنے کے اشتیاق سے وہ خلاف واقعہ بات لکھ کر بھجوادی جس کا اوپر ذکر آیا ہے۔

(’’تریاق القلوب‘‘، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۹۵۔۶)

جیسا کہ اس واقعہ کی تمہید میں لکھا گیا ہے، غیب کا علم صرف اور صرف خدا جانتا ہے یا پھر وہ شخص جس پر خدا اپنا وہ غیب نازل فرمائے۔ اور وہ انبیاء اور اسکے فرستادوں کے سوا اَور کوئی نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ خدا خود فرماتا ہے:

فَلَا یُظۡھِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ

(سورۃ الجن، آیت: ۲۷ تا ۲۸)

اور چونکہ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کا دعویٰ بھی خدا کا مامور ہونے کا تھا اس لئے آپؑ اس واقعہ کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں بڑے زور سے پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اب برائے خدا، یہ بھی ذرہ سوچو کہ کیا اس کثرت اور صفائی سے غیب کا علم اور وہ علم جو

بموجب توریت اور قرآن کے سچے نبیوں اور مامورین کی نشانی ہے وہ کسی مفتری اور کاذب کو مل سکتا ہے؟ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس کثرت اور صفائی سے غیب کا علم حضرت جل شانہٗ نے اپنے ارادہ خاص سے مجھے عنایت فرمایا ہے اگر دنیا میں اِس کثرتِ تعداد اور انکشافِ تام کے لحاظ سے کوئی اَور بھی میرے ساتھ شریک ہے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر اِس کثرت اور انکشافِ تام کے رُو سے کوئی اَور میرے ساتھ شریک ثابت نہیں ہوسکتا تو پھر میرے دعوے سے انکار کرنا سخت ظلم ہے۔‘‘

(’’تریاق القلوب‘‘، روحانی خزائن جلد ۱۵۔صفحہ ۲۹۷)

☆ ☆ ☆

آٹھویں بشارت سماوی

’’راستہ بٹالہ والا خطرناک ہے‘‘

حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو ملنے والی ایک اَور آسمانی اطلاع

جب حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام اپنے اوپر مولوی کرم الدین کی طرف سے بنائے جانے والے مقدمے کے سلسلے میں ضلعی صدر مقام گورداسپور میں تھے (مولوی کرم الدین ساکن بھیں کے ’ازالہ حیثیت عرفی‘ کے اِس دوسرے مقدمہ کی روئیداد اِسی جلد کے باب سوم میں مقدمات کی ذیل میں بیان کی جاچکی ہے) اور مقدمہ ختم ہونے پر حسب معمول آپؑ بٹالہ کے راستے واپس قادیان تشریف لانے والے تھے (یہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۰۳ء کی بات ہے) کہ آپؑ کو الہاماً بتایا گیا کہ ’راستہ بٹالہ والا خطرناک ہے‘۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ قادیان سے ایک رتھ بٹالہ بھجوادیا گیا تھا تا کہ آپؑ کے وہاں پہنچنے پر آپؑ اس پر سوار ہوکر قادیان تشریف لے آویں آپؑ نے فرمایا: ’’یکے لے آؤ‘‘

آپؑ کے خدام کو پروگرام کی اس اچانک تبدیلی کی کوئی وجہ معلوم نہ تھی تاہم حکم کی تعمیل میں فوراً تین یکوں کا انتظام کیا گیا جن پر آپؑ اور آپؑ کے اکثر خدام سوار ہوکر کچے راستہ سے جو گورداسپور سے براہِ راست قادیان آتا تھا قادیان کے لئے روانہ ہوگئے۔ راستہ میں آپؑ نے فرمایا کہ مجھے الہاماً (یا کشفاً) بتایا گیا ہے کہ بٹالہ والا راستہ خطرناک ہے۔

اب آپؑ اور آپؑ کے خدام جو آپؑ کے ہمراہ تھے وہ تو سب کے سب بخیریت قادیان تشریف لے آئے۔ اُدھر وہ رتھ جو سابقہ پروگرام کے مطابق بٹالہ بھجوایا گیا تھا اس پر وہ دوست سوار ہو گئے جو بذریعہ ریل گاڑی بٹالہ پہنچے تھے۔ ان میں علاوہ دیگر دوستوں کے شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ ایڈیٹر اخبار 'الحکم' بھی تھے۔ جب یہ اصحاب بٹالہ سے روانہ ہو کر نہر کے پُل پر پہنچے تو وہاں انہوں نے دیکھا کہ پُل کے دونوں جانب کوئی میلہ سا لگا ہوا ہے۔ یہ ایک بناوٹی میلہ تھا جو جیسا کہ جلد معلوم ہو گیا بعض مخالفوں نے ایک منصوبہ کے تحت بنا رکھا تھا۔ اور اس میں بٹالہ اور مسّانیاں کے لوگ شامل تھے۔ ان لوگوں کا پروگرام یہ تھا کہ جونہی مرزا صاحب (یعنی حضرت بانیٔ سلسلہؑ) پل پر پہنچیں گے تو پُل کے دونوں اطراف کے لوگ آپ کو پکڑ کر نہر میں پھینک دیں گے اور اس طرح پر ان کے خیال میں روز روز کا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ جونہی وہ رتھ پل کے قریب پہنچا تو وہ لوگ دوڑ کر رتھ کو پڑ گئے۔ مگر جب دیکھا کہ رتھ میں مرزا صاحب نہیں بلکہ اَور لوگ ہیں تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور ابتدائی ضربیں جو وہ لگا چکے تھے ان پر معذرت اور افسوس کا اظہار کرنے لگے۔ اس طرح پر دشمنوں کا وہ منصوبہ جو انہوں نے خدا کے مامور کو جانی نقصان پہنچانے کی غرض سے تیار کیا تھا خدا نے اپنے خاص تصرف سے اسے خاک میں ملا دیا۔[۱]

☆ ☆ ☆

---

[۱] یہ روایت جو ''تذکرہ'' میں بھی درج ہے، میاں اللہ یار صاحب ٹھیکیدارؓ کی بیان کردہ ہے جو بواسطہ حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصریؓ، ''رجسٹر روایات صحابہ''، جلد ۱۰، صفحہ ۲۸۰ تا ۲۸۱ سے لی گئی ہے۔

(''تذکرہ''، طبع چہارم۔ صفحہ ۷۸۴)

باب اول

فصل چہارم

آپؑ کی معجزانہ صحتیابی کے بارے میں ملنے والی بشارات سماویہ

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنی زندگی میں معجزانہ صحتیابی کے بھی ایسے ایسے نشانات دکھائے اور ایسی ایسی بیماریوں سے آپؑ اور آپؑ کے اہل خانہ کو نجات بخشی کہ جن کے علاج کے سلسلے میں ہر قسم کے ظاہری اسباب منقطع ہو چکے تھے۔ بلکہ بیشتر مواقع پر شفایابی کی قبل از وقت خبر بھی بہم پہنچائی۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ آپؑ کو وہ نسخہ الہام فرمایا جس کے استعمال سے بیماری دُور ہو گئی۔ یہ سب وہ عنایات الٰہیہ ہیں جن کے آپؑ مورد بن کر دنیا کو ایک شافی مطلق خدا کے وجود کا ثبوت بہم پہنچاتے رہے۔ چنانچہ آپؑ نے ان سب معجزانہ واقعات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے نشانات کے طور پر اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

پہلا نشان

”میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی“

ایک مہلک بیماری کا آسمانی علاج

اس سلسلے میں سب سے پہلے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو اپنے پیارے رب کی طرف سے ملنے والی اس آسمانی خبر کا حال بیان کیا جاتا ہے جس کے ذریعے آپؑ کو اپنی ایک خطرناک اور مہلک بیماری کا ایسے وقت میں کامیاب علاج بتایا گیا جبکہ کلیۃً ناامیدی کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ یہ ۱۸۸۰ء کی یعنی آپؑ کے ماموریت کے مقام پر فائز ہونے سے بہت پہلے کی بات ہے۔ چنانچہ آپؑ اس نشانِ آسمانی کا تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک مرتبہ مَیں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۃ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ

سورۃ یٰسین سنائی گئی تو مَیں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اَب وہ دنیا سے گذر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا''

آگے فرماتے ہیں، میری یہ حالت برابر سولہ دن رہی۔ اس دوران آپؑ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک اَور شخص جو اسی قسم کی بیماری سے بیمار ہوا تھا آٹھویں دن ہی راہی ملک عدم ہو گیا حالانکہ اسکے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی آپ کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں کیا نشان دکھایا اور کس طرح اپنے فضل سے آسمان سے رہنمائی فرما کر اپنی قدرت اور رحمت کا ثبوت بہم پہنچایا اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا...... تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کیلئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ

اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال۔ اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشتِ سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تو شفا پائے گا''

چنانچہ آپؑ نے جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا۔ اور پھر اس طرح عمل کرنا شروع کر دیا جیسے آپؑ کو الہاماً بتایا گیا تھا۔ فرماتے ہیں:

''اُس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے مَیں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس

کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے، یہانتک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ مَیں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی۔ اور مَیں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا''

آگے اس قادر و قیوم خدا نے ایک نہایت ہی پیارے اور مشفق و مہربان دوست کی طرح اظہار محبت کرتے ہوئے آپ کے قلب صافی پر ایک ایسا جملہ اِلقا کیا جو اس بات پر دلالت کر رہا تھا کہ آپ کو جو یہ صحت نصیب ہوئی ہے وہ سراسر اس کے خاص فضل کا نتیجہ اور اس کے زندہ نشانوں میں سے ایک زندہ نشان ہے۔ وہ جملہ کیا تھا اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا:

وَاِنْ كُنتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِمّا نَزّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاتُوْا بِشِفَاءٍ مِّن مِّثْلِهٖ

یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو شفا دے کر ہم نے دکھلایا تو تم اس کی نظیر کوئی اَور شفا پیش کرو''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۰۸-۹)

☆ ☆ ☆

دوسرا نشان

''اِذَا مَرِضْتَ فَهُوَ يَشْفِي''

دانت درد اور اس کا آسمانی علاج

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے طور پر نکلا ہوا یہ کلمہ بیان کیا گیا ہے: وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (سورۃ الشعراء : ۸۱) یعنی اے اللہ! تو کتنا مہربان ہے کہ جب مَیں بیمار ہوتا ہوں تو ہی اپنے فضل سے مجھے شفا بخشتا ہے۔ اسی قسم کا ایک کلمہ ایک بار حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی زبان پر بھی اُس وقت جاری ہوا جب آپؑ دانت کے شدید درد میں مبتلا تھے۔ پھر اس کے نتیجہ میں کس طرح معجزانہ رنگ میں آپؑ کی وہ تکلیف دُور ہوگئی اس کی کیفیت بیان

کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ایک دم قرار نہ تھا۔کسی شخص سے مَیں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے۔اُس نے کہا کہ علاج دنداں اخراج دنداں۔اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔تب اُس وقت مجھے غنودگی آ گئی۔اورمَیں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھااور چارپائی پاس بچھی تھی۔مَیں نے بیتابی کی حالت میں اُس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیااور تھوڑی سی نیند آ گئی۔جب مَیں بیدار ہواتو درد کا نام و نشان نہ تھا۔اور زبان پر یہ الہام جاری تھا:

اِذَا مَرِضْتَ فَهُوَيَشْفِيْ

یعنی جب تُو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے۔فَالحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ ۲۴۶)

اس نشان کے بارے میں آپؑ کے ایک رفیق حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ آپؑ سے ایک روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''(حضرت) مولوی نورالدین صاحب کو ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ ہوا لگاتار سخت دانت درد رہا۔اور سوائے اکھڑوانے کے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا۔فرمایا، مجھے بھی ایک دفعہ خطرناک درد ہوا یہاں تک کہ مارے درد کے غشی ہوگئی۔اس میں الہام ہوا:

وَاِذَا مَرِضْتَ فَهُوَ يَشْفِيْ

جب اٹھا تو درد جاتا رہا''

(خط مولوی عبدالکریم صاحب، شائع شدہ اخبار الحکم، مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۸۹۹ء، بحوالہ ''تذکرہ''، طبع چہارم۔صفحہ ۳۳۸)

☆ ☆ ☆

تیسرا نشان

”کُونِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا“

انگلی کے پوٹے میں درد کے ازالہ کی آسمانی بشارت

مذکورہ بالا قسم کی ایک اَور خوشخبری ملنے کی روئیداد آپ یوں بیان فرماتے ہیں:

”کل رات (اخبار الحکم مورخہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۰۰ء کے مطابق یہ ۸؍دسمبر ۱۹۰۰ء کی صبح کا فرمودہ کلام ہے۔ناقل) میری انگلی کے پوٹے میں درد تھا اوراس شدت کے ساتھ درد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر ہوگی۔آخر ذرا سی غنودگی ہوئی اورالہام ہوا:

کُونِیْ بُرْدًا وَّ سَلَامًا

فرماتے ہیں،سَلَامًا کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ معاً درد جاتا رہا ایسا کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔

اس احسان خداوندی پر آپ نے ایک ایسا تبصرہ فرمایا ہے کہ جو ہمارے ان مسلمان بھائیوں کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے جو اس مامور من اللہ کے الہامات کوافتراء قرار دیتے ہوئے ان کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

”ہم کوتو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے اس قدر یقین اورعلی وجہ البصیرت یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو قسم دے دو۔بلکہ میرے تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر مَیں اس بات کا انکار کروں یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاً کافر ہو جاؤں“

(اخبار الحکم،قادیان،مورخہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۰۰ء،بحوالہ تذکرۃ،طبع چہارم۔صفحہ ۴۰۰)

☆ ☆ ☆

چوتھا نشان

''سَلامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِیْمٍ''

دردگردہ اورالٰہی بشارت

اوپر بیان کردہ واقعہ کی مانند آپؑ نے ایک اَور واقعہ بیان فرمایا ہے کہ کس طرح ایک بار جب آپؑ کوشدید دردگردہ لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے معجزانہ رنگ میں صحت پانے کی الہاماً بشارت بہم پہنچا کر اپنی رحمت کا ثبوت دیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب آپؑ حضرت صاحبزادہ عبدالطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت پر ایک رسالہ تالیف فرمار ہے تھے۔اور چونکہ ان ایام میں آپؑ کو گورداسپور میں ایک مقدمہ کی سماعت میں بھی جانا تھا اور آپؑ چاہتے تھے کہ سفر پر جانے سے پہلے پہلے وہ رسالہ مکمل ہوجائے تو فرماتے ہیں:

''ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے دردگردہ سخت پیدا ہوا۔مَیں نے خیال کیا کہ یہ کام ناتمام رہ گیا۔صرف دوچار دن ہیں۔اگرمَیں اسی طرح دردگردہ میں مبتلا رہا جو ایک مہلک بیماری ہے تو یہ تالیف نہیں ہوسکے گا۔تب خدا تعالیٰ نے مجھے دعا کی طرف توجہ دلائی۔مَیں نے رات کے وقت جبکہ تین گھنٹے کے قریب بارہ بجے کے بعد رات گذر چکی تھی اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ اب مَیں دعا کرتا ہوں،تم آمین کہو۔سومَیں نے اسی دردناک حالت میں صاحبزادہ عبداللطیف کے تصوّر سے دعا کی کہ یا الٰہی! اِس مرحوم کیلئے مَیں اس کو لکھنا چاہتا تھا۔تو ساتھ ہی مجھے غنودگی ہوئی اور الہام ہوا:

سَلامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

یعنی سلامتی اور عافیت ہے، یہ خدائے رحیم کا کلام ہے۔

پس قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی صبح کے چھ نہیں بجے تھے کہ مَیں بالکل تندرست ہوگیا اور اُسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا۔

فالحمد لله علیٰ ذٰلک''

(''تذکرۃ الشہادتین''، روحانی خزائن، جلد ۲۰۔ صفحہ ۷۵-۷۴)

☆ ☆ ☆

پانچواں نشان

’’ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے!‘‘

خارش کی تکلیف اور الہامِ الٰہی

اسی نوعیت کی ایک روایت آپؑ کے بارے میں آپؑ کے ایک قدیمی رفیق حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ نے بھی بیان فرمائی ہے۔ اِس میں عام واقعات سے ہٹ کر اُس خدائے بزرگ و برتر کی شان کریمی کا ایسے طور پر اظہار ہے کہ روایت میں ایک عجیب لطف و مزاح کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ حضرت منشی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس علیہ السلام کو خارش کی بہت شکایت ہو گئی۔ تمام ہاتھ پھنسیوں سے بھر گئے جس سے لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل ہو گیا۔ علاج بھی برابر کر رہے تھے مگر خارش دُور نہ ہوتی تھی۔ فرماتے ہیں:

’’ایک دن (مَیں) حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کے قریب وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں مگر آپ کے آنسو بہ رہے ہیں...... مَیں نے جرأت کر کے پوچھا کہ حضور، آج خلاف معمول آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گذرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور اِدھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا:

’ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے!‘ ‘‘[۱]

ٹھیٹھ پنجابی طرز کا آپ کو ہونے والا یہ الہام ایسا ہی تھا جیسے ایک بہت ہی بے تکلف دوست اپنے دوست کی بات ماننے سے پہلے اس سے کچھ چھیڑ چھاڑ بھی کرتا ہے۔ تاہم چونکہ یہ الہام ایک مقتدر ہستی کی طرف سے تھا اس نے جس قسم کی کیفیت حضرت بانئ سلسلہؑ کے اندر پیدا کی اس کا اظہار آپؑ مندرجہ ذیل الفاظ میں فرماتے ہیں:

---

[۱] تذکرہ، طبع چہارم، کے مطابق حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحبؓ نے یہ واقعہ ۱۸۹۱ء کا بتلایا ہے۔ جبکہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے مطابق یہ ۱۸۹۲ء کا ہے۔

''اس سے میرے قلب پر بے حد رقت اور ہیبت طاری ہے کہ مَیں نے ایسا خیال کیوں کیا۔ اِدھر تو یہ الہام ہوا۔ مگر جب اٹھا تو ہاتھ بالکل صاف ہو گئے اور خارش کا نام ونشان نہ رہا۔ ایک طرف اس پُر شوکت الہام کو دیکھتا ہوں دوسری طرف اُس فضل اور رحم کو تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اس کے رحم وکرم کو دیکھ کر انتہائی جوش پیدا ہو گیا اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے''

(روایت اخبار الحکم، قادیان، مورخہ ۷/اپریل ۱۹۳۴ء،
بحوالہ تذکرہ، طبع چہارم۔ صفحہ ۷۔۸۰۶)

☆ ☆ ☆

چھٹا نشان

''اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ''

شدید تپ کا حملہ اور بشارت سماوی

اس سلسلے کا ایک اَور واقعہ آپؑ کی زندگی کے اُن ایام کا ہے جب آپؑ پر ہنوز ماموریت کے مقام پر فائز ہونے کا انکشاف نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ آپؑ اسے بھی ایک ربانی نشان کے طور پر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تیس برس سے زیادہ عرصہ ہوا جب مَیں تپ سے سخت بیمار رہا۔ اس قدر شدید تپ مجھے چڑھی ہوئی تھی کہ گویا بہت سے انگارے سینے پر رکھے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اس اثنا میں مجھے الہام ہوا:

'وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ'

(بحوالہ اخبار الحکم، قادیان، مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۲ء)

(نوٹ: یہ الہام اندازاً ۱۸۷۱ء کا ہے مگر آپ نے اسے اپنے ماموریت کے ایام میں ۱۹۰۲ء میں بیان فرمایا اور انہی دنوں ہی یہ اخبار میں شائع بھی ہوا)

☆ ☆ ☆

ساتواں نشان

"کھانسی دور ہوگئی"

آپؑ کو اپنی صحت یابی کے بارے میں ملنے والی ایک اَور آسمانی بشارت

ماموروں اور خدا کے فرستادوں کے ڈھنگ نرالے ہوتے ہیں۔ان کی ہر بات اپنے زندہ خدا کی ہستی پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہوتی ہے۔یہاں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے بارے میں ایک ایسی روایت بیان کی جارہی ہے جو آپ کی ایک بیماری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے آپکے ساتھ حسن واحسان کے سلوک کو اجاگر کرتی اور آپ کے مقام بطور فرستادۂ خدا پر ایک نئی شہادت بخشتی ہے۔چنانچہ اس کے راوی آپ کے فرزندارجمند حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب فرماتے ہیں:

"۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شدید کھانسی ہوئی...... بعض اوقات ایسا لمبا اوچھو آتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ سانس رُک جائے گا۔ایسی حالت میں باہر سے کوئی دوست آئے اور تحفہ کے طور پر پھل لائے۔مَیں نے وہ حضور کے سامنے پیش کر دئے۔آپ نے انہیں دیکھا اور فرمایا، کہہ دو، جزاک اللہ۔اور پھر ان میں سے کوئی چیز جو غالباً کیلا تھا اٹھایا اور ..... فرمایا کہ یہ کھانسی میں کیسا ہوتا ہے؟ مَیں نے کہا اچھا تو نہیں ہوتا۔مگر آپ مسکرا پڑے اور چھیل کر کھانے لگے۔مَیں نے پھر عرض کِیا کہ کھانسی بہت سخت ہے اور یہ چیز کھانسی میں اچھی نہیں۔آپ پھر مسکرائے اور کھاتے رہے۔مَیں نے اپنی نادانی سے پھر اصرار کِیا کہ نہیں کھانا چاہیے۔اس پر آپ پھر مسکرائے اور فرمایا، مجھے ابھی الہام ہوا ہے کہ

"کھانسی دور ہوگئی"

چنانچہ کھانسی اُسی وقت جاتی رہی"

(بحوالہ روزنامہ الفضل، قادیان، مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۴۲ء)

☆ ☆ ☆

آٹھواں نشان

نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى ثَلَاثٍ .العَيْنِ وَالاُخْرَيَيْنِ

مرض ذیابیطس کی شدت کے وقت آسمانی تسلی

آپؑ ابتداء ہی سے بعض ایسی امراض میں مبتلا تھے کہ جن کی وجہ سے آپؑ کا جسمانی طور پر کمزور ہو جانا لازمی امر تھا۔ تاہم دعویٰ ماموریت کے بعد جب ان جسمانی عوارض کا خاص طور پر آپ کے تالیف وتصنیف کے کام پر خاصا منفی اثر پڑنے لگا اور وہ آپ کے لئے اکثر پریشانی کا موجب بننے لگے تو آپ کو دعا کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ چنانچہ دعا کے نتیجہ میں آپ کے مشفق ومہربان خدا نے آپ کے حق میں اپنے حسن واحسان کے ایسے ایسے جلوے دکھائے کہ آپ کی ساری زندگی عجائبات وخوارق کا ایک حسین مرقع بن گئی۔ یہ آپ کی زندگی کی ایک ایسی دلربا داستان ہے کہ اسے پڑھ کر انسان وجد میں آ جاتا ہے۔ دیکھئے آپ کیا فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو قریباً بیس (۲۰) سال سے مجھے دامنگیر ہے آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلّی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے:

نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى ثَلَاثٍ .العَيْنِ وَالاُخْرَيَيْنِ،

یعنی تین اعضا پر رحمت نازل کی گئی۔ ایک آنکھیں اور دو اَور عضو اور انکی تصریح نہیں کی۔ اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ پندرہ بیس برس کی عمر میں میری بینائی تھی ایسی ہی اس عمر میں بھی کہ قریباً ستّر (۷۰) برس تک پہنچ گئی ہے، وہی بینائی ہے۔ سو یہ وہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالیٰ کی وحی میں دیا گیا تھا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ۳۱۹)

اور پھر ایک اَور مقام پر اس الہامی بشارت کے یوں غیر معمولی رنگ میں پورا ہونے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کا ایک بہت بڑا نشان قرار دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اس الہام کے پورا ہونے کی کیفیت اس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ قریباً اٹھارہ سال سے

یہ مرض مجھے لاحق ہے اور ڈاکٹر اور حکیم لوگ جانتے ہیں کہ اس مرض میں آنکھوں کو کیسا اندیشہ ہوتا ہے۔ پھر کونسی طاقت ہے جس نے پہلے سے خبر دیدی کہ یہ قانون تجھ پر توڑ دیا جائے گا۔ اور بعد میں ایسا ہی کر کے دکھا دیا۔ کیا یہ انسان کا کام ہے؟ ایسی مرض کی حالت میں دعویٰ کرنا تو درکنار، کون ہے جو عین تندرستی اور جوانی کی حالت میں بھی دعویٰ کر سکے کہ میری آنکھیں فلاں وقت تک محفوظ رہیں گی''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۳-۵۹۲)

☆ ☆ ☆

نواں نشان

''تُرَدُّ اِلَیْکَ اَنْوَارُ الشَّبَابِ''

حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی آنے والے مسیح موعود کے متعلق ''دوزرد چادروں والی پیشگوئی'' کا پورا ہونا

حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی آنے والے مسیح موعود کے متعلق بتائی ہوئی ایک علامت یہ تھی کہ وہ مسیح دوزرد چادروں کے ساتھ نازل ہوگا۔ یہ علامت کیسی صفائی سے اور کس شان اور عظمت کے ساتھ حضرت بانی سلسلہؑ کے وجود میں پوری ہوئی، یہ ایک ایسی ظاہر و باہر حقیقت ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے یہ خیال کر کے کہ وہ کس جاہ وجلال کا نبی تھا جس کی آج سے چودہ سو سال قبل اپنے روحانی فرزند کے بارے میں بتائی ہوئی ایک علامت پوری ہو کر آپ ﷺ کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان بن گئی۔ اس سلسلے میں حضرت بانی سلسلہؑ فرماتے ہیں کہ

''مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہوگئی تھی یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف تصنیف کے لائق نہیں رہی۔ اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اس حالت میں مجھے الہام ہوا

تُرَدُّ اِلَیْکَ اَنْوَارُ الشَّبَابِ

یعنی جوانی کے نُور تیری طرف واپس کیئے۔ بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گمشدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اِس قدر طاقت ہوگئی کہ مَیں ہر روز دو، دو جزو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں۔ اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف کیلئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آ گیا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۲۰۔۳۱۹)

یہ سب کچھ ہوا اور ایسے اعجازی رنگ میں ہوا کہ آپ خدا تعالیٰ کے اپنے اوپر فضلوں کو دیکھ کر خود حیران رہ گئے۔ مگر اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے امر کی طرف آپ کی توجہ مبذول فرمائی کہ جس نے جہاں آپکے صدقِ دعوی بطور مسیح موعود پر ایک واضح دلیل قائم کر دی وہاں حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صداقت پر بھی چار چاند روشن کر دئے۔ وہ کونسا عظیم امر تھا جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کی توجہ مبذول کرائی اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

''دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اُوپر کے حصہ میں دَوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے۔ اور دونوں مرضیں اُسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے مَیں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کِیا ہے۔ مَیں نے ان کیلئے دعائیں بھی کِیں مگر منع میں جواب پایا۔ اور میرے دل میں القاء کیا گیا کہ ابتداء سے مسیح موعود کیلئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کیساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا[۱]۔ سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے ساتھ شامل کی گئیں۔ انبیاء علیہم السلام کے اتفاق سے زرد چادر کی تعبیر بیماری ہے اور دو زرد چادریں دو بیماریاں ہیں جو دو حصہ بدن پر مشتمل ہیں۔ اور میرے پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی کھولا گیا ہے کہ دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں۔ اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ پورا ہوتا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۲۰)

[۱] **صحیح مسلم** کی اس حدیث کے اصل الفاظ اسی جلد کے صفحہ ۲۳۸ پر ملاحظہ ہوں۔

اب ناظرین سوچ سکتے ہیں کہ انسان بیماری خود مول نہیں لیتا۔ پھر یہ کیسے ہوا کہ اِدھر حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے دعویٔ ماموریت فرمایا، اُدھر آپ کو دو ایسی بیماریاں دامنگیر ہو گئیں کہ آپ کی زندگی کا حصہ بن گئیں اور باوجود دعا کے وہ رفع نہ ہوئیں؟ مگر دوسری جانب اُسی ذات بابرکات نے آپ کے حق میں یہ کرشمہ دکھایا کہ آپ کی کمزوری کی اِس حالت کو ایک عظیم رحمت میں بدل دیا۔ اور آپ کو جوانی کی ایسی طاقتیں عطا کر دیں کہ جن کی بدولت آپ اپنی عمر کے آخری حصہ تک تقریروں اور تحریروں کے ذریعے دشمنان اسلام کے دانت کھٹے کرتے رہے۔ یہ بھی ایک ایسا نشان الٰہی ہے جو آپ کے عنداللہ مقام قرب کو ظاہر کرتا اور مخالفین پر اتمام حجت کرتے ہوئے انہیں باور کراتا ہے کہ وہ جس کے پیچھے تم ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہو کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ وہ وہ مبارک وجود ہے جس کے وجود میں آنحضرت ﷺ کی ایک زبردست پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔

اب اگر یہ سب کچھ درست ہے اور یقیناً درست ہے تو پھر آپؑ کے مخالفین کے لئے کونسی جائے فرار باقی رہ جاتی ہے۔ اِس صورت میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی کیا تاویل کریں گے کہ آنیوالا مسیح دو زرد چادروں کیساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔ کیا وہ فی الواقعہ ایسے مسیح کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں جو سادھوؤں یا جوگیوں کی طرح ململ یا پشمینے کی دو زرد چادریں اوڑھے ہوئے آسمان سے اترے گا؟

دوسری طرف یہ آنیوالا مسیح موعود جسے **امام مہدی** بھی کہا گیا ہے اور جس کے بارے میں حضرت مخبر صادق ﷺ نے اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ اگر برفوں پر گھٹنوں کے بل چل کر بھی جانا پڑے تو جانا اور اسے میرا اسلام پہنچانا[ا] اسے قبول نہ کر کے اگر ہمارے مخالفین خدا کے ساتھ دشمنی نہیں کما رہے تو اور کیا کر رہے ہیں؟

خدا کیلئے کچھ تو سوچو اور غور کرو!

....

[ا] اس بارے میں احادیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

۱) "مَنْ اَدْرَکَ مِنْکُمْ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَلْیُقْرِئْهُ مِنِّی السَّلَامَ ("الدُّرُّ الْمَنْثُوْر"

۲) فَاِذَا رَأَیْتُمُوْهُ فَبَایِعُوْهُ وَ لَوْ حَبْواً عَلَی الثَّلْج . فَاِنَّهٗ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیّ (سُنَن ابنِ مَاجه . کِتَابُ الفِتَن)

دسواں نشان

’’وَالمَوْتِ اِذَا عَسْعَسَ‘‘

ایک مہلک بیماری کے اثرات سے محفوظ رہنے کی بشارت

اب اسی قسم کی تائیدایزدی کا ایک اَور جلوہ ملاحظہ ہو۔آپ فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی۔کئی دفعہ سَو سَو مرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا۔دونوں شانوں میں ایسے آثار نمودار ہوگئے جن سے کاربنکل کا اندیشہ تھا۔ تب مَیں دعا میں مصروف ہوا تو یہ الہام ہوا:

’وَالمَوْتِ اِذَا عَسْعَسَ‘

یعنی قسم ہے مَوت کی جبکہ ہٹائی جائے‘‘

(’’نزول المسیح‘‘، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۶۱۳)

چنانچہ اس کے جلد بعد وہ خطرناک آثار جو نمودار ہوچکے تھے اور جن سے زندگی کا خطرہ پیدا ہو چکا تھا، وہ دُور ہوگئے۔آپ رحمت خداوندی کے اس کرشمہ پر جو آپ کے وجود میں ظاہر ہوا اپنے محسن و مہربان خدا کا شکرادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’اُس وقت سے لے کر ہمیشہ ہماری زندگی کا ایک سیکنڈ ایک نشان ہے‘‘

☆ ☆ ☆

گیارھواں نشان

''دُور ہو، اے شیطان!''

صرع کی بیماری سے محفوظ رہنے کی بشارت سماوی

اللہ تعالیٰ کس کس طریق سے حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام کو جسمانی بیماریوں اوران کے بداثرات سے محفوظ رکھتا رہا بلکہ محفوظ رہنے کی بشارات بہم پہنچاتا رہا یہ ایک ایسی روح پرور حقیقت ہے کہ اگر مخالفین اس ایک ہی نشان پر غور کریں تو ان پر آپؑ کے دعوے کی ساری حقیقت کھل جائے۔ چنانچہ مذکورہ بالا جملہ واقعات اس امر کی شہادت دے رہے ہیں کہ ہر مہلک مرض کے وقت اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں آپ کو بچایا، ہر مزمن بیماری کے بداثرات سے آپ کو محفوظ رکھا اور ہر چھوٹی بڑی تکلیف کے وقت اپنی قدرت اور رحمت کا نشان دکھایا۔ اب ذیل میں آپ کو ہونے والی ایک اَور رؤیاء کی روئیداد بیان کی جاتی ہے جس میں اس قادر مطلق اور محسن ومہربان خدا نے آپ کو ایک ایسی بیماری سے محفوظ رہنے کی بشارت دی جس کا طب قدیمہ اور طب جدیدہ میں آج تک کوئی علاج پیدا نہیں ہوا۔ چنانچہ آپ اپنی اوائل زندگی کا (یعنی اندازاً ۱۸۶۱ء کے قریب قریب کے زمانے کا) یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مجھے یاد ہے کہ شاید چونتیس برس کا عرصہ گذرا ہوگا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ شیطان سیاہ رنگ اور بدصورت کھڑا ہے۔ اوّل اس نے میری طرف توجہ کی اور مَیں نے اس کو منہ پر طمانچہ مار کر کہا کہ دُور ہو اے شیطان! تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ اور پھر وہ ایک دوسرے کی طرف گیا اور اس کو اپنے ساتھ کرلیا۔ اور جس کو ساتھ کرلیا اس کو مَیں جانتا تھا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ اسی دن یا اس کے بعد اس شخص کو مرگی پڑی جس کو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ شیطان نے اس کو ساتھ کرلیا تھا۔ اور صرع کی بیماری میں گرفتار ہوگیا۔ اس سے مجھے یقین ہوا کہ شیطان کی ہمراہی کی تعبیر مرگی ہے۔''

(''معیار المذاہب''، روحانی خزائن جلد ۹۔ صفحہ ۴۸۳۔ حاشیہ)

☆ ☆ ☆

باب دوم

فصل اوّل

اپنے احباء اور اعزاء کے بارے میں ملنے والی اخبار سماویہ

اُن اخبار سماویہ کے علاوہ جو حضرت بانئ سلسلہ علیہ اسلام کو اپنی ذات اور اولاد کے بارے میں ملیں ایک بہت بڑا حصہ ان اخبار کا ہے جو آپ کو اپنے خاندان کے دیگر افراد، دوستوں اور رفیقوں کے بارے میں ملیں۔ دراصل ایک مومن کا دل خدا تعالیٰ کے عرش کا تخت گاہ اور اس کی تجلیات کا نقطۂ مرکزی ہوتا ہے۔ وہیں سے اس کی نورانی شعائیں منعکس ہو ہو کر اپنے گردو پیش پر پڑتی اور اسے منور کر دیتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں وہ کبھی خود اپنے بارے میں غیبی نظارے دیکھتا ہے اور کبھی اپنے اعزاء و اقارب اور اپنے رفقاء وز ملاء کو پیش آنے والے واقعات سے اطلاع پاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام کو ایک خاص مقام پر کھڑا کرنا چاہتا یعنی آپ کو زمانے کا امام بنانا چاہتا تھا لھذا آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک اُسی وقت سے ہی شروع ہو گیا تھا جب ابھی آپ اپنے اس عالی مرتبت مقام پر کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ اب ذیل میں بعض ان اخبار سماویہ کا ذکر کِیا جائے گا جن کا براہِ راست آپ کی ذات سے تعلق تو نہ تھا تاہم وہ اس لئے آپ پر نازل ہوئیں کہ تا غیروں کو بھی اس روحانی مقام کا کچھ علم ہو جائے جو آپ کو اپنے ربّ کی طرف سے عطا ہونے والا تھا۔

واضح ہو کہ الہام، کشف یا رؤیاء صالحہ کے ذریعے ملنے والی خبر کبھی مبشر ہوتی ہے اور کبھی منذر۔ یعنی اللہ تعالیٰ جہاں اپنے بندے کو بشارات سے نوزتا ہے وہاں کبھی منذر خبر دے کر اس کے دل کو مضبوط کرتا اور اسے برداشت کرنے کیلئے پہلے سے تیار کر دیتا ہے۔ ہر دو قسم کی اخبار کا مقصد بہر حال یہی ہوتا ہے کہ تا اس ذریعے سے وہ اسے اپنی قدرت اور رحمت کا جلوہ دکھائے۔ منذر خبر دینے میں اس ارحم الراحمین کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ بندہ اس سے بچنے اور محفوظ رہنے کیلئے اس روحانی طریق کو بروئے کار لائے جو اس نے ابتدائے آفرینش سے اپنے بندوں کیلئے مقرر کر رکھا ہے۔ مثلاً دعا، صدقہ اور خیرات سے بلاؤں کو ٹالنے کی کوشش کرے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کی سنت ہے جو روز ازل سے جاری و

ساری ہے اور جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ

”دعا، صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹل جانا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑ ہا صلحاء اور اتقیاء اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر پر گواہ ہیں“

(ملفوظات، جلد اوّل۔صفحہ ۱۰۱)

قرآن کریم نے اس کی ایک واضح مثال حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی بیان فرمائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے:

لَوْ لَا قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا اِلَّا قَوْمُ يُوْنُسَ .لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمُ العَذَابَ

(سورۃ یونس:۱۰۰)

یعنی

کیوں کسی اَور بستی والوں نے ایسا نہ کِیا جیسا کہ حضرت یونس کی قوم نے کِیا تھا کہ جب وہ ایمان لے آئے تو خدا نے ان سے عذاب کو دُور کر دیا

ان آیات کی تفسیر میں ”درمنثور“ میں لکھا ہے کہ جب حضرت یونسؑ اپنی بستی والوں کو چالیس دنوں تک عذاب میں مبتلا ہونے کی خبر دے کر چلے گئے تو جب وقتِ مقدر پر بستی والوں نے عذاب الٰہی کو آتا دیکھا تو وہ باہر میدان میں نکل کر اس قدر روئے اور چلائے کہ خدا تعالیٰ نے رحم کرتے ہوئے ان سے وہ عذاب ٹال دیا۔

اسی طرح تفسیر ”روح البیان“ میں ایک دلچسپ واقعہ بیان ہوا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے تو آپ کو ایک دھوبی ملا۔اسی وقت آپ کو جبرئیل فرشتہ نے خبر دی کہ یہ دھوبی آج ظہر کے وقت فوت ہو جائیگا۔چنانچہ آپ نے یہی بات اس دھوبی کو بتا دی۔اور پھر اپنے حواریوں سے فرمایا کہ ظہر کے وقت اس آدمی کے جنازے پر پہنچ جائیں۔جب حضرت عیسیٰؑ اور آپ کے حواری ظہر کے وقت دھوبی کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک بیٹھا اپنا کام کر رہا ہے۔آپ اسی حیرانی کے عالم تھے کہ حضرت جبرئیل دوبارہ نازل ہوئے۔آپنے انہیں کہا کہ اے جبرئیل! تو نے مجھے بتایا تھا کہ یہ شخص آج ظہر کے وقت فوت ہو جائے گا، یہ تو زندہ موجود ہے۔تو

حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا:

نَعَمْ وَلٰكِنْ تَصَدَّقَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِثَلَاثَةِ اَرْغِفَةٍ فَنَجَا مِنَ الْمَوْتِ

یعنی

'ہاں کہا تو تھا مگر اس نے اس کے بعد تین روٹیاں صدقہ میں دیدیں تو یہ موت سے بچ گیا'

(تفسیر ''روح البیان''، مطبوعہ مصر، جلد ۱۔ صفحہ ۲۵۷)

اسی طرح بائیبل میں بھی آتا ہے کہ ایک بادشاہ کی نسبت وقت کے نبی نے پیشگوئی کی تھی کہ اس کی عمر صرف پندرہ دن رہ گئی ہے۔ مگر وہ بادشاہ ساری رات روتا رہا تب اس نبی کو دوبارہ الہام ہوا کہ ہم نے پندرہ دن کو پندرہ سال میں بدل دیا ہے۔

(بحوالہ ''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۱۹۶)

احادیث نبویہ میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اَكْثِرْ مِنَ الدُّعَاءِ فَاِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ الْمُبْرَمَ

یعنی

'کثرت سے دعائیں کیا کرو کیونکہ دعا سے تقدیر مبرم بھی ٹل جاتی ہے'

اسی طرح ایک اور حدیث نبوی میں آتا ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتَدْفَعُ الْبَلَاءَ الْمُبْرَمَ النَّازِلَ مِنَّ السَّمَاءِ

یعنی 'صدقہ وخیرات آسمان سے نازل ہونے والی بلائے مبرم کو بھی ٹال دیتے ہیں'

اسی طرح حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام بھی انذاری پیشگوئیوں کے بارے میں خدا تعالیٰ کی یہ سنت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وعید یعنی عذاب کی پیشگوئیوں کی نسبت خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ خواہ پیشگوئی میں شرط ہو یا نہ ہو تضرع، توبہ اور خوف کی وجہ سے ٹال دیتا ہے......وعید میں دراصل کوئی وعدہ نہیں ہوتا۔ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدوسیت کی وجہ سے تقاضا فرماتا ہے کہ شخص مجرم کو سزا دے اور بسا اوقات اس تقاضا سے اپنے ملہمین کو اطلاع بھی دے دیتا ہے۔ پھر جب شخص مجرم توبہ اور استغفار اور تضرع اور زاری سے اس تقاضا کا حق پورا

کر دیتا ہے تو رحمت الٰہی کا تقاضا غضب کے تقاضا پر سبقت لے جاتا ہے اور اس غضب کو اپنے اندر مجحوب اور مستور کر دیتا ہے۔یہی معنی ہیں اس آیت کے ہیں کہ عَذَابِیْ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَاءُ وَ رَحْمَتِی وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ‘[ا]۔یَعْنِی رَحمَتِی سَبَقَتْ غَضَبِی۔اگر یہ اصول نہ مانا جائے تو تمام شریعتیں باطل ہو جاتی ہیں‘‘

(’’تحفہ غزنویہ‘‘،روحانی خزائن،جلد ۱۵۔صفحہ ۵۳۶-۷)

پہلی آسمانی خبر

لالہ بھیم سین کے وکالت کے امتحان میں پاس ہونے کے بارے میں خبر

جن دنوں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام ملازمت کے سلسلے میں سیالکوٹ میں تھے ایک ہندو لالہ بھیم سین نامی آپ کا دوست بن گیا۔وہ ان دنوں وہاں وکالت پڑھ رہا تھا۔اسی دوران اس نے آپ کے پاس قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق آپ کو ایک نظارہ دکھایا جو اس بات پر دلالت کر رہا تھا کہ وہ وکالت میں کامیاب ہو جائے گا جبکہ دوسرے وکالت کا امتحان دینے والے سب طلبہ فیل ہو جائیں گے۔چنانچہ آپ نے اس آسمانی خبر سے اسے اور دیگر بہت سے لوگوں کو اطلاع دے دی۔پھر جب نتیجہ نکلا تو وہی ہوا جو آپ کو دکھلایا گیا تھا۔چنانچہ جب آپ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی تو اس واقعہ کو بھی اسلام کے زندہ خدا کی ہستی کے ثبوت میں منجملہ دیگر نشانوں کے درج فرمایا۔بلکہ اپنی بعد کی کتب میں بھی آپ یہ واقعہ خدا کی طرف سے دیئے گئے نشانات کے طور پر پیش فرماتے رہے۔جیسا کہ آپ اپنی کتاب ’’تریاق القلوب‘‘میں تحریر فرماتے ہیں:

’’ ایک وکیل صاحب سیالکوٹ میں ہیں جن کا نام لالہ بھیم سین ہے۔ایک مرتبہ جب انہوں نے اس ضلع میں وکالت کا امتحان دیا تو میں نے ایک خواب کے ذریعہ سے ان کو

[ا] یہ آیت سورۃ **الاعراف** کی آیت نمبر ۱۵۷ ہے،جس کے معنی ہیں: ’میں جس کو چاہتا ہوں اسے اپنا عذاب پہنچاتا ہوں مگر میری رحمت اتنی وسیع ہے کہ وہ ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے‘

بتلایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا مقدر ہے کہ اس ضلع کے کل اشخاص جنہوں نے وکالت یا مختاری کا امتحان دیا ہے فیل ہو جائیں گے مگر سب میں سے صرف تم ایک ہو کہ وکالت میں پاس ہو جاؤ گے۔ اور یہ خبر مَیں نے تیس کے قریب اَور لوگوں کو بھی بتلائی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سیالکوٹ کی تمام جماعت کی جماعت جنہوں نے وکالت یا مختاری کا امتحان دیا تھا فیل کئے گئے اور صرف لالہ بھیم سین پاس ہو گئے اور اب تک وہ سیالکوٹ میں زندہ موجود ہیں''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۵۶)

☆........ ....

تعارف: لالہ بھیم حسین صاحب بعد میں ایک کامیاب وکیل بنے۔ نیز ''سیرت احمد'' مؤلفہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ میں (صفحہ ۱۵۰ پر) مرزا غلام اللہ صاحب انصار ساکن قادیان کی بیان کردہ مندرجہ ذیل روایت بیان ہوئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ

''میرے بھائی مرزا نظام الدین صاحب نے ذکر کیا کہ جن دنوں حضرت صاحب سیالکوٹ میں نوکر تھے مَیں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ مجھے حضرت صاحب پڑھایا بھی کرتے تھے۔ آپ وہاں بھیم سین وکیل کو جو ہندو تھا قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے۔ اور اس نے قریباً چودہ پارہ تک قرآن حضرت صاحب سے پڑھ لیا تھا''

اسی دوست کے حوالے سے ''تذکرہ'' میں (صفحہ ۸۱۸ پر) ایک اَور دلچسپ روایت بیان ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت صاحب (مراد حضرت بانی سلسلہؑ) نے لالہ بھیم سین کو مخاطب کر کے فرمایا

''آج رات مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ مجھ کو بارگاہ ایزدی میں لے گئے اور وہاں سے مجھے ایک چیز ملی جس کے متعلق ارشاد ہوا کہ یہ سارے جہان کو تقسیم کر دو''

ظاہر ہے یہ آپ کے دعویٰ ماموریت سے بہت پہلے کی بات ہے۔

لالہ بھیم سین کا بیٹا رائے بہادر لالہ کنور سین بھی وکیل بنا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی روایت کے مطابق جب حضرت اقدسؑ پر مولوی کرم الدین کی طرف سے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ بنا تو لالہ بھیم سین نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ اِس مقدمہ کی مفت پیروی کرو تا کہ ان کی برکت سے تمہاری زندگی سنور جائے۔

(بحوالہ تفسیر کبیر جلد ۹۔ صفحہ ۲۳۹)

لالہ کنور حسین صاحب کو خدا تعالیٰ نے اپنے باپ کی اِس نیک خواہش کا یہ اجر دیا کہ وہ پہلے لا کالج لاہور کے پرنسپل بنے۔ پھر ترقی پا کر ریاست جموں وکشمیر کی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بنا دئے گئے۔

دوسری آسمانی خبر

''اس کے بعد آپ امرتسر جائیں گے''

حافظ نور احمد صاحب امرتسری کیلئے نشان ظاہر ہوا

اب ایک واقعہ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے ایک اَور دوست کا بیان کیا جاتا ہے۔آپ کے یہ دوست جن کا نام حافظ نور احمد تھا اور جو امرتسر کے رہنے والے تھے الہام الٰہی کے منکر تھے۔یعنی وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی سمجھتے تھے کہ الہام الٰہی کوئی چیز نہیں، یہ صرف دماغی خیالات کا نتیجہ ہے۔ پھر ان کے ماموروقت کی صحبت میں آنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان پر الہام کی حقیقت کھول دی یہ ایک بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز داستان ہے جسے حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دئے گئے ایک زبردست نشان کے طور پر اپنی کتاب **براھین احمدیہ** میں درج فرمایا ہے۔چنانچہ ایک بار جب وہ آپ سے ملنے قادیان آئے تو آپؑ فرماتے ہیں:

''چونکہ وہ ہمارے ہی یہاں ٹھہرے اوراس عاجز پر انہوں نے خود آپ ہی یہ غلط رائے جو الہام کے بارے میں ان کے دل میں تھی مدعیانہ طور پر ظاہر بھی کردی۔اس لئے دل میں بہت رنج گذرا۔ ہر چند معقولی طور پر سمجھایا گیا کچھ اثر مترتب نہ ہوا۔آخر توجہ الی اللہ تک نوبت پہنچی اوران کو قبل ازظہور پیشگوئی بتلایا گیا کہ خداوند کریم کی حضرت میں دعا کی جائے گی، کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعا بہ پایۂ اجابت پہنچ کر کوئی ایسی پیشگوئی خداوند کریم ظاہر فرمادے جس کو تم بچشم خود دیکھ جاؤ''

اب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی یہ دعا کس قدر جلد قبول فرمائی اور کس عجیب وغریب طریق سے اپنا نشان ظاہر فرمایا اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

''سواُس رات اس مطلب کیلئے قادر مطلق کی جناب میں دعا کی گئی۔علی الصباح بہ نظر کشفی ایک خط دکھلایا گیا جو ایک شخص نے ڈاک میں بھیجا ہے۔اُس خط پر انگریزی زبان میں لکھا ہوا ہے 'آئی ایم کوُرلر'۔[۱]

---

[۱] الہام میں انگریزی زبان کے جملہ 'I am quarreler' کے معنی ہیں: 'مَیں جھگڑنے والا ہوں'۔

اور عربی میں یہ لکھا ہوا ہے 'ھٰذَا شَاھِدٌ نَزَّاغٌ'۔اور یہی الہام حکایۃً عن الکاتب القا کیا گیا۔اور پھر وہ حالت جاتی رہی''

حضور فرماتے ہیں، چونکہ یہ خاکسار انگریزی زبان سے کچھ واقفیت نہ رکھتا تھا اس لئے علی الصباح میاں نور احمد صاحب کو اُس کشف اور الہام کی اطلاع دے کر اور اس آنے والے خط سے مطلع کر کے پھر اُسی وقت ایک انگریزی خوان سے اُس انگریزی فقرہ کے معنے دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ 'مَیں جھگڑنے والا ہوں'۔اور شَاھِدٌ نَزَّاغٌ کہ جو کاتب کی طرف سے دوسرا فقرہ لکھا ہوا دیکھا تھا اُس کے معنے آپ پر یہ کھلے کہ کاتبِ خط نے کسی مقدمہ کی شہادت کے بارہ میں وہ خط لکھا ہے۔اور عجیب بات یہ ہوئی کہ اسی دن شام سے پہلے پہلے اس کشفی اور الہامی اطلاع کی تصدیق بھی ہوگئی جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:

''اُس دن حافظ نور احمد صاحب بہ باعث بارشِ باران امرتسر جانے سے روکے گئے۔ اور در حقیقت ایک سماوی سبب سے ان کا روکا جانا بھی قبولیت دعا کی ایک جز تھی تا وہ جیسا کہ ان کیلئے خدائے تعالیٰ سے درخواست کی گئی تھی پیشگوئی کے ظہور کو بچشم خود دیکھ لیں۔غرض اُس تمام پیشگوئی کا مضمون ان کو سنادیا گیا۔شام کو ان کے روبرو پادری رجب علی صاحب مہتمم و مالک مطبع سفیر ہند کا ایک خط رجسٹری شدہ امرتسر سے آیا جس سے معلوم ہوا کہ پادری صاحب نے اپنے کاتب پر جو اِسی کتاب کا کاتب ہے عدالت خفیہ میں نالش کی ہے اور اِس عاجز کو ایک واقعہ کا گواہ ٹھہرایا ہے اور ساتھ اس کے ایک سرکاری سمن بھی آیا''

اس طرح پر آپ کو کشفاً اور الہاماً جو یہ بتایا گیا تھا کہ کسی جھگڑے کے متعلق آپ کو کوئی خط آنے والا ہے وہ چند گھنٹوں کے اندر حقیقت بن کر ظاہر ہوگیا۔اس الہام کا عربی حصہ 'ھٰذا شَاھِدٌ نَزَّاغٌ'، جس کے معنی یہ تھے کہ 'یہ گواہ تباہی ڈالنے والا ہے' آپ کو اس کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ مہتمم مطبع سفیر ہند کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آپ کی شہادت جو ٹھیک اور واقعہ کے مطابق ہوگی بوجہ اپنی صداقت اور وثاقت کے قابل اعتبار اور فریق ثانی پر تباہی ڈالنے والی ہوگی۔

اس الہام کے نزول کے ساتھ ہی ایک اَور ایسی دلچسپ بات پیدا ہوگئی جس نے سارے واقعہ میں ایک غیر معمولی حسن کا رنگ پیدا کردیا۔وجہ یہ تھی کہ اس واقعہ سے چند روز پہلے حضرت بانیٔ سلسلہؑ پر ایک

مالی ضرورت کے وقت مندرجہ ذیل الہام ہوا تھا:

''دس دن کے بعد مَیں موج دکھاتا ہوں۔ اَلَآ اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیْبٌ.
فِیْ شَائِلٍ مِقیَاسٍ ۔دَنّ وِل یُو گوٹُو امرتسر''

اس تین مختلف زبانوں میں ہونے والے الہام کا ترجمہ آپ نے یوں فرمایا:

''یعنی دس دن کے بعد روپیہ آئے گا۔خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کیلئے اونٹنی دُم اٹھاتی ہے تب اس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے''

اور انگریزی جملہ کے یہ معنی تھے کہ 'اس کے بعد تم امرتسر جاؤ گے'

چونکہ مذکورہ بالا الہام کے ساتھ ہی آپ کے امرتسر جانے کی تقریب پیدا ہوگئی تو اس طرح پر چند دن پہلے ہونے والے الہام کی صداقت پر ایک زندہ ثبوت مہیا ہو کر خدائے عالم الغیب کی ذات کا گواہ بن گیا۔ اس دوہرے نشان کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اور اتفاق ایسا ہوا کہ جس دن یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور امرتسر جانے کا سفر پیش آیا وہی دن پہلی پیشگوئی کے پورے ہونے کا دن تھا۔سو وہ پہلی پیشگوئی بھی میاں نور احمد صاحب کے روبرو پوری ہوگئی۔یعنی اسی دن جو دس دن کے بعد کا دن تھا روپیہ آ گیا اور امرتسر بھی جانا پڑا۔فالحمد للہ علیٰ ذٰلک''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن جلد ا۔ صفحہ ۵۵۹ و ۵۶۳ تا ۵۶۵۔ حاشیہ در حاشیہ)

.......☆.......

خاکسار عرض کرتا ہے کہ الہام کے وجود پر اس سے بڑی دلیل اَور کیا ہوگی کہ وہ ایک ایسی زبان میں نازل ہو جس کی ابجد سے بھی ملہم واقف نہ ہو۔ پھر الہام کا مضمون بھی ایسا ہو کہ اس میں ملہم کے خیالات کا ذرّہ بھر دخل متصور نہ ہو سکتا ہو۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ سارے تصویری خاکے کچھ دیر کے بعد حقائق کا جامہ پہن کر سامنے آ جائیں؟

☆ ☆ ☆

تیسری آسمانی خبر

''اِس مضمون کا خط آپ کی طرف سے آنے والا ہے''

آپؑ کو ملنے والی ایک آسمانی اطلاع

مندرجہ ذیل واقعہ جو حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے زمانہ قبل از ماموریت سے تعلق رکھتا ہے بھی ان واقعات میں سے ایک ہے جو آپؑ کے عنداللہ مقام قرب پر روشنی ڈالنے والے ہیں۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ آپؑ کے ایک دوست ،نواب علی محمد خان آف جھجر رئیس لدھیانہ، کے امور معاش بعض وجوہ سے بند ہو گئے ۔چنانچہ انہوں نے آپؑ کو دعا کیلئے لکھا جس پر آپؑ نے بڑے الحاح سے دعا کی جو عنداللہ نہ صرف مقبول ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت آپؑ کو اس کی الہاماً اطلاع بھی بخش دی۔ اس کی مکمل روئیداد تو ''درویشان احمدیت'' کی جلد ششم میں ''قبولیت دعا کے اعجازی نمونوں'' کے تحت بیان کی گئی ہے تاہم یہاں مضمون زیر بحث کی مناسبت سے نواب صاحب موصوف کی نسبت آپؑ کو ملنے والی ایک آسمانی اطلاع کا حال بیان کِیا جاتا ہے۔چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کِیا اور جس گھڑی انہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اُسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط ان کی طرف سے آنے والا ہے۔تب مَیں نے بلا توقف ان کی طرف یہ خط لکھا کہ اِس مضمون کا خط آپ روانہ کریں گے۔دوسرے دن وہ خط آ گیا۔اور جب میرا خط ان کو ملا تو وہ دریائے حیرت میں ڈوب گئے کہ یہ غیب کی خبر کس طرح مل گئی کیونکہ میرے اس راز کی خبر کسی کو نہ تھی''

پھر ان کے اخلاص کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اُن کا اعتقاد اس قدر بڑھا کہ وہ محبت اور ارادت میں فنا ہو گئے۔اور انہوں نے ایک چھوٹی سی یادداشت کی کتاب میں وہ دونوں نشان متذکرہ بالا درج کر دئے اور ہمیشہ ان کو پاس رکھتے تھے.....میں یقین رکھتا ہوں کہ اب تک اُنکے کتب خانہ میں وہ کتاب ہوگی''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ ۲۵۷۔۸)

☆ ☆ ☆

چوتھی آسمانی خبر

’’آپ کی تلاش میں ایک شخص بازار میں پھر رہا ہے‘‘

دوطرفہ الہام کی ایک درخشندہ مثال

رجسٹر روایات صحابہ میں ایک عجیب روایت آئی ہے جو اس امر پر بڑی واضح روشنی ڈالتی ہے کہ خدا کے مامور کی قوت قدسیہ کے نتیجے میں دنیا کے اندر جو انتشار روحانیت پیدا ہوا وہ کس طرح دوطرفہ طور پر اپنا اثر دکھلا رہا تھا اور کس طرح اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے لوگوں کے دلوں میں تحریک فرما رہا تھا کہ اس کا مامور پیدا ہو گیا ہے، جاؤ اور جا کر اس کی بیعت میں شامل ہو جاؤ۔ چنانچہ آپؑ کے ایک صحابی حضرت مولوی عبدالعزیز صاحبؓ جو بھینی شرقپور ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک بار جب وہ قادیان میں آئے ہوئے تھے اور حضورؑ اپنے گھر سے نکل کر احباب کے ساتھ باہر سیر کیلئے تشریف لے جانے لگے تو جونہی حضور چند قدم آگے گئے آپؑ کو الہام ہوا کہ

’’آپ کی تلاش میں ایک شخص بازار میں پھر رہا ہے
اور آپ باہر جا رہے ہیں‘‘

اِس پر آپؑ اسی وقت پیچھے کو لَوٹ پڑے اور فرمایا: ’’حکم ہوا ہے کہ بازار کو چلو‘‘۔ چنانچہ احباب جو آپؑ کے ساتھ تھے وہ بھی آپؑ کے ساتھ ہی بازار کی طرف چل پڑے۔ جب بڑے بازار میں چوک کے پاس پہنچے تو وہ صاحب مل گئے۔

اس شخص کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ایران کے رہنے والے ایک خدا رسیدہ انسان تھے۔ وہ ایران میں ہی تھے کہ انہیں الہام ہوا:

’مقصودِ تو از قادیاں حاصل مے شود‘

یعنی ’تیرا مقصود تجھے قادیان میں حاصل ہوگا‘

چنانچہ وہ دوست ایران سے چل کر پہلے پشاور پہنچے۔ پھر اکیلے ہی قادیان پہنچ گئے۔ چونکہ وہ بالکل اجنبی تھے اور فارسی کے علاوہ کوئی اَور زبان نہ جانتے تھے لہٰذا قادیان پہنچ کر وہ بازار میں لوگوں سے فارسی میں پوچھنے لگے ’مرزا صاحب کجا است۔ مسیح موعود کجا است‘۔ لوگ آپ کی زبان نہ سمجھنے کی وجہ

سے انہیں کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔عین اُس وقت حضرت مامور من اللہ کو وہ الہام ہوا جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔ چنانچہ جب حضورؑ بازار میں پہنچے تو وہ دوست مل گئے۔اب مولوی عبدالعزیز صاحب جو اُن احباب میں شامل تھے کی روایت کے مطابق جو دلگداز منظر اُس وقت پیدا ہوا اسے روایات صحابہ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

''جب (حضورؑ) بڑے بازار میں چوک کے پاس پہنچے تو وہ صاحب مل گئے۔اور معلوم کرنے پر حضور کے گلے سے چمٹ گئے۔حضورؑ کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے۔اور وہ صاحب بھی رونے لگے۔اور جملہ احباب حاضرین کی چیخیں نکل گئیں۔جب آنسو تھم گئے تو اُس صاحب نے اپنی آمد کا سب ماجرا بیان کیا۔اور یہ عظیم الشان نشان دیکھ کر سب کے ایمان میں رونق پیدا ہوئی۔**اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد**''

(رجسٹر روایات صحابہ، جلد۴، روایت نمبر ۱۷)

........☆.........

(خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس ایرانی دوست کا نام معلوم نہیں ہو سکا، نہ ہی یہ کہ وہ کتنے دن قادیان میں رہے۔تاہم یہ روایت اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس سے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے منجانب اللہ ہونے پر ایک عظیم الشان دلیل قائم ہوتی ہے۔پھر وہ عجیب وغریب منظر جن احباب جماعت کے سامنے پیدا ہوا اور جنہوں نے اپنے کانوں سے سنا کہ کس طرح دور دراز ملک کے رہنے والے اُس شخص کو الہاماً بتایا گیا کہ اگر وہ اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے تو قادیان جائے اور پھر کس طرح حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو الہام ہوا کہ آپ کی تلاش میں ایک شخص بازار میں پھر رہا ہے، ان کے ایمان کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہونگے۔کیا ہمارے مخالفین میں سے بھی کوئی بیان کر سکتا ہے کہ اس قسم کا منظر ان کے نام نہاد پیروں اور فقیروں نے دیکھا ہو یا اپنے مریدوں کو دکھایا ہو)

☆ ☆ ☆

پانچویں آسمانی خبر

''پیٹ پھٹ گیا''

حضرت میاں نور محمد مہاجر (کابلی) کی وفات کی خبر

اسی طرح کا ایک اَور نشان بھی حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوا یعنی آپؑ کو دو تین بار متواتر بذریعہ وحی ربّانی بتایا گیا کہ جماعت کا کوئی دوست یکدم دنیا سے رخصت ہو جائے گا اور یہ کہ اس کی مَوت اچانک پیٹ کے پھٹنے سے واقع ہوگی۔ چنانچہ یہ الہامات بھی قبل از وقت آپنے قادیان سے نکلنے والے اخبارات الحکم اور بدؔر میں شائع فرما دئے۔ پھر جس طرح یہ پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوئی اس پر بھی ایک جماعت گواہ ہے۔ چنانچہ اسے بھی منجملہ دیگر نشانات کے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''منجملہ ان نشانوں کے دوسرا نشان یہ ہے کہ مجھ کو ۳۰ ؍جولائی ۱۹۰۶ء میں اور بعد اس کے اَور کئی تاریخوں میں وحی الٰہی کے ذریعے سے بتلایا گیا کہ ایک شخص اس جماعت میں سے ایک دم میں دنیا سے رخصت ہو جائیگا اور پیٹ پھٹ جائے گا اور شعبان کے مہینہ میں وہ فوت ہوگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق شعبان ۱۳۲۴ھ میں میاں صاحب نور مہاجر جو صاحبزادہ مولوی عبد الطیف کی جماعت میں سے تھا ایک دفعہ ایک دم میں پیٹ پھٹنے کے ساتھ مر گیا اور معلوم ہوا کہ اس کے پیٹ میں کچھ مدت سے رسولی تھی لیکن کچھ محسوس نہیں کرتا تھا اور جواں مضبوط و توانا تھا ایک دفعہ پیٹ میں درد ہوا۔ اور آخری کلمہ اس کا یہ تھا کہ اس نے تین مرتبہ کہا کہ میرا پیٹ پھٹ گیا۔ بعد اس کے مر گیا۔ اور جیسا کہ پیشگوئی میں تھا شعبان کے مہینہ میں ایک دم میں اس کی جان رخصت ہوگئی''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن جلد۲۲۔صفحہ۴۳۵)

☆ ☆ ☆

چھٹی آسمانی خبر

''پہلے بیہوشی ، پھر غشی، پھر مَوت''

ڈاکٹر محمد بوڑے خان صاحب کی وفات کے بارے میں ملنے والی ایک خبر

اللہ تعالیٰ اپنے مامور کو پے در پے ایسی خبریں پہنچا رہا تھا جو نہایت صفائی سے پوری ہو کر جہاں آپؑ کی جماعت کیلئے ازدیادِ ایمان کا باعث بن رہی تھیں وہاں آپؑ کے مقام ماموریت پر بھی نت نئی شہادات مہیا کر رہی تھیں۔ اس ضمن میں ایک اَور پیشگوئی کا ذکر کیا جاتا ہے جو اگرچہ غم پر دلالت کرنے والی تھی مگر جس نے خدا تعالیٰ کی عالم الغیب ہستی پر ایک بھاری شہادت مہیا کر کے سننے والوں کے ایمانوں کو ایک نئی تازگی بخشی۔ ملاحظہ ہو حضورؑ کیا فرماتے ہیں:

''۳۰ رجون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا 'پہلے بیہوشی ، پھر غشی، پھر مَوت'۔ ساتھ ہی اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی مَوت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا۔ اور الحکم ۳۰ر جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کِیا گیا۔ پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست ڈاکٹر محمد بوڑے خان اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی مَوت سے قصور میں گذر گئے۔ اوّل بیہوش رہے۔ پھر یک دفعہ غشی طاری ہوگئی۔ پھر اس ناپائدار دنیا سے کوچ کیا۔ اور ان کی موت اور اس الہام میں صرف بیس (۲۰) بائیس دن کا فرق تھا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۲۳)

☆ ☆ ☆

ساتویں آسمانی خبر

’’وہ بیچارہ فوت ہو گیا ہے‘‘

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کی وفات کی خبر

اسی نوعیت کا ایک نشان حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام کے ایک اَور مخلص رفیق حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ ساکن کوٹ قاضی (ضلع گوجرانوالہ) کی وفات کے سلسلے میں بھی ظاہر ہوا۔ یہ واقعہ بیان کرنے والے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ (مترجم قرآن بزبان انگریزی) ہیں۔آپ مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالویؓ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’حضرت قاضی صاحب موصوف کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو گئے۔اس پر انہوں نے ایک عریضہ نہایت انکساری کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بغرض دعا لکھا۔آپ نے خط پہنچنے پر دعا کی تو آپ کو الہام ہوا:

’وہ بیچارہ فوت ہو گیا ہے‘

چنانچہ آپؑ نے صبح ہی صبح اس الہام سے جماعت کے دوستوں کو اطلاع کردی۔ پھر اسی دن یا اگلے روز ڈاک سے بھی اطلاع موصول ہو گئی کہ حضرت قاضی صاحب موصوف وفات پا گئے ہیں‘‘ (خلاصہ)

(بحوالہ الحکم، مورخہ ۱۴ تا ۲۱ فروری ۱۹۳۹ء)

حضرت قاضی صاحب کے بارے میں ایک اَور انذاری پیشگوئی کے بھی ظہور میں آنے کا تفصیلی تذکرہ حضرت بانئ سلسلہؑ نے اپنی کتاب ’’تریاق القلوب‘‘ میں بطور نشان فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح ان کے بارے میں آپ کی اُس انذاری پیشگوئی کے پورا ہونے پر ان کا ایمان اَور بھی تازہ ہو گیا اور انہوں نے بڑے صبر اور استقلال کا نمونہ دکھایا۔

(’’تریاق القلوب‘‘، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۷۴)

☆........☆........

تعارف: حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ، سلسلہ کے ایک مخلص اور فدائی دوست حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب سابق مبلغ انگلستان جو خود بھی صحابی تھے کے والد صاحب تھے اور سلسلہ سے بہت اخلاص رکھتے تھے۔ان کی روایت کے مطابق ان کے والد صاحب کی وفات ۱۵ رمئی ۱۹۰۴ء کو ہوئی تھی۔

آٹھویں آسمانی خبر

"یہ بچہ بچ نہیں سکے گا"

شیخ مہر علی (برادر اصغر شیخ زین العابدین صاحبؓ)

کے بارے میں ملنے والی ایک آسمانی اطلاع

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے ایک قدیمی صحابی حضرت شیخ زین العابدین صاحب اپنے ایک بھائی کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ وہ جب آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا تو بڑا سخت بیمار ہو گیا۔ اسے اسہال اور مروڑ رہنے لگ گئے جو پورے چھ ماہ تک جاری رہے۔ چنانچہ اسے قادیان لایا گیا۔ حضورؑ نے اس کا مہینہ، ڈیڑھ مہینہ علاج فرمایا جس سے مروڑ تو ہٹ گئے مگر حضورؑ کو الہام ہوا کہ یہ بچہ بچ نہیں سکے گا۔ فرمایا:

"مگر یہ خیال رکھنا کہ یہ چلتا پھرتا مرے گا، لیٹا ہوا نہیں مرے گا"

مکرم شیخ صاحب موصوف آگے بیان کرتے ہیں کہ:

'جس دن اس کی وفات مقدر تھی وہ بازار چلا گیا اور سیر دودھ پی لیا۔ شام کے قریب گھر آیا تو والدہ اسے چھاتی لگائے کھڑی تھیں کہ اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی۔ پھر حضرت صاحب نے اس کا جنازہ پڑھا اور یہیں قادیان میں اسے دفن کیا گیا'

(خلاصہ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۱۔ صفحہ ۶۷)

☆ ☆ ☆

نویں آسمانی خبر

"برکت علی صحت یاب ہو جائے گا"

ایک اور بیمار کے بارے میں ملنے والی آسمانی اطلاع

اسی طرح مذکورہ بالا واقعہ کے راوی، شیخ زین العابدین صاحبؓ، اپنے ایک اور بھائی شیخ برکت علی

صاحب کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ

''ہماری عادت تھی کہ جب کوئی چارہ نہ رہتا تھا اور کوئی علاج کارگر نہ ہوتا تھا تو ہم حضورؑ کے پاس بیمار کو قادیان لے آتے۔ ایک دفعہ ہمارے بڑے بھائی شیخ برکت علی صاحب شدید بیمار ہو گئے۔ اور جسم بالکل پنجر کی طرح رہ گیا۔ یہاں لے آئے۔ حضرت صاحب دو ماہ تک علاج فرماتے رہے۔ آخر ناامید ہو گئے۔ ہمارے بھائی کو پڑے پڑے زخم ہو گئے تھے۔ اور صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں رہ گئی تھیں۔ حضورؑ نے بھائی حامد علی صاحب کو فرمایا کہ اب تم اپنے بھائی کو واپس لے جاؤ اس کا بچنا محال ہے، مگر ڈولی میں لے جانا۔ آدمی بھیج دو تا کہ کہار آ جائیں[۱]۔ ہماری والدہ بھی یہاں ہی تھیں۔ آدمی گاؤں کو چل پڑا۔ ابھی غالباً رجادہ (قادیان کے قریب ایک گاؤں۔ ناقل) ہی پہنچا ہوگا کہ پیچھے سے حضرت صاحب کو الہام ہوا کہ:

'برکت علی صحت یاب ہو جائے گا'

فرماتے ہیں، حضورؑ نے اسی وقت حامد علی کو بلا کر فرمایا کہ جس آدمی کو آپ نے بھیجا ہے اسے واپس بُلا لو، ہمیں الہاماً بتایا گیا ہے کہ آپ کا بھائی اچھا ہو جائے گا۔ چنانچہ آدمی واپس آ گیا۔ دوسرے دن برکت علی کا بخار ٹوٹ گیا۔ پھر ہم بھائی کو گاؤں لے گئے اور وہ چھ ماہ کے بعد بالکل اچھا ہو گیا۔

(از رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۱۔ صفحہ ۶۷۔۶۶)

.......☆.......

تعارف: شیخ زین العابدین صاحبؓ کا گاؤں تھہ غلام نبی تھا جو قادیان سے قریباً چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مذکورہ بالا واقعہ بالکل ابتدائی زمانے کا ہے جب نہ ابھی سلسلۂ بیعت شروع ہوا تھا، نہ حضورؑ نے دعویٰ ماموریت فرمایا تھا۔ اور بھائی حامد علی صاحب جن کا وہ ذکر فرما رہے ہیں ان کے وہ خوش قسمت بھائی ہیں جو حافظ القرآن بھی تھے اور بالکل ابتدائی زمانے سے حضرتؑ کے پاس آ گئے تھے اور پھر ساری زندگی آپؑ کی خدمت میں بسر کر دی۔

---

[۱] ''کہار'' وہ پیشہ ور لوگ ہوتے ہیں، جو عموماً شادی، بیاہ کے موقعوں پر دلہن کو ڈولی میں ڈال کر اسے دولہا کے گھر لے جاتے ہیں۔ بعض علاقوں میں امراء کی خواتین کو کہیں لانے یا لیجانے کا کام بھی کہاروں سے لیا جاتا ہے۔ اسی طرح بیماروں کو بھی یہی پیشہ ور لوگ ڈولیوں میں ڈال کر لاتے اور لے جاتے ہیں۔

دسویں آسمانی خبر

’’اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون‘‘

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی وفات کی خبر

اب حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ آپؑ کو ان کی وفات کے بارے میں کیا کیا آسمانی اخبار ملیں اور وہ کیونکر پوری ہوئیں۔ جن دنوں حضرت مولوی صاحب کاربنکل کی وجہ سے صاحب فراش تھے اور آپؑ ان کی صحتیابی کیلئے دعائیں کررہے تھے تو آپکو متواتر اس مضمون کے الہام ہوئے کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے۔ مثلاً

۔۲؍ستمبر ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا: ’’سینتالیس سال کی عمر۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون‘‘

۔پھر ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا: ’’کفن میں لپیٹا گیا‘‘

۔پھر ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء کو ایک اور الہام ہوا: ’’اِنّ المَنایَا لَا تَطِیشُ سِھَامُھَا‘‘

آخری الہام کے ایک ماہ بعد ان کی وفات ہوگئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر پورے سینتالیس سال تھی۔ چونکہ اُس وقت تک ابھی بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا، نہ ہی آپؑ کو اس بارے میں وہ غیبی تحریکات ہوئی تھیں جن کا ذکر آپؑ نے اپنی کتاب ’’الوصیت‘‘ میں فرمایا ہے، اس لئے انہیں یونہی کفن میں لپیٹ کر دفن کر دیا گیا۔ تاہم بہشتی مقبرہ کے قیام کے بعد حضرتؑ کے حکم سے ان کے آثار کو بہشتی مقبرہ میں لاکر دفن کر دیا گیا۔ چونکہ وہ سلسلہ کے فدائی ہونے کے علاوہ فارسی اور عربی کے ایک بہت بڑے عالم اور جماعت کے لئے ایک نافع وجود تھے آپؑ نے ان کی صحت کیلئے بڑے درد اور الحاح سے دعائیں کیں لیکن بالآخر خدا کی تقدیر پوری ہوئی۔ چنانچہ آپؑ ان کی وفات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ان کیلئے بھی مَیں نے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام اِن کیلئے تسلی بخش نہ تھا۔ بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ ’کفن میں لپیٹا گیا‘۔ ’سینتالیس برس کی عمر، اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون‘۔ ’اِنّ المَنایَا لَا تَطِیشُ سِھَامُھَا‘، یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۳۹)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی وفات پر حضرتؑ نے ایک اَور نہایت بصیرت افروز تبصرہ فرمایا ہے جو یہاں اس غرض سے درج کیا جاتا ہے کہ تا قارئین حسب استطاعت اس سے استفادہ کر سکیں۔اوپر حضورؑ کے حوالے سے ہی بیان کِیا گیا ہے کہ آپؑ نے ان کیلئے بہت دعا کی۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ پھر آپؑ کی اس درد سے کی ہوئی دعا قبول کیوں نہ ہوئی اور وہ درد کہاں گیا۔اس کا جواب دیتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

''وہ درد جواُن کیلئے دعا کرنے میں میرے دل پر وارد ہوا تھا خدا نے اس کوفراموش نہ کیا اور چاہا کہ اس ناکامی کا ایک اَور کامیابی کے ساتھ تدارک کرے۔اس لئے اس نشان کیلئے سیٹھ عبدالرحمٰن کومنتخب کرلیا(یہ مدراس کے رہنے والے آپ کے ایک اَور مخلص مرید تھے جن کی اسی قسم کی تکلیف کے ازالہ کیلئے آپؑ نے بڑی کثرت سے دعائیں کیں اور پھر وہ حضور کی ان دعاؤں کے طفیل اس مہلک بیماری سے صحت یاب ہو گئے۔ناقل) اگرچہ خدا نے عبدالکریم کوہم سے لے لیا تو عبدالرحمٰن کو دوبارہ ہمیں دے دیا۔وہی مرض ان کے دامنگیر ہوگئی۔آخر وہ اسی بندہ کی دعاؤں سے شفایاب ہو گئے۔**فالحمد لله علی ذٰلک**''

آگے فرماتے ہیں:

''میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم ورحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اَور دعا منظور کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تعلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ**''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ ۳۴۰)

☆ ☆ ☆

گیارھویں آسمانی خبر

’’دوشہتیر ٹوٹ گئے‘‘

دو مخلصین جماعت کی جدائی کی پیشگی خبر

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے داغ جدائی دے جانے کے بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو ایک اَور آسمانی اطلاع ایک اَور پیرایہ میں بھی ملی۔ چنانچہ ۱۲ر ستمبر ۱۹۰۵ء کو آپؑ کو الہام ہوا:

’’دوشہتیر ٹوٹ گئے‘‘

یہ الہام اخبار بدر مورخہ ۱۴ر ستمبر ۱۹۰۵ء میں شائع کر دیا گیا۔ اس پر حضرتؑ نے کوئی تبصرہ نہیں فرمایا۔ مگر جب اس کے قریباً ایک ماہ بعد یعنی ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی اور اس سے اگلے سال ۲۷ر مئی ۱۹۰۶ء کو ایک اَور مستعد اور مخلص خادم سلسلہ حضرت چودھری الہ داد صاحبؓ کی جو بطور ہیڈ کلرک دفتر ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ قادیان میں کام کرتے تھے، وفات ہوگئی تو حضورؑ نے فرمایا:

’’جو الہام الٰہی نازل ہوا تھا کہ ’دوشہتیر ٹوٹ گئے‘ ان میں سے ایک شہتیر تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تھے۔ دوسرے چودھری صاحب معلوم ہوتے ہیں‘‘

(اخبار بدر، قادیان، مورخہ ۷ر جون ۱۹۰۸ء)

☆ ☆ ☆

بارھویں آسمانی خبر

’’مَیں نے تو اسے رؤیاء کے اندر باغ میں دیکھا ہے‘‘

اپنے ایک خادم کے موت سے بچنے کی خبر

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ایسے بچے کے بارے میں اپنے رب کی طرف سے زندگی کی بشارت ملنے کی روئیداد پیش کی جاتی ہے جس کی نسبت سب اطباء اور ڈاکٹر جواب دے چکے تھے یعنی کہہ چکے تھے کہ یہ ایک دو گھنٹوں سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکے گا۔ پھر خدا کی بتائی ہوئی بات کیونکر پوری ہوئی ، یہ بھی ان زندہ نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو ظاہر ہو کر آپ کی صداقت کا ثبوت بنا۔ ذیل میں اُسی بچے کی زبانی اس کا آنکھوں دیکھا اور اپنے اوپر بیتا حال بیان کِیا جاتا ہے جسے راوی نے یوں بیان ہے کہ

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خادم فضل الدین صاحبؓ المعروف فجانے انہیں ایک روایت سنائی کہ ُایک دفعہ اتفاقاً ایک لیمپ میں تیل ڈالتے ہوئے میرے کپڑوں میں آگ لگ گئی...... میرا بہت سا جسم جل گیا۔ اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کہنے لگے کہ یہ بیس منٹ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمانے لگے کہ ایک گھنٹہ بمشکل زندہ رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے کہ مَیں نے ابھی رؤیاء دیکھا ہے اور اس کو باغ میں دیکھا ہے۔ مطلب یہ کہ اولاد والا ہوگا۔.... پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لئے ساری رات دعا کی اور حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا اور دو اَور عورتوں کو پاس باری باری بٹھایا اور ساری رات میرے لئے دعا کی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مجھے مَوت سے نجات بخشی اور شفا عطا فرمائی ‘‘

(’’تذکرہ‘‘ طبع چہارم۔ صفحہ ۸۱۷، بحوالہ کاپی مولوی صدرالدین صاحب)

........☆........

(نوٹ: یہ روایت مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری، مرتب تذکرہ، نے مولوی صدرالدین صاحب سابق مبلغ ایران کی روایات کی کاپی کے حوالہ سے ’’تذکرہ‘‘ میں درج فرمائی ہے)

☆ ☆ ☆

تیرھویں آسمانی خبر

''.....مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا''

ایک الہاماً بتائی گئی خبر کیونکر پوری ہوگئی

اب اسی قسم کا ایک اَور واقعہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے خود حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی زبانی بھی بیان ہوا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''جب ہم بہار کے موسم میں ۱۹۰۵ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ

'خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے اس ارادہ کو بدل دیا'

اس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں ان کی بیوی سخت بیمار ہوگئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو منہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی۔ پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اس کی حالت بہت نازک ہوگئی۔ اور آثار نومیدی ظاہر ہو گئے اور مَیں اس کیلئے دعا کرتا رہا۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی....دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا:

'تُو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تُو اچھی ہو جائے گی'''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ ۳۷۸)

یہ دوطرفہ الہامات کا سلسلہ بھی اُن برکات سماویہ میں سے ہے جو مامور من اللہ کی بدولت آپ کی جماعت کو ملیں۔ یعنی اِدھر حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو اپنے یا اپنے مریدوں کے بارے میں الہام ہوتا ہے۔ دوسری طرف ان الہامات کی تائید میں آپ کے مریدوں کو بھی الہام ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ گذشتہ ابواب میں بھی ایسی کئی مثالیں بیان ہو چکی ہیں۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ فالحمدللہ!

☆ ☆ ☆

چودھویں آسمانی خبر

''ان کی جائے نشست کو آگ لگی ہوئی ہے''

شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے بارے میں ملنے والی آسمانی خبر

۱۸۸۶ء کی بات ہے کہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور جن کے ساتھ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے دیرینہ تعلقات تھے کے بارے میں آپؑ نے ایک ایسی خواب دیکھی جو اپنے اندر انذاری پہلو رکھتی تھی۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''خواب یہ تھی کہ اُن کی فرش نشست کو آگ لگ گئی اور ایک بڑا تہلکہ برپا ہوا۔ اور ایک پُرہول شعلہ آگ کا اُٹھا۔ اور کوئی نہیں تھا جو اُس کو بجھاتا۔ آخر مَیں نے بار بار پانی ڈال کر اُس کو بجھا دیا''

اس رؤیاء کی تعبیر کے بارے میں حضورؑ فرماتے ہیں:

''اسی وقت میرے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بہ یقین کامل یہ تعبیر ڈالی گئی کہ شیخ صاحب پر اور اُن کی عزت پر سخت مصیبت آئے گی اور میرا پانی ڈالنا یہ ہوگا کہ آخر میری ہی دعا سے نہ کسی اَور وجہ سے وہ بلا دُور کی جائیگی''

(مکتوب بنام چودھری رستم علی صاحب، از ''مکتوبات احمدیہ'' جلد پنجم، حصہ سوم۔ صفحہ ۲۲)

(بحوالہ ''تذکرہ''، طبع چہارم۔ صفحہ ۱۴۵۔۷)

اس پر آپؑ نے ایک مفصل خط شیخ صاحب موصوف کو تحریر فرمایا جس میں آپؑ نے اس رؤیاء کے حوالے سے انہیں اطلاع دی کہ انہیں بہت توبہ اور استغفار کرنا چاہئے۔ اس خط کا ان پر اس قدر اثر ہوا کہ حضورؑ فرماتے ہیں کہ جب اس کے کچھ عرصہ بعد وہ ایک دعوت کے موقع پر آپ علیہ السلام سے ملے اور اس خط کا ذکر ہوا تو وہ رونے لگ گئے اور شاید کچھ قطرے ان کے آنسوؤں کے کھانے پر بھی گرے۔ لیکن غالباً بعد میں وہ اس خط کو طاقِ نسیان میں رکھ کر بالکل بھول گئے یہاں تک کہ آسمان پر ان کیلئے جو قضاء قدر میں لکھا جا چکا تھا اس کے نازل ہونے کا وقت آن پہنچا۔ چنانچہ وہ ایک ایسے مقدمہ میں گرفتار ہو گئے کہ خیال کیا جانے لگا کہ وہ پھانسی لگ جائیں گے۔ اور یہ سب کچھ اس خط کے لکھے

جانے کے چھ ماہ کے اندر اندر ظہور میں آ گیا۔ جب صورت حال اس قدر سنجیدہ اور نازک ہو گئی تو ان کے گھر والوں کو سخت فکر لاحق ہو گئی۔ چنانچہ ان کے بیٹے جان محمد نے حضورؑ کی طرف آدمی بھجوایا۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

''مَیں انبالہ چھاؤنی میں تھا کہ ایک شخص محمد بخش نام شیخ صاحب کے فرزند جان محمد کی طرف سے میرے پاس پہنچا اور بیان کِیا کہ فلاں مقدمہ میں شیخ صاحب حوالات میں ہو گئے۔ مَیں نے اس شخص سے اپنے خط کا حال دریافت کِیا جس میں چھ ماہ پہلے اس بلا کی اطلاع دی گئی تھی تو اُس وقت محمد بخش نے اس خط کے پہنچنے سے لاعلمی ظاہر کی''

اب رؤیاء کا ایک حصہ تو پورا ہو چکا تھا یعنی شیخ صاحب موصوف پر وہ بلا نازل ہو چکی تھی جس کی اطلاع آسمان کے خدا نے حضرت بانئ سلسلہؑ کو چھ ماہ قبل دی تھی۔ دوسرا حصہ جو کہ حضورؑ کی دعا سے اس بلا کے رفع دفع ہونے سے متعلق تھا کیونکر پورا ہوا اس بارے میں حضورؑ فرماتے ہیں:

''شیخ صاحب تو حوالات میں ہو چکے تھے۔ لیکن ان کے بیٹے جان محمد کی طرف سے شاید محمد بخش کے دستخط سے جو ایک شخص ان کے تعلقداروں میں سے ہے کئی خط اس عاجز کے نام دعا کیلئے آئے اور اللہ جلّ شأنہٗ جانتا ہے کہ کئی راتیں نہایت مجاہدہ سے دعائیں کی گئیں۔ اور اوّل میں صورت قضا وقدر کی نہایت پیچیدہ اور مبرم معلوم ہوتی تھی لیکن آخر خدا تعالیٰ نے دعا قبول کی اور اُن کے بارے میں رہا ہونے کی بشارت دے دی اور اس بشارت سے ان کے بیٹے کو مختصر لفظوں میں اطلاع دی گئی''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۳۷۵)

اس الٰہی بشارت کے مطابق شیخ مہر علی صاحب بالآخر باعزت طور بری ہو گئے۔ اس طرح حضرت بانئ سلسلہؑ کو ملنے والی آسمانی اطلاع کے دونوں حصے پورے ہو کر آپ کی صداقت کا نشان بن گئے۔

.......☆.........

شیخ مہر علی صاحب، رئیس ہوشیار پور، کے بارے میں
بعض ضروری کوائف

یہ بات قابل ذکر ہے کہ شیخ مہر علی صاحب کا ذکر خیر اِس وقت بھی جبکہ انہیں وفات پائے ایک لمبا عرصہ گذر گیا ہے اہل ہوشیار پور کی زبانوں پر ہے۔ وہ انہیں اس حوالے سے جانتے ہیں کہ وہ اکبر اعظم کے ایک سپاہ

سالار، ہوشیار خان، کی اولاد میں سے اور غالباً اس کی پانچویں پشت میں سے تھے۔شہنشاہ اکبر نے انہیں ان کی خدمات کے عوض ایک بہت بڑی جاگیر عطا کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے وہاں ایک شہر بسایا جو ان کے نام پر ''ہوشیار پور'' کہلایا۔اُسی جائداد کے وارث کے طور پر شیخ مہر علی صاحب نے اپنی زندگی میں لوگوں کو بڑے کم معاوضہ پر مکانوں کیلئے پلاٹ دیئے۔اسی طرح ایک بہت بڑا قطعہ زمین سکول کیلئے بھی دیا جہاں اِس وقت ''سری سناتم دھرم سینئر سیکنڈری سکول'' نام سے ایک بہت بڑا تعلیمی ادارہ قائم ہے جہاں اِس وقت ڈھائی ہزار کے قریب بچے تعلیم پا رہے ہیں۔چنانچہ جب حال ہی میں (فروری ۲۰۰۶ء میں) ہماری جرمنی کی ایک بہن شگفتہ ملک صاحبہ اپنے میاں ملک نعیم صاحب کے ساتھ قادیان گئیں اور وہاں ہوشیار پور سے آئے ہوئے بعض معزز مہمانوں کو پتہ چلا کہ آپ (شگفتہ ملک صاحبہ) شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کی نسل سے اور ان کی پڑپوتی ہیں تو انہوں نے دونوں میاں بیوی کو ہوشیار پور آنے کی دعوت دی۔ان کے جانے پر ان کا بڑے جوش وخروش سے استقبال کیا گیا۔آٹھ اخباری اور ٹی۔وی نمائندوں کی موجودگی میں ان کا اہل شہر سے تعارف کرایا گیا۔نیز انہیں وہ سکول بھی دکھایا گیا جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے کہ وہ ان کے پڑدادا کی اس غرض سے وقف شدہ زمین پر بنایا گیا ہے۔اسی استقبالیہ کے دوران ہوشیار پور کے ایک معزز اور معمر ہندو دوست پروفیسر سشودن ناتھ بھردواج (پیدائش ۱۹۱۳ء) نے بیگم شگفتہ ملک صاحبہ اور ملک نعیم صاحب کا تعارف کراتے ہوئے یہ بات بھی بتائی کہ وہ مقدمہ جس کا متن میں ذکر آیا ہے وہ شیخ صاحب موصوف پر اس طرح بنا کہ دوسہرا کے ایک میلہ کے موقع پر شہر میں ہندو مسلم فساد ہو گیا جس کے نتیجہ میں بہت سی جانیں ضائع ہو گئیں اور ہندو گھروں کی لُوٹ مار بھی ہوئی۔اس پر انگریز ڈپٹی کمشنر نے حکم دیا کہ جس شخص کے گھر میں لوٹ مار کا سامان ملے اسے برسرِ عام پھانسی دے دیا جائے۔مسلمان اس ڈر سے لوٹا ہوا سامان شیخ مہر علی صاحب کی حویلی میں پھینک کر خود روپوش ہو گئے۔چنانچہ وہ لوٹ مار کا مال ان کی حویلی سے برآمد ہونے پر انہیں گرفتار کر کے حوالات میں ڈال دیا گیا۔یہ امر کہ یہ ابتلاء ان پر ان کی کسی اپنی غلطی کی وجہ سے نہیں آیا تھا اس کی تصدیق خود حضرت بانیٔ سلسلہ کے ایک اپنے بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ

''میرے خیال میں ہے کہ جس ایک بیجا الزام میں اپنے پنہانی قصوروں کی وجہ سے جن کو خدا تعالیٰ جانتا ہو گا وہ پھنس گئے تھے''

(ملاحظہ ہو اشتہار نمبر ۹۶، بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل۔صفحہ ۳۷۴)

پھر جیسا کہ واقعہ میں بتایا گیا ہے وہ ابتلاء محض حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی دعاؤں کے طفیل شیخ صاحب موصوف پر سے دُور ہوا، ورنہ ان کا پھانسی لگنا یقینی ہو چکا تھا۔

محترمہ شگفتہ ملک صاحبہ کے بیان کے مطابق پروفیسر صاحب موصوف نے یہ بھی بتایا کہ شیخ مہر علی صاحب کی ایک بہت بڑی ذاتی لائبریری تھی جس میں مختلف قسم کی مذہبی کتب موجود تھیں اور یہ کہ ان کے صاحبزادہ شیخ عمر دین صاحب اپنے والد کی اس لائبریری کی بعض کتابیں پڑھ کر ہی احمدی ہوئے تھے۔ وہ لائبریری تو بعد میں ضائع ہوگئی مگر اس کی بعض کتب پروفیسر بھردواج صاحب کے پاس اب بھی موجود ہیں۔

(نوٹ: مکرم ملک نعیم صاحب اس سارے استقبالیہ کی وڈیو فلم بھی بنا کر ساتھ لائے جس کی ایک کاپی خاکسار کے پاس بھی محفوظ ہے)

.......☆.......

شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کا تعارف

شیخ مہر علی صاحب، ہوشیار پور کے رؤساء میں سے تھے۔ آپ کی اولاد میں سے ایک بیٹا شیخ عمر دین صاحب اور بیٹی عمر بی بی صاحبہ احمدی ہو گئے۔ (باقی اولاد کا حال معلوم نہیں)۔ عمر بی بی صاحبہ کی شادی ہوئی مگر اولاد نہیں ہوئی۔ شیخ عمر دین صاحب (مدفون بہشتی مقبرہ، قادیان۔ تاریخ وفات ۱۹۲۹ء) کی پانچ بیٹیاں: خاور رشید، احمد رشید، صغریٰ بیگم، رابعہ بیگم اور مبارکہ بیگم، اور ایک بیٹا الطاف الرحمٰن ہوئے۔ سب کی شادیاں ہوئیں اور وہ سب کے سب صاحبِ اولاد ہوئے۔ بیٹا میجر ملک الطاف الرحمٰن صاحب ایک نہایت درویش صفت انسان تھے۔ فوج سے بطور میجر ریٹائر ہونے کے بعد آپ واپڈا ہاؤس لاہور میں بطور سیکیورٹی افسر خدمات بجا لاتے رہے۔ ۱۹۸۸ء میں فوت ہوئے۔ آپ کی اولاد حسب ذیل ہے:

بیٹے: ملک بشارت الرحمٰن صاحب، ملک انیس الرحمٰن صاحب، ملک نفیس الرحمٰن صاحب، ملک نجیب الرحمٰن صاحب، ملک مجیب الرحمٰن صاحب، ملک لطف الرحمٰن صاحب۔

بیٹیاں: شگفتہ نعیم صاحبہ، شائستہ نفیس صاحبہ

بیٹوں میں سے ملک انیس الرحمٰن صاحب وفات پا چکے ہیں۔ باقی میں سے چار پاکستان میں اور ایک (ملک بشارت الرحمٰن صاحب) جرمنی میں ہوتے ہیں۔ بیٹیاں شگفتہ ملک صاحبہ اور شائستہ نفیس صاحبہ دونوں جرمنی میں ہوتی ہیں۔ اوّل الذکر کے ہی حوالے سے اوپر کے نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ وہ فروری ۲۰۰۶ء میں اپنے شوہر ملک نعیم احمد صاحب کے ساتھ قادیان اور ہوشیار پور تشریف لے گئی تھیں جہاں شہر والوں نے ان کا شایان شان استقبال کیا۔

☆ ☆ ☆

پندرہویں آسمانی خبر

’’وہ مصافحہ کے لئے آرہے ہیں‘‘

مہر نبی بخش صاحبؓ ساکن بٹالہ کے دوبارہ آپؑ کی غلامی میں آنے کی آسمانی خبر

اللہ تعالیٰ کیسی کیسی عجیب وغریب خبریں پہنچا کر اپنے مامور کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کررہا تھا اس کی ایک مثال ایک ایسے دوست کی بیان کی جاتی ہے جنہوں نے پہلے بیعت کی پھر کسی وجہ سے لغزش کھا کر پیچھے ہٹ گئے اور اس قدر مخالفت پر اتر آئے کہ آپؑ کے خلاف اشتہار شائع کرنے شروع کر دئے۔ تاہم ان کی قسمت میں دوبارہ توبہ کرنا لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ یہ دوست جن کا نام مہر نبی بخش تھا اور وہ بٹالہ کے رہنے والے اور وہاں کے نمبردار تھے ان کے بارے میں حضرت بانی سلسلہؑ فرماتے ہیں:

’’مَیں نے ایک بار اُس کے متعلق دیکھا کہ گویا اُسی راستہ ہم سیر کو نکلے ہیں تو اُس بڑ کے درخت کے نیچے جو میراں بخش حجام کی حویلی کے پاس ہے نبی بخش سامنے سے آکر ملا ہے اور اس نے مصافحہ کِیا ہے۔ یہ رؤیاء اُن دنوں کی ہے جب وہ مخالفت کے اشتہار چھپواتا پھرتا تھا‘‘

(اخبار الحکم، قادیان، مورخہ ۲۴/اکتوبر ۱۹۰۲ء، بحوالہ ’’تذکرۃ‘‘، طبع چہارم۔ صفحہ ۴۳۲)

یہ رؤیا جو اگست ۱۹۰۲ء کی ہے اس طرح پوری ہوئی کہ اس پر ابھی تھوڑا عرصہ ہی گذرا تھا کہ مہر نبی بخش صاحب نے توبہ کی توفیق پائی اور حضرت اقدس کی خدمت میں تجدید بیعت کیلئے خط لکھا۔ اس کے جواب میں جو خط حضورؑ نے انہیں لکھا اس میں بھی اپنی رؤیاء کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

’’شاید تین ماہ کا عرصہ ہوگیا ہے کہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ قادیان کی اُس گلی میں جس میں ہم اکثر سیر کو جاتے ہیں آپ مصافحہ کیلئے میری طرف آرہے ہیں۔ سو وہ بات پوری ہوگئی‘‘

(اخبار الحکم، مورخہ ۱۷/اکتوبر ۱۹۰۲ء، بحوالہ ’’تذکرۃ‘‘، طبع چہارم۔ صفحہ ۴۳۲)

مہر نبی بخش صاحبؓ کے بارے میں حضرتؑ کا

ایک ضروری نوٹ

مہر نبی بخش صاحب بٹالوی کی نسبت آیا ہے کہ جب وہ مخالفت میں آ کر پیچھے ہٹ گئے تو خود ''مصلح'' ہونے کے مدعی بن بیٹھے۔اس پر حضرت اقدس نے فرمایا:

''بعض لوگ انبیاء اور مرسلین من اللہ کی کامیابیوں کو دیکھ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید ان لوگوں کی کامیابی بسبب ان کی لفاظیوں اور قوت بیانیوں اور بلاغتوں کے ہے، آؤ ہم بھی ایسا کریں اور اپنا سلسلہ جمالیں۔مگر وہ لوگ غلطی کھاتے ہیں۔انبیاء کی کامیابی بسبب اس تعلق کے ہوتی ہے جو اُن کا خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔آدمؑ سے لے کر آج تک کسی کو تقویٰ کے سوا فتح نہیں ہوئی''

(ملفوظات، طبع ۲۰۰۳ء، جلد اوّل۔صفحہ ۵۳۹)

☆ ☆ ☆

سولہویں آسمانی خبر

''اِنِّیْ اَفِرُّ مَعَ اَھلِیْ اِلَیْکَ''

ایک مرید کے بارے میں ملنے والی خبر

اب حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو بذریعہ الہام اپنے ایک مرید کے بارے میں ملنے والی ایک اَور ایسی آسمانی خبر کا ذکر کیا جاتا ہے جو اسی روز پوری بھی ہوگئی۔اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھ کو اس طرح الہام ہوا کہ جیسے اخبار عن الغائب ہوتا ہے۔اسکے الفاظ یہ تھے: اِنِّی اَفِرُّ مَعَ اَھْلِیْ اِلَیْکَ ۔اس کے معنی ہیں 'مَیں اپنے اہل وعیال کے ساتھ آپ کی طرف بھاگا چلا آ رہا ہوں'۔ فرماتے ہیں یہ الہام سب دوستوں کو سنایا گیا۔ چنانچہ اُسی دن آپؑ کے ایک مخلص مرید خلیفہ نورالدین صاحب کا جموں سے خط آگیا کہ اس شہر میں طاعون کا زور پڑ گیا ہے اور مَیں آپؑ سے اجازت چاہتا ہوں کہ اپنے سب بال بچے کو ساتھ لے کر قادیان چلا آؤں۔

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۵۸۹)

☆ ☆ ☆

سترہویں آسمانی خبر

’’گل محمد آنکھوں کو سرمہ لگا رہا ہے‘‘

عیسائیت قبول کرنے والے ایک مسلمان کا دوبارہ قبول حق

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

’’اگست ۱۹۰۳ء میں بنوں کا ایک عیسائی گل محمد نام قادیان آیا۔ (وہ حضرت سے) بہت گستاخی سے جھگڑتا اور بحث کرتا رہا اور اسی حالت میں چلا گیا۔ اُس کے چلا جانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک رؤیاء دیکھا کہ گل محمد آنکھوں میں سرمہ لگا رہا ہے۔ فرمایا، معلوم ہوتا ہے کہ اسے ہدایت ہو جائے گی۔ چنانچہ بہت سالوں کے بعد سنا گیا تھا کہ اُس نے پھر اسلام کو قبول کیا تھا۔ بنوں کے مشہور ڈاکٹر پینل کی بیوہ نے بھی مجھے اپنے کارڈ میں لکھا کہ گل محمد نے عیسائیت کو ترک کر دیا تھا اور اپنے پہلے مذہب (اسلام) میں داخل ہو گیا تھا‘‘

(’’ذکر حبیب‘‘، مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ۔ صفحہ ۱۱۱، بحوالہ تذکرہ، طبع چہارم۔ صفحہ ۵-۴۸۴)

.........☆.........

گل محمد کا تعارف

یہ شخص گل محمد ایک پڑھا لکھا نوجوان تھا اور لاہور کے ڈیونٹی کالج میں رہتا تھا۔ وہ تحقیق حق کی غرض سے دوبار قادیان آیا۔ پہلی بار وہ ۱۴ راگست ۱۹۰۳ء کو آیا اور اسی روز بعد نماز مغرب حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ چونکہ اسے کل ہی واپس جانا ہے اس لئے آج ہی گفتگو کر لی جائے۔ حضرت نے فرمایا یہ مذہبی معاملہ ہے ہم ایسی جلد بازی نہیں کر سکتے۔ اس پر وہ اکتوبر میں چار دن کے لئے آنے کا وعدہ کر کے واپس چلا گیا۔ اس دوران چونکہ مولوی کرم الدین والا مقدمہ شروع ہو چکا تھا اسے تار دیا گیا کہ وہ ابھی نہ آئے مگر اس کے باوجود وہ آ گیا۔ اس بار اس کے کہنے پر حضرتؑ نے اسے ایک دستخطی تحریر دی کہ اگر وہ پھر آیا اور حضور کو فرصت نہ ہوئی تو اسے لاہور تک کے آنے جانے کا کرایہ دیا جائے گا۔

(مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو: ’’ملفوظات، جلد سوم۔ صفحہ ۴۰۹ و ۴۳۸)

اٹھارہویں آسمانی خبر

”سَیُغْفَرُ“

خواجہ جمال الدین صاحبؓ کے بارے میں ملنے والی ایک آسمانی خبر

اللہ تعالیٰ کا سلوک اپنے مامور سے ایسی نرالی شان کا تھا کہ انسان اسے دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ محسن و مہربان خدا جو تمام قدرتوں کا مالک اور تمام اسباب کا پیدا کنندہ ہے اور جسے کائنات کے ذرے ذرے پر کامل تصرف حاصل ہے، ایک غمگسار دوست کی طرح ہر وقت آپؑ کے پاس کھڑا تھا۔ جونہی آپؑ کو کوئی پریشانی لاحق ہوئی تو اُس قادر مطلق خدا نے اس کا تدارک فرما دیا۔ کسی چیز کی ضرورت پیش آئی اس نے فوراً مہیا کر دی۔ کسی نے ٹیڑھی آنکھ سے آپ کو دیکھا تو اس کا سر پھوڑ کر رکھ دیا۔

اب ذیل میں آپؑ کو ملنے والی ایک ایسی ہی خبر کا حال درج کِیا جاتا ہے جو جماعت کے ایک مخلص دوست کے بارے میں آپؑ کو ملی اور جس نے اس دوست کی ایک پریشانی کے سلسلہ میں آپ کی ایسی تسلی فرمائی کہ اس دوست کا سارا غم غلط ہوگیا۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:

”خواجہ جمال الدین صاحب بی۔اے جو ہماری جماعت میں داخل ہیں جب امتحان منصفی میں فیل ہوئے اور ان کو بہت ناکامی اور نا امیدی لاحق ہوئی اور سخت غم ہوا تو ان کی نسبت مجھے الہام ہوا کہ سَیُغْفَرُ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اس غم کا تدارک کرے گا۔ چنانچہ اس کے مطابق وہ جلد ریاست کشمیر میں ایک ایسے عہدہ پر ترقی یاب ہوئے جو عہدۂ منصفی سے ان کیلئے بہتر ہوا۔ یعنی وہ تمام ریاست جموں و کشمیر کے انسپکٹر مدارس ہو گئے اور اب تک اسی عہدہ پر قائم ہیں“

(”نزول المسیح“، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۹۱)

☆ ☆ ☆

انیسویں آسمانی خبر

''حسین کو ٹپوؤں کے شر سے بچایا گیا ہے''

حضرت حکیم محمد حسین صاحبؓ (المعروف مرہم عیسیٰ)

کے بارے ملنے والی ایک آسمانی بشارت

قریباً ۱۸۹۳ء کی بات ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ایک الہامی خبر ملی:

'حسین کو ٹپوؤں کے شر سے بچایا گیا ہے'

عجیب وغریب الفاظ میں ملنے والی یہ آسمانی خبر حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو ان ایام میں ملی جب آپ کے ایک مرید حضرت حکیم محمد حسین صاحب پر عدالت میں اس الزام کی بنا پر ایک مقدمہ چل رہا تھا کہ انہوں نے ایک ایسا اشتہار شائع کیا ہے جو عیسوی عقائد پر کاری ضرب کے مترادف ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی اور ہندوستان کی کلیدی آسامیوں پر انگریز ہی انگریز چھائے ہوئے تھے جو مذہباً عیسائی ہونے کی وجہ سے اور عیسائی پادریوں کو حاصل ہونے والی ابتدائی کامیابیوں کے پیش نظر برصغیر کے جلد تر عیسائیت کی گود میں آجانے کے سہانے خواب دیکھ رہے تھے۔ اُدھر حضرت بانیٔ سلسلہؑ نہ صرف اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان فرما چکے تھے بلکہ یہ سنسنی خیز انکشاف بھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے، یہ کہ آپ صلیب پر لٹکائے جانے کے چند گھنٹوں بعد زندہ اتار لئے گئے تھے اور پھر صلیبی زخموں سے جانبر ہونے کے بعد آپ ملک فلسطین سے ہجرت کر کے چلے گئے اور بالآخر کشمیر میں پہنچ کر طبعی وفات پائی[۱]۔

اب جب حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے طب کی کتابوں کا حوالہ دے کر ''مرہم عیسیٰ'' کے بارے میں یہ انکشاف فرمایا کہ طب کی کتابوں میں ''مرہم عیسیٰ'' کے نام سے مشہور مرہم وہی ہے جو آپکے شاگردوں نے آپکے صلیبی زخموں کیلئے تیار کی تھی تو حضرت حکیم صاحب موصوف نے طب کی

---

[۱] تاریخی طور پر اب یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فلسطین سے ہجرت کرنے کے بعد ایران اور افغانستان سے ہوتے ہوئے کشمیر میں آگئے تھے جہاں آپ اپنی وفات تک مقیم رہ کر خدائی پیغام پہنچاتے رہے۔ سرینگر محلّہ خانیار میں جو قبر ''نبی کی قبر'' کے نام سے مشہور ہے وہ قرائن قویہ کے رو سے آپ ہی کی قبر ہے۔

کتابوں سے چھان بین کر کے اس کا اصل نسخہ تلاش کر لیا اور جو اجزاء ہندوستان میں دستیاب نہ تھے وہ ولایت سے منگوا کر وہ مرہم تیار کر لی۔ اور پھر اس مضمون کا اشتہار تیار کر کے سارے پنجاب میں تقسیم کیا کہ یہ مرہم حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیبی زخموں کے لئے آپ کے حواریوں نے تیار کی تھی اور یہ کہ حضرت مسیح تو دوسرے بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو چنگا کیا۔ اس اشتہار کے عین وسط میں انہوں نے حضرت مسیحؑ کی وہ تصویر بھی دی جو خود عیسائی دنیا کی اپنی اختراع ہے اور جس میں بائیبل کے بیان کے مطابق حضرت مسیحؑ اپنے زخم اپنے حواریوں کو دکھا رہے ہیں۔ اشتہار میں نیچے آپ نے اس مرہم کے دیگر فوائد بھی لکھے۔ ظاہر ہے اس بیان سے بین السطور حضرت مسیح کا صلیب پر سے زندہ اترنا اور طبع زندگی پانا ثابت ہوتا تھا اور یہی حضرت حکیم صاحب کا اصل مقصد تھا۔

اس اشتہار کا شائع ہونا تھا کہ عیسائی حلقوں میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ خود حکومت کے بڑے بڑے افسران جو انگریز عیسائی تھے تلملا اٹھے۔ چنانچہ لاہور کے ڈپٹی کمشنر نے ایک انگریز پولیس افسر کے ذریعے آپ کو (حضرت حکیم صاحب کو) حکم بھیجا کہ یہ اشتہار جو تم نے لگایا ہے اسے فوراً تمام دیواروں سے اتار دو ورنہ تمہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ اس سرکاری حکم کا جواب دینے کیلئے حکیم صاحب کی طرف سے دو وکلاء ڈپٹی کمشنر کے پاس گئے جنہوں نے بیان کیا کہ اشتہار اس کثرت سے لگائے جا چکے ہیں کہ انہیں ایک دن میں اتارنا ممکن نہیں۔ لہٰذا ڈپٹی کمشنر صاحب اپنے عملے کو حکم دیں کہ وہ دیواروں سے اشتہار اتار دیں۔ مگر ڈپٹی کمشنر صاحب اپنا حکم بدلنے کیلئے تیار نہ تھے۔ چنانچہ مجبوراً عدالت کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

اب عدالت کا سیشن جج بھی انگریز تھا۔ وہ یہ تصویر والا اشتہار دیکھ کر اس قدر غضبناک ہوا کہ اس نے اپیل سننے سے ہی انکار کر دیا۔ اس پر چیف کورٹ کی طرف رجوع کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام نے اپنے قلم مبارک سے ایک عرضداشت لکھ کر بھجوائی جو عدالت میں پیش کی گئی اور جس کا خلاصہ یہ تھا کہ

"انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے صلیبی زخم حواریوں کو دکھائے تھے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ان حواریوں میں لوقا نامی ایک طبیب بھی تھا جسے انجیلوں میں "پیارے طبیب" کے نام سے مخاطب کیا گیا ہے۔ پھر فرمایا کہ طب کی کتابیں اس بات پر شاہد

ہیں کہ مرہم عیسیٰ نام کی مرہم حضرت مسیح کیلئے بنائی گئی تھی جس سے آپ کے زخم اچھے ہو گئے تھے۔اور سوائے واقعۂ صلیب کے حضرت مسیح کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا جس کیلئے مرہم بنانے کی ضرورت پیش آتی۔پس عیسائی بتائیں کہ اشتہار میں کونسی ایسی بات لکھی گئی ہے جو خلاف واقعہ اور قابل گرفت ہو'

مقدمہ کی پیشی کے وقت عیسائیوں کا لاٹ پادری بھی موجود تھا۔اس کے علاوہ اور بہت سے عیسائی مشنری بھی تھے۔انگریز جج اشتہار دیکھ کر پہلے تو بہت برہم ہوا۔پھر لمبی بحث و تمحیص کے بعد اس نے یہ تجویز پیش کی کہ 'مرہم عیسیٰ' کی بجائے اس مرہم کا کوئی اَور نام رکھ کر اسے فروخت کیا جائے۔ اسکے جواب میں وکلاء کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ اس صورت میں بعض ادویہ کے نام بدلنے پڑیں گے اور یہ ممکن نہیں کیونکہ قانون اسکی اجازت نہیں دیتا۔آخر فیصلہ یہ ہوا کہ نام تو یہی رہے مگر آئندہ اشتہار میں اس نام کی وجہ تسمیہ تحریر نہ کی جائے۔

یہ ایک بہت بڑی کامیابی تھی جو حضرت حکیم صاحب کو بفیض مسیح محمدی حاصل ہوئی۔اس کامیابی پر تمام اخبارات نے آپ کو مبارکباد دی۔ بلکہ اس کی وجہ سے دنیا بھر میں یہی نام یعنی ''مرہم عیسیٰ'' آپکی پہچان بن گیا جو اَب تک آپکے نام کے مستقل لاحقہ کے طور پر استعمال ہوتا چلا آرہا ہے۔

موضوع زیر بحث کے مطابق یہ ایک ایمان افروز حقیقت ہے کہ حضرت حکیم صاحب موصوفؓ کی اس مقدمہ میں کامیابی کی بشارت خدا نے پہلے ہی اپنے مامور کو دے دی تھی۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت حکیم محمد حسین صاحب کا بیان ہے کہ

''سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود عَلَیْہِ صَلَوٰاتٌ مِّن رَّبِّہٖ وَ رَحْمَتُہٗ نے مجھے ہائی کورٹ (غالباً اس سے مراد چیف کورٹ ہے۔ناقل) کے فیصلے سے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے الہاماً اطلاع دی ہے کہ

'حسین کو ٹیپوؤں کے شر سے بچایا گیا ہے'

(بحوالہ ''تذکرہ'' طبع چہارم، صفحہ ۷۷۰، نیز بحوالہ ''دیباچہ مائۃ عامل''۔صفحہ ۲۹)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس عدالتی فیصلہ کے بعد وہی اشتہار دوبارہ چھپنے لگا۔ حضرت حکیم صاحب نے عبارت میں صرف یہ تبدیلی کی کہ پوری عبارت کی بجائے صرف یہ لکھنا شروع کر دیا کہ 'یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ کے لئے بنائی تھی'۔تاہم اصل مقصد کے حصول میں کوئی فرق نہ پڑا۔دوسری

طرف عیسائی مذہب کی بنیادیں جو پہلے ہی کھوکھلی ہو چکی تھیں اب زیادہ زور سے ہلنی شروع ہو گئیں۔

(ملخص از ''اصحاب احمد''، جلداول۔ صفحہ ۶۵ تا ۶۸)

☆.........

تعارف: حضرت حکیم محمد حسین صاحبؓ، المعروف بہ ''مرہم عیسیٰ''، لاہور کے ان مخلصین میں سے تھے جنہیں بالکل ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق ملی۔ آپ کو مذکورہ بالا واقعہ کے حوالے سے سلسلے کی جو خاص خدمت بجالانے کا شرف حاصل ہوا وہ تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔

☆ ☆ ☆

بیسویں آسمانی خبر

''شَاتَانِ تُذْبَحَانِ''

آپؑ کو اپنے دو مخلص متبعین کی شہادت کے بارے میں ملنے والی آسمانی خبر

اب حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو ملنے والی ایک ایسی آسمانی خبر کا حال بیان کِیا جاتا ہے، جو حقیقت بننے سے پہلے سالہا سال تک پردۂ اخفا میں رہی اور آپؑ اس کی اپنے طور پر مختلف تاویلیں فرماتے رہے۔ مگر جب وہ پوری ہوئی تو نصف النہار کی مانند اس کی صداقت ظاہر ہو کر سامنے آ گئی۔ اس آسمانی خبر کے الفاظ مندرجہ ذیل تھے:

شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

یعنی 'دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور جو کچھ زمین پر ہے وہ فنا ہونے والا ہے'

(بحوالہ ''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد۱۔ صفحہ ۶۱۰۔ حاشیہ در حاشیہ)

اِس خبر کے بارے میں بھی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ آپؑ کو اُس زمانہ میں ملی جب آپ کی نہ کوئی جماعت تھی اور نہ آپ کا یہ سلسلہ قائم ہوا تھا۔ پھر سلسلہ قائم ہونے کے بعد بھی سالہا سال تک وہ صیغۂ راز میں رہی۔ پھر جب ۱۹۰۳ء میں کابل کے ایک معزز سید خاندان سے تعلق رکھنے والے بزرگ

حضرت صاحبزادہ سید عبدالطیف صاحب اور ان کے ایک شاگرد مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو محض آپؑ پر ایمان لانے کے نتیجہ میں امیر کابل کے حکم پر بڑی بے دردی سے شہید کر دیا گیا تو آپؑ نے اس پر مندرجہ ذیل تبصرہ فرمایا:

''مجھے مُدت تک اس کے معنے معلوم نہ ہوئے بلکہ اَور اَور جگہ کو محض اجتہاد سے اس کا مصداق ٹھہرایا۔ لیکن جب مولوی صاحبزادہ عبداللطیف مرحوم اور شیخ عبدالرحمٰن اُن کے تلمیذ سعید امیر کابل کے ناحق ظلم سے قتل کئے گئے۔ تب روز روشن کی طرح کھل گیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق یہی دونوں بزرگ ہیں کیونکہ شاۃؓ کا لفظ نبیوں کی کتابوں میں صرف صالح انسان پر بولا گیا ہے اور ہماری تمام جماعت میں ابھی تک بجز ان دونوں بزرگوں کے کوئی شہید نہیں ہوا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۴۷۲)

اس طرح پر سالہا سال قبل ملنے والی آسمانی خبر کے یوں پورا ہونے پر آپؑ نے اسے خدا کی طرف سے ظاہر ہونے والے ایک بہت بڑے نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اَور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ میں ۲۳ برس پہلے سے اِس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے:

شَاتَانِ تُذبَحَانِ وَ کُلُّ مَنْ عَلَیهَافَانٍ

کیا اُس وقت کوئی منصوبہ ہوسکتا تھا کہ ۲۳ یا ۲۴ سال بعد عبدالرحمٰن اور عبداللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہ وہاں جا کر شہید ہوں گے۔ وہ دل لعنتی ہے جو ایسا خیال کرے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اپنے وقت پر آ کر یہ نشان پورا ہوگیا''

(اخبار الحکم، قادیان، مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۰۴ء، بحوالہ ملفوظات، جلد سوم۔ صفحہ ۵۱۲)

پھر نہ صرف یہ کہ ان ہر دو مریدان کی شہادت کے بارے میں آپ کو کئی سال پہلے آسمانی خبر کا ملنا آپ کے من جانب اللہ ہونے کا ایک زبردست نشان تھا بلکہ جس قسم کی استقامت کا نمونہ ان ہر دو

شہداء نے اپنی شہادت کے وقت دکھایا وہ نمونہ بجائے خود آپ کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل تھا کیونکہ کوئی انسان ایک جھوٹے، مکار اور فریبی کیلئے اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ آپ اس امر کو بھی اپنی صداقت کے نشان کے طور پر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی شہادت بھی میری سچائی پر ایک نشان ہے۔ کیونکہ جب سے خدا نے اس دنیا کی بنیاد ڈالی ہے، کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص دیدہ و دانستہ ایک جھوٹے، مکار اور مفتری کیلئے اپنی جان دے اور اپنی بیوی کو بیوہ ہونے کی مصیبت میں ڈالے، اور اپنے بچوں کا یتیم ہونا پسند کرے اور اپنے لئے سنگساری کی موت قبول کرے۔..... شہید ہونے کے وقت انہوں نے وہ استقامت دکھائی کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں ہوسکتی۔..... اسی طرح شیخ عبدالرحمٰن بھی کابل میں ذبح کیا گیا اور دم نہ مارا اور یہ نہ کہا کہ مجھے چھوڑ دو مَیں بیعت کو توڑتا ہوں۔ اور یہی سچے مذہب اور سچے امام کی نشانی ہے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۵۹ تا ۳۶۰)

.........☆.........

نوٹ: ان ہر دو بزرگوں کی شہادت کا مفصل حال تو ''درویشان احمدیت'' جلد ہفتم میں بیان کیا گیا ہے جہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس ظلم کی پاداش میں کابل کی سرزمین پر خدا کا غضب کس شدت سے ٹوٹا۔ یہاں مضمون کی مناسبت سے اس شہادت کا مختصر حال درج کیا جاتا ہے:۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف مرحوم ریاست کابل کے معمولی انسان نہیں تھے بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی ان کی اپنی جاگیر تھی۔ اسی طرح انگریزی عملداری میں بھی وہ ایک بہت بڑی جائداد کے مالک تھے۔ اور آپ کی طاقت علمی کا یہ حال تھا کہ ریاست کے تمام مولویوں نے انہیں اپنا سردار تسلیم کیا ہوا تھا۔ علم قرآن، حدیث اور فقہ میں وہ سند سمجھے جاتے تھے۔ اسی تفوق علمی کی بدولت آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ نئے امیر کی دستار بندی کی رسم انہیں کے ہاتھ سے ہوتی تھی۔ اور اگر امیر فوت ہوجائے تو اس کا جنازہ پڑھنے کیلئے بھی وہی مقرر تھے۔ علاوہ ازیں ریاست کابل میں پچاس ہزار کے قریب ان کے معتقد اور ارادتمند تھے جن میں بعض ارکان ریاست بھی تھے۔ غرض یہ بزرگ ملک کابل میں ایک ایسا فرد تھا کہ کیا بلحاظ علم اور کیا بلحاظ تقویٰ اور کیا جاہ و مرتبہ اور خاندان کے لحاظ سے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اور علاوہ مولوی کا خطاب پانے کے صاحبزادہ اور اخوان زادہ اور شاہزادہ کے لقب

سے اُس ملک میں مشہور تھے۔

آپؓ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کا قصہ یوں ہے کہ کسی طرح آپؓ کو حضرتؑ کی بعض کتب پہنچیں جن کے مطالعہ سے آپؓ کو معلوم ہوا کہ پنجاب (ہندوستان) میں کسی شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اور چونکہ آپؓ خود عالم تھے اور قرآن اور حدیث پر اچھا عبور رکھتے تھے آپؓ اس یقین سے پُر تھے کہ یہی زمانہ مسیح موعود کے ظاہر ہونے کا ہے۔ چنانچہ آپؓ نے اپنے ایک شاگرد مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کو اس غرض سے قادیان بھیجا کہ وہ وہاں جا کر مسیح موعود ہونے کے اس مدعی کا حال معلوم کریں۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ دو تین بار قادیان میں تشریف لے گئے۔ آخری بار وہ ۱۹۰۱ء میں بیعت کر کے واپس لوٹے۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو جب اپنے شاگرد کی زبانی حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے حالات معلوم ہوئے تو آپؓ کے دل میں بھی حضرت سے ملنے کی شدید تڑپ پیدا ہوگئی۔ اِدھر جب امیر کابل کو علم ہوا کہ یہ شخص (عبدالرحمٰن) ایک ایسے پنجابی شخص کا مرید ہوگیا ہے جو اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے تو اس نے پہلے تو انہیں قید کرنے کا حکم دے دیا۔اور بڑی اذیتیں پہنچانی شروع کیں مگر جب اس طرح ان کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکا تو قید خانہ کے اندر ہی ان کا گلا گھونٹ کر انہیں شہید کر دیا گیا۔

اپنے شاگرد کی شہادت کا علم ہونے کے باوجود حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنے کی تڑپ برقرار رہی۔ اِس دوران کابل کی حکومت امیر عبدالرحمٰن کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے امیر حبیب اللہ خان کے ہاتھ میں آ چکی تھی۔ چنانچہ آپ ۱۹۰۳ء میں حج کے ارادہ سے کابل سے نکلے اور خیال تھا کہ پہلے قادیان جا کر حضرت اقدسؑ سے ملاقات کریں گے، پھر حج کیلئے روانہ ہو جائیں گے۔مگر جب قادیان تشریف لائے اور حضرت اقدسؑ کی زیارت کی تو ایک ہی نظر سے پہچان گئے کہ یہی شخص مسیح موعود ہے اور پھر آپؑ کی محبت میں ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ حج کا ارادہ ملتوی کر دیا اور وہیں اپنے آقا کے قدموں میں رہنے لگ گئے۔

آپؓ کم وبیش تین ماہ قادیان میں رہے۔اس دوران آپؓ نے کئی نشانات دیکھے جن سے آپؓ کا ایمان غیر متزلزل حد تک پختہ ہوگیا۔ جب آپؓ واپس کابل پہنچے تو آپؓ کو بھی قید کر دیا گیا اور آپؓ کے پاؤں میں آٹھ سیر وزنی بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ چنانچہ آپؓ چار ماہ تک اسی حالت میں جو موت سے بھی بدتر تھی قید میں رہنے کے بعد بڑے دردناک طور پر شہید کر دئے گئے۔ قید کے دوران اور سنگسار کئے جانے سے پہلے امیر کابل نے کئی دفعہ آپ کے پاس آ کر آپ کو اپنے اس عقیدہ سے باز رہنے کی فہمائش کی۔مگر آپ کا ایک ہی جواب تھا کہ

'یہ غیر ممکن ہے کہ مَیں سچائی کو چھوڑ دوں۔اس دنیا کے حکام کا عذاب تو موت تک ختم ہو جائے گا

لیکن مَیں اُس سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب کبھی ختم نہیں ہوتا''

یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپؓ کو کافر قرار دینے میں وہاں کے مولویوں اور بعض پنجابی الاصل کارندوں کا بڑا عمل دخل تھا۔ چنانچہ جب امیر نے زیادہ زور دیا تو آپ نے فرمایا میرا ان مخالف مولویوں سے جو مجھے کافر قرار دے رہے ہیں مباحثہ کروایا جائے۔ یہ مباحثہ ہوا اور تحریری ہوا لیکن ایسے طور پر کہ کسی کو کچھ پتہ نہ لگنے دیا گیا کہ کیا ہو رہا ہے۔ یعنی ہر دو اطراف سے تحریری طور پر دلائل پیش ہوتے رہے اور پڑھ کر کچھ سنایا نہ گیا جس سے عوام کو کچھ پتہ نہ چلا۔ مباحثہ کے منتظمین کا اس سے مقصد بھی یہی تھا کہ عوام کو اصل حقیقت سے بے خبر رکھا جائے۔ ظلم کی حد یہ تھی کہ امیر کابل کو بھی اصل حقیقت کا پتہ نہ چلنے دیا گیا۔ اسے صرف یہ کہہ دیا گیا کہ مخالف مولوی اور مفتی آپ کے دلائل سے مطمئن نہیں ہوئے اور انہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے۔ اور پھر ایک دن آپ کو باہر میدان میں لے جا کر امیر کابل اور اہالیان کابل کی موجودگی میں گڑھے میں آدھا جسم گاڑنے کے بعد سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا۔

حضرت بانئ سلسلہؑ کو جب آپ کی اس دردناک شہادت کا علم ہوا تو آپؑ دکھ سے بھر گئے۔ آپؑ کو پہنچنے والے اس دکھ اور صدمہ اور آپؑ کی دردناک قلبی کیفیت کا اندازہ آپ کی قلم سے نکلے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے:

''ہائے وہ معصوم اسکی نظر کے سامنے بکرے کی طرح ذبح کیا گیا۔ اور باوجود صادق ہونے اور باوجود پورا ثبوت دینے کے اور باوجود ایسی استقامت کے کہ صرف اولیاء کو دی جاتی ہے پھر بھی اس کا پاک جسم پتھروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا''

(ملخص از ''تذکرۃ الشہادتین''، روحانی خزائن، جلد۲۰۔ صفحہ۴۸ تا ۵۶)

اس ظلم کی پاداش میں کابل پر کیا کیا قیامتیں ٹوٹ پڑیں اور شہید موصوف کی سنگساری میں حصہ لینے والوں کو کس قسم کے عبرتناک انجام سے دوچار ہونا پڑا اس کا ذکر ''درویشان احمدیت''، جلد ہفتم، میں ''غیرت الٰہی کے عبرتناک نمونوں'' کے تحت کیا گیا ہے۔

☆ ☆ ☆

اکیسویں آسمانی خبر

’’حضرت مولوی نورالدین صاحب گھوڑے سے گر پڑے ہیں‘‘

اپنے ایک معزز رفیق کے بارے میں ملنے والی آسمانی خبر

اب آپؑ کو ملنے والی ایک ایسی آسمانی خبر کا حال درج کیا جاتا ہے جو آپؑ کے نہایت ہی معزز اور عزیز رفیق الحاج حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کے حق میں المناک صورت میں پوری ہوئی۔ آپؑ نے دیکھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب گھوڑے سے گر پڑے ہیں۔ یہ نظارہ آپؑ نے اندازاً ۱۹۰۵ء میں دیکھا تھا۔ ۱۹۰۸ء میں آپؑ کی وفات ہوگئی۔ آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کی جانشینی کا شرف آپ کے اسی معزز رفیق، الحاج حکیم مولوی نورالدین صاحب، کو حاصل ہوا۔ اب اُس آسمانی خبر کا عملی رنگ میں ظہور کیونکر ہوا اس کی روئیداد اس طرح پر ہے کہ خلافت پر متمکن ہونے کے دو سال بعد کسی شخص نے آپؓ کے صاحبزادے میاں عبدالحی کو جن کی عمر اُس وقت ۱۱ سال تھی ایک سرخ رنگ کی گھوڑی تحفۃً دی۔ آپؓ نے اسی کے مطابق اس کی کاٹھی اور رکابیں تیار کروائیں تاکہ بچہ اس پر بیٹھ کر سیر وغیرہ کر لیا کرے۔ انہی ایام میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ قادیان تشریف لے آئے۔ ہر چند کہ نواب صاحب موصوف اپنی آمد کے معاً بعد آپؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کر چکے تھے آپؓ اس غرض سے کہ تا اپنے مرشد و مطاع (حضرت بانیٔ سلسلہؑ) کی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ (جو حضرت نواب صاحبؓ کے عقد میں تھیں) سے خود مل کر ان سے اپنی شفقت اور عقیدت کا اظہار کریں، اگلے روز جمعہ کی نماز کے بعد اسی گھوڑی پر سوار ہو کر محلّہ دارالعلوم میں جہاں نواب صاحب کی کوٹھی تھی تشریف لے گئے۔ سفر کا یہ حصہ تو بخیریت گذر گیا۔ مگر جب اسی گھوڑی پر سوار ہو کر آپؓ واپس تشریف لا رہے تھے تو گھوڑی اچانک بدک کر بھاگ پڑی۔ اِدھر اس کی رکابیں چھوٹی تھیں۔ لہٰذا آپؓ اس پر قابو نہ رکھ سکے اور ایک طرف لڑھک گئے۔ گھوڑی چونکہ سرپٹ بھاگتی جا رہی تھی آپؓ کے رفقاء جو پیدل آ رہے تھے سب پیچھے رہ گئے۔ ایک عینی شاہد شیخ رحمت اللہ صاحبؓ کا بیان ہے کہ مَیں نے دیکھا، گھوڑی سرپٹ بھاگی جا رہی ہے اور آپؓ ایک طرف جھکے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مَیں نے دَوڑ کر لگام پکڑ لی مگر وہ اتنی منہ زور تھی کہ مجھے بھی آٹھ دس قدم گھسیٹ کر آگے لے گئی تاہم مَیں نے لگام نہ چھوڑی۔ اس اثنا میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا پاؤں جو ایک رکاب میں پھنس کر

رہ گیا تھا رکاب سے نکل گیا اور آپؓ ایک بڑے سے پتھر (کھنگر) پر گر پڑے جس سے آپؓ کے سر اور پیشانی پر سخت چوٹیں آئیں۔

سب سے زیادہ چوٹ آپؓ کی کنپٹی پر آئی جس سے آپؓ بیہوش ہو گئے۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ مَیں نے دوڑ کر آپؓ کو اٹھایا اور اپنی اہلیہ کو آواز دی۔ وہ چارپائی اور کپڑا لے کر فوراً آ گئیں۔ آپؓ کو چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ کنپٹی سے مسلسل خون بہ رہا تھا۔ مَیں اپنی پگڑی اتار کر خون صاف کرنے لگا یہاں تک کہ ساری پگڑی خون سے بھر گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپؓ کو ہوش آئی تو آپؓ کی زبان سے پہلا جملہ یہ نکلا کہ 'خدا کے مامور کی بات پوری ہو گئی'۔ مجھے چونکہ اس پیشگوئی کا علم نہیں تھا مَیں نے عرض کی کہ حضور کونسی بات؟ تو آپؓ نے فرمایا۔ کیا آپ نے اخبار میں نہیں پڑھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے میرے گھوڑے پر سے گرنے کی خواب دیکھی تھی۔ [ا]

یہ زخم کافی مدت تک رہا اور اگرچہ بظاہر مندمل ہو گیا مگر اس کا اثر آپکے جسم اور قویٰ پر آخر دم تک رہا۔ چنانچہ ایک بار کسی دوست کے پوچھنے پر آپؓ نے فرمایا: (بمطابق اخبار بدر، قادیان، مورخہ ۲ رمئی ۱۹۱۱ء)

> ''مَیں جب سے گھوڑے سے گرا ہوں تب سے اس کے اثر سے دائیں طرف کچھ نہ کچھ نقصان چلا آتا ہے''

اس ضمن میں آپؓ کا وہ پیغام بھی درج کیا جاتا ہے جو آپؓ نے پیش آنے والے اس حادثہ کے حوالے سے ۲۹ رنومبر ۱۹۱۰ء کو احباب جماعت کے نام ارسال فرمایا۔ آپؓ نے تحریر فرمایا:

> ''مجھ پر جو ابتلاء اس وقت آیا ہے یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں، رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جن کے ساتھ محبت میرے لئے ضروری تھی مجھ پر ظاہر فرما دیا۔ بعض ایسے نفوس ہیں جن کی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کے ساتھ محبت کا تعلق رکھتے

[ا] عاجز راقم الحروف کو وہ اخبار تو نہیں مل سکا جس میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی وہ رؤیا شائع ہوئی تھی۔ تاہم رؤیاء کے پورا ہو جانے پر رسالہ ''تشحیذ الاذہان''، قادیان، نومبر ۱۹۱۰ء، میں اس بارے میں یہ شائع ہوا کہ آج سے پانچ سال پیشتر حضرت مسیح موعودؑ نے جو رؤیاء دیکھی تھی اس کے پورا ہونے پر حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب نے وہ رؤیاء آپؑ کی الہامات کی کاپی سے پڑھ کر سنائی۔

ہیں۔لیکن اس بیماری میں جو خدمت رات دن انہوں نے کی ہے اس سے ان کے اخلاص کا اظہار ہوا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کر دیا۔یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ دل سے ایسی خدمت کر رہے ہیں۔مَیں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اس وقت میری ہمدردی کی ہے شکر گذار ہوں"

(بحوالہ "حیات نور"۔صفحہ ۴۷۵)

آخر پر حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب (بعدہٗ خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کا اس سارے واقعہ پر حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی رؤیاء کے حوالے سے کیا جانے والا وہ تبصرہ پیش کیا جاتا ہے جو آپ نے رؤیاء میں مذکور پیشگوئی کے چشمہ غیب سے نکلے ہوئے ہونے پر فرمایا:

"پیشگوئی کا ایسے وقت میں ہونا جب آپ کے پاس کیا، قادیان کے احمدیوں میں سے کسی کے پاس بھی گھوڑا نہ تھا......پھر کسی شخص کا عزیزم عبدالحی سلمہ اللہ تعالیٰ کو گھوڑا ہدیۃً پیش کرنا اور خریدا ہوا نہ ہونا، نواب صاحب کے خود آ کر ملنے کے باوجود حضرت مولوی صاحب کا وہاں تشریف لے جانا، رکابوں کا چھوٹا ہونا اور باوجود کہنے کے آپ کا بچوں کی تکلیف کے خیال سے اُن کے لمبے کرنے سے منع کرنا، احباب کا ساتھ چلنے کی خواہش کرنا اور آپ کا روک دینا، گھوڑے کا بدک کر تیز ہو جانا اور دونوں ساتھیوں کا پیچھے رہ جانا اور پھر آپ کا خاص اُس جگہ پر گرنا جہاں پتھر تھے، ایسے عجیب واقعات ہیں کہ سوائے اس کے کہ یقین کیا جائے کہ خدا تعالیٰ کے خاص ارادے کے ماتحت حضرت صاحب کی پیشینگوئی کو پورا کرنے کیلئے ہوئے ہیں اَور کوئی صورت نظر نہیں آتی"

(رسالہ "تشحیذ الاذہان"، نومبر ۱۹۱۰ء، صفحہ ۴۰۴، بحوالہ "تذکرہ"، طبع چہارم۔صفحہ ۷۸۸)

☆ ☆ ☆

یہاں ہمارے مخالفین کیلئے غور اور فکر کا مقام ہے کہ خدا را قرآن اور حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ کیا ایسی غیب کی خبریں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اَور بتا سکتا ہے، اور کیا ایسا شخص، جو اس کثرت سے غیب کی باتوں پر اطلاع پاتا ہو، خدا کے ماموروں اور مرسلوں کے سوا کوئی اَور ہو سکتا ہے ؟

بائیسویں آسمانی خبر

''مَیں نے اس کی پیشانی پر چھ کا عدد لکھ دیا'

ایک بچی کی اولاد کے بارے میں ملنے والی آسمانی بشارت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کے ایک حصہ میں ایک بچی اصغری بیگم (بنت محمد اکبر خان صاحب مرحوم ساکن سنور، پٹیالہ) اپنی والدہ کے ہمراہ رہتی تھیں۔ ان کی والدہ حضرتؑ کے گھر میں بطور خادمہ خدمت سرانجام دیا کرتی تھیں۔ پھر اصغری بیگم صاحبہ کی شادی حضرت پیر منظور محمد صاحب (موجد قاعدہ ''یسرنا القرآن'') کی بیوی کے رشتہ کے بھائی میاں امیر خان صاحب سے ہوگئی۔ مگر کچھ عرصہ بعد میاں امیر خان صاحب کی وفات ہوگئی۔ ان کے میاں کی وفات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اصغری بیگم صاحبہ کے بارے میں ایک ایسی خبر بہم پہنچائی جو اس بیوہ بچی کی آئندہ زندگی کی راہ متعین کرنے والی تھی۔ وہ خبر کیا تھی اور وہ کس طرح پوری ہو کر ایک زندہ اور عالم الغیب خدا کی ہستی کا نشان بن گئی، اس بارے میں ''تذکرہ''، طبع چہارم، میں مذکور حضور علیہ السلام کی ایک رؤیاء بیان کی جاتی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

''مرحوم امیر خان کی بیوہ جس دن اس کا خاوند فوت ہوا مَیں نے دیکھا کہ اس بیوہ کی پیشانی پر ۵ یا ۶ یا ۷ کا عدد لکھا ہوا ہے۔ مَیں نے وہ مٹا دیا اور اس کی جگہ اس کی پیشانی پر ۶ کا عدد لکھ دیا ہے''

(اخبار بدر، مورخہ ۲۳ / جنوری ۱۹۰۸ء نیز اخبار الحکم، مورخہ ۲۲ / جنوری ۱۹۰۸ء،
بحوالہ ''تذکرہ''، طبع چہارم۔ صفحہ ۹-۷۴۸)

یہ آسمانی خبر جس طرح پوری ہوئی اس کی تفصیلی روئیداد سلسلہ کے ایک نامور خادم جناب قاضی ظہور الدین صاحب اکملؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان صداقت کے عنوان سے سلسلہ کے بزبان اردو نشر ہونے والے رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' کے جنوری ۱۹۴۵ء کے شمارہ میں مندرجہ الفاظ میں شائع کی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

'مسماۃ اصغری بیگم صاحبہ کا دوسرا نکاح ۱۹۱۳ء میں، یعنی خلافت اولیٰ کے آخری سال، ریاست کشمیر سے آئے ہوئے ایک مخلص دوست میاں مدد خان صاحب سے ہوگیا۔ میاں مدد خان

صاحب کی اس سے قبل دو بیویاں یکے بعد دیگرے وفات پا چکی تھیں۔اس نکاح سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بچے (چار لڑکے اور دو لڑکیاں) عطا فرمائے اور اس طرح پر ''چھ'' کا عدد جو خدا کے مامور نے بطور نوشتۂ لوحِ جبیں ان کی پیشانی پر دیکھا تھا ان کے ہاں چھ بچوں کی پیدائش کی شکل میں پورا ہوا۔اس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے دست اعجاز سے اس بچی کی پیشانی پر لکھا جانے والا چھ کا ہندسہ چھ سال بعد ایک نہایت ہی واضح حقیقت بن کر عالم وجود میں ظاہر ہو گیا'

(خلاصہ بیان بحوالہ ''ریویو آف ریلیجنز''، قادیان، ماہ جنوری ۱۹۴۵ء)

''تذکرہ'' طبع چہارم کے صفحہ ۷۴۹ پر حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی اس رؤیاء کے حوالے سے مکرمہ اصغری بیگم صاحبہ کے ہاں اپنے دوسرے میاں (مکرم میاں مدد خان صاحبؓ) سے پیدا ہونے والی اولاد (چار لڑکے اور دو لڑکیاں) کے ناموں کا بھی ذکر آیا ہے۔وہ حسب ذیل ہیں:

محمد عبداللہ صاحب۔محمد یعقوب صاحب۔محمد داؤد صاحب۔محمد الیاس صاحب۔

زینب بی بی صاحبہ۔عائشہ صاحبہ

.......☆.......

نوٹ: خاکسار راقم الحروف کے دل میں کرید پیدا ہوئی کہ معلوم کیا جائے کہ وہ بچے اِس وقت کہاں ہیں۔ چنانچہ حسن اتفاق سے جب خاکسار کی ملاقات بونا میز (Bonames)، فرانکفورٹ، میں رہنے والے ایک احمدی دوست مکرم برادرم احسان اللہ صاحب سے ہوئی تو سارا مسئلہ حل ہو گیا۔انہوں نے خاکسار کو بتایا کہ مکرمہ اصغری بیگم صاحبہ کی سب سے چھوٹی بچی عائشہ بی بی ان کی والدہ ہیں جو ان کے پاس جرمنی میں رہ رہی ہیں۔آپ کے سب سے بڑے ماموں مکرم محمد عبداللہ خان صاحب پاکستان میں ایک لمبا عرصہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے عہدہ پر فائز رہ کر اس وقت وفات پا چکے ہیں۔دوسرے ماموں مکرم راجہ محمد یعقوب صاحب (واقف زندگی) سالہا سال تک ''خلافت لائبریری'' ربوہ میں خدمات بجا لانے کے بعد اس وقت ربوہ میں مقیم ہیں۔ان سے چھوٹے مکرم داؤد احمد خان صاحب انگلستان میں جبکہ سب سے چھوٹے مکرم محمد الیاس خان صاحب لاہور میں ہوتے ہیں۔مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ کی بڑی بہن مکرمہ زینب بی بی صاحبہ (اہلیہ صاحبہ چودھری عبدالواحد صاحب ودیارتھی مرحوم نائب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ) وفات پا چکی ہیں۔

برادرم احسان اللہ صاحب (سیکرٹری مال حلقہ بونا میز) خود تین بھائی ہیں۔آپ کے دوسرے بھائی مکرم سمیع اللہ خان صاحب فریڈبرگ (Friedberg) کے ریجن میں واقع قصبہ کاربن (Karben) کی جماعت کے صدر اور فعال ممبر ہیں جبکہ سب سے چھوٹے عزیزم اقبال ندیم خان قصبہ ہوف ہائیم

(Hoffheim) کی جماعت کے سیکرٹری مال ہیں۔آپ کی تین بہنوں میں سے سب سے بڑی مسز رفیقہ رشید صاحبہ (اہلیہ ڈاکٹر رشید صاحب) لندن میں اور دونوں چھوٹی یعنی مسز سمیعہ مرزا صاحبہ (اہلیہ مرزا اکرام صاحب) اور مسز روبینہ صاحبہ (اہلیہ وسیم احمد صاحب) جرمنی میں ہوتی ہیں۔ان سب کی آگے شادیاں ہو چکی ہیں اور یہ سب کے سب صاحب اولاد ہیں۔اِس طرح پر گویا اِس نیک بخت گھرانے کا ہر بچہ اور آگے اس کی اولاد در اولاد کا ہر فرد جہاں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے، وہاں ایک عالم الغیب خدا کی زندہ ہستی کا جلی عنوان بن کر دنیا کو ایک ایسے عالم سے روشناس کرا رہا ہے جس کا نوشتہ عالم ظاہری میں انسان کی تقدیر بن جایا کرتا ہے۔

مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ سے عندالملاقات یہ بھی پتہ چلا کہ وہ کل آٹھ بہن بھائی پیدا ہوئے تھے جن میں سے ایک بھائی اور ایک بہن بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔اس طرح پر آسمانی خبر کے مطابق چھ کا عدد برقرار رہا۔مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ جن کی عمر اِس وقت ۹۰ سال کے لگ بھگ ہے، نے خاکسار کو یہ بھی بتایا کہ ہماری والدہ اصغری بیگم صاحبہ کے ہاں پہلی شادی سے بھی تین بچے (دو بیٹیاں اور ایک بیٹا) پیدا ہوئے تھے۔پھر ہماری ایک سوتیلی بہن تو بچپن میں ہی فوت ہو گئیں جبکہ دونوں دوسرے بہن بھائی پروان چڑھے۔ہماری دوسری سوتیلی بہن جن کا نام حمیدہ بیگم صاحبہ تھا، ان کے بڑے بیٹے ڈاکٹر عبدالرشید صاحب انگلستان میں جبکہ دونوں چھوٹے بیٹے مکرم وسیم احمد صاحب اور نعیم احمد صاحب جرمنی میں ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو!۔ہمارا سوتیلا بھائی حیدر آباد دکن میں چلا گیا تھا۔پھر کچھ پتہ نہیں چلا کہ اس کا کیا ہوا۔

........☆........

میاں مدد خان صاحبؓ کا تعارف

"تاریخ احمدیت جموں و کشمیر"، مصنفہ مولانا اسداللہ صاحب فاضل کاشمیری، کے مطابق میاں مدد خان صاحب، یاڑی پورہ، کشمیر کے سب سے پہلے مخلص احمدی اور صحابی حضرت راجہ عطا محمد خان صاحبؓ کے خاندان میں سے تھے۔انہوں نے ۱۹۰۴ء میں حضورؑ کے ہاتھ پر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا اور اس طرح خود بھی صحابی ہونے کا لقب پایا۔قادیان آنے کے بعد وہ دوبارہ اپنے وطن میں نہیں گئے۔انہوں نے کافی لمبی عمر پائی اور ۱۹۴۴ء میں فوت ہوئے اور قطعہ خاص صحابہ قادیان میں دفن ہونے کا شرف حاصل کیا۔مکرمہ اصغری بیگم صاحبہ پارٹیشن کے بعد اپنے بچوں کو لے کر پاکستان آ گئیں۔انہوں نے بھی اچھی خاصی لمبی عمر پائی۔۱۹۷۷ء میں ان کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ان کی لوح مزار پر یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رؤیاء کے مطابق ان کے ہاں اپنے دوسرے خاوند سے چھ بچوں نے جنم لیا۔

☆ ☆ ☆

تیئیسویں آسمانی خبر

''محمد حسین ڈپٹی کمشنر بنے گا''

آپ کو اپنے ایک خادم کے بیٹے کے بارے میں ملنے والی آسمانی خبر

اب اس سلسلہ کے آخری واقعہ کے طور پر حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو ملنے والی ایک ایسی آسمانی خبر کا حال بیان کیا جاتا ہے جس کا عملاً ظہور میں آنا عام حالات میں بعید از قیاس تھا۔ مگر وہ خدا جس کے سامنے مستقبل ایک کھلی ہوئی کتاب کی مانند ہر وقت موجود ہے اس نے اپنے مامور کو اس بظاہر بعید از قیاس واقعہ کی خبر پہنچا کر جہاں اپنے عالم الغیب ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا وہاں اس امر کا بھی کہ اپنے جس بندے کو اس نے زمانہ کا مامور بنا کر بھیجا ہے اس پر وہ کیسے کیسے مستقبل کے رازہائے سربستہ منکشف فرما کر اس کے منجانب اللہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔ اب اس اجمال کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ آپ کی جماعت کے ایک دوست مکرم ملک غلام حسین صاحب مہاجر قادیان جو اُس وقت لنگر خانہ مسیح موعودؑ میں بطور نانبائی خدمت بجالا رہے تھے کا بیان ہے کہ

''حضرت صاحب شام کی نماز پڑھ کر مسجد میں لیٹ جایا کرتے تھے اور بچے حضور کو دبایا کرتے تھے۔ میرا بچہ محمد حسین بھی دبا رہا تھا۔ حضرت اقدس کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک اَور لڑکا جلال جو پٹی کا تھا اور مغل تھا وہ بھی دبا رہا تھا۔ حضرت ام المؤمنین (رضی اللہ عنہا) بھی پاس بیٹھے تھے۔ یکدم حضرت صاحب نے جو آنکھ کھولی تو فرمایا:

'محمد حسین ڈپٹی کمشنر بنے گا اور جلال اس کے گھوڑے کو چارہ ڈالا کرے گا'

حضرت ام المؤمنین (رضی اللہ عنہا) نے جب یہ الفاظ سنے تو فوراً اٹھ کر اندر گئیں اور میری بیوی کو جا کر مبارکباد دی کہ حضرت صاحب نے آپ کے لڑکے محمد حسین کو ڈپٹی کمشنر بنا دیا ہے۔ بس پھر کیا تھا ہر طرف سے مبارکباد، مبارکباد کی آوازیں آنے لگیں۔ اور سارا گھر خوشی سے بھر گیا''

(رجسٹر روایات صحابہ، جلد ۱۱۔ صفحہ ۹۲)

اب یہ آسمانی خبر کب اور کیونکر حقیقت بنی اور ایک نانبائی کا بیٹا حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو ملنے والی اس آسمانی خبر کے مطابق کیسے ترقی کی منازل طے کرتا ہوا اس خبر کی عملی تعبیر ثابت ہوا ایک دلربا اور ایمانوں کو تازہ کرنے والی داستان ہے جس کا خلاصہ حضرت شیخ زین العابدین صاحبؓ (برادر اصغر حضرت شیخ حامد علی صاحبؓ، خادم خاص حضرت اقدسؑ) یوں بیان فرماتے ہیں کہ

''محمد حسین اپنے تعلیمی دَور کے دوران ہی ایسے جوہر دکھانے لگ گیا جو اسے آہستہ آہستہ اس راستہ پر گامزن کرنے لگے جو عالم ملکوت میں اس کے لئے پہلے ہی تیار ہو چکا تھا۔ اس نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ضلع بھر میں اوّل آیا۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر جہلم نے (جہاں سے اس نے میٹرک کا امتحان دیا تھا) اسے ایک تمغہ بطور انعام دیا۔ دو تمغے اسے دو اَور اداروں کی طرف سے بھی ملے (جن کا ذکر روایات میں نہیں کہ کہاں سے ملے۔ناقل)۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد محمد حسین محکمہ نہر میں پچیس روپیہ ماہوار پر ملازم ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد محمد حسین نے ڈپٹی کمشنر کو جو اِس دوران تبدیل ہو کر راولپنڈی چلا گیا تھا ایک چٹھی لکھی کہ مَیں نہر کے محکمہ میں پچیس روپیہ پر ملازم ہوں۔ بتایئے، آپ نے جو مجھے تمغہ دیا تھا وہ میرے کس کام کا ہے؟ ڈپٹی کمشنر نے لکھا کہ آپ کو آٹھ روز کے اندر اندر بلا لیا جائے گا۔ ٹھیک آٹھ روز کے بعد ڈپٹی کمشنر نے محمد حسین کو راولپنڈی بلا کر اپنے دفتر میں چالیس (۴۰) روپیہ ماہوار پر ملازم رکھ لیا''

حضرت شیخ زین العابدین صاحبؓ آگے فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ مَیں جو راولپنڈی گیا تو محمد حسین سے بھی اس کے دفتر میں ملا۔ اس نے کہا، کیا مَیں آپ کو اپنے بیٹھنے کی جگہ دکھاؤں؟ مَیں نے کہا اگر کوئی ممانعت نہ ہو تو ضرور دکھاؤ۔ وہ مجھے اپنے دفتر میں لے گیا اور بتایا کہ دیکھئے، یہ میز اور کرسی ڈپٹی کمشنر کی ہے اور یہ میز اور کرسی میری ہے۔ دونوں میزوں کے ساتھ ساتھ ایک ایک صراحی اور ایک ایک گلاس رکھا ہوا تھا۔ اور باقی کلرکوں کے بیٹھنے کی جگہیں بالکل علیحدہ تھیں۔ میرے دل میں فوراً حضرت صاحب کا فرمان آ گیا اور مَیں نے کہا کہ

میرے نزدیک تو حضرت صاحب کی بات پوری ہو گئی۔تم ڈپٹی کمشنر بن گئے‘‘
لیکن خدا کے مامور کے منہ سے نکلی ہوئی بات کی ابھی مکمل تعبیر باقی تھی جس کے بارے میں حضرت شیخ زین العابدینؓ ہی کا بیان ہے کہ

’’پانچ چھ ماہ کے بعد کلکتہ دفتر میں ایک ساٹھ روپیہ ماہوار کی آسامی نکلی۔لوگوں نے اسے کہا کہ تم بھی اس کیلئے تیاری کرو۔مگر محمد حسین کہنے لگا،صرف آٹھ دن باقی رہ گئے ہیں مَیں کیسے تیاری کر سکتا ہوں۔تاہم لوگوں کے زور دینے پر اس نے کتابیں دیکھیں اور مقابلے کے امتحان میں بیٹھ گیا۔خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ دو تین سو لڑکوں میں سے محمد حسین اوّل آیا اور ۶۵ روپیہ ماہوار پر ملازم ہو گیا‘‘

کچھ عرصہ بعد محمد حسین کی طبیعت اس نوکری سے بھی اکتا گئی۔دفتر کے کچھ ہندو ملازمین کے ساتھ اس کی کھٹ پٹ بھی ہونے لگی۔چنانچہ وہ نوکری چھوڑ کر اپنے وطن رہتاس آ گیا۔کسی نے اسے مشورہ دیا کہ تم افریقہ کیوں نہیں چلے جاتے۔اس پر محمد حسین افریقہ چلا گیا اور جاتے ہی تین سو شلنگ ماہوار پر ملازم ہو گیا۔ابھی افریقہ میں ہی تھا کہ کسی ہم وطن کے کہنے پر کہ آجکل ولایت میں بیرسٹری کا امتحان پاس کرنا بڑا آسان ہے محمد حسین پہلے اپنے گھر ہندوستان آیا اور پھر رقم وغیرہ کا انتظام کر کے ولایت چلا گیا۔وہاں ایک سال میں بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے پھر افریقہ چلا گیا اور وہاں پریکٹس شروع کر دی۔اس میں اس نے ایسی شہرت حاصل کی کہ جب نیروبی (کینیا) کا ڈپٹی کمشنر رخصت پر جانے لگا تو قائمقامی کیلئے اس کی نظر انتخاب محمد حسین پر پڑی۔اور اس طرح پر خدا کے مامور کی پیشگوئی پوری ہو کر خدا کی ہستی کا زندہ نشان اور آپ کی صداقت کا جلی عنوان بن گئی۔

(ملخص از ’’رجسٹر روایات صحابہ‘‘،جلد ۱۱)

☆ ☆ ☆

باب دوم
فصل دوم

مالی فتوحات کے بارے میں
ملنے والی آسمانی اخبار

یعنی

آپؑ کے الہام: اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

کی عملی تعبیر کے

ایمان افروز نظارے

ابھی حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے دعویٔ ماموریت نہیں فرمایا تھا نہ ہی آپ کی کوئی جماعت تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی بشارت ملی جس میں زندگی بھر کیلئے آپ کی مالی کفالت کی ضمانت پائی جاتی تھی۔

یہ بشارت آپ کو اُس وقت ملی جب آپ کے والد بزرگوار فوت ہونے والے تھے۔ یادرہے کہ آپکے ذاتی وجوہ معاش کوئی نہ تھے۔ وہ جو بھی تھے آپ کے والد محترم حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی ذات سے وابستہ تھے اور جو اُن کی وفات کے ساتھ ہی منقطع ہو گئے۔ پھر ان کی وفات کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے جس رنگ میں ایک بہت ہی ہمدرد اور غمگسار مادرمہربان کی طرح آپ کی دلداری فرمائی اس سے آپ کے اس مقام کا پتہ لگتا ہے جو عند اللہ آپ کو اپنے دعویٔ ماموریت سے پہلے ہی حاصل تھا۔ چنانچہ اس کی تفصیل خود آپ ہی کے الفاظ میں پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"جب میرے والد صاحب خدا ان کو غریقِ رحمت کرے اپنی آخری عمر میں بیمار ہوئے تو جس روز اُن کی وفات مقدر تھی دوپہر کے وقت مجھ کو الہام ہوا: وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ

اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ ان کی وفات کی طرف اشارہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ 'قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد پڑے گا'۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندہ کو عزا پرسی تھی۔ تب میں نے سمجھ لیا کہ میرے والد صاحب غروبِ آفتاب کے بعد فوت ہو جائیں گے"

چونکہ آپ کے والد صاحب کی وفات کے ساتھ ہی ان ذرائع معاش کا منقطع ہو جانا لازمی امر تھا لہٰذا اس خیال کے آتے ہی آپ کو کسی قدر غم لاحق ہوا۔ مگر اسکے ساتھ ہی حضرت احدیت کی طرف سے آپ کو ایک ایسا مژدۂ جانفزا ملا جس نے آپ کے اندر امیدوں کے چراغ روشن کر دیئے۔ وہ مژدہ کیا تھا اور کن پیارے اور روح پرور الفاظ میں آپ کو ملا، اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

"جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا۔ اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے جو ان کی حیات سے مشروط تھی اس لئے یہ خیال گذرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔ اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے۔ اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا۔ تب اسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا 'اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ'۔ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے"

آپ فرماتے ہیں، اس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ اور پھر خدائے قادر وقدوس نے اپنے اس وعدہ کو ایسے شاندار طریق سے نبھایا اور قدم قدم پر آپ کی ایسی مالی دستگیری فرمائی کہ آپ کی ساری زندگی خوارق و معجزات کا ایک حسین مرقع بن گئی۔ چنانچہ آپ اپنے اوپر ہونے والے اس فضل خداوندی پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ تو میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا...... پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو

میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ۔..... پس دیکھنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی یعنی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی ؟

(''حقیقۃ الوحی''۔روحانی خزائن ،جلد۲۲۔صفحہ ۲۲۰۔۲۱۸)

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے یہ اس زمانہ کا الہام ہے جبکہ آپ کے معاش اور آرام کا تمام دارومدار آپ کے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی آپ کو نہیں جانتا تھا۔آپ ایک گمنام انسان کی طرح تھے اور قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے۔مگر خدا تعالیٰ نے جہاں آپ کو ماموریت کے خطاب سے نوازا وہاں ایک دنیا کو آپ کی طرف مائل کر دیا اور ایسے جانثار اور وفا شعار دوست آپ کو عطا فرمائے جو اپنے مال و دولت بلکہ اپنی جانوں تک کو آپ کے اوپر نچھاور کرنے لگے۔ چنانچہ آپ اس پر اپنے رب کا مکرر شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں فرماتے ہیں:

''والد مرحوم مغفور کی وفات سے مجھے کچھ دنیوی صدمہ نہیں پہنچا جس کا اندیشہ تھا۔ بلکہ خدائے قدیر نے مجھے اپنے سایۂ عاطفت کے نیچے ایسا لے لیا کہ ایک دنیا کو حیران کیا اور اس قدر میری خبر گیری کی اور اِس قدر وہ میرا متولّی اور متکفّل ہوگیا کہ باوجود اسکے کہ میرے والد صاحب مرحوم کے انتقال کو چوبیس برس آج کی تاریخ تک جو ۲۰/ اگست ۱۸۹۹ء اور ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ ہے، گذر گئے ہر ایک تکلیف اور حاجت سے مجھے محفوظ رکھا''

(''تریاق القلوب''،روحانی خزائن،جلد۱۵۔صفحہ۱۹۹)

پھر اس کے ساتھ ہی کثرت سے اس قسم کے نشانات ظاہر ہونے لگے کہ مثلاً آپ کو بذریعہ خواب یا کشف کہیں سے روپیہ آنے کی خبر ملی بلکہ بسا اوقات رقم بھیجنے والے کے نام و پتہ سے بھی اطلاع دی گئی اور پھر چند گھنٹوں یا چند دنوں کے بعد وہ آسمانی خبر پوری ہو کر ایک علیم وخبیر خدا کی زندہ ہستی پر گواہ بن گئی۔آپ اُس وقت بھی ایسی تمام اخبار سماویہ کو تحریراً محفوظ کر لیا کرتے تھے یا اپنے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کو جن میں اکثر قادیان کے آریہ تھے بتا دیا کرتے تھے۔وہ لوگ ایسی خبروں کو بڑے تعجب سے دیکھتے اور جب وہ پوری ہو جاتیں تو حیرت اور استعجاب میں ڈوب جاتے۔ یہ سلسلہ آپ کی قبل از دعویٰ ماموریت اور پھر مامورانہ زندگی کے دوران اس شدت اور تواتر سے جاری رہا کہ آپ فرماتے ہیں:

''ایسا اتفاق دو ہزار مرتبہ سے بھی زیادہ گذرا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری حاجت کے وقت مجھے اپنے الہام یا کشف سے یہ خبر دی کہ عنقریب کچھ روپیہ آنے والا ہے اور بعض وقت آنے والے روپیہ کی تعداد سے بھی خبر دے دی۔ اور بعض وقت یہ خبر دی کہ اس قدر روپیہ فلاں تاریخ میں اور فلاں شخص کے بھیجنے سے آنے والا ہے اور ایسا ہی ظہور میں آیا......اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ کیونکر خدا تعالیٰ حاجات کے وقت میرا متولی اور متکفل ہوتا رہا ہے۔اور اکثر عادت اللہ مجھ سے یہی ہے کہ وہ پیش از وقت مجھے بتلا دیتا ہے کہ وہ دنیا کے انعامات میں سے کس قسم کا انعام مجھ پر کرنا چاہتا ہے''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔صفحہ ۱۹۹)

شروع شروع میں آپ الٰہی نصرت کے ایسے تمام واقعات کو اسلام کی صداقت اور ایک زندہ خدا کی ہستی کی دلیل کے طور پر اپنی کتاب **براھین احمدیہ** میں درج فرماتے رہے۔مگر دعویٰ ماموریت کے بعد آپ نے تمام ایسے واقعات کو اپنی صداقت کے نشانات کے طور پر پیش کرتے ہوئے جابجا ان کا ذکر فرمایا اور انہی لوگوں کو جنہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے ان خبروں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھا تھا بطور گواہ پیش کیا اور اپنے مخالفین سے پوچھا کہ کیا سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی اَور ایسی ہستی ہے جو اِس قسم کی غیب کی خبریں دے سکتی ہے۔اور کیا خدا کے فرستادوں کے علاوہ کوئی اَور بھی اِس کثرت سے غیب پر اطلاع پاسکتا ہے؟

یہ بھی یاد رہے کہ ان مالی فتوحات کا دائرہ صرف آپؑ کے گھریلو اخرجات تک ہی محدود نہ تھا بلکہ ان تمام مصارف پر بھی حاوی تھا جو آپؑ اپنے مفوضہ کام یعنی اصلاح خلق اللہ اور دعوت الی اللہ کے سلسلے میں اٹھا رہے تھے۔انہی غیبی ذرائع سے ہونے والی آمدات سے آپکی کتب بھی طبع ہو رہی تھیں، اشتہار بھی شائع ہو رہے تھے، آپکے مہمانوں کی ضیافت کا خرچ بھی پورا ہو رہا تھا اور تعلیمی ادارے بھی چل رہے تھے۔یوں سمجھئے کہ ایک گمنام سی ویران بستی کے اندر ایک چھوٹی سی مملکت قائم تھی جس کے تمام تر محکمہ جات کا مالی بجٹ ایک ایسے غیبی ہاتھ میں تھا جو بغیر اسکے کہ آپ اسکے سامنے سالانہ اخراجات کا تخمینہ رکھیں ایک خودکار مشین کی طرح تمام ضروریات کو بڑی مستعدی کے ساتھ پورا کر رہا تھا۔

اب ذیل میں اس قسم کی مالی فتوحات کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں تا کہ معلوم ہو کہ آپ کو ملنے والی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی بشارت کا عملی ظہور کس حیرت انگیز رنگ میں ہوا۔

پہلی مثال

کتاب ''براھین احمدیہ'' کی طباعت کے سلسلے میں

مالی امداد کا آسمانی وعدہ

مالی امداد کے سلسلے میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی آسمانی دستگیری کی پہلی مثال وہ بیان کی جاتی ہے جو آپ کو اسلام کی حقانیت اور قرآن مجید کی صداقت پر مبنی تین صد دلائل پر مشتمل اپنی کتاب بعنوان ''براھین احمدیہ'' کی طباعت کے وقت حاصل ہوئی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

''جب کتاب براہین احمدیہ کے بعض حصے طیار ہو گئے تو مجھے خیال آیا کہ ان کو چھاپ دیا جاوے مگر میرے پاس کچھ سرمایہ نہیں تھا۔ تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ لوگ مدد کی طرف متوجہ ہوں۔ اسی وقت تھوڑی سی غنودگی ہو کر جواب ملا: 'بالفعل نہیں'۔ تب باوجود بہت سی کوشش کے کسی نے ایک پیسہ بھی نہیں بھیجا اور ایک مدت گذر گئی''

لیکن پھر اس کے جلد بعد ہی خدا تعالیٰ نے اپنے حسن و احسان اور آپؑ کے ساتھ اپنی محبت کا کیا کرشمہ دکھایا، اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''جب مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ بالفعل تمہاری کچھ مدد نہیں کی جائے گی تو ایک مدت تک کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہوا اور لوگ لاپرواہی سے پیش آئے اور کتاب کا چھپنا معرض التواء میں رہا۔ تب ایک دن قریب مغرب کے پھر دعا کیلئے دل میں جوش پیدا ہوا تو خدائے عز و جل کی طرف سے یہ وحی میری زبان پر جاری ہوئی:

هُزِّ اِلَيْکَ بِجِزْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْکَ رُطَباً جَنِيًّا''

(''نزول المسیح''۔ روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۳۸)

اس وحی ربانی کے معنی حسب ذیل تھے:

''کھجور کے تنہ کو ہلا، تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گرینگی''

آپ کو ہونے والی الٰہی تفہیم کے مطابق یہ ایک مثبت اشارہ تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی کتاب کے بارے میں کوشش کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''چنانچہ میں نے اس حکم پر عمل کرنے کیلئے سب سے اوّل خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا۔ پس خدا نے جیسا کہ اسنے وعدہ کیا تھا ان کو میری طرف مائل کر دیا اور انہوں نے بلا توقف اڑھائی سو روپیہ دیا اور چند اور آدمیوں نے روپیہ کی مدد کی اور اس طرح پر وہ کتاب باوجود نومیدی کے چھپ گئی اور وہ پیشگوئی پوری ہوگئی''

(''حقیقۃ الوحی''۔ روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۵۰)

☆ ☆ ☆

دوسری مثال
آنے والی ایک رقم کے بارے میں کشف اور الہام

اب آپکو ایک ایسی رقم ملنے کی روئیداد بیان کی جاتی ہے جسکے بارے میں پہلے آپ کو کشفاً اطلاع ملی کہ اس قدر رقم آنے والی ہے۔ پھر الہاماً بتایا گیا کہ وہ رقم بھجوانے والے کون لوگ ہیں یعنی ان کے ناموں سے اطلاع دی گئی۔ پھر ابھی چند دن ہی گذرے تھے کہ یہ آسمانی اطلاع عملاً ظہور میں آ گئی۔ اس کی تفصیل جیسا کہ حضرت بانی سلسلہؑ نے بیان فرمائی ہے ملاحظہ ہو۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ کشفی طور پر مجھے ۴۴ یا ۴۰ روپے دکھائے گئے اور پھر یہ الہام ہوا کہ ماجھے خان کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور بھیجنے والے ہیں۔ پھر بعد اسکے کارڈ آیا جس میں لکھا تھا کہ ۴۰ روپے ماجھے خان کے بیٹے کی طرف سے ہیں اور ۴ یا ۶ شمس الدین پٹواری کی طرف سے ہیں۔ پھر اسی تشریح سے روپیہ آئے''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۸۰)

☆ ☆ ☆

تیسری مثال

مرداؔن سے روپیہ آنے کی آسمانی اطلاع

ایک دفعہ فجر کے وقت آپ کو الہام ہوا کہ

'آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے'

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میں نے دو آریہ شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو صبح کے وقت یعنی ڈاک آنے کے وقت سے بہت پہلے یہ پیشگوئی بتلا دی مگران دونوں آریوں نے بوجہ مخالفت مذہبی کے اِس بات پر ضد کی کہ ہم تب مانیں گے کہ جب ہم میں سے کوئی ڈاکخانہ میں جاوے اور اتفاقاً ڈاکخانہ کا سب پوسٹ ماسٹر بھی ہندو ہی تھا۔ تب مَیں نے انکی درخواست کو منظور کیا اور جب ڈاک آنے کا وقت ہوا تو ان دونوں میں سے ملاوامل آریہ ڈاک لینے کیلئے گیا اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ سرور خان نے مبلغ دس روپے بھیجے ہیں''

اس پر ایک نیا جھگڑا پیدا ہوا کہ سرور خان کون ہے۔ کیا وہ محمد لشکر خان کا کوئی قرابتی ہے یا نہیں؟ اور آریوں کا حق تھا کہ اس کا فیصلہ کیا جاتا، تا اصل حقیقت معلوم ہو جاتی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''تب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ مصنف 'عصائے موسیٰ' (ا) کی طرف جو اُس وقت ہوتیؔ مردان میں تھے اور ابھی مخالف نہیں تھے خط لکھا گیا کہ اس جگہ یہ بحث درپیش ہے اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرور خان کی محمد لشکر خان سے کچھ قرابت ہے یا نہیں۔ چندروز کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کا ہوتیؔ مردان سے جواب آیا جس میں لکھا تھا کہ سرور خان ارباب لشکر خان کا بیٹا ہے۔ تب دونوں آریہ لاجواب رہ گئے''

....

[ا] بابو الٰہی بخش حضرت بانی سلسلہؑ کے ارادت مندوں میں تھے لیکن جب آپؑ کو بطور مامور من اللہ بیعت لینے کا آسمانی حکم ہوا تو یہ بگڑ گئے۔ انہیں یہ زعم ہو گیا کہ انہیں بھی الہام ہوتے ہیں۔ اور یہ زعم انہیں آخر دم تک رہا۔ کتاب ''عصائے موسیٰ'' ان کی حضرت اقدسؑ کی مخالفت میں لکھی ہوئی ایک کتاب کا نام ہے جس میں انہوں نے لکھا کہ حضرت موسیٰ نے گویا انہیں عصا دیا ہے کہ وہ ماموریت کے اس دعویدار یعنی حضرت بانی سلسلہؑ کو ہلاک کرے۔ لیکن ہوا یہ کہ وہ خود آپؑ کی زندگی میں طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

اُس وقت جبکہ ابھی آپ کا کسی قسم کا دعویٰ نہیں تھا آپؑ نے اِس الٰہی خبر کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کی دلیل کے طور پر بیان فرمایا۔ لیکن بعد از دعویٰ ماموریت آپؑ نے اسے اپنی صداقت کے ایک بہت بڑے نشان اور اپنے رب کی طرف سے دی جانے والی ایک پیشگوئی کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا:

’’اب دیکھو، یہ اِس قسم کا علم غیب ہے کہ عقل تجویز نہیں کرسکتی کہ بجز خدا کے کوئی اس پر قادر ہو سکے۔ اِس پیشگوئی میں دونوں طرف مخالفوں کی گواہی ہے...... اور یہ پیشگوئی بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ منشی صاحب کی خدمت میں خط بھیجا گیا تھا اور ان کا مذکورہ بالا جواب آیا تھا‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘۔ روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۶۰)

☆ ☆ ☆

چوتھی مثال

ڈیرہ اسمٰعیل خان سے روپیہ آنے کی آسمانی اطلاع

اسی طرح کی ایک آسمانی خبر آپ کو ڈیرہ اسمٰعیل خان سے کچھ روپیہ آنے کے بارے میں بھی ملی۔ چنانچہ اسے بھی آپ نے اپنے زندہ خدا کی ہستی کے ثبوت میں بطور نشان پیش کرتے ہوئے فرمایا:

’’ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا:

’’عبداللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان‘‘

اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔ میں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں اور بہت کچھ وید پر ختم کر بیٹھے ہیں اس الہام الٰہی کو ذکر کیا اور میں نے بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا تو میں حق پر نہیں‘‘

آگے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس خبر کو پورا کر کے منکرین ہستی باری تعالیٰ پر کس عجیب طریقے سے حجت تمام کی اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

’’ان میں سے ایک ہندو بشن داس نام قوم کا برہمن جو آج کل ایک جگہ کا پٹواری ہے بول اٹھا کہ میں اس بات کا امتحان کروں گا اور میں ڈاک خانہ میں جاؤں گا۔ ان دنوں

میں قادیان میں ڈاک دو پہر کے بعد دو بجے آتی تھی۔ وہ اسی وقت ڈاکخانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہو کر جواب لایا کہ درحقیقت عبداللہ خان نام ایک شخص نے جو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے۔ اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہو کر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا اور اس کے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونے کے آثار ظاہر تھے۔ تب میں نے اس کو کہا کہ اس نے بتایا جو پوشیدہ بھید جانتا ہے۔ وہی خدا ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں''

(''حقیقۃ الوحی''۔ روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۷۵-۶)

☆ ☆ ☆

پانچویں مثال

''بست و یک (یعنی اکیس) روپے آنے والے ہیں''

ڈیرہ غازیخان سے روپیہ آنے کی اطلاع

ایک بار آپ کو اللہ جلشانہ کی طرف سے الہاماً یہ اطلاح ملی کہ اکیس روپے آنے والے ہیں۔ یہ الہامی خبر کن الفاظ میں تھی اور پھر کیونکر دو اور دو چار کی طرح پوری ہو کر خدائے ذوالعجائب کی ہستی کا نشان بن گئی اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آنے والے ہیں۔ چنانچہ یہ الہام بھی انہیں آریوں کو بتلایا گیا جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے۔ اور الہام میں یہ تفہیم ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اس روز وزیر سنگھ نامی ایک بیمار نے آکر مجھے ایک روپیہ دیا۔ اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس روپیہ شاید ڈاک کی معرفت آئیں گے''

اس بیان کی وضاحت کے طور پر آپؑ فرماتے ہیں:

''ہر چند علاج معالجہ اس عاجز کا پیشہ نہیں اور اگر اتفاقاً کوئی بیمار آجاوے تو اگر اس کی دوا یاد ہو تو محض لِلّٰہ فِی اللّٰہ دی جاتی ہے۔ لیکن وہ روپیہ اس سے لیا گیا کیونکہ فی الفور خیال

آیا کہ یہ اس پیشگوئی کی جز ہے''

آگے فرماتے ہیں:

''چونکہ اس بشارت میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ آنے والے روپیہ کی تعداد سے اطلاع دی گئی اور کسی خاص تعداد سے مطلع کرنا ذاتِ غیب دان کا خاصہ ہے کسی اَور کا کام نہیں ہے۔ دوسری عجیب بر عجیب یہ بات تھی کہ یہ تعداد غیر معہود طرز پر تھی کیونکہ قیمت مقررہ کتاب[ا] سے اس تعداد کو کچھ تعلق نہیں۔ پس اِنہیں عجائبات کی وجہ سے یہ الہام قبل از وقوع بعض آریوں کو بتلایا گیا''

اب بعض اوقات یوں بھی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نشان کی عظمت دوبالا کرنے کی غرض سے یا اپنی کسی مخفی حکمت کے تحت ایسی تقریب پیدا کر دی کہ جس سے نشان کے مشتبہ ہونے کا امکان پیدا ہو گیا لیکن پھر اپنی قدرت کا ایسا ہاتھ دکھایا کہ جہاں مخالف دشمن شرمسار اور لاجواب ہو کر رہ گیا وہاں اس کے مومن بندوں کے دلوں میں ایمان اور یقین کی ایک نئی شمع روشن ہو گئی۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ فرماتے ہیں:

''پھر بعد اسکے ڈاکخانہ میں اپنا معتبر بھیجا گیا اس خیال سے کہ شاید دوسری جز بذریعہ ڈاکخانہ پوری ہو۔ ڈاکخانہ سے ڈاک منشی نے جو ایک ہندو ہے جواب میں یہ کہا کہ میرے پاس صرف ایک منی آرڈر پانچ روپیہ کا جسکے ساتھ ایک کارڈ بھی نتھی ہے ڈیرہ غازیخان سے آیا ہے۔ سو ابھی تک میرے پاس روپیہ موجود نہیں جب آئے گا تو دوں گا''

(بحوالہ ''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۵-۶۲۴۔ حاشیہ در حاشیہ)

آپ فرماتے ہیں:

''اس خبر کے سننے سے سخت حیرانی ہوئی کیونکہ مَیں آریوں کو اس پیشگوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکیس (۲۱) روپے آئیں گے۔ اور ان کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آ چکا ہے۔ اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

[ا] یہاں اس کتاب سے مراد آپکی تصنیف لطیف ''براہین احمدیہ'' ہے جس کی خریداری کیلئے آپ لوگوں کو خطوط تحریر فرما رہے تھے اور اس سلسلہ میں منی آرڈروں کے ذریعہ رقوم آ رہی تھیں۔

کیونکہ اس کی اس خبر سے کہ صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں زیادہ روپیہ سے قطعاً نومیدی ہوگئی اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جن کو یہ اطلاع دی گئی تھی دل میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج ہمیں تکذیب کا موقعہ مل گیا‘‘

اب خدا تعالیٰ کی بات کیسے پوری ہوئی اور مخالف غیر مسلم آریہ کس طرح شرمندہ وشرمسار ہو کر حیران وششدر رہ گئے اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

’’مَیں نہایت اضطراب میں تھا کہ یکدفعہ مجھے یہ الہام ہوا۔’بست و یک آئے ہیں اس میں شک نہیں‘۔مَیں نے آریوں کو یہ الہام سنایا۔وہ اَور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا کیونکہ ایک ملازم سرکاری نے جو سب پوسٹ ماسٹر تھا علانیہ طور پر کہہ دیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ ۳۱۸)

پھر یہ مکرر نازل ہونے والی آسمانی خبر آخر کس طرح حقیقت بن کر رہی اس کی دلچسپ روئیداد بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’اس الہام پر دو پہر نہیں گذرے ہوں گے کہ اسی روز ایک آریہ کہ جو ڈاک منشی کے پہلے بیان کی خبر سن چکا تھا ڈاکخانہ میں گیا اور اس کو ڈاک منشی نے کسی بات کی تقریب سے خبر دی کہ دراصل بست روپیہ آئے ہیں اور پہلے یوں ہی مونہہ سے نکل گیا تھا جو میں نے پانچ روپیہ کہہ دیا۔چنانچہ وہی آریہ بیس روپیہ مع ایک کارڈ کے جو منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی طرف سے تھا، لے آیا‘‘

یہ سب کچھ دیکھ کر آپ کو اس قدر خوشی ہوئی کہ فرماتے ہیں:

’’اس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کیلئے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی تا اگر یوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں‘‘

(بحوالہ’’براہین احمدیہ‘‘، روحانی خزائن، جلد اول۔صفحہ ۶۲۵۔حاشیہ در حاشیہ)

☆ ☆ ☆

چھٹی مثال

جہلم سے روپیہ آنے کی کشفی اطلاع

اسی طرح روپیہ آنے کے بارے میں ایک اَور الہامی خبر آپؑ کو اپریل ۱۸۸۳ء میں صبح کے وقت بیداری کے عالم میں ملی جس میں آپؑ کو یہ بھی بتایا گیا کہ یہ روپیہ آپؑ کو جہلم سے کسی نے بھجوایا ہے۔اس کشف اوراس کے پورا ہونے کی تفصیل بھی آپؑ نے اپنے عالم الغیب خدا کی طرف سے ملنے والے ایک نشان کے طور پر اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں درج فرمادی۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا:

''ازاں جملہ ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ اپریل ۱۸۸۳ء میں صبح کے وقت بیداری ہی میں جہلم سے روپیہ روانہ ہونے کی اطلاع دی گئی۔اوراس بات سے اس جگہ کے آریوں کو جن میں سے بعض خود جا کر ڈاکخانہ میں خبر لیتے تھے بخوبی اطلاع تھی کہ اس روپیہ کے روانہ ہونے کے بارہ میں جہلم سے کوئی خط نہیں آیا تھا کیونکہ یہ انتظام اس عاجز نے پہلے سے کر رکھا تھا کہ جو کچھ ڈاکخانہ سے خط وغیرہ آتا تھا اس کو خود بعض آریہ ڈاکخانہ سے لے آتے تھے۔اور ہر روز ہر یک بات سے بخوبی مطلع رہتے تھے۔اور خود اب تک ڈاکخانہ کا ڈاک منشی بھی ایک ہندو ہی ہے''

آگے فرماتے ہیں:

''غرض جب یہ الہام ہوا تو ان دنوں میں ایک پنڈت کا بیٹا شام لال نامی جو ناگری اور فارسی دونوں میں لکھ سکتا تھا بطور روزنامہ نویس کے نوکر رکھا ہوا تھا۔اور بعض امور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تھے اس کے ہاتھ سے وہ ناگری اور فارسی خط میں قبل از وقوع لکھائے جاتے تھے۔اور پھر شام لال مذکور کے اس پر دستخط کرائے جاتے تھے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی بھی بدستور اس سے لکھائی گئی اور اس وقت کئی آریوں کو بھی خبر دی گئی۔اور ابھی پانچ روز نہیں گذرے تھے جو پینتالیس روپیہ کا منی آرڈر جہلم سے آ گیا۔اور جب حساب کیا گیا تو ٹھیک ٹھیک اسی دن منی آرڈر روانہ ہوا تھا جس دن خداوند عالم الغیب نے اس کے روانہ ہونے کی خبر دی تھی''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد۱۔صفحہ ۵۶۷-۵۶۸۔حاشیہ در حاشیہ)

ساتویں مثال

نواب اقبال الدولہ کی طرف سے رقم آنے کی آسمانی خبر

پھر ایک بار آپ کو حیدر آباد دکن سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آنے اور رقم ملنے کے بارے میں خواب آئی جو چند دنوں بعد پوری ہو کر خدائے عالم الغیب کی ہستی کا نشان بن گئی چنانچہ اس آسمانی خبر کو بھی آپ نے اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں بطور مثال منجملہ دیگر اخبار سماویہ کے درج فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:

''ازاں جملہ ایک یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہوا ہے کہ خواب میں دیکھا تھا کہ حیدر آباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اس میں کسی قدر روپیہ دینے کا وعدہ لکھا ہے۔ یہ خواب بھی بدستور روز نامہ مذکورہ بالا میں اُسی ہندو کے ہاتھ سے (جس کا ذکر اوپر کی آسمانی خبر کی ذیل میں آیا ہے کہ وہ بطور روز نامہ نویس ایسی تمام اخبار کو فارسی اور ناگری زبانوں میں قبل از وقت لکھ لیتا تھا اور اس کا نام شام لال تھا۔ ناقل) لکھائی گئی اور کئی آریوں کو اطلاع دی گئی۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد حیدر آباد سے خط آ گیا اور نواب صاحب موصوف نے سو روپیہ بھیجا۔ **فالحمد لله علیٰ ذٰلک**''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۔ صفحہ ۵۶۸۔۵۶۹)

☆ ☆ ☆

آٹھویں مثال

”اِنِّی مُرْسِلٌ اِلَیْکُمْ ھَدِیَّۃً“

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسیؓ کے طرف سے روپیہ آنے کی اطلاع

اب اسی قسم کے ایک اور نشان کا ذکر کیا جاتا ہے۔۱۸۹۵ء کے قریب کے عرصہ کی بات ہے کہ ایک بار آپؑ کے ایک مخلص مرید سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسیؓ نے آپؑ کو کچھ روپیہ ارسال کیا۔ ابھی وہ روپیہ نہیں پہنچا تھا کہ آپؑ نے خواب میں دیکھا کہ آپؑ کو کچھ روپیہ بطور ہدیہ ارسال کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک الہام بھی ہوا کہ بھیجنے والا وہ روپیہ بطور ہدیہ آپ کو بھیج رہا ہے۔ پھر چند دنوں کے بعد وہ روپیہ آپ کو مل گیا۔ آپؑ اس خواب اور الہام کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کچھ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ مجھ کو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ میں بیٹھا ہوں۔ یکدفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہو گیا ہے۔ میں حیران ہوا کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری یہ رائے ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے فرشتہ نے ہماری حاجات کیلئے یہاں رکھ دیا ہے۔ پھر ساتھ الہام ہوا کہ اِنِّی مُرْسِلٌ اِلَیْکُمْ ھَدِیَّۃً کہ میں تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہوں۔ اور ساتھ ہی میرے دل میں پڑا کہ اس کی یہی تعبیر ہے کہ ہمارے مخلص دوست حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب اس فرشتہ کے رنگ میں متمثل کئے گئے ہوں گے۔ اور غالباً وہ روپیہ بھیجیں گے“

آپؑ فرماتے ہیں، میں نے اس خواب کو اسی دن عربی زبان میں اپنی کتاب میں لکھ لیا۔ پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد فی الواقعہ کچھ روپیہ انہی دوست یعنی حضرت سیٹھ صاحب موصوف کی طرف سے آپ کو موصول ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے اس سے اگلے روز ہی انہیں ایک خط لکھا جس میں روپیہ ملنے کی اطلاع کے ساتھ آپ نے اپنے اس خواب اور الہام کا بھی ذکر کیا اور آخر میں فرمایا:

”الحَمْدُ لِلّٰہ، یہ قبولیت کی نشانی ہے کہ مولیٰ کریم نے خواب اور الہام سے تصدیق فرمائی“

(مکتوب بنام سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی۔ بحوالہ تذکرہ، چوتھا ایڈیشن۔ صفحہ ۲۶۹)

☆ ☆ ☆

نویں مثال

''کشفی حالت میں منی آرڈر دکھایا گیا''

نواب علی محمد خان آف جھجر کے طرف سے روپیہ آنے کی اطلاع

پھر ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپؑ کو کشفی حالت میں ایک منی آرڈر دکھایا گیا اور یہ بھی کہ یہ نواب علی محمد خان آف جھجر کی طرف سے آپؑ کو آیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ وہ ایک خط بھیجیں گے جس کا مضمون یہ ہوگا۔ یعنی آپ کو خواب کے اندر ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے خط کے مضمون سے بھی آگاہ فرمادیا۔

اب جب چند دنوں کے بعد آپ کو نواب صاحب موصوف کے خط کے ہمراہ ان کا ارسال کردہ منی آرڈر بھی مل گیا تو آپ نے یہ ساری روئیداد نواب صاحب موصوف کے نام لکھتے ہوئے تحریر فرمایا:

''حضرت خداوند کریم کی قبولیت کی ایک یہ نشانی ہے کہ بعض اوقات آپ کی توجہات کی مجھ کو وہ خبر دیتا رہا ہے۔ اور پرسوں کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی کہ ابھی آں مخدوم کا منی آرڈر نہیں پہنچا تھا اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آرڈر آپ کی طرف سے برنگ زرد مجھ کو حالت کشفی میں دکھلایا گیا۔ اور پھر آں مخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی اور آپ کے مافی الضمیر سے اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا۔ اس میں بہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آں مخدوم کی طرف سے یہ بھی فقرہ تھا 'میرے خیال میں یہ آپ کی توجہ کا اثر ہے'۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مافی الضمیر کا منشاء تین ہندوؤں اور بہت سے مسلمانوں کو بھی بتلایا گیا۔ ازاں بعد آں مخدوم کا منی آرڈر اور خط بھی آ گیا''

(از مکتوب مورخہ ۱۱رمئی ۱۸۸۴ء بنام نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر،
بحوالہ اخبار الحکم، مورخہ ۲۳رستمبر ۱۸۹۹ء)

ادھر جب نواب صاحب موصوف کو آپ کا وہ خط ملا تو وہ حیران رہ گئے اور جب دیکھا گیا تو یہ معلوم کر کے وہ اَور بھی حیران ہوئے کہ اُن کے خط ڈالنے اور منی آرڈر کرنے کا وہی دن تھا جس دن حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے وہ کشف دیکھا تھا۔

(بحوالہ ''تذکرہ''، چوتھا ایڈیشن۔ صفحہ ۳-۱۲۲، نیز ''حقیقۃ الوحی''۔ صفحہ ۲۵۷)

دسویں مثال

"پچاس روپے آنے والے ہیں"

ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کی طرف سے روپیہ آنے کی اطلاع

اسی طرح نومبر ۱۸۹۸ء کی چار تاریخ تھی کہ آپؑ کو بذریعہ رؤیا دکھایا گیا کہ کسی شخص نے کچھ روپیہ بھیجا ہے۔ رقم کی مالیت کے بارے میں آپ کو جو تفہیم ہوئی اس سے آپ کو ایک تو یہ پتہ چلا کہ وہ پچاس روپے ہونگے۔ دوسرے یہ کہ وہ آج ہی آئیں گے۔ چنانچہ اسی دن یعنی ۴ر نومبر ۱۸۹۸ء کو پچاس روپے کا ایک منی آرڈر آ گیا۔ یہ آپ کے ایک اَور مخلص مرید ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی طرف سے تھا۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت انہیں تحریر فرمایا کہ

"آج ۴ نومبر ۱۸۹۸ء میں خواب میں مجھ کو دکھلایا گیا کہ ایک شخص روپیہ بھیجتا ہے۔ مَیں بہت خوش ہوا اور یقین رکھتا تھا کہ آج روپیہ (۵۰ روپے) آئے گا۔ چنانچہ آج ہی ۴ر نومبر ۱۸۹۸ء کو آپ کا روپیہ آ گیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَجَزَاکُمُ اللّٰہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روپیہ بھیجنا درگاہ الٰہی میں قبول ہے"

(مکتوب بنام ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ بحوالہ "تذکرہ"۔ صفحہ ۳۲۱)

☆ ☆ ☆

گیارھویں مثال

"کسی نے پچاس روپے بھجوائے ہیں"

شیخ بہاؤالدین ریاست جونا گڈھ کی طرف سے روپیہ آنے کی اطلاع

ایک اَور نشان کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں کہ ایکبار یوں ہوا کہ

"ایک دفعہ ایک شخص شیخ بہاؤالدین نام مدارالمہام ریاست جونا گڈھ نے پچاس (۵۰) روپیہ میرے نام بھیجے۔ اور قبل اس کے کہ اس کے روپیہ کی روانگی سے مجھے اطلاع ہو خدا تعالیٰ

نے اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے اطلاع دی کہ پچاس (۵۰) روپیہ آنے والے ہیں۔ مَیں نے اس غیب محض سے بہت سے لوگوں کو قبل از وقت بتلا دیا کہ عنقریب یہ روپیہ آنے والا ہے اور قادیان کے شرمپت نام ایک آریہ کو بھی اس سے خبر دی۔ یہ وہی شرمپت ہے جس کا پہلے اس سے کئی مرتبہ اس رسالہ میں ذکر آچکا ہے۔ عجیب تر بات یہ کہ آریہ مذکور نے میرے الہام کو سن کر کہا کہ آج مَیں نے بھی خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کو کسی جگہ سے ہزار روپیہ آیا ہے۔ تب مَیں نے اسے جواب دیا کہ بباعث اس کے کہ تمہیں ایمان سے حصہ نہیں تمہارے خواب میں اُنیس حصے جھوٹ مل گیا ہے۔ ورنہ تم خوب یاد رکھو کہ کہ پچاس روپیہ آئیں گے۔ نہ ہزار روپیہ"

آگے فرماتے ہیں:

"چنانچہ ابھی وہ میرے مکان پر ہی موجود تھا کہ ڈاک کے ذریعہ سے پچاس روپیہ آ گئے جو شیخ مذکور نے بھیجے تھے۔ اور یہ نشان آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں درج ہو کر ہزارہا انسانوں میں شہرت پا چکا ہے۔ دیکھو میری کتاب براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۵۔ اور لالہ شرمپت کو اگر حلفاً پوچھا جائے تو یقین ہے کہ سچ کہہ دے گا"

("تریاق القلوب"، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۵۵-۲۵۶،

(نیز "براہین احمدیہ"، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۲۸۳-۲۸۴)

☆ ☆ ☆

بارھویں مثال
"میرے تخت کے گرد بہت سا نمک چنا ہوا ہے"
کہیں سے بہت سا روپیہ آنے کی آسمانی اطلاع

اب بذریعہ رؤیاء صادقہ آپ کو ملنے والی ایک اَور آسمانی بشارت کا ذکر کِیا جاتا ہے جو مالی رنگ میں الٰہی امداد کی آمد کی خبر دے رہی تھی۔ یہ رؤیاء جس کے راوی حضرت مرزا محمد دین صاحب ؓ سکنہ لنگر

وال ضلع گورداسپور ہیں ۱۸۸۳ء کے لگ بھگ آپ کو ہوئی۔ راوی کا بیان ہے کہ مَیں قادیان میں آیا ہوا تھا کہ ایک روز صبح کے وقت حضور علیہ السلام نے مجھے جگایا اور فرمایا کہ

''.....مَیں نے دیکھا ہے کہ میرے تخت کے چاروں طرف نمک چنا ہوا ہے''

فرماتے ہیں، حضور علیہ السلام نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ کہیں سے بہت سارو پیہ آئے گا۔ اس کے بعد مَیں چار دن یہاں رہا۔ میرے سامنے ایک منی آرڈر آیا جس میں ہزار سے زائد روپیہ تھا۔''

(بحوالہ روزنامہ الفضل، قادیان، مورخہ ۲ر دسمبر ۱۹۴۱ء،

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ تو آپ کو ہونے والی اس مالی امداد کی صرف چند مثالیں ہیں جن کی پیشگی اطلاع آپ کو بذریعہ الہام، کشف یا رؤیاء صالحہ اپنے ربّ کی طرف سے ملتی رہی۔ ورنہ ایک دور افتادہ بستی میں رہتے ہوئے آپ پر جس قسم کی مالی فتوحات کا دروازہ کھلا وہ آپ کو اپنے خدا کی طرف سے ملنے والی بشارت

''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ''

کی تعبیر میں اتنی کثرت اور اس قدر تواتر سے ہوئیں کہ انہیں دیکھ کر خدا کی خدائی یاد آجاتی ہے اور بندہ ایک نئے جوش اور ولولے کے ساتھ اپنے اصدق الصادقین خدا کی حمد کے ترانے گانے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ آپ اس احسان خداوندی پر خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے اور انہیں اپنے محسن و مہربان خدا کی تائید و نصرت کا زبردست نشان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مَیں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر مالی فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اُسی نے ایسی دستگیری کی کہ مَیں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ابتک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۱۔۲۲۰)

☆ ☆ ☆

باب دوم

فصل سوم

متفرق نوعیت کے واقعات

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اکثر عادت اللہ مجھ سے یہی ہے کہ وہ پیش از وقت مجھے بتلا دیتا ہے کہ وہ دنیا کے انعامات میں سے کس قسم کا انعام مجھ پر کرنا چاہتا ہے۔ اور اکثر وہ مجھے بتلا دیتا ہے کہ کل تُو یہ کھائے گا اور یہ پئے گا اور یہ تجھے دیا جائے گا۔ اور ویسا ہی ظہور میں آجاتا ہے کہ جو وہ مجھے بتلاتا ہے۔ اور ان باتوں کی تصدیق چند ہفتہ میرے پاس رہنے سے ہر ایک شخص کر سکتا ہے''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۰۰)

اب ذیل اگلے صفحات کے اندر بطور مثال چند ایک ایسے واقعات بیان کئے جاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بظاہر بعض چھوٹی چھوٹی اور معمولی باتوں کی پیش از وقت خبر دے کر اپنی علیم وخبیر ہستی کا ثبوت بہم پہنچایا۔ نیز ان سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اس ذات بابرکات کا آپ کے ساتھ کس طرح کا محبت اور شفقت بھرا سلوک تھا کہ آپ پر بڑی کثرت سے اپنے غیب کے دروازے کھول دئے، یہاں تک کہ آپ کے وجود میں اس کے پاک کلام کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہونے لگی جہاں فرمایا گیا ہے کہ:

عَالِمُ الغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِن رَّسُوْلٍ

یعنی

'وہ غیب کو جاننے والا ہے اور وہ کسی پر سوائے اپنے رسولوں کے اپنے غیب کے دروازے نہیں کھولتا''

(سورۃ **الجن**: آیت نمبر ۲۷ تا ۲۸)

☆ ☆ ☆

پہلا واقعہ

”تَرٰی فَخْذًا اَلِیْمًا“

اس سلسلے میں سب سے پہلے جس آسمانی خبر کا ذکر کیا جاتا ہے وہ آپؑ کو ۱۸۹۹ء میں ایسے وقت ملی جب آپؑ کے پاس آپؑ کے خادم شیخ حامد علی صاحب کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ مَیں اپنے اُس چوبارہ میں بیٹھا ہوا تھا جو چھوٹی مسجد سے ملحق ہے جس کا نام خدا تعالیٰ نے بیت الفکر رکھا ہے اور میرے پاس میرا ایک خدمتگار حامد علی نام پَیر دبا رہا تھا۔ اتنے میں مجھے الہام ہوا:

'تَرٰی فَخْذًا اَلِیْمًا'

یعنی 'تُو ایک دردناک ران دیکھے گا'۔ مَیں نے حامد علی کو کہا کہ اس وقت مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ اُس نے مجھے یہ جواب دیا کہ آپکے ہاتھ پر ایک پھنسی ہے شاید اسی کی طرف اشارہ ہو۔ مَیں نے اس کو کہا کہ کجا ہاتھ اور کجا ران، یہ خیال بیہودہ اور غیر معقول ہے۔ اور پھنسی تو درد بھی نہیں کرتی۔ اور نیز الہام کے یہ معنی ہیں کہ تُو دیکھے گا، نہ کہ اب دیکھ رہا ہے“

اب آسمان سے ملنے والی یہ خبر کیسے چند لمحوں بعد ہی حقیقت بن کر سامنے آگئی اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

”بعد اس کے ہم دونوں چوبارہ پر سے اُترے تا بڑی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں۔ اور نیچے اتر کر مَیں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑے پر سوار میری طرف آرہے ہیں۔ دونوں بغیر کاٹھی کے دو گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور دونوں کی عمر بیس برس سے کم تھی۔ وہ مجھے دیکھ کر وہیں ٹھہر گئے اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ میرا بھائی جو دوسرے گھوڑے پر سوار ہے درد ِران سے سخت بیمار ہے اور سخت لاچار ہے۔ اس لئے ہم آئے ہیں کہ آپ اِن کیلئے کوئی دوا تجویز کریں۔ تب مَیں نے حامد علی کو کہا کہ الحمدللہ کہ میرا الہام اس قدر جلد پورا ہوا کہ صرف اس قدر دیر لگی کہ جس قدر زینہ پر سے اُترنے میں دیر لگی ہے“

یہ بھی منجملہ ان زندہ نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو قرآنی آیت کہ **فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ** کی تعبیر میں آپ کو دیئے گئے۔ چنانچہ آپ اسے اپنی نشانوں کی

کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں درج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''شیخ حامد علی اب تک موجود ہے جو موضع تھہ غلام نبی کا باشندہ ہے۔ اوران دنوں میرے پاس ہے۔ کوئی شخص دوسرے کیلئے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کر سکتا۔ بلکہ اگر درمیان تعلق مریدی کا ہو اور کوئی شخص اپنے مرید کو یہ کہے کہ مَیں نے اپنے لئے ایک جھوٹی کرامت بنائی ہے تُو میرے لئے گواہی دے۔ تب وہ اپنے دل میں ضرور کہے گا کہ یہ تو ایک مکار اور بدآدمی ہے مَیں نے ناحق اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ۵۔۲۴۴)

یہاں دیکھنے والی یہ بات ہے کہ غیب کا علم صرف اور صرف خدا جانتا ہے۔ پھر وہ کونسی چیز تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہر چھوٹے بڑے غیب کو اپنے اس بندے پر نازل کرتا چلا جارہا تھا۔ اُس وقت حضرت بانئ سلسلہؑ کو کافر قرار دینے والوں کی عقلیں کہاں چلی گئی تھیں۔ ان کی سوچ کا رُخ اس قدر غلط کیوں تھا اور ان کا ضمیر انہیں کس قسم کے فتوے دے رہا تھا؟ کیا خدا کے بارے میں ایسا سوچا جا سکتا ہے کہ ایک ایسا شخص جس نے آگے چل کر اس کے دین کو خراب کرنا اور لوگوں کو گمراہ کرنا تھا اسے وہ ہر چھوٹے بڑے غیب سے آگاہ کرتا چلا جارہا تھا؟۔ پھر یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِباً (سورۃ الانعام:۲۱) کہ اُس شخص سے ظالم اَور کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر افتراء کرے؟۔ تو کیا قادیان کے اس مدعی نبوت پر ایسی غیب کی باتیں نازل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ اپنی اس سنت کو بھول گیا تھا۔ اوپر دئے گئے واقعہ میں البتہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایک مرید کی گواہی کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب بھی حضرت بانئ سلسلہؑ نے خود ہی دے دیا ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

''ایک جاہل کہے گا کہ مرید کی گواہی کا کیا اعتبار ہے؟ مَیں کہتا ہوں کہ اس گواہی جیسی اَور کوئی گواہی ہی نہیں۔ کیونکہ یہ تعلق محض دین کیلئے ہوتا ہے اور انسان اسی کا مرید بنتا ہے، جس کو اپنی دانست میں تمام دنیا سے زیادہ پارسا طبع اور متقی اور راست گو خیال کرتا ہے۔ پھر جب مرشد کا یہ حال ہو کہ صدہا جھوٹی پیشگوئیاں اپنی طرف سے تراش کر مریدوں کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ میرے لئے جھوٹ بولو اور کسی طرح جھوٹ بول کر

مجھے ولی بنا دو اس کو کیونکر اسکے مرید نیک آدمی کہہ سکتے ہیں۔ اور کیونکر دل و جان سے اس کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اس کو تو ایک شیطان کہیں گے اور اس سے بیزار ہو جائیں گے۔ اَور مَیں تو ایسے مرید پر لعنت بھیجتا ہوں جو میری طرف جھوٹی کرامتیں منسوب کرے اور ایسا مرشد بھی لعنتی ہے جو جھوٹی کرامتیں بناوے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ۔ ۲۴۵)

☆ ☆ ☆

دوسرا واقعہ

''دِس اِزمَائِی اینِیمِی''

اسی طرح ایک بار ایک انگریزی خوان طالب علم آپؑ سے ملنے آیا۔ وہ دل میں آپؑ کے خلاف سخت کدورت رکھتا تھا (یہ بھی ۱۸۷۸ء کی یعنی قبل از دعویٰ ماموریت کی بات ہے)۔ آپؑ کو الہاماً بتایا گیا کہ وہ آپؑ کا دشمن ہے۔ اور پھر وہ ایسا ہی نکلا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے بارے میں ملنے والی الہامی خبر بھی آپؑ کو ایک ایسی زبان میں دی گئی جس کا ایک لفظ تک آپؑ نہ جانتے تھے۔ بعد میں آپ نے یہ واقعہ بھی اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں منجملہ ان نشاناتِ الٰہیہ کے درج فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے عالم الغیب ہونے کے ثبوت میں آپؑ کو عطا فرمائے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ ایک طالب علم انگریزی خوان ملنے کو آیا۔ اس کے روبرو ہی یہ الہام ہوا:

'دِس اِزمَائِی اینِیمِی' [۱]

یعنی یہ میرا دشمن ہے۔ اگرچہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ الہام اسی کی نسبت ہے مگر اسی سے یہ معنی بھی دریافت کئے گئے۔ اور آخر وہ ایسا ہی آدمی نکلا اور اس کے باطن میں طرح طرح کے خبث پائے گئے''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول، صفحہ ۳-۵۷۲۔ حاشیہ در حاشیہ)

....

[۱] یہ انگریزی زبان کا جملہ ہے: ''This is my enemy''، جس کے معنی ہیں: ''یہ میرا دشمن ہے''۔

تیسرا واقعہ

’’یہ مکان تو ہمارے قبضے میں آنے والا ہے‘‘

ڈپٹی شنکر داس کے مکان میں بارے میں آسمانی انکشاف

قادیان کے آریوں کا ذکر اوپر کے واقعات میں آچکا ہے کہ وہ باوجود نشانات پر نشانات دیکھنے کے اسلام کے منکر رہے۔ اب ذیل میں آریہ سماج قادیان کے ایک سرکردہ ممبر ڈپٹی شنکر داس کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ اس کے مکان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا نشان دکھایا۔ قادیان میں ایک شیخ فضل الٰہی صاحب نام کے ایک چٹھی رسان ہوا کرتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ

’’ایک مرتبہ ..... مَیں ڈاک لے کر حضور (کی خدمت) میں جا رہا تھا۔ جب ڈپٹی شنکر داس کے مکان کے آگے سے گذرا تو مکان کے آگے چبوترہ پر ڈپٹی شنکر داس مذکور چارپائی پر بیٹھا تھا۔ مجھے (او شیخ) پکار کر کہا کہ غلام احمد کو کہد و کہ لڑکے جب مسجد میں آتے ہیں تو شور ڈالتے ہیں اور باتوں سے بھی کھڑاک کرتے ہیں۔ ہم کو تکلیف ہوتی ہے ان کو منع کر دے کہ وہ آرام سے گذرا کریں۔ مَیں نے حضرت صاحب سے ایسا ہی جا کر عرض کر دیا۔ حضور نے فرمایا:

‘یہ مکان تو ہمارے قبضہ میں آنے والا ہے۔ خدا نے ہم کو اس مکان کا وعدہ فرمایا ہے‘ ’’

(بحوالہ اخبار الحکم، قادیان، مورخہ ۱۴؍ مارچ ۱۹۳۵ء)

اس مکان کے بارے میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ ایک تو یہ مکان ہمارے مکانات کے بالکل ساتھ تھا۔ دوسرے اس قدر اونچا تھا کہ آدمی اس کے اوپر چڑھے تو آپؑ کے گھروں میں اس کی نظر پڑتی تھی (ملفوظات جلد سوم، صفحہ ۳۰۶)۔ پھر خدا کی ازلی حکمت نے ایسے اسباب پیدا فرمادئے کہ ڈپٹی شنکر داس کو وہ مکان بیچنا پڑا اور اسی طرح جیسا کہ آپؑ کو الہاماً بتایا گیا تھا وہ اس کی ملکیت سے نکل کر آپؑ کی ملکیت میں آگیا۔

☆ ☆ ☆

چوتھا واقعہ

’’زمین کے مشرقی حصہ نے دعا کی اور مغربی حصہ نے آمین کہی‘‘

ایک کشفی اطلاع

مکان ہی کے سلسلے میں دیکھے جانے والے اب ایک ایسے کشفی نظارہ کا ذکر کیا جاتا ہے جس کے حقیقت بننے کے بظاہر کوئی امکانات نہیں تھے۔ لیکن چونکہ وہ نظارہ آپ کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا نے دکھایا تھا اس لئے باوجود ہر قسم کے مخالف حالات کے وہ کچھ عرصہ بعد حقیقت بن کر ظاہر ہوگیا۔ اور یوں جہاں دنیا نے ایک عالم الغیب اور ذوالعجائب خدا کی ہستی پر ایک زندہ نشان دیکھا وہاں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے اپنے ربّ سے تعلق پر بھی ایک زندہ شہادت قائم ہوگئی۔ چنانچہ اسے بھی آپ اپنے ربّ کی طرف سے ملنے والے نشانات میں سے ایک بہت بڑا نشان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میرے مکان سے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے۔ اور بباعث تنگیٔ مکان توسیعِ مکان کی ضرورت تھی۔ ایک دفعہ مجھے کشفی طور پر دکھایا گیا جو اس زمین پر ایک بڑا چبوترہ ہے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بن جائے۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ اِس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت کے بننے کیلئے دُعا کی ہے اور مغربی حصّہ کی زمین افتادہ نے آمین کہی ہے۔ چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے صدہا آدمیوں کو سنایا گیا جو اخباروں میں درج کیا گیا۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آ گئے۔ اور ان کے بعض حصوں میں مکانات مہمانوں کے لئے بنائے گئے، حالانکہ ان سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا اور کوئی خیال نہیں کرسکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئے گا‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۹۳،
بحوالہ اخبار الحکم نمبر ۴۶/۴۷، جلد ۷ و اخبار الحکم نمبر ۳، جلد ۸)

☆ ☆ ☆

پانچواں واقعہ

حدیث کے حوالہ کی تلاش میں آسمانی رہنمائی

اب ایک ایسے واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام کے روحانی منصب پر ایک اَور جہت سے روشنی ڈالتا ہے۔ اس قسم کے واقعات جنہیں صوفیاء کشفی نظارہ سے تعبیر کرتے ہیں اولیاء اللہ کی زندگیوں میں اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ یعنی وہ اپنی روحانی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھ لیتے ہیں جو عام انسان نہیں دیکھ رہا ہوتا۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ ایک بار آپؑ کی ایک مولوی عبدالحکیم کلانوری سے مسئلہ نبوت پر بحث ہوئی۔ بحث کے دوران آپؑ نے حدیث بخاری کی کسی حدیث کا حوالہ دیا۔ اس پر مخالف پارٹی کے کسی مولوی نے وہ حوالہ دکھانے کو کہا۔ اب علماء لوگ جانتے ہیں کہ انہیں احادیث وغیرہ کا علم تو ہوتا ہے بلکہ پوری کی پوری عبارتیں یاد ہوتی ہیں مگر یہ کہ وہ حوالہ حدیث کی کس کتاب میں اور کس مقام پر پایا جاتا ہے اس کا پورا علم نہیں ہوتا۔ اور حوالہ تلاش کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حدیث بخاری کا ایک نسخہ منگایا اور مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو حوالہ تلاش کرنے کیلئے فرمایا۔ انہوں نے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ

''اس پر حضرت صاحب ..... نے یونہی اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور جلد جلد ایک ایک ورق اس کا اُلٹانے لگ گئے۔ آخر ایک جگہ پہنچ کر ٹھہر گئے اور کہا، لو یہ لکھ لو۔ دیکھنے والے سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے؟''

راوی کا بیان ہے کہ بحث ختم ہونے کے بعد کسی دوست نے حضورؑ سے اس بارے میں دریافت کِیا کہ حضورؑ نے کس طرح جلد جلد ورق گردانی کر کے حوالہ تلاش کر لیا تو حضورؑ نے فرمایا:

''جب مَیں نے کتاب ہاتھ میں لے کر ورق اُلٹانے شروع کئے تو مجھے کتاب کے صفحات ایسے نظر آتے تھے کہ گویا وہ خالی ہیں اور ان پر کچھ نہیں لکھا ہوا۔ اسی لئے مَیں ان کو جلد جلد الٹاتا گیا۔ آخر مجھے ایک صفحہ ملا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا اور مجھے یقین ہوا کہ یہ وہی حوالہ ہے جس کی مجھے ضرورت ہے''

(سیرت المہدی، حصہ دوم۔ روایت نمبر ۳۰۶)

مولوی عبدالحکیم کلانوری کون تھا؟

یہ مولوی عبدالحکیم کلانوری دراصل الہام کا منکر تھا اور اِس اعتقاد پر سختی سے قائم تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد وحی اور الہام کا دروازہ کلیۃً بند ہو چکا ہے، حتّٰی کہ آپ ﷺ کی امت میں بھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ ومخاطبہ کا شرف نہیں پا سکتا (بحوالہ ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۹)۔ چنانچہ اسی مسئلہ پر اس کی حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے ساتھ یہ بحث فروری ۱۸۹۲ء میں بمقام لاہور ہوئی تھی۔ اس کے بارے میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ اس بحث کی جملہ دستاویزات اپنے ساتھ لے گیا۔ ایڈیٹر الحکم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ وہ اس کے آٹھ سال بعد قادیان آیا تو مَیں نے اسے وہ دستاویزات اپنے اخبار میں طبع کرنے کی غرض سے واپس کرنے کو کہا۔ اس پر اس نے وہ ایک مہینہ کے اندر اندر بھیجنے کا وعدہ کیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر وہ یہ دستاویزات نہ بھیجے تو اسے کاذب سمجھا جائے۔ مگر اس کے باوجود اس نے وہ نہ بھیجیں

(بحوالہ ملفوظات، جلد اول۔ صفحہ ۵۴۹۔ حاشیہ)

☆ ☆ ☆

چھٹا واقعہ

''صاحب قبر دوزانو ہو کر میرے سامنے بیٹھ گیا''

آپؑ پر ظاہر ہونے والا کشف القبور کا ایک نرالا واقعہ

بعض کشفی نظارے ایسے ہوتے ہیں جن میں انسان قبر یا صاحب قبر کے حالات کو اپنی روحانی آنکھوں سے معلوم کر لیتا ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ دو ایسی قبروں کے پاس سے گزرے جن میں سے ایک صاحب قبر کو اس وجہ سے عذاب مل رہا تھا کہ وہ پیشاب کرتے وقت پردہ کا خیال نہیں کرتا تھا۔ دوسری قبر میں مدفون شخص کے بارے میں دیکھا کہ اسے اس بنا پر عذاب مل رہا تھا کہ وہ چغلیاں کھایا کرتا تھا۔ آپ نے ہر دو قبروں پر ایک ایک سبز ٹہنی گاڑ دی اور فرمایا کہ ان کے خشک ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے عذاب میں بھی کمی آ جائے گی۔ پس یہ کشف القبور ایک ایسی حقیقت ہے جو اولیاء اللہ کے نزدیک مسلّم ہے اور بارہا ان کے تجربات میں آئی ہے۔ اب حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو ہونے والے اس قسم کے روحانی تجربہ کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ آپ کے رفیق حضرت مولوی عبداللہ

صاحب سنوریؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں جب وہ حضورؑ کے ہمراہ تھے تو:

''ہوشیار پور سے پانچ چھ میل کے فاصلے پر ایک بزرگ کی قبر ہے..... حضور قبر کی طرف تشریف لے گئے......اور تھوڑی دیر تک دعا فرماتے رہے۔پھر.....فرمایا، جب مَیں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو جس بزرگ کی یہ قبر ہے وہ قبر سے نکل کر دوزانو ہو کر میرے سامنے بیٹھ گئے۔اور اگر آپ ساتھ نہ ہوتے تو مَیں ان سے باتیں بھی کر لیتا۔ان کی آنکھیں موٹی موٹی تھیں اور رنگ سانولا تھا۔پھر فرمایا، دیکھو اگر یہاں کوئی مجاور ہے تو اس سے ان کے حالات پوچھیں۔چنانچہ حضورؑ نے مجاور سے دریافت کِیا۔اس نے کہا،مَیں نے ان کو خود نہیں دیکھا کیونکہ ان کی وفات کو قریباً ایک سو سال گزر گیا ہے۔ہاں اپنے باپ یا دادا سے سنا ہے کہ یہ اس علاقہ کے بڑے بزرگ تھے اور اس علاقہ میں ان کا بہت اثر تھا۔حضور نے پوچھا ان کا حلیہ کیا تھا؟ وہ کہنے لگا کہ سنا ہے کہ سانولا رنگ تھا اور موٹی موٹی آنکھیں تھیں''

(بحوالہ ''سیرۃ المھدی''، حصہ اوّل، روایت نمبر ۸۸)

☆ ☆ ☆

ساتواں واقعہ

''دیکھو! میاں، گاڑی کی آواز آرہی ہے''

قادیان میں ریل کی آمد کی آسمانی خبر

قادیان جہاں حضرت مہدی آخرالزماں پیدا ہوئے ایک دورافتادہ چھوٹا سا گاؤں تھا۔نزدیک ترین ریلوے سٹیشن وہاں سے پندرہ میل کے فاصلے پر تھا۔آپ نے جہاں قادیان کے پھیل جانے کے بارے میں بہت سی پیشگوئیاں فرمائیں وہاں یہ بھی فرمایا کہ وہ وقت بھی آئے گا جب یہاں ریل گاڑی آجائے گی۔اس سلسلے میں آپ کی ایک رؤیاء بروایت حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جالندھریؓ (سابق سردار مہر سنگھ) بیان کی گئی ہے جس کے مطابق آپ نے دیکھا کہ

''مَیں ریل گاڑی پر سوار ہو کر قادیان آیا ہوں اور گاڑی بازار قادیان میں کھڑی ہوگئی''

(بحوالہ اصحاب احمد، جلد ہفتم۔صفحہ ۱۳۱)

اسی طرح رجسٹر روایات صحابہ جلد ۵ کے صفحہ ۸۶ کے مطابق بروایت شاہ محمد صاحب ساکن قادیان مروی ہے کہ آپؑ (مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ

''یہاں ریل بھی آئے گی''

پھر محترمہ سردار بیگم صاحبہ زوجہ چودھری محمد حسین صاحب تلونڈی عنایت خان روایت کرتی ہیں کہ بٹالہ والی سڑک کے خراب اور تکلیف دہ ہونے کی شکایت پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ

''گھبراؤ نہیں، کوئی دن ہوگا جب یہاں گاڑی آجائے گی''

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۰۔صفحہ ۲۱۲)

ان عمومی روایات کے علاوہ بعض روایات ایسی بھی ہیں جن سے اس مقام کی بھی تعیین ہوتی ہے جہاں سے ریلوے لائن نے گذرنا تھا۔چنانچہ مرزا قدرت اللہ صاحب ساکن محلّہ چابک سواراں، لاہور بیان فرماتے ہیں کہ

''غالباً ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح سیر کیلئے تشریف لے گئے....

جب ہم اس گاؤں میں پہنچے جو نواں پنڈ کے نام سے مشہور ہے تو.......خلیفہ رجب الدین صاحب نے مجھے کہا.....کہ حضرت صاحب نے اس مقام پر جہاں کہ ریلوے

لائن گزرے گی، اپنے سوٹے سے نشان کر دیا ہے۔ چنانچہ کئی سالوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلی باتوں کو پورا کیا''

(''رجسٹر روایات صحابہ'' جلد۴۔صفحہ۱۷۷)

اسی قسم کی ایک روایت ''رجسٹر روایات صحابہ'' میں حضرت میاں چراغ دین صاحب ولد حضرت میاں صدر الدین صاحب قادیان سے بھی مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

''ایک دفعہ حضورؑ میاں صاحب (مراد صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب۔ناقل) کی انگلی پکڑ کر سیر کیلئے بسراواں تشریف لے گئے جہاں پر آجکل چھپڑ ہے۔ وہاں پہنچ کر فرمایا کہ 'دیکھو میاں، گاڑی کی آواز آرہی ہے'۔ پھر آپ یہ کہہ کر چل پڑے کہ 'خدا کے فضل سے آجکل گاڑی کی آواز سنائی دیتی ہے' ''

(''رجسٹر روایات صحابہ''، جلد۴۔صفحہ۵۶)

چنانچہ ان آسمانی بشارات کے مطابق آپؑ کی وفات کے بیس سال بعد یعنی ۱۹۲۸ء میں قادیان میں ریل آگئی۔ اس سلسلے میں دو باتوں کا بتانا قارئین کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ ایک یہ کہ نہ صرف ریل گاڑی کے قادیان آنے سے متعلق خدا کے مامور کی پیشگوئی پوری ہوئی بلکہ آپؑ نے عالم کشف میں ریل کا جو مقام دیکھا تھا اسی جگہ ریل کی پٹڑی بچھائی گئی۔ دوسرے، آپؑ نے جو یہ دیکھا تھا کہ گاڑی آکر قادیان کے بازار میں کھڑی ہوگئی یہ رؤیا، مرتب تذکرہ کے مطابق یوں پوری ہوئی کہ محکمہ ریلوے کے پہلے پلان کے مطابق گاڑی آگے گوبند پور تک نہیں گئی بلکہ قادیان تک ہی رہی۔

اوپر حضرت مرزا قدرت اللہ صاحبؓ ساکن لاہور کے حوالے سے جو یہ بتایا گیا ہے کہ حضورؑ ایک بار سیر کو جاتے ہوئے جب نواں پنڈ کے قریب پہنچے تو ایک مقام پر اپنے سوٹے سے نشان لگا کر فرمایا کہ ریلوے لائن یہاں سے گزرے گی۔ وہ نواں پنڈ بھی قادیان کے شمال کی جانب واقع ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس میں لطیفہ یہ ہے کہ جب ۱۹۲۸ء میں حکومت نے قادیان میں ریل کی پٹڑی بچھانے کا فیصلہ کیا تو انہوں نے قادیان کے محل وقوع اور آئندہ ترقی کے امکانات کو دیکھتے ہوئے قادیان کی شمالی جانب کا ہی انتخاب کیا۔ جماعت کا بھی یہی منشا تھا کہ ریلوے لائن شمال کی طرف بچھائی جائے۔ تاہم بعض مقامی معاندین اپنے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پر زور دینے لگے کہ ریل کی پٹڑی قادیان کے جنوب سے گزرے۔ مگر بالآخر اس سلسلے میں جماعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور جہاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے سوٹے سے نشان کیا تھا بعینہٖ اسی جگہ پر ریلوے لائن بچھائی گئی۔

یہاں قارئین کی دلچسپی اور ازدیادِ ایمان کی خاطر دو اور ایسی رؤیاء بیان کی جاتی ہیں جو قادیان میں ریل کی آمد کے سلسلے میں دو صحابہ نے دیکھیں اور جو من و عن پوری ہوئیں۔

☆

پہلی رؤیاء

''قادیان آنے سے قبل قادیان کا منظر دیکھا''

حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ کی رؤیاء

پہلی رؤیاء حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ کی ہے جو آپ نے اس وقت دیکھی جب آپ ابھی ایبٹ آباد میں زیر تعلیم تھے اور احمدیت کا مطالعہ کر رہے تھے۔ قادیان ابھی آپ نے نہیں دیکھا تھا۔ تاہم آپ نے رؤیاء میں دیکھا کہ:

''آپ قادیان میں آئے ہیں اور مسجد مبارک والا چوک، مسجد مبارک اور دارالمسیح کا وہ حصہ جو مسجد سے ملحق ہے دیکھا اور مسجد سے دارالمسیح میں جس دروازہ سے داخل ہوتے ہیں اس میں ایک نالی دیکھی جسے جسی نالی کہتے ہیں۔ یہ نالی دیوار کے اندر جاتی اور وہاں سے گذر کر نیچے ایک اور نالی میں گرتی نظر آئی۔ پھر مرزا گل محمد والے مکان کے صحن میں ایک چارپائی پر ایک سرخ داڑھی والا ننگے سر شخص بیٹھا دیکھا۔ چارپائی کے پائے کے ساتھ ایک کتّا بندھا تھا اور بسراواں کے قریب ایک چھوٹا سا منارہ اور ریلوے اسٹیشن قادیان اس کی موجودہ جگہ پر دیکھا''

اب یہ عجیب بات ہے کہ جب آپ احمدیت قبول کرنے کے بعد پہلی بار قادیان آئے تو آپ نے بعینہٖ وہ سب مناظر دیکھے جو آپ اپنی رؤیاء میں کئی سال قبل دیکھ چکے تھے۔ یعنی مسجد کے چوک میں آپ نے جو سرخ داڑھی والا ننگے سر بیٹھا آدمی دیکھا تھا اور جس کی چارپائی کے ساتھ اس کا کتا بھی بندھا ہوا تھا وہ مرزا امام الدین صاحب تھے۔ پھر مسجد میں داخل ہو کر آپ نے وہ نالی بھی دیکھی جو آپ کو خواب میں دیوار کے ساتھ ساتھ نیچے گلی والی نالی میں گرتی نظر آئی تھی۔ اسی طرح موضع بسراواں کے قریب

ایک چھوٹا سا شکستہ منارہ بھی موجود تھا مگر سٹیشن نہیں تھا۔ تاہم یہ عجیب خدا کی قدرت ہے کہ جب ۱۹۲۸ء میں قادیان میں ریل آئی تو ریلوے سٹیشن عین اسی جگہ تعمیر ہوا جہاں آپ اسے کئی سال قبل خواب میں دیکھ چکے تھے۔

(بحوالہ اصحاب احمد جلد پنجم، سیرت سرور)

☆

دوسری رؤیاء

’’ریل گاڑی کو ٹھوکر ماری‘‘

عبدالستار صاحب افغانؓ کی رؤیاء

ایک عجیب و غریب رؤیاء حضرت میاں عبدالستار خان صاحب المعروف ’’بزرگ صاحب‘‘ کی بھی اس سلسلہ میں بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ جب ۱۹۲۸ء میں حکومت کی طرف سے قادیان میں ریلوے لائن بچھانے کا منصوبہ بنایا گیا تو انہوں نے (یعنی میاں عبدالستار صاحب نے) کشف میں دیکھا کہ ریل گاڑی قادیان کے جنوبی جانب بہشتی مقبرہ کے پاس سے گذر رہی ہے۔ اس پر انہوں نے کشف کے اندر ہی ریل گاڑی کو ٹھوکر ماری تو وہ اپنی موجودہ جگہ پر جا کر گری یعنی اس جگہ پر جہاں اب ریلوے لائن بچھائی گئی ہے۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل، لندن، مورخہ ۲؍جولائی ۱۹۹۹ء)

........☆........

تعارف: حضرت میاں عبدالستار صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کے قابل اعتماد شاگردوں میں سے تھے۔ آپ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کے ارشاد پر پہلی بار ۱۹۰۲ء میں قادیان تشریف لائے اور حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کر کے واپس ہوئے۔ دوسری بار آپ حضرت صاحبزادہ صاحب کی معیت میں ۱۹۰۳ء میں آئے اور آپ کے ساتھ ہی واپس تشریف لے گئے۔ تیسری بار آپ حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے بعد ۱۹۰۴ء میں قادیان پہنچے اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ آپ صاحب رؤیاء و کشوف بزرگوں میں سے تھے۔ اور ’’بزرگ صاحب‘‘ کے لقب سے معروف ہوئے۔

☆ ☆ ☆

آٹھواں واقعہ

''وہ ڈھول بجارہا ہے''

مسٹر ویب کے بارے میں ملنے والی ایک آسمانی اطلاع

آخر پر ایک ایسی آسمانی اطلاع کا ذکر کیا جاتا ہے جو حضرت امام الزمان علیہ السلام کو مسٹر محمد الیگزنڈر رسل ویب ایک امریکن مسلمان کے بارے میں ملی۔ مسٹر ویب ایک پڑھا لکھا امریکن تھا اور کئی سال پہلے عیسوی دین ترک کر چکا تھا۔ جب اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یورپ اور امریکہ میں شائع ہونے والے بعض اشتہار پڑھے تو اس نے آپ سے خط و کتابت شروع کر دی جس کے نتیجے میں بالآخر وہ مسلمان ہو گیا۔ جب ہندوستان کے بعض مسلمانوں کو اس کے اسلام لانے کا پتہ چلا تو انہوں نے کوشش کر کے اسے بلوالیا۔ اس کے بمبئی، حیدرآباد اور مدراس وغیرہ میں لیکچر کروائے۔ اس کیلئے چندہ جمع کیا اور اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ امریکہ میں جا کر اشاعت اسلام کا کام کرے۔ بعض صاحب استطاعت لوگوں نے اس کی مالی امداد کا بھی وعدہ کیا۔ مگر ابھی وہ ہندوستان نہیں پہنچا تھا کہ حضرت بانئ سلسلہؑ نے اس کے بارے میں خواب میں دیکھا کہ وہ ہند میں آیا ہے اور ڈھول بجا رہا ہے۔ آپؑ نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ وہ ایک بیہودہ کام کر رہا ہے جس سے اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

(اخبار بدر، مورخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۰۷ء بحوالہ ''تذکرہ''، طبع چہارم۔ صفحہ ۲۱۵)

مامور خدا کو ملنے والی یہ آسمانی خبر کس طرح حرف بحرف پوری ہوئی اس کی روئیداد یہ ہے کہ مسٹر ویب کے ہندوستان پہنچنے پر لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ اگر وہ قادیان گیا تو وہ دوسرے مسلمانوں سے اس کے لئے چندہ نہیں لے سکیں گے۔ چنانچہ وہ بھی ان کے جھانسے میں آگیا اور اس نے قادیان جانے کا ارادہ ترک کر دیا اگرچہ پہلے اسکا ارادہ یہی تھا کہ وہ قادیان جائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کرے گا۔ پھر بڑے بڑے شہروں کی سیر کرتا ہوا اور اسلام پر لیکچر دیتا ہوا واپس امریکہ چلا گیا۔ اِدھر جن لوگوں نے اسے ہندوستان بلوایا تھا ان کی غرض بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس کے جانے کے بعد جن لوگوں نے بڑی بڑی رقوم دینے کا وعدہ کیا تھا وہ اپنے وعدے پورے نہ کر سکے۔ اس طرح پر اس کا ہندوستان آنا اور اسلام پر تقریریں کرنا سب بے نتیجہ اور بے مقصد ثابت ہوا۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل، لندن، مورخہ ۲۵؍جولائی ۱۹۹۷ء)

باب سوم
مقدمات اوران سے متعلقات کے سلسلے میں ملنے والی آسمانی خوشخبریاں

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام پر مخالفین کی طرف سے بنائے جانے والے مقدمات اوران میں آپ کی کامیابی اور بریئت کے بارے میں ملنے والی بشارات کا تفصیلی تذکرہ ''درویشان احمدیت'' جلد سوم میں خدائی حفاظت کے عنوان کے تحت کیا جاچکا ہے۔ یہاں مقدمات کے ضمن میں آپ کو ملنے والی صرف اُن آسمانی اخبار کا ذکر کِیا جا تا ہے جو آپ کی فتح اور کامیابی کی بشارات کے طور پر آپ کواپنے ربّ کی طرف سے ملیں تا کہ قرآنی آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کی زیادہ سے زیادہ صداقت آپ کے وجود میں متحقق ہوکر آپ کے صدق دعویٰ پرایک روشن دلیل بن جائے۔

وما توفیقی الا بالله العلی العظیم۔

☆

پہلی مثال
''ڈگری ہوگئی ہے''
ایک آسمانی بشارت جو پوری ہوکر رہی!

آپ کے دعویٔ ماموریت سے بہت پہلے کی بات ہے کہ آپؑ کے والد بزرگوار نے ایک مقدمہ اپنے زمیندارہ حقوق کے سلسلے میں چندموروثی آسامیوں کے خلاف دائر کیا۔اس بارے میں آپ پر بذریعہ خواب انکشاف ہوا کہ اس مقدمہ میں مخالفوں پرڈگری ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تاہم اس میں خدائے رحمٰن کا جلوہ ایسے طور پر ظاہر ہوا کہ یہ سارا واقعہ اس کی قدرت کا ایک زبردست نشان بن گیا۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:

''مَیں نے کئی لوگوں کے آگے وہ خواب بیان کی۔منجملہ ان کے ایک ہندو بھی تھا جو میرے پاس آمد و رفت رکھتا تھا۔اس کا نام شرمپت ہے جو زندہ موجود ہے۔اس کے پاس بھی مَیں نے یہ پیشگوئی بیان کر دی تھی کہ اس مقدمہ میں ہماری فتح ہوگی''

فرماتے ہیں، بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جس روز اس مقدمہ کا آخری حکم سنایا جانا تھا ہماری طرف سے عدالت میں کوئی شخص حاضر نہ ہوا۔صرف فریق ثانی جو شاید پندرہ سولہ آدمی تھے وہ حاضر تھے۔انہوں نے واپس آکر کہنا شروع کر دیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے۔چنانچہ وہی ہندو شرمپت جسے آپ اپنی خواب کی بنا پر بتا چکے تھے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ آپ کے حق میں ہوگا آپ کے پاس یہ خبر لے آیا۔آپ فرماتے ہیں:

''تب جو کچھ فکر اور غم مجھ کو لاحق ہوا اُس کو مَیں بیان نہیں کر سکتا۔وہ ہندو تو یہ بات کہہ کر خوش خوش بازار کی طرف چلا گیا گویا اسلام پر حملہ کرنے کا ایک موقع اس کو مل گیا مگر جو کچھ میرا حال ہوا اُس کا بیان کرنا طاقت سے باہر ہے۔عصر کا وقت تھا۔مَیں مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور دل سخت پریشان تھا کہ اب یہ ہندو ہمیشہ کیلئے کہتا رہے گا کہ کس قدر دعویٰ سے ڈگری ہونے کی پیشگوئی کی تھی اور وہ جھوٹی نکلی۔اتنے میں غیب سے ایک آواز گونج کر آئی اور آواز اس قدر بلند تھی کہ مَیں نے خیال کِیا کہ باہر سے کسی آدمی نے آواز دی ہے۔آواز کے یہ لفظ تھے کہ

'ڈگری ہوگئی ہے، مسلمان ہے!'

یعنی کیا تُو باور نہیں کرتا؟''

آپؑ فرماتے ہیں، اس پر مَیں نے اٹھ کر مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آدمی نہ پایا۔تب یقین ہوگیا کہ فرشتہ کی آواز ہے۔

اب یہ ایسی بات تھی کہ نہ صرف آپ خود تعجب میں پڑ گئے بلکہ جس نے بھی سنا وہ یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہ تھا کہ وہ لوگ جو موقع پر موجود تھے وہ سب کے سب جھوٹ بول رہے ہوں۔دوسری طرف خدا کی مکرر وحی بتلا رہی تھی کہ آپؑ کو جو بات اپنے رب نے پہلے خواب کے ذریعہ اور پھر الہام کے ذریعہ بتائی ہے وہی درست اور سچی ہے۔چنانچہ آپؑ نے ایک بار پھر اُس ہندو شرمپت کو بلایا اور فرشتہ کی آواز سے

اس کو اطلاع دی۔مگر وہ آپؑ کی بات تسلیم کرنے کیلئے تیار نہ تھا اور یہی کہتا چلا گیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے لوگ جو کچہری میں موجود تھے وہ سب جھوٹ بول رہے ہوں۔اب اصل حقیقت کچھ اَور تھی جس کا علم صرف خدا کو تھا اور جس نے اس نشان کی عظمت کو دوبالا کر دیا۔اس حقیقت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں

''صبح مَیں خود بٹالہ کی تحصیل میں گیا اور تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام ایک شخص تھا۔وہ اس وقت ابھی تحصیل میں نہیں آیا تھا۔اُس کا مثل خواں متھرا داس نام ایک ہندو موجود تھا۔مَیں نے اس سے دریافت کِیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہو گیا؟ اس نے کہا،نہیں بلکہ ڈگری ہو گئی۔مَیں نے کہا کہ فریق مخالف نے قادیان میں جا کر یہ مشہور کر دیا ہے کہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے۔اُس نے کہا کہ ایک طور سے انہوں نے بھی سچ کہا ہے''

اور پھر اصل بات سے پردہ اٹھاتے ہوئے اُس نے بتایا کہ

''بات یہ ہے کہ جب تحصیلدار فیصلہ لکھ رہا تھا تو مَیں ایک ضروری حاجت کیلئے اُس کی پیشی سے اُٹھ کر چلا گیا تھا۔تحصیلدار نیا تھا۔اُس کو مقدمہ کی پیش وپس کی خبر نہ تھی۔فریق مخالف نے ایک فیصلہ اس کے روبرو پیش کِیا جس میں موروثی آسامیوں کو بلا اجازت مالک کے اپنے کھیتوں سے درخت کاٹنے کا اختیار دیا گیا تھا۔تحصیلدار نے اُس فیصلہ کو دیکھ کر مقدمہ خارج کر دیا اور ان کو رخصت کر دیا۔جب مَیں آیا تو تحصیلدار نے وہ فیصلہ مجھے دیا کہ شامل مثل کرو۔جب مَیں نے اس کو پڑھا تو مَیں نے تحصیلدار کو کہا کہ یہ تو آپ نے بڑی بھاری غلطی کی کیونکہ جس فیصلہ کی بنا پر آپ نے یہ حکم لکھا ہے وہ تو اپیل کے محکمہ سے منسوخ ہو چکا ہے۔مدعا علیہم نے شرارت سے آپ کو دھوکہ دیا ہے۔اور مَیں نے اسی وقت محکمہ اپیل کا فیصلہ جو مثل سے شامل تھا ان کو دکھلا دیا۔تب تحصیلدار نے بلا توقف اپنا پہلا فیصلہ چاک کر دیا اور ڈگری کر دی''

چنانچہ جس نے بھی یہ بات سنی وہ خدا کی قدرتوں اور عظمتوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کس طرح ایک ایسی بات جس کا علم فریقین میں سے کسی کو بھی نہ تھا خدائے عالم خبیر نے آنحضرت ﷺ کے ایک صادق غلام پر ظاہر فرما کر ہر مخالفِ اسلام کو شرمندہ و شرمسار کر دیا۔یہ واقعہ جو آپ کے دعویٰ ماموریت

سے پہلے کا ہے اس کی روحانی لذت سے بھرپور روئیدا د ایک زندہ خدا کے زندہ نشان کے طور پر تو آپ نے انہی دنوں اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں درج فرمادی تھی۔ تاہم اپنے دعویٰ ماموریت کے بعد آپ نے جہاں اپنے قبل از دعویٰ ماموریت کے بہت سے نشانات اپنی صداقت اور خدا کے ساتھ اپنے تعلق کے ثبوت میں درج فرمائے اس واقعہ کو بھی ایک عظیم نشان الٰہی کے طور پر بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''خدا کے کام عجیب قدرتوں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس پیشگوئی کی تمام وقعت اس سے پیدا ہوئی کہ ہماری طرف سے کوئی حاضر نہ تھا اور تحصیلدار نے غلط فیصلہ فریق ثانی کو سنا دیا۔ دراصل یہ سب کچھ خدا نے کِیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خاص عظمت اور وقعت پیشگوئی میں ہرگز پیدا نہ ہوتی''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۷۲ تا ۲۷۴)

☆ ☆ ☆

دوسری مثال

رلیارام عیسائی کا دامِ تزویر

اور آپ کی باعزت بریت کی آسمانی خبر

یہ وہ پہلا فوجداری مقدمہ ہے جو ایک ہندو رلیارام نے اپنے مذہبی تعصب کی بنا پر آپؑ کے خلاف قائم کِیا مگر قبل اس کے کہ اس مقدمہ کی آپکو اطلاع ہوتی علیم وقدیر خدا نے آپؑ کو ایک رؤیاء کے ذریعہ بتلا دیا کہ رلیارام آپکو کوئی ضرر پہنچانے کی کوشش کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ آپؑ کو اس ضرر سے محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ

''رلیارام نے ایک سانپ میرے کاٹنے کیلئے بھیجا ہے اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تَل کر واپس بھیج دیا ہے''

یہ ان ایام کی بات ہے جب قبل از دعویٰ ماموریت آپ اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر اخبارات میں مضامین لکھ رہے تھے۔ چنانچہ جب اس قسم کا ایک مضمون تحریر فرما کر آپ نے اشاعت کی

غرض سے ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیا رام تھا اور وہ وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا تو اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ اب اس خط میں علاوہ اس کے کہ مضمون کے چھاپ دینے کیلئے تاکید تھی کچھ ایسے الفاظ بھی تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کا بطلان ہوتا تھا۔ چنانچہ اُس عیسائی نے جو اصلاً ہندو تھا مخالفتِ مذہب کی وجہ سے افروختہ ہو کر آپ پر دشمنانہ حملے کا ایک موقع نکال لیا۔ اور مخبر بن کر افسران ڈاک سے آپ پر یہ مقدمہ دائر کرا دیا کہ انہوں نے (حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے) پیکٹ کے اندر خط رکھ کر محکمانہ جرم کیا ہے۔ اب ڈاکخانہ کے قواعد کے لحاظ سے کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کے رو سے پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید تھی۔

گویا اس طرح اس آسمانی خبر کا وہ حصہ پورا ہو گیا جس میں آپ کو بتلایا گیا تھا کہ رلیا رام عیسائی نے ایک سانپ کاٹنے کی غرض سے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اب جب آپ کو اس جرم کی جوابدہی کیلئے صدر ضلع گورداسپور میں طلب کیا گیا اور آپ نے وکلاء سے اس بارے میں مشورہ کیا تو سب نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے اَور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح کا اظہار دیدو کہ ہم نے خط پیکٹ میں نہیں ڈالا، رلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا۔ اور نیز بطور تسلی دہی کے یہ بھی کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائیگا۔ اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائیگی ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے۔

مگر آپنے وکلاء کی اس تجویز کو ہرگز پسند نہ کیا اور ان سب کو یہی جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو نہیں چھوڑنا چاہتا۔ جو ہوگا دیکھا جائیگا۔ اس صورت میں رؤیاء کا دوسرا حصہ کہ اس سانپ نے آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا بلکہ اسے آپ نے تل کر اسی کی طرف واپس بھیج دیا ہے جس رنگ میں پورا ہوا اس سے خدا کی قدرت اور جلال ظاہر ہوتا ہے۔ اسکی ایمان افروز تفصیل آپ نے یوں بیان فرمائی ہے:

”تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور میرے مقابل پر ڈاکخانجات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟ تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط ہے اور میرا ہی پیکٹ ہے۔ اور میں نے اس خط کو

پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا۔ مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کیلئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی“

آپ کے یوں سچ بولنے کا اس انگریز حاکم عدالت پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے انگریز افسر ڈاکخانہ جات کی کسی دلیل کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ کو بری فرما دیا۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا۔ اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانجات نے بہت شور مچایا اور لنبی لنبی (لمبی لمبی۔ ناقل) تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا۔ مگر اس قدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو، نو (No-No۔ از ناقل) کر کے اس کی سب باتوں کو ردّ کر دیتا تھا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کیلئے رخصت۔ یہ سن کر مَیں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا۔ اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی“

آگے فرماتے ہیں:

”اور میں خوب جانتا ہوں کہ اسوقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کیلئے ہاتھ مارا۔ میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے۔ تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا خیر ہے خیر ہے“

(”آئینۂ کمالاتِ اسلام“، روحانی خزائن، جلد ۵۔ صفحہ ۲۹۷ تا ۲۹۹)

☆ ☆ ☆

تیسری مثال

''مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت''

ڈاکٹر مارٹن کلارک والا مقدمہ اور اخبار سماویہ کا نزول

۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء کی بات ہے آپ فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک رؤیاء میں دیکھا کہ

''ایک صاعقہ مغرب کی طرف سے میرے مکان کی طرف چلی آتی ہے جو بے آواز اور بے ضرر ایک روشن ستارہ کی مانند آہستہ حرکت کرتی ہوئی میرے مکان کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور جب قریب پہنچی تو میری آنکھوں نے صرف ایک چھوٹا سا ستارہ دیکھا جسکو میرا دل صاعقہ سمجھتا تھا۔ پھر الہام ہوا:

مَا هٰذَا اِلاَّ تَهْدِيْدُ الْحُكَّام''

آپؑ کو اس کی یہ تفہیم ہوئی کہ آپ کے خلاف کوئی شخص مقدمہ کھڑا کرنے والا ہے جو حکام کی باز پرس تک پہنچ کر ختم ہو جائیگا۔

اس کے تھوڑا عرصہ بعد ہی آپ کو اسی مقدمہ کے بارے میں مندرجہ ذیل تفصیلی الہام ہوا:

اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ آتِیْکَ بَغْتَةً یَأتِیْکَ نُصْرَتِی .اِبْرَاءٌ.اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوالْمَجْدِ وَالْعُلٰی

آپ نے اس کے یہ معنی بیان فرمائے:

''میں اپنی فوجوں (یعنی ملائکہ) کے ساتھ ناگہانی طور تیرے پاس آؤنگا اور اس مقدمہ میں میری مدد تجھے پہنچے گی۔ میں انجام کار تجھے بری کروں گا اور بے قصور ٹھہراؤں گا۔ میں ہی وہ رحمان ہوں جو بزرگی اور بلندی سے مخصوص ہے''

اس کے ساتھ ہی آپ کو ایک اور الہام ہوا جس کے الفاظ مندرجہ ذیل تھے:

''بَلَجَتْ آیَاتِی''

یعنی' میرے نشان ظاہر ہونگے اور ان کے ثبوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوں گے'

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن جلد ۱۸۔صفحہ ۵۷۵)

آپ اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں فرماتے ہیں کہ اس الہام کے بعد آپ کو مندرجہ ذیل الہام اردو زبان میں بھی ہوا:

''مخالفوں میں پھوٹ....اور ایک شخص متنافس کی ذلت
اور اہانت اور ملامت خلق''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن جلد ۱۵۔صفحہ ۳۴۲)

اب مندرجہ ذیل پیشگوئیاں جمع ہوگئیں:

اوّل، یہ کہ کوئی شخص آپ کے خلاف پھر مقدمہ کھڑا کرے گا۔مگر وہ حکام کی باز پرس تک پہنچ کر ختم ہوجائیگا۔

دوم، یہ کہ اس مقدمہ میں اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت آپ کے شامل حال ہوگی۔

سوم، یہ کہ آپ کو اس مقدمہ میں بے قصور ٹھہرایا جائے گا اور آپکی مکمل طور پر بریت ہوگی۔

چہارم، یہ کہ آپ کی براءت زیادہ سے زیادہ روشن نشانات کے ساتھ ظاہر ہوگی۔اور

پنجم، یہ کہ مقدمہ کرنے والوں کے اندر پھوٹ پڑ جائے گی۔نیز یہ کہ اس میں کسی متنافس شخص کے لئے ذلت اور اہانت کے اسباب پیدا ہوں گے۔

ان جملہ الہامات پر ابھی بمشکل تین ماہ ہی گذرنے پائے تھے کہ امرتسر کے عیسائی مشن کے ایک مشنری پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے آپ پر یہ الزام لگا کر مقدمہ کھڑا کر دیا کہ

''مرزا غلام احمد قادیانی نے عبدالحمید نامی ایک شخص کو سکھا پڑھا کر اس غرض سے امرتسر بھجوایا کہ وہ عیسائیوں کے اس مشنری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کو موقع پا کر قتل کر دے''

(خلاصہ بحوالہ ''تاریخ احمدیت'' جلد اوّل۔صفحہ ۶۲۱)

یہ مقدمہ کس قسم کی کذب بیانیوں، افترا پردازیوں اور حیلہ سازیوں سے کام لے کر تیار کیا گیا تھا اور پھر کِن کِن نازک مراحل میں سے گزر کر ایک بھیانک شکل اختیار کر گیا، دشمن کو اپنی مکاری اور جعل سازی کو سچ کا روپ دھارنے کیلئے کیسے کیسے پاپڑ بیلنے پڑے اور اس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام کی حفاظت اور تائید و نصرت کے کیسے کیسے حیرت انگیز نشانات دکھلائے یہ ایک دلچسپ اور ایمان افروز داستان ہے جس کی تفصیلی روئیداد ''درویشان احمدیت'' جلد سوم میں ''حفاظت سماوی'' کے عنوان کے تحت بیان کی جا چکی ہے۔یہاں صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ مقدمہ مختلف مراحل میں سے گزرتا ہوا کس طرح اپنے منطقی انجام کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حضرت بانئ سلسلہؑ

کو پہلے سے دی گئیں بشارات کس طرح معجزانہ رنگ میں پوری فرما کر اپنے عالم الغیب اور قادر مطلق ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا۔

یہ مقدمہ شروع شروع میں اس قدر سنگین سمجھا گیا کہ امرتسر کی عدالت کی طرف سے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے نام ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی معرفت وارنٹ گرفتاری جاری کئے گئے یعنی یہ حکم کہ آپؑ کو باقاعدہ گرفتار کر کے ہتھکڑیوں سمیت امرتسر بھجوایا جائے۔ ظاہر ہے کہ شروع مقدمہ میں اس قدر سنگینی پیدا ہونے سے الہامی لفظ صاعقہ کی تعبیر ظاہر ہوگئی مگر جسے خدا نے اپنی قدرت کے زبردست ہاتھ سے ایک بے ضرر ستارے میں تبدیل کر دیا۔ یعنی وہ وارنٹ گرفتاری ایسا گم ہوا کہ آج تک کسی کو پتہ نہیں کہ وہ کہاں گیا۔

پھر ''مخالفوں میں پھوٹ'' والی پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ اس مقدمہ کا سب سے بڑا مخبر جس کی جھوٹی رپورٹ پر یہ سارا ڈرامہ رچایا گیا تھا یعنی عبدالحمید وہ ان سے ڈرامائی انداز میں اور بالکل غیر متوقع طور پر الگ ہو گیا یعنی اس نے انگریز ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر لیمار چنڈ کے روبرو بیان کیا کہ اس نے اب تک جو کچھ اپنے بیانوں میں کہا ہے یہ سب ان عیسائیوں کا سکھایا پڑھایا ہوا تھا اور یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب (حضرت بانیٔ سلسلہؑ) نے اسے ہرگز کسی کو قتل کرنے کے لئے نہیں بھیجا۔ یہ سارا راز اِفشاء ہونے پر عیسائیوں کی ساری جھوٹی امیدوں اور خوشیوں پر پانی پھر گیا اور ان کا وہ تانا بانا ریت کی دیوار کی مانند زمین پر آ رہا جو بڑی عیاری اور مکاری کیساتھ وہ اب تک بُنتے چلے آ رہے تھے۔ چنانچہ حقیقت کھل جانے پر عدالت نے آپؑ کو بڑی عزت کے ساتھ بری کر دیا۔

(خلاصہ از ''کتاب البریہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۶)

اس بریت کے ساتھ وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی جو بیس برس پہلے ایک الہام کی شکل میں آپ کو دی گئی تھی اور جو آپ کی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں ان الفاظ میں موجود تھی:

'فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا

یعنی 'خدا اسے اس الزام سے جو اس پر لگایا جائے گا بری کر دے گا کیونکہ وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے'

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۔ صفحہ ۶۱۵)

اب مذکورہ بالا آسمانی اخبار کے اس حصے پر روشنی ڈالی جاتی ہے جس میں آپؑ کو بتایا گیا تھا کہ ایک

شخص متنافس کی اس میں ذلت اور اہانت ظاہر ہوگی نیز یہ کہ وہ ملامتِ خلق کا نشانہ بنے گا۔ پیشگوئی کا یہ حصہ جس شان اور جلال سے پورا ہوا وہ قدرت خداوندی کا ایک عجیب نشان ہے۔ اس کے پورا ہونے سے علاوہ اس کے کہ اس الہام کے چشمۂ غیبی سے نکلے ہوئے ہونے پر ایک واضح شہادت قائم ہوتی ہے، خود حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی صداقت اور عظمت کو بھی چار چاند لگ جاتے ہیں۔ اس کی روئیداد اس طرح پر ہے کہ اس مقدمہ کو زیادہ سے زیادہ بھیانک اور مکروہ شکل دینے کیلئے جہاں عیسائی لوگ ہر قسم کے مکر و فریب سے کام لے رہے تھے وہاں آپؑ کا اشد ترین مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی بھی جلتی پر تیل ڈالنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے بھی پادریوں کی حمایت میں اپنا بیان دینے کیلئے بطور گواہ اپنا نام لکھوا دیا۔ مگر یہی تقریب اس کی اپنی ذلت اور رسوائی کا موجب بن گئی۔ بہتر ہوگا کہ اس سلسلے میں یہاں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کا اپنا فرمودہ بیان درج کر دیا جائے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

’’یہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا تھا اس میں محمد حسین بٹالوی بڑا حریص تھا کہ کسی طرح عیسائیوں کو کامیابی ہو۔ وہ خیال کرتا تھا کہ مجھے شکار مارنے کے لئے ایک موقعہ ملا ہے اور اس کو یقین تھا کہ یہ وار اس کا ہرگز خالی نہ جائے گا..... وہ اس خیال پر کہ عنقریب یہ عاجز صاحب ضلع کی کچہری میں گرفتار ہو کر آئے گا بڑے ناز سے کچہری میں تشریف لائے اور صیاد کی طرح اِدھر اُدھر دیکھتے تھے کہ تا میری گرفتاری اور ہتکڑی کا نظارہ دیکھیں اور اپنے یاروں کو دکھائیں۔ اتنے میں مَیں قریب نو بجے کے بٹالہ میں جہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہ تقریب دورہ فروکش تھے پہنچ گیا۔ اور جب مَیں صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں گیا تو پہلے سے میرے لئے کرسی بچھائی گئی تھی۔ جب میں حاضر ہوا تو صاحب ضلع نے بڑے تلطّف اور مہربانی سے اشارہ کیا کہ تا مَیں کرسی پر بیٹھ جاؤں‘‘

آگے محمد حسین بٹالوی کا کیا حشر ہوا، اس بارے میں فرماتے ہیں:

’’جب وہ گواہی کے لئے اندر بلایا گیا تو جیسا کہ خشک ملّا جاہ طلب اور خودنما ہوتے ہیں آتے ہی بڑی شوخی سے اس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی طلب کی۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ تجھے عدالت میں کرسی نہیں ملتی اس لئے ہم کرسی نہیں دے سکتے۔ پھر اس نے دوبارہ کرسی کی لالچ میں بیخود ہو کر عرض کی کہ مجھے کرسی ملتی ہے اور میرے

باپ رحیم بخش کو بھی ملتی تھی۔صاحب بہادر نے فرمایا کہ تُو جھوٹا ہے نہ تجھے کرسی ملتی ہے نہ تیرے باپ رحیم بخش کو ملتی تھی۔ ہمارے پاس تمہاری کرسی کیلئے کوئی تحریر نہیں۔تب محمد حسین نے کہا کہ میرے پاس چٹھیات ہیں ،لاٹ صاحب مجھے کرسی دیتے ہیں۔یہ جھوٹی بات سن کر صاحب بہادر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ 'بک بک مت کر۔ پیچھے ہٹ اور سیدھا کھڑا ہو جا' ''

اُس کی اِس حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے حضورؑ آگے فرماتے ہیں:

''اُس وقت مجھے بھی محمد حسین پر رحم آیا کیونکہ اس کی موت کی سی حالت ہوگئی تھی۔اگر بدن کاٹو تو شاید ایک قطرہ لہو کا نہ ہو۔اور وہ ذلّت پہنچی کہ مجھے تمام عمر میں اسکی نظیر یاد نہیں۔پس بیچارہ غریب اور خاموش اور ترساں اور لرزاں ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا اور پہلے میز کی طرف جھکا ہوا تھا۔تب فی الفور مجھے خدا تعالیٰ کا یہ الہام یاد آیا کہ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ یعنی میں اس کو ذلیل کرونگا جو تیری ذلت چاہتا ہے''

(''کتاب البریہ''،روحانی خزائن،جلد۱۳۔صفحہ۲۷تا۳۰)

آگے یہ کہ اس پیشگوئی کے الفاظ ''اور ملامت خلق'' اس کی نسبت کیونکر پورے ہوئے اس کی دلچسپ روئیداد جیسا کہ ایک غیر از جماعت دوست مکرم راجہ غلام حیدر صاحب نے جو عدالتی کاروائی کے دوران بطور ریڈر کمرۂ عدالت میں موجود تھے بیان کی ہے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔وہ لکھتے ہیں:

''مولوی محمد حسین صاحب شہادت کے بعد کمرۂ عدالت سے باہر نکلے تو برآمدہ میں ایک آرام کرسی پڑی تھی اس پر بیٹھ گئے۔مگر کنسٹبل نے وہاں سے انہیں اٹھا دیا کہ 'کپتان صاحب پولیس کا حکم نہیں ہے'۔پھر مولوی صاحب موصوف ایک بچھے ہوئے کپڑے پر جا بیٹھے۔جن کا کپڑا تھا انہوں نے یہ کہہ کر کپڑا کھینچ لیا کہ مسلمانوں کا سرغنہ کہلا کر اور پھر اس طرح صریح جھوٹ بولنا،بس ہمارے کپڑے کو ناپاک نہ کیجئے'۔تب مولوی نورالدین (مراد حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ۔ناقل) نے اٹھ کر مولوی محمد حسین صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ یہاں ہمارے پاس بیٹھ جائیں ہر ایک چیز کی حد ہونی چاہئے''

(''روحانی خزائن''،جلد۱۳۔تعارفی بیان از مرتب۔صفحہ۱۶)

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام ان تمام تصرفات الٰہیہ کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں بیان فرماتے ہیں:

''جب میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے خون کا مقدمہ دائر ہوا اس مقدمہ کے بارے میں ایک تو یہ نشان تھا کہ خدا نے اس مخفی بلا سے پہلے مجھے اطلاع دی کہ ایسا مقدمہ ہونے والا ہے۔اور پھر یہ بھی اطلاع دے دی کہ آخر بریت ہے۔اور جب اس پیشگوئی کے مطابق وہ بلا ظاہر ہوگئی اور ڈاکٹر مارٹن کلارک نے میرے پر خون کا مقدمہ دائر کر دیا اور گواہوں نے ثبوت دے دیا اور مقدمہ کی صورت خطرناک ہوگئی تو مجھے الہام ہوا کہ

مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت

پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا اتفاق ہوا کہ مخالفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور عبدالحمید جو خون کرنے کا مخبر تھا اور میری نسبت یہ الزام لگاتا تھا جو مجھے خون کرنے کیلئے بھیجا ہے اُس نے دوسرے مخالفوں سے الگ ہو کر سچ سچ حالات بیان کر دئے جس سے مَیں بری کیا گیا۔اور مدعی کے ایک معزز گواہ کو کچہری میں ذلت اور اہانت بھی دیکھنی پڑی۔اور اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔صفحہ ۳۷۴ تا ۳۷۵)

آخر پر الہام ''بَلَجَتْ آیَاتِیْ'' جس کا مطلب یہ تھا کہ 'میرے نشان ظاہر ہونگے اور ان کے ثبوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونگے'، جس رنگ میں پورا ہوا وہ بھی ایک عجیب کرشمہ قدرت اور الٰہی تصرف کی ایک درخشندہ مثال ہے۔اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہؑ فرماتے ہیں:

''اس واقعہ سے قریباً ڈیڑھ سال بعد عبدالحمید ملزم کو پھر گرفتار کیا گیا اور کتنی مدت زیر حراست رکھ کر اس سے پھر اظہار لئے گئے [۱] مگر اس نے یہی گواہی دی کہ میرا پہلا بیان

---

[۱] یہ اظہار ۱۲؍ستمبر ۱۸۹۹ء کو پٹھانکوٹ کی عدالت میں ضلع مجسٹریٹ، مسٹر جے۔آر۔ڈریمنڈ، کے روبرو ہوا تھا۔اس کی طرح بھی دراصل ڈاکٹر مارٹن کلارک نے ہی ڈالی تھی۔مگر اس تقریب سے حق کا پہلے سے بھی بڑھ کر بول بالا ہوا۔یعنی آپ کی بریت پر عدالت نے ایک بار پھر مہر تصدیق ثبت کر کے اسے ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر کر دیا۔

ہی جھوٹا تھا جو عیسائیوں کے سکھلانے پر میں نے کہا تھا۔ پس اس طرح خدا نے میری بریّت کو مکمل کر دیا۔ اس الہام کے یہ معنی تھے کہ میری بریّت کیلئے اَور بھی خدا کی طرف سے نشان ظاہر ہونگے۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۷۸)

یہ مضمون ختم کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ اس مقدمہ کے بارے میں ملنے والی سب سے پہلی آسمانی خبر کا وہ حصہ کیونکر پورا ہوا جس میں فرمایا گیا تھا کہ **مَا هٰذَا اِلَّا تَهْدِيْدُ الْحُكَّام** ۔اس کی مکمل تفصیل بھی ''درویشان احمدیت'' جلد سوم میں بیان کی گئی ہے تاہم ناظرین کے ازدیادِ علم کی خاطر اس کی مختصر روئیداد یہاں بھی درج کر دی جاتی ہے۔ جو حسب ذیل ہے کہ

خدائی بشارات کے مطابق عدالت کی طرف سے حضرت بانی سلسلہؑ کی بریت کا اعلان ہونے کے بعد عدالت نے اپنے اس فیصلے میں حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کے بارے میں مندرجہ ذیل ریمارکس بھی دیئے تھے:

'' ہم اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دیئے ہیں، باضابطہ طور پر متنبہ کرتے ہیں کہ اُن مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں[ا] یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں جن سے ان لوگوں کی ایذا متصور ہے جن کے مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔ جو اثر اسکی باتوں سے اسکے بے علم مریدوں پر ہوگا اس کی ذمہ واری اِنہی پر ہوگی اور ہم اِنہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جبتک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کرینگے وہ قانون کے رو سے بچ نہیں سکتے بلکہ اسکی زد کے اندر آجاتے ہیں''

(بحوالہ ''کتاب البریہ''، روحانی خزائن جلد ۱۳۔ ص ۲۔۳۰۱)

[ا] ان مطبوعہ دستاویزات سے مراد حضرت بانی سلسلہؑ کی وہ تحریرات تھیں جن میں آپ نے آریہ اور عیسائی مخالفین کے اسلام اور حضرت بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نہایت دلآزار اور سب وشتم سے بھری ہوئی تحریرات کے جواب میں بعض سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور جنہیں فریق مخالف نے استغاثہ کی تائید میں پیش کیا تھا۔ آپ نے عدالت کی توجہ اس طرف مبذول بھی کرائی لیکن چونکہ عدالت کا وقت ختم ہو چکا تھا اور فیصلہ سنایا جا چکا تھا، اس لئے حکام نے اس وقت اس کا کوئی نوٹس نہ لیا۔

یہ ایک قسم کا تہدیدی نوٹس تھا جس پر آپ کے باقاعدہ دستخط کرائے گئے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ یہی نوٹس دوسری طرف آپ کی صداقت اور آپکے منجانب اللہ ہونے پر ایک زبردست نشان بن گیا۔ کیونکہ مَا ھٰذا اِلَّا تَھْدِیْدُ الْحُکام کے الفاظ میں اس کی آپ کو پہلے ہی خبر دے دی جا چکی تھی۔ یعنی خدا تعالیٰ نے اُسی وقت جب ابھی اس مقدمہ کی داغ بیل بھی نہ پڑی تھی آپ کو بتا دیا اور اطمینان دلا دیا تھا کہ مقدمہ تو بنے گا، اس کی گھن گرج بھی بہت ہوگی۔ لیکن فکر نہ کرنا، اس کی تان حکام کی ایک تہدید پر آ کر ٹوٹ جائیگی۔ اور پھر بعینہٖ ایسا ہی ہوا۔ یہ اتنا زبردست نشان الٰہی تھا کہ اسے دیکھ کر مومنوں کے دل بجائے کسی قسم کا غم کرنے کے خوشیوں سے معمور ہو گئے۔

ظاہری اعتبار سے البتہ عدالت کو اس قسم کا نوٹس جاری کرنے کی ضرورت ڈاکٹر مارٹن کلارک (مدعی) کے یک طرفہ بیان کی وجہ سے پیش آئی کیونکہ اس سے عدالت پر یہ تأثر پیدا ہوا کہ گویا صرف آپ (حضرت بانیٔ سلسلہؑ) کی طرف سے ہی عیسائیوں کے بارے میں سخت الفاظ استعمال ہوتے رہے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ تھی کہ مخالفینِ اسلام اور بالخصوص عیسائی پادری ان سے بہت زیادہ دلآزار اور اشتعال انگیز الفاظ خود آپؑ اور آپؑ کے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰےﷺ کے متعلق استعمال کرتے چلے آ رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے بعد از برخاست مقدمہ اس بارے میں فرمایا:

''یہ بات بھی تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی۔ لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی''

(''اشتہار مورخہ ۲۰ رستمبر ۱۸۹۷ء، بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم۔ صفحہ ۴۶۶)

لیکن فرماتے ہیں کہ چونکہ عدالت اس وقت مقدمہ ختم کر چکی تھی اس لئے آپ اپنا بیان مکمل طور پر پیش نہ کر سکے۔ تاہم بعد میں آپنے ایسی تمام تحریرات پر مشتمل ایک فہرست عدالت میں جمع کرا دی جو مخالفین اسلام بالخصوص عیسائیوں کی شائع کردہ کتب میں موجود تھیں۔ اِن تحریرات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے ان کے بارے میں استعمال کئے ہوئے سخت الفاظ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اسی حقیقت الامر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''میں نے اُسی وقت صاحب مجسٹریٹ ضلع کو یہ کہا تھا کہ میری طرف سے کوئی سختی ابتدائی

طور پر نہیں ہوئی ، بلکہ پادری صاحبوں کی طرف سے سختی ہوئی ہے اور میں نے یہ بھی کہا کہ اسوقت کئی بستے ایسے عیسائی کتابوں کے میرے پاس موجود ہیں جن میں عیسائی صاحبوں نے نہایت زیادتی کی ہے۔لیکن چونکہ صاحب مجسٹریٹ ضلع اُس وقت مقدمہ ختم کر چکے تھے اس لئے میرے جواب کا وقت نہیں رہا تھا''

(''کتاب البریہ''،روحانی خزائن جلد۱۳۔ص۲۔۳۱۱)

بعد میں آپؑ نے اپنے اسی رسالہ ''کتاب البریہ'' میں مقدمہ کی تفصیلات کا ذکر کرنے کے علاوہ ایسے تمام دلآزار اور دلفگار کلمات کی فہرست شائع فرمادی جو عیسائی پادری اور آریہ لوگ مدت سے اسلام،حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ،آپؐ کے صحابہ اور آپکی ازواج مطہرات کی شان میں شائع کرتے چلے آرہے تھے۔اور پھر حکومتِ وقت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ

''یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ عام طور پر ایک سخت قانون جاری کر کے ہر ایک مذہبی گروہ کو سخت الفاظ کے استعمال سے ممانعت کر دے تا کہ کسی قوم کے پیشوا اور کتاب کی توہین نہ ہو......ایسے قانون سے ملک میں بہت امن پھیل جائیگا اور مفسد طبع فتنہ انگیز لوگوں کے منہ بند ہو جائینگے اور تمام مذہبی بحثیں علمی رنگ میں آجائیں گی......اور جو شخص اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے،اس کے لئے کوئی سزا مقرر ہو۔بے شک بغیر اس تدبیر کے مذہبی فتنوں کا زہریلا بیج بکلی دور نہیں ہوسکتا''

(''اشتہار مورخہ ۲۰ رستمبر ۱۸۹۷ء،بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم۔صفحہ ۸۔۴۶۷)

☆ ☆ ☆

چوتھی مثال

مولوی کرم الدین کا دعویٰ ’ازالہ حیثیت عرفی‘ اور آپ کو ملنے والی آسمانی بشارات

اوپر ڈاکٹر مارٹن کلارک والے مقدمہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح اس کے شروع ہونے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ کو کامیابی کی بشارات دے کر اپنے عالم الغیب اور قادر مطلق ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اس مقدمہ پر ابھی بمشکل چار سال کا عرصہ ہی گذرنے پایا تھا کہ آپ کو متعدد ایسے نظارے دکھلائے گئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ پھر کوئی مقدمہ کی صورت پیدا ہونے والی ہے، یہ کہ فریق مخالف پھر بہت ہی جوش وخروش کا مظاہرہ کرے گا اور اسکی حمایت میں زبردست کوششیں کی جائیں گی۔ مگر بالآخر وہ ناکام اور نامراد رہے گا۔ چنانچہ جس جس طرح یہ الہامات اور غیبی نظارے آپ پر منکشف ہوتے گئے آپ انہیں اپنے اخبارات اور رسائل میں شائع فرماتے چلے گئے۔

اس سلسلہ کا سب سے پہلا الہام آپکو جولائی ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ اس کے الفاظ یہ تھے:

اِنِّیْ مَعَ الاَ فْوَاجِ اٰ تِیْکَ بَغْتَۃً

یعنی ’میں اپنی فوجوں کے ساتھ اچانک آؤنگا‘۔

اسکی تعبیر میں آپؑ نے تحریر فرمایا:

”تین دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا ’اِنِّیْ مَعَ الاَ فْوَاجِ اٰ تِیْکَ بَغْتَۃً‘۔ میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے۔ افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا ہے۔ اس کے تو انتقام کیساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے۔ پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں۔ جبتک مقابل کی طرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جاوے خدا تعالیٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی“

یہ الہام آپ نے (بحوالہ ”تذکرۃ“، طبع چہارم۔ صفحہ ۴۰۸) ۱۷ جولائی ۱۹۰۱ء کی اخبار

الحکم میں شائع فرمادیا۔اس الہام سے جیسا کہ آپ نے اس کی تعبیر فرمائی یہ اندازہ ہوتا تھا کہ پھر کوئی مقدمہ آپؑ کے خلاف اٹھنے والا ہے۔

اس کے بعد ۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو آپ کو ایک ایسا نظارہ دکھلایا گیا جس کے اندر آپ کے خلاف کسی فوجداری کاروائی کے عمل میں آنے کے اشارات تو پائے جاتے تھے مگر ان کے ساتھ آپ کو اپنے قادر مطلق خدا کی طرف سے بریّت کی بھی خبر دی گئی۔اس نظارہ کی تفصیل آپ نے یوں بیان فرمائی:

''رات.....میں نے دیکھا کہ ایک سپاہی وارنٹ لیکر آیا ہے اور میرے ہاتھ پر ایک رسی سی لپیٹی ہے تو میں اسے کہہ رہا ہوں کہ یہ کیا ہے۔ مجھے تو اس سے لذت اور سرور آ رہا ہے۔ یہ لذت ایسی ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اس اثنا میں میرے ہاتھ میں معاً ایک پروانہ دیا گیا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے۔ وہ پروانہ بہت خوشنما لکھا ہوا تھا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کا لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس پروانہ کو جب پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا:

'عدالت عالیہ نے اسے بری کر دیا ہے'''

یہ رؤیاء بھی آپ نے (بمطابق ''تذکرہ'' طبع چہارم۔صفحہ ۴۱۳) اخبار 'الحکم' مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع فرمادی۔

اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کو ایک اَور الہام ہوا جس کے الفاظ یہ تھے:

یُرِیْدُوْنَ اَن یُّطْفِئُوْا نُوْرَکَ وَ یَتَخَطَّفُوْا عِرْضَکَ وَاِنِّیْ مَعَکَ وَ مَعَ اَھلِکَ

یعنی 'دشمن لوگ ارادہ کرینگے کہ تیرے نور کو بجھادیں اور تیری آبروریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہوں اور ان کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں'

یہ الہام بھی اخبار 'بدر' کی ۷ نومبر ۱۹۰۲ء کی اشاعت میں شائع کر دیا گیا۔

پھر نومبر ۱۹۰۲ء کو آپؑ نے ایک اَور نظارہ دیکھا جو بتاتا تھا کہ کوئی شخص آپؑ کی عزت پر حملہ کرے گا اور یہ بھی کہ حملہ کرنے والا دو بار حملہ کرے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''ایک مقام پر مَیں کھڑا ہوں تو ایک شخص آکر چیل کی طرح جھپٹا مار کر میرے سر سے ٹوپی لے گیا۔ پھر دوسری بار حملہ کر کے آیا کہ میرا عمامہ لے جاوے مگر میں اپنے دل میں

مطمئن ہوں کہ یہ نہیں لے جاسکتا۔اتنے میں ایک نحیف الوجود شخص نے اسے پکڑ لیا مگر میرا قلب شہادت دیتا تھا کہ یہ شخص دل کا صاف نہیں ہے۔اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو قادیان کا رہنے والا تھا۔اس نے بھی اسے پکڑ لیا۔میں جانتا تھا کہ مؤخر الذکر ایک مومن متقی ہے۔پھر اسے عدالت میں لے گئے تو حاکم نے اسے جاتے ہی ۴ یا ۶ یا ۹ ماہ کی قید کا حکم دے دیا"

یہ رؤیاء بھی آپؑ نے اخبار 'البدر' مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۰۲ء میں شائع فرمادی۔

اس کے ایک ماہ بعد یعنی دسمبر ۱۹۰۲ء میں آپؑ نے ایک تیسرا نظارہ دیکھا جو پہلے دونوں نظاروں سے زیادہ خوفناک اور زیادہ تفاصیل پر مشتمل تھا۔تاہم انجام کار اس کے اندر بھی نصرت الٰہی اور سلامتی کی خبر پائی جاتی تھی۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

"کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر مَیں ہوں اور وہ کوچہ سربستہ سا معلوم ہوتا ہے کہ ۳ بھینسے آئے ہیں۔ایک ان میں سے میری طرف آیا تو میں نے اسے مار کر ہٹا دیا۔پھر دوسرا آیا تو اسے بھی ہٹا دیا۔پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پُرزور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفرّ نہیں ہے۔خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا۔میں اس وقت یہ غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں۔میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا۔مگر میں نے پھر نہ دیکھا۔اس وقت خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں مندرجہ ذیل دعا القاء کی گئی: رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ ، رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ "

یہ الہام اور کشفی نظارہ (بمطابق "تذکرہ، طبع چہارم، صفحہ ۴۴۳) انہی دنوں اخبار الحکم مورخہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۰۲ء اور البدر مورخہ ۱۲؍دسمبر ۱۹۰۲ء میں شائع کرادیا گیا[۱]

---

[۱] یہی واقعہ آپ اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" میں درج کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"اس واقعہ کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوئی کہ کوئی دشمن مقدمہ برپا کریگا اور اسکے تین وکیل ہونگے"

("حقیقۃ الوحی"، روحانی خزائن جلد ۲۲۔صفحہ ۳۹۵)

اور عجیب بات یہ ہے کہ جب واقعہ میں مولوی کرم الدین نے یہ مقدمہ آپؑ پر بنایا تو اس کے تین وکیل ہی تھے۔

آپؑ کو دکھائے جانے والے یہ جملہ نظارے اور الہامات اپنی ان تفاصیل اور الٰہی مفاہیم کیساتھ بڑے واضح طور پر کسی خطرناک مقدمہ کی نشاندہی کر رہے تھے۔ تاہم ساتھ یہ بھی بتا رہے تھے کہ آپؑ اس کے ضرر سے کلیۃً محفوظ رہینگے اور سلامتی اور عزت کے ساتھ بری کئے جائینگے۔ مگر چونکہ ابھی تک کوئی شخص سامنے نہ آیا تھا اور نہ آپ کو ایسے شخص کے بارے میں کوئی ادنیٰ تصور ہی تھا کہ وہ کون ہے، لھذا آپ انتظار کرنے لگے کہ ان اخبار سماوی کا ظہور کب اور کس شکل میں ہوتا ہے۔

اب خدا کی قدرت دیکھئے کہ اس آخری رؤیاء پر ابھی ایک ماہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ ضلع جہلم کے ایک شخص مولوی کرم دین ساکن بھیں نے جہلم کی عدالت میں آپؑ اور آپؑ کے دو اصحاب کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا ایک فوجداری مقدمہ دائر کر دیا۔ مقدمے کی بنا یہ بنائی گئی کہ

’مرزا غلام احمد قادیانی نے میرے بہنوئی، مولوی محمد حسن التوفی کے متعلق اپنی کتاب ’نزول المسیح‘ اور ’الحکم‘ اخبار میں نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں جو میرے بہنوئی کی سخت توہین کا موجب ہوئے ہیں‘

(خلاصہ بحوالہ ’’تاریخ احمدیت‘‘ جلد دوم۔ صفحہ ۲۶۲)

چنانچہ عدالت مذکورہ کی جانب سے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام اور دوسرے دونوں اصحاب کے نام ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو جہلم کی عدالت میں حاضر ہو کر مقدمہ کی پیروی کرنے کے سمن جاری ہو گئے۔

اس مقدمہ کی خبر کا مشہور ہونا تھا کہ اخبارات میں شور پڑ گیا۔ مخالفوں نے خوشی کے نعرے بلند کرنے شروع کر دئے۔ بالخصوص آریہ اخبارات نے تو آسمان سر پر اٹھا لیا اور جلتی پر تیل ڈالنے کی غرض سے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے خلاف ہر قسم کا زہر اگلنے اور حکومت کو اکسانے کی مہم شروع کر دی۔ انہوں نے اس بارے میں ہر چھوٹی بڑی خبر پر حاشیہ آرائی کر کے رائی کا پہاڑ بنانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ مثال کے طور پر لاہور کے ایک اخبار کا بیان پیش کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے لکھا:

’’مرزا قادیانی پر نالش ہے۔ ان کا طرز تحریر بھی جہاں تک پڑھا ہے ملک کیلئے کسی طرح مفید نہیں بلکہ بہت دلوں کو دکھ دینے والا ہے۔ اگر عدالت نالش کو سچا سمجھے تو مناسب ہے کہ عبرت انگیز سزا دیوے تا کہ ملک ایسے شخصوں سے جس قدر پاک رہے ملک اور گورنمنٹ کیلئے مفید ہے‘‘

(بحوالہ ’الحکم‘ ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ و تاریخ احمدیت، حصہ سوم۔ صفحہ ۲۷۲)

سفرِ جہلم کے دوران ملنے والی ایک عظیم خوشخبری

تاہم ان جملہ خرافات سے لا پرواہ ہوکر اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہوئے آپؑ اس مقدمے کی پیروی کے لئے ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان سے اپنے رفقاء کے ساتھ روانہ ہوکر پہلے بذریعہ ریل لاہور پہنچے اور ایک رات لاہور میں قیام فرمانے کے بعد جہلم کیلئے روانہ ہو گئے۔

اب جس رات آپؑ نے لاہور میں قیام فرمایا اسی رات آپؑ کو خدا کی طرف سے ایک اَور بشارت ملی جسکے الفاظ یہ تھے:

اُرِیْکَ بَرَکَاتٍ مِن کُلِّ طَرَفٍ

یعنی 'میں تجھے ہر پہلو سے برکتیں دکھاؤں گا' [ا]

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۶۳۔ حاشیہ)

یہ الٰہی بشارت جس سے آپ نے لاہور سے اپنی روانگی سے قبل ہی اپنے رفقاءِ سفر کو آگاہ کر دیا تھا اپنی ذات میں اس قدر نرالی اور ظاہری حالات کے اعتبار سے اس قدر نا قابل فہم تھی کہ قبل از وقت کوئی یہ تصور بھی نہ کرسکتا تھا کہ اس کا ظہور کیسے ہوگا۔ مگر جس رنگ میں اس کا ظہور ہوا وہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور رحمتوں کا ایک بہت بڑا نشان تھا۔

بات یہ تھی کہ آپؑ کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا اور یہ دعویٰ جمہور مسلمانوں کے اس عقیدہ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی آخری زمانہ میں امت مسلمہ کی اصلاح کیلئے آسمان سے نازل ہونگے کے بالکل برعکس تھا۔ اور اسی دعویٰ کی وجہ سے آپؑ پر مسلمانوں کی طرف سے کفر کے فتوے لگائے جا چکے تھے۔ ادھر عیسائیوں اور ہندوؤں کو آپؑ سے اس لئے عناد تھا کہ آپؑ نے ان کے مذہب کو مُردہ اور ان کی کتابوں کو گمراہ کن اور روحانیت سے خالی قرار دیا تھا۔ اس لئے کیا مسلمان، کیا عیسائی اور کیا ہندو، سب ہی آپ کی جان کے دشمن ہو رہے تھے۔ اس کے مقابل پر آپکے ماننے والوں کی تعداد اتنی قلیل تھی کہ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھی۔ خود آپ ایک ایسی گمنام بستی سے تعلق رکھتے تھے جسے کوئی جانتا تک نہ تھا۔ رہا آپؑ کا خاندان تو اس کی جتنی بھی وجاہت تھی وہ آپکے دعوے سے قبل

[ا] یہ الہام اخبار الحکم مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء اور البدر مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۳ء آپ کے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ شائع ہوا: ''لاہور میں کثرت سے بار بار یہ الہام ہوا: اُرِیْکَ بَرَکَاتٍ مِن کُلِّ طَرَفٍ''

ہی ختم ہو چکی تھی اور جو آپ کے جدی رشتہ دار زندہ تھے وہ بوجہ اسکے کہ اسلام سے بیزار تھے خود آپ سے بھی بیزار بلکہ آپکی جان کے دشمن بن چکے تھے۔ غرض جس جہت سے بھی دیکھا جائے آپؑ کسی ایسی شخصیت کے مالک نہ تھے کہ لوگوں کو آپ کی ذات سے کوئی دلچسپی ہوتی سوائے اس کے کہ آپؑ کا دعویٰ خدا کا مامور ہونے کا تھا لیکن یہ منصب بجائے خود آپ کی مخالفت اور آپ سے منافرت کا باعث بن چکا تھا۔ پھر جہاں آپؑ جا رہے تھے ایک ملزم کی حیثیت سے جا رہے تھے نہ کہ کوئی انعام یا اعزاز حاصل کرنے کی غرض سے۔ ان حالات میں اخبارات نے بھی آپؑ کے بارے میں جو کچھ لکھا اس سے ان کا مقصد آپؑ کی تنقیص اور تذلیل کرنا تھا۔ ان جملہ حالات کے علی الرغم اوّل تو آپ کو ایسی بشارت کا ملنا ہی ایک مافوق العادت خبر تھی۔ دوسرے اس کا حقیقت بننا ایک امر محال تھا۔ لیکن جس حیرت انگیز رنگ میں اس بشارت کا عملی ظہور ہوا وہ اپنی جگہ ایک ایسی عظیم الشان حقیقت ہے جو کسی صورت میں بھی ایک معجزہ سے کم نہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ایک خاص تصرف کام کرتا نظر آتا ہے۔

چنانچہ لاہور سے آپؑ کی روانگی کے ساتھ ہی ان برکات کا نزول شروع ہو گیا۔ اس کی کیفیت حضرت بانیٔ سلسلہؑ یوں بیان فرماتے ہیں:

”راستہ میں لاہور سے آگے گوجرانوالہ اور وزیر آباد اور گجرات وغیرہ اسٹیشنوں پر اس قدر لوگ ملاقات کیلئے آئے کہ اسٹیشنوں پر انتظام رکھنا مشکل ہو گیا۔ ٹکٹ پلیٹ فارم ختم ہو جانے کی وجہ سے لوگ بلا ٹکٹ پلیٹ فارم پر چلے گئے اور بعض مقامات پر گاڑی کو کثرت ہجوم کی وجہ سے زیادہ دیر تک ٹھہرایا گیا اور نہایت نرمی سے زائروں کو ملازمین ریل نے گاڑی سے علیحدہ کیا۔ بعض جگہ کچھ دور تک لوگ گاڑی کو پکڑے ہوئے ساتھ چلے گئے۔ خوف تھا کہ کوئی آدمی مر نہ جاوے“

(”حقیقۃ الوحی“، روحانی خزائن جلد۲۲۔ صفحہ ۲۶۴۔ حاشیہ)

آپ کے جہلم پہنچنے تک مشتاقانِ زیارت کا یہ جم غفیر اپنی کمیت اور کیفیت کی جملہ حدود کو پھلانگ کر ایک بحرِ بیکراں کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ چنانچہ ابھی گاڑی سٹیشن پر پہنچنے بھی نہ پائی تھی کہ پلیٹ فارم پر موجود خلق خدا کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر مجسم نگاہیں بن کر گاڑی کی طرف دیکھنے لگ گیا۔ یہ دیکھ کر جونہی گاڑی رکی حفاظت پر متعین افسر جناب غلام حیدر صاحب تحصیلدار جہلم نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ سے درخواست کی کہ حضور چند منٹ کیلئے گاڑی کے دروازے میں کھڑے ہو جائیں تا لوگ اپنے شوقِ

نظارہ کی تسکین کر لیں۔ آپؑ نے یہ درخواست منظور فرمالی۔ اور زائرین آپؑ کے منور چہرہ کو دیکھ دیکھ کر آپؑ پر عقیدت کے پھول نچھاور کرنے لگے۔

اس کے بعد جب حضورؑ فرودگاہ (بنگلہ سردار ہری سنگھ، رئیس جہلم) کی طرف روانہ ہوئے تو یہ سیلِ رواں بھی آپ کے ساتھ ساتھ ہولیا۔ جوں جوں حضور کی سواری شہر سے قریب ہوتی جارہی تھی لوگوں کے ہجوم میں اضافہ ہوتا جارہا تھا، یہاں تک کہ بنگلہ تک پہنچتے پر اس نے ایک اَور بحر بیکراں کی سی صورت اختیار کر لی۔ لوگوں کے جوش وخروش کا یہ عالم دیکھ کر حضور تھوڑی دیر کیلئے کمرہ سے نکل کر چھت پر تشریف لے آئے اور آرام کرسی پر رونق افروز ہو کر ہزاروں مشتاقان دید کو شوق نظارہ بخشنے لگے۔

اگلے روز جب آپؑ کچہری تشریف لیجانے والے تھے تو اُس وقت بھی ہجوم خلق کا یہی عالم تھا۔ چنانچہ جونہی حضورؑ باہر تشریف لے آئے ایک جم غفیر آپ کیساتھ ہولیا۔ یہ کیفیت جاری رہی یہاں تک کہ آپؑ کی سواری عدالت میں پہنچ گئی۔ اور جب آپؑ کمرۂ عدالت میں کرسی پر تشریف فرما ہوئے تو لوگ بڑی بیتابی کے ساتھ کاروائی شروع ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ کثرتِ ہجوم کا یہ عالم تھا کہ عدالت کے اندر اور باہر سب کمروں میں لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے۔

اب مقدمہ کی کاروائی کے دوران تو لوگ خاموش بیٹھے رہے۔ مگر جونہی عدالتی کاروائی ختم ہوئی اور حضرت بانیٔ سلسلہؑ اپنی قیاگاہ کی طرف واپس جانے کیلئے روانہ ہوئے تو پھر پہلے کی طرح ہجوم آپ کے ساتھ ہولیا اور لوگ آپؑ کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے ایک دوسرے سے سبقت لینے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ یہ سلسلہ اُس وقت اپنے نقطۂ کمال کو پہنچ گیا جب آپؑ اپنی فرودگاہ پر واپس تشریف لے آئے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہاں سینکڑوں سعید روحیں، کیا مرد اور کیا عورتیں، اس انتظار میں جمع تھیں کہ مامور من اللہ کی غلامی میں داخل ہو کر ہمیشہ کیلئے اپنی عاقبت سنوار لیں۔ چنانچہ جلد ہی ایک روح پرور اور دلگداز منظر پیدا ہو گیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اُس دن تیرہ صد افراد جن میں دوصد صرف عورتیں تھیں نے آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

جہلم سے واپسی کے دوران سٹیشنوں پر پھر وہی سابقہ کیفیت دیکھنے میں آئی۔ جونہی گاڑی کسی سٹیشن پر پہنچتی لوگ آپؑ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے پہلے کی طرح دیوانہ وار ایک دوسرے کے اُوپر گرنے لگتے۔ برکات سماویہ کا یہ نزول یقیناً آپؑ کی عنداللہ مقبولیت کا جلی اعلان تھا۔ چنانچہ اس کی تصدیق خود خدا تعالیٰ نے بھی بایں الفاظ فرمادی، یعنی آپ کو الہام ہوا:

آ ثَرَکَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ

یعنی ''اللہ نے تجھے ہر شے پر ترجیح دی ہے''

(بحوالہ ''تذکرہ''، طبع چہارم۔ صفحہ ۴۵۴)

یہ الہامی خوشخبری آپؑ کو اس وقت ملی جب آپؑ اپنے اِس مبارک سفر سے واپس لوٹ رہے تھے۔ آسمان سے نازل ہونے والی یہ شہادت دراصل ایک الٰہی خراج تحسین تھا جو آپؑ کو اس سفر کی کامیابی پر مبارکبادی کے رنگ میں ملا۔ بالآخر یہ مقدس قافلہ ہزاروں برکتوں سے مالامال ہو کر اور اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے نظارے دیکھتا ہوا بخیر و عافیت قادیان پہنچ گیا۔

آخر پر حضورؑ کا اپنا روح پرور تبصرہ بھی ناظرین کی ایمانی حلاوت کیلئے درج کیا جاتا ہے جو آپؑ نے اُن افضال الٰہیہ پر فرمایا جو اُتِیْکَ بَرَکَاتٍ مِنْ کُلِّ طَرَفٍ کی عملی تعبیر میں اس تاریخ ساز سفر کے دوران آپ پر نازل ہوئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اور یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ جب میں جہلم کے قریب پہنچا تو تخمیناً دس ہزار سے زیادہ آدمی ہوگا کہ میری ملاقات کیلئے آیا اور تمام سڑک پر آدمی تھے اور ایسے انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدے کرتے تھے اور پھر ضلع کی کچہری کے اردگرد اس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ حکام حیرت میں پڑ گئے۔ گیارہ سو آدمیوں نے بیعت کی اور قریباً دو سو کے عورت بیعت کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوئی اور کرم دین کا مقدمہ جو میرے پر تھا خارج کیا گیا۔ اور بہت سے لوگوں نے ارادت اور انکسار سے نذرانے دئے اور تحفے پیش کئے اور اس طرح ہم ہر ایک طرف سے برکتوں سے مالامال ہو کر قادیان میں واپس آئے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۶۴)

یہ مقدمہ، جیسا کہ ''درویشان احمدیت'' کی جلد سوم میں تفصیل سے بتایا گیا ہے نہ صرف آپؑ کے حق میں ختم ہوا یعنی مجسٹریٹ نے مولوی کرم دین کا استغاثہ خارج کر کے آپ کو بری قرار دے دیا بلکہ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے آپؑ اور آپؑ کے سلسلہ کیلئے بہت سی برکات اور حسنات کا موجب بنا۔ اور یوں آپؑ کو اس سلسلے میں ملنے والی اخبار سماویہ کا ایک حصہ پورا ہو کر آپ کے لئے خدائی تائید و نصرت کا ایک زندہ نشان بن گیا۔

☆ ☆ ☆

پانچویں مثال

”عدالت عالیہ نے اسے بری کر دیا ہے“

مولوی کرم الدین کا دوسرا مقدمہ اور

آسمانی بشارات کا نزول

اوپر بتایا گیا ہے کہ مولوی کرم دین کا استغاثہ بسلسلہ ازالہ حیثیت عرفی جو جہلم کی عدالت میں دائر ہوا تھا خارج ہوا اور مجسٹریٹ نے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو باعزت بری قرار دے دیا۔ تاہم اس سلسلہ میں آپ کو ہونے والے الہامات کے ایک بہت بڑے حصہ کا ابھی پورا ہونا باقی تھا۔ اس کی طرح بھی خود مولوی کرم الدین ہی نے ڈالی اور وہ اس طرح کہ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو جہلم والے مقدمہ سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہو کر واپس آئے ہوئے ابھی بمشکل کچھ دن ہی گذرے تھے کہ مولوی کرم الدین نے ایک دوسرا مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کا آپؑ کے خلاف اس بنیاد پر دائر کر دیا کہ آپؑ نے اپنی کتاب ”مواهب الرحمٰن“ میں اس کی نسبت ”کذّاب“ اور ”لئیم“ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

(خلاصہ بحوالہ ”تاریخ احمدیت“ جلد دوم۔ صفحہ ۲۷۸)

یہ مقدمہ مولوی کرم الدین ساکن بھیں نے ۲۸ جنوری ۱۹۰۳ء کو حسب سابق جہلم کی عدالت میں داخل کرایا۔ مگر خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو ابھی اس مقدمہ کی اطلاع نہیں پہنچی تھی کہ آپؑ کو اپنے آقائے آسمانی کی طرف سے بتایا گیا کہ جس بہت بڑے ابتلاء کے پیدا ہونے کی خبریں آپؑ کو اب تک دی جا رہی تھیں اب ان کے اپنی پوری شرح وبسط کے ساتھ ظاہر ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء کو آپ کو پہلے کشفاً مندرجہ ذیل عبارت دکھائی گئی:

تَفْصِیْلُ مَا صَنَعَ اللّٰہُ فِیْ ھٰذَا الْبَأسِ بَعْدَ مَا اَشَعْتَهُ فِی النَّاسِ

اس کے بعد یہی کلمات آپ کی زبان پر جاری ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے اس کی تشریح میں فرمایا:

”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ کے متعلق جو قبل از وقت پیشگوئی کے رنگ میں بتلایا گیا تھا اب اسکی تفصیلات ظاہر ہونگی“

(بحوالہ اخبار بدر، مورخہ ۲۳ و ۳۰ جنوری ۱۹۰۳ء نیز اخبار الحکم، مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء)

جیسا کہ مذکورہ بالا کشف اور الہام کی تاریخ نزول سے پتہ چلتا ہے یہ آسمانی اطلاع آپ کو مقدمہ کے داخل کرائے جانے سے صرف چار دن پہلی ملی۔ گویا ابھی دشمن اپنے حملے کی تیاری ہی کر رہا تھا کہ خدائے ذوالعرش نے اپنے مامور کو آسمان سے یہ اطلاع دے دی کہ اس سے قبل جو کچھ آپ کو مجملاً بتایا جاتا رہا ہے اب ان کے واقعاتی رنگ میں ظہور پذیر ہونے کا وقت آگیا ہے

پھر یہ بھی عجیب بات ہے بلکہ خدائے بزرگ و برتر کی شان کریمی کا ایک زبردست کرشمہ ہے کہ جس دن یہ مقدمہ جہلم کی عدالت میں داخل کرایا گیا اسی دن آپ کو ایک اور الہام ہوا:

"اِنّ اللّٰہَ مَعَ عِبَادِہٖ یُوَاسِیْکَ"

(کہ اللہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔وہ تیرے اس غم میں تیری غمخواری کریگا)

یعنی ادھر دشمن نے تیر چلایا اُدھر اس محسن و مہربان خدا نے ایک مہربان دوست کی طرح آپؑ کو تسلی بہم پہنچائی کہ کچھ تکلیف پہنچنے والی ہے۔ مگر فکر کرنے کی ضرورت نہیں، میں تیرے ساتھ ہوں۔

اسی دن ایک تیسرا الہام پہلے سے بھی زیادہ پُر شوکت الفاظ میں آپ کو یہ ہوا:

سَاُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا

(کہ میں نہایت عجیب و غریب طریقے سے تجھے اعزاز بخشوں گا)

یہ الہام اِس لحاظ سے بہت تسلی آمیز اور حوصلہ افزا تھا کہ اس میں جہاں آپؑ کو بتایا گیا کہ اس بار پھر آپ کی عزت پر حملہ کیا جائیگا (یہ معانی اکرام اور اعزاز بخشے جانے والے الفاظ سے پیدا ہو رہے تھے) وہاں ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی بہم پہنچائی گئی کہ اگرچہ دشمن ذلت پہنچانے کی پوری کوشش کریگا مگر اللہ تعالیٰ معجزانہ رنگ میں آپؑ کی عزت کے سامان پیدا فرمائیگا۔

یہ ہر دو الہامات بھی 'البدر' ۳۰ جنوری ۱۹۰۳ء اور 'الحکم' ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء میں شائع کر دئے گئے۔

اب دجل و تلبیس کے مکروہ تاروں سے تیار کیا گیا یہ منصوبہ جو مولوی کرم الدین ساکن بھیں نے غالباً اپنی سابقہ خفت کو مٹانے کی غرض سے آپؑ کے خلاف تیار کیا تھا کس طرح اس کیلئے پہلے سے بھی زیادہ ذلت اور رسوائی کا موجب بنا یہ خدا تعالیٰ کی عظمتوں اور اس کے جلال کی ایک منہ بولتی داستان ہے کیونکہ اس میں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے حق میں تائیداتِ سماویہ کے ایسے ایسے نظارے دیکھنے میں آئے اور ایسے عجیب و غریب طریق پر آسمان سے آپکی حفاظت کے سامان نازل ہوئے کہ انہیں دیکھ کر دوست اور دشمن حیران رہ گئے۔ پھر آج سے ٹھیک سو (۱۰۰) سال پہلے کے تاریخی صفحات پر

بکھری ہوئی اِس ایمان افروز داستان کے پڑھنے سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ دشمن نے کیسے کیسے بھونڈے انداز میں آپ کو شر پہنچانے کی سرتوڑ کوششیں کیں مگر کس طرح اس کی ہر کوشش خدائی تقدیر کیساتھ ٹکرا کر پاش پاش ہوتی چلی گئی۔ اب ذیل میں اس بے بنیاد مقدمے کی روئیداد درج کی جاتی ہے۔

یہ مقدمہ جو ابتداءً جہلم کی عدالت میں درج کرایا گیا ۲۹ جون ۱۹۰۳ء کو منتقل ہو کر گورداسپور کی عدالت میں آ گیا۔ اور جونہی یہ مقدمہ گورداسپور میں پہنچا آپ کو الہام ہوا:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُحْسِنُوْنَ

فِیْہِ اٰیَاتٌ لِلسَّائِلِیْنَ

(یعنی اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔ اس میں پوچھنے والوں کے لئے بہت سے نشان ہونگے)

اس الہام کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ

''میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں یا بعض میری جماعت کے لوگوں کی طرف سے کرم الدین پر ہیں[۱] ان کا انجام کیا ہوگا۔ سو اس غلبہ کشش کے وقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کی گئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا''

---

[۱] جماعت کے جن لوگوں کی طرف سے مولوی کرم دین پر بنائے جانے والے مقدمات کا حضور یہاں ذکر فرما رہے ہیں وہ دو اصحاب حکیم فضل دین صاحب مالک مطبع ضیاء الاسلام قادیان اور شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب ایڈیٹر ''الحکم'' کی طرف سے کرم الدین پر دائر کئے گئے تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ کرم الدین نے اپنے ان خطوط کا جو اس نے حکیم صاحب موصوف کو لکھے تھے، انکار کر کے گویا ان پر جعل سازی کا الزام لگایا تھا۔ چنانچہ زیر دفعہ ۴۲۰ انہوں نے اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ ان ہی کی طرف سے اس کے خلاف ایک دوسرے مقدمہ کی بنیاد یہ تھی کہ کرم الدین نے مطبع ضیاء الاسلام میں حضرت بانی سلسلہؑ کی ایک زیر طبع کتاب ''نزول المسیح'' کے بعض اوراق کسی طرح حاصل کر کے انہیں عدالت میں پیش کیا تھا اور اس طرح اس نے ایک قسم کے سرقہ کا ارتکاب کیا تھا۔ چنانچہ یہ دوسرا مقدمہ اس پر زیر دفعہ ۴۱۱ دائر کیا گیا۔ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ کی طرف سے دائر کیا گیا مقدمہ ایڈیٹر اخبار ''سراج الاخبار'' کے خلاف تھا کہ اس نے ان پر بعض جھوٹے الزامات لگائے تھے۔

(بحوالہ ''روحانی خزائن'' جلد ۱۸، تعارفی نوٹ۔ صفحہ ۱۵)

آپؑ کو اس الہام کے بارے میں جو الٰہی تفہیم ہوئی اس کے متعلق فرمایا:

''اس کے معنی یہ مجھے سمجھائے گئے کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اس کے ساتھ ہوگا اور اس کو فتح اور نصرت نصیب کرے گا کہ جو پرہیز گار ہیں۔ یعنی جھوٹ نہیں بولتے، ظلم نہیں کرتے، تہمت نہیں لگاتے اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتے اور ہر ایک بدی سے بچتے اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتے ہیں۔ اور خدا سے ڈر کر اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اور بنی نوع انسان کے وہ سچے خیر خواہ ہیں۔ ان میں درندگی اور ظلم اور بدی کا جوش نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ وہ نیکی کرنے کیلئے تیار ہیں''

اور الہام کے آخری حصہ کہ 'فِیْهِ اٰیَاتٌ لِلسَّائِلِیْنَ' کے بارے میں ہونے والی تفہیم الٰہی کی روشنی میں فرمایا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ:

''تب وہ لوگ جو پوچھا کرتے ہیں جو ان دونوں گروہوں میں سے حق پر کون ہے، ان کے لئے نہ ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہونگے''

یہ الہام بھی اسی تشریح کیساتھ الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۳ء اور البدر ۳ جولائی ۱۹۰۳ء میں شائع کر دیا گیا۔

(بحوالہ ''تذکرہ'' طبع چہارم۔ صفحہ ۴۷۵-۶)

مذکورہ بالا الہامات کے قریباً ڈیڑھ ماہ بعد آپؑ کو ایک اَور الہام ہوا، جس کے الفاظ یہ تھے:

سَاُکْرِمُکَ بَعْدَ تَوْهِیْنِکَ

(کہ تیری توہین کے بعد میں تجھے دوبارہ عزت بخشوں گا)

(اخبار البدر، مورخہ ۲۸ راگست ۱۹۰۳ء و اخبار الحکم، مورخہ ۱۷ راگست ۱۹۰۳ء

بحوالہ ''تذکرہ'' طبع چہارم۔ صفحہ ۴۷۹)

یہ الہام جیسا کہ اس کے الفاظ سے ظاہر ہے جہاں ایک خوشخبری پر مشتمل تھا وہاں یہ بھی بتلا رہا تھا کہ اس مقدمہ میں آپ کیلئے کسی قدر توہین مقدر ہے۔ تاہم انجام کار آپ کو عزت بخشی جائیگی۔ یہ مقدمہ ایک متعصب اور کٹڑ آریہ ہندو مجسٹریٹ لالہ چندولال کے سپرد ہوا۔ اس نے کس کس رنگ میں آپ کے خلاف اپنے تعصب کا مظاہرہ کیا اور کیسے دور از انصاف طریق پر آپ کو زیادہ سے

زیادہ تکلیف پہنچانے کی کوشش کی اس کا تفصیلی تذکرہ ''درویشان احمدیت'' جلد سوم کے باب اوّل میں کِیا جاچکا ہے جہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لالہ چندولال مجسٹریٹ نے مقامی آریوں سے ملکر آپ کو ذلیل کرنے کا کیا منصوبہ بنایا اور پھر اسے اپنی اس پیشہ ورانہ بددیانتی کی خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا سزا ملی۔ اختصاراً یہ بتانا کافی ہوگا کہ اسے اپنے ان مکروہ ارادوں کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے ہی ججی سے معزول کرکے کسی اور علاقے میں بھجوادیا گیا اور پھر اسی غم میں مبتلا رہ کر وہ اس جہان سے کوچ کرگیا۔

لالہ چندولال کی جگہ اب ایک اَور ہندو مجسٹریٹ مہتہ آتمارام مقرر ہوا۔ مگر وہ چندولال سے بھی زیادہ تعصب اور جنبہ داری کا مظاہرہ کرنے لگا۔ اور مقدمہ کو بلاوجہ طول دینے کے بعد آخر اس نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو قصوروار ٹھہراتے ہوئے آپؑ پر سات سو روپے جرمانہ کردیا۔ یہ جرمانہ کی رقم اسی وقت ادا کردی گئی۔ تاہم اس فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل کی گئی۔ اس اپیل کے نتیجہ میں جہاں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی بریت کا عدالتی اعلان ہوا اور جرمانہ کی رقم واپس کئے جانے کی ہدایت کی گئی وہاں فریق ثانی کو وہ ذلت اور رسوائی پہنچی کہ جو تاریخ کے صفحات پر رقم ہوکر ہمیشہ کیلئے اس کی عبرت کا نشان بن گئی ہے۔ اس کی پوری تفصیل بھی ''درویشان احمدیت'' کی جلد سوم میں بیان کی گئی ہے۔

اب ذیل میں بتایا جاتا ہے کہ اس مقدمہ کے سلسلے میں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو ملنے والی آسمانی اخبار کس طرح ایک ایک کرکے عملی رنگ میں ظاہر ہوتی اور حقیقت کا روپ دھارتی چلی گئیں۔

سب سے پہلے جیسا کہ عدالت عالیہ کے مذکورہ فیصلے سے ظاہر ہے آپ کو ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو دکھایا جانے والا وہ کشفی نظارہ پورا ہوا جس میں آپ کو عدالت سے آنے والا ایک خوشنما پروانہ دکھایا گیا جس میں لکھا تھا کہ

'عدالت عالیہ نے اسے بری کردیا ہے'

دوسرے، اس فیصلے سے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کا دو سال پہلے کا وہ الہام بھی پورا ہوگیا جس میں آپ کو بشارت دی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کسی قدر توہین پہنچنے کے بعد آپ کی عزت کے سامان بہم پہنچائے گا۔ اس الہام کے الفاظ یہ تھے:

سَاُکْرِمُکَ بَعْدَ تَوْھِیْنِکَ

یعنی۔ 'مَیں تیری توہین کے بعد تمہیں دوبارہ عزت دوں گا'

یہ عزت آپؑ کو اس طرح نصیب ہوئی کہ عدالت عالیہ کے فاضل جج نے اپنے فیصلے میں جہاں مولوی کرم الدین کے بارے میں بڑے سخت الفاظ استعمال کئے وہاں آپؑ کے بارے میں لکھا کہ اپیلانٹ نے جو کچھ کیا وہ عین اظہار حقیقت تھا۔ ملاحظہ ہوں فیصلے کے الفاظ:

''مستغیث (کرم دین۔ ناقل) 'کذّاب' اور 'لئیم' وغیرہ الفاظ جو موجب ازالۂ حیثیتِ عرفی سمجھے گئے کا مستحق تھا۔ اگر اپیلانٹ ان الفاظ سے بڑھ کر کرمدین کے حق میں استعمال کرتا تو بھی وہ ان کا مستحق تھا''

(ملخص از حاشیہ ''حقیقۃ الوحی'، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ ۳۹۵)

پھر اس فیصلے کے الفاظ سے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی جو آپؑ کے ایک فارسی الہام میں موجود تھی جو بمطابق اخبار الحکم مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء ان دنوں میں جبکہ ابھی مقدمہ گورداسپور کی ذیلی عدالت میں چل رہا تھا آپ کو ہوا اور جس کے الفاظ یہ تھے:

''معنیٔ دیگرم نہ پسندیم ما''۔ یعنی 'میں دوسرے معنی پسند نہیں کرتا'

اس الہام کے ذریعے گویا آپ کو خدا تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ لفظ ''کذّاب'' اور ''لئیم'' کے وہ پر تکلف معنی جو کرم الدین کے دعوے کے مطابق ماتحت عدالت نے تسلیم کر لئے تھے دوسری عدالت میں قائم نہیں رہیں گے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ فرماتے ہیں:

''مولوی کرم الدین کے مقدمہ میں جو گورداسپور میں دائر تھا کرم دین مذکور اس بات پر زور دیتا تھا کہ 'لئیم' کے لفظ کے معنی 'ولدالزنا' ہیں اور 'کذاب' کے یہ معنی ہیں 'جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو'۔ یہی معنی پہلی عدالت نے قبول کئے۔ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا 'معنیٔ دیگرم نہ پسندیم ما' جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ دوسری عدالت میں یہ معنے قائم نہیں رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اپیل کی عدالت میں صاحب ڈویژنل جج نے اِن تمام عذرات کو ردّ کر دیا اور یہ لکھا کہ کذّاب اور لئیم کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر الفاظ کا بھی مستحق ہے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ ۳۹۴)

پھر اس مقدمہ کی داغ بیل پڑنے سے پہلے آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی وہ بشارت بھی

بدرجۂ اتم پوری ہوئی جسمیں آپؑ کو بتایا گیا تھا کہ اس میں ایک نشان نہیں بلکہ کئی نشانات پوشیدہ ہیں جو اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتے چلے جائینگے۔ الہام کے الفاظ یہ تھے: فِيْهِ اٰيَاتٌ لِلسَّائِلِيْنَ ۔ چنانچہ بعینہٖ اسی طرح ہوا یعنی ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا نشان ظاہر ہوتا چلا گیا جن کے نتیجے میں آپؑ کی عزت اور تکریم بجائے کم ہونے کے اس میں کئی گنا اضافہ ہوتا گیا۔

حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اپنی اس شاندار بریّت کو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت کا نشان قرار دیتے ہوئے جن الفاظ میں اپنے خدائے بزرگ و برتر کا شکریہ ادا کیا، وہ بھی انسانی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا:

”افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اس قدر متواتر نامرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہوا کہ اس شخص کیساتھ در پردہ ایک ہاتھ ہے جو ان کے ہر ایک حملہ سے اسکو بچاتا ہے۔ اگر بدقسمتی نہ ہوتی تو ان کے لئے یہ ایک معجزہ تھا کہ ان کے ہر ایک حملہ کے وقت خدا نے مجھ کو اِن کے شر سے بچایا۔ اور نہ صرف بچایا بلکہ پہلے اس سے خبر بھی دیدی کہ وہ بچائیگا۔ اور ہر ایک مرتبہ اور ہر ایک مقدمہ میں خدا تعالیٰ مجھے خبر دیتا رہا کہ میں تجھے بچاؤنگا۔ چنانچہ وہ اپنے وعدہ کے موافق مجھے محفوظ رکھتا رہا“

(”حقیقۃ الوحی“، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۱۲۵)

☆ ☆ ☆

چھٹی مثال

''ہندو تحصیلدار بدل گیا ہے''

انکم ٹیکس کے مقدمہ میں ملنے والی خدائی بشارت

وسط ۱۸۹۸ء کی بات ہے کہ بعض مخالفین کی انگیخت پر حکومت کی طرف سے آپ پر ٹیکس کا مقدمہ بنا دیا گیا یعنی یہ کہ مخلصین جماعت آپ پر جو اپنے اموال نچھاور کر رہے تھے جن سے سلسلہ کے اخراجات از قسم اخبارات، کتب اور مہمان نوازی نیز تعلیمی ادارے چل رہے تھے یہ جملہ قسم کی آمدنیاں ٹیکس کی زد میں آتی ہیں اور آپ قانوناً اس بات کے پابند ہیں کہ آپ ان کا باقاعدہ آمد وخرچ کا حساب حکومت کے سامنے پیش کر کے انکم ٹیکس ادا کریں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ ڈاکخانجات سے آپ کی آمدات کا حساب کر کے سات ہزار دوصد روپیہ کی آمد پر ایک سو ستاسٹھ روپیہ آٹھ آنہ ٹیکس لگا کر مقدمہ کھڑا کر دیا۔

یہ ایک خلاف واقعہ بات تھی کیونکہ یہ کوئی تجارتی کاروبار نہ تھا، نہ اس سے کسی قسم کی منفعت کا حصول مقصود تھا بلکہ یہ سب کچھ محض للہ اور جماعت کی تعلیمی اور تربیتی اغراض کیلئے ہو رہا تھا۔ تاہم جب اس مقدمہ کی خبر آپ کے مخالفین کو ہوئی تو وہ لگے بغلیں بجانے کہ اب دیکھتے ہیں یہ کیسے بچ کر نکلتے ہیں۔ خاص طور پر امرتسر کے پادریوں بالخصوص ڈاکٹر مارٹن کلارک وغیرہ جن کو اس سے کچھ ہی عرصہ قبل ان کو آپکے خلاف ایک اپنے ہی بنائے ہوئے مقدمہ میں بہت زک اٹھانی پڑی تھی بہت خوش ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ یہاں بھی اپنے مامور کے حق میں اپنی قدرت کا نشان دکھانا چاہتا تھا۔ وہ کس طرح ظاہر ہوا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

یہ مقدمہ بٹالہ کے ایک ہندو تحصیلدار کے سامنے پیش ہوا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی طرف سے شیخ احمد علی صاحب وکیل نے عذرداری پیش کی۔ لیکن ہندو تحصیلدار کے تعصب کی وجہ سے مقدمہ کی صورت پیچیدہ ہوگئی۔ مگر ادھر خیر الماکرین خدا کے فرشتے بھی خدا کے مامور کو اس خواہ مخواہ کی الجھن سے نکالنے کے لئے آن پہنچے۔ اس کی روئیداد بیان کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

''میں ایک دن چھوٹی مسجد میں چند احباب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور آمد وخرچ کا حساب کر رہے تھے کہ مجھ پر ایک کشفی حالت طاری ہوئی اور اس میں دکھایا گیا کہ ہندو تحصیلدار بٹالہ جس کے پاس مقدمہ تھا بدل گیا ہے اور اس کے عوض ایک اور شخص کرسی پر

بیٹھا ہے جو مسلمان ہے اور اس کشف کے ساتھ بعض امور ایسے ظاہر ہوئے جو فتح کی بشارت دیتے تھے“

آپ نے اسی وقت یہ کشف حاضرین کو جن میں آپ کے معزز رفقاء مولوی محمد علی صاحب ،ایم۔اے،خواجہ کمال الدین صاحب ،بی۔اے اور مولوی عبدالکریم صاحب موجود تھے سنا دیا۔اور انہیں تسلی دے دی کہ اس مقدمہ کا انجام بخیر ہوگا اور یہ بھی فرمادیا کہ یہ مقدمہ کسی ایسے مسلمان کے سپرد ہوگا جو انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے پوری تفتیش سے کام لے گا۔پھر یہ کشفی اخبار کیونکر پوری ہوئیں اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

”اس کے بعد ایسا ہوا کہ وہ ہندو تحصیلدار یکا یک بدل گیا اور اس کی جگہ میاں تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ مقرر ہوئے جنہوں نے نیک نیتی کے ساتھ اصل حقیقت کو دریافت کرلیا اور جو کچھ تحقیقات سے معلوم ہوا اس کی رپورٹ ڈکسن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور میں بھیج دی“

عملاً یہ سب کچھ اس طرح ہوا کہ منشی تاج الدین تحصیلدار صاحب نے ۱۵/اگست ۱۸۹۸ء کو خود قادیان پہنچ کر معاملہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق کرنی شروع کردی۔انہوں نے پہلے قادیان کے احمدی اور غیر احمدی شرفاء کے بیانات لئے۔حضرت کی زمینوں اور باغات کو دیکھا۔پھر مدرسہ،مہمان خانہ اور پریس وغیرہ کا اپنی آنکھوں سے جائزہ لےکر اس نتیجہ پر پہنچے کہ جو کچھ عذر داری میں بیان کیا گیا ہے وہ سب درست اور حقیقت کے عین مطابق ہے۔اور پھر ۲۱/اگست کو مسٹر ایف۔ٹی۔ڈکسن ،کلکٹر ضلع گورداسپور،کی خدمت میں مفصل رپورٹ بھجوادی۔

چونکہ خدا تعالیٰ اس واقعہ کو بھی اپنے مامور کیلئے ایک نشان بنانا چاہتا تھا اس نے اپنی قدرت کاملہ سے وہ تمام دیگر اسباب بھی میسر فرمادئے جو انجام کار آپؑ کی اِس مقدمہ میں فتح اور کامیابی پر منتج ہوئے۔ان اسباب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”اور نیک اتفاق یہ ہوا کہ صاحب موصوف بھی زیرک اور انصاف پسند تھے۔انہوں نے لکھ دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا ایک شہرت یافتہ فرقہ ہے جن کی نسبت ہم بدظنی نہیں کر سکتے۔یعنی جو کچھ عذر کیا گیا ہے وہ واقعی اور درست ہے۔اس لئے ٹیکس معاف اور

مسل داخل دفتر ہو“

(”نزول المسیح“، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۶۰۶۔۶۰۷)

نہ صرف یہ بلکہ خدا تعالیٰ نے اس نیک دل انگریز کلکٹر کے دل میں اپنے مامور کیلئے نرم گوشہ پیدا کر کے اس کی قلم سے ایسے الفاظ نکلوائے جو آپ کی اس الزام سے مکمل بریت کی ضمانت دینے والے تھے۔ چنانچہ ناظرین کے ازدیادِ علم و ایمان کی خاطر صاحب موصوف کے فیصلہ کی وہ عبارت درج کی جاتی ہے جس کی بنا پر نہ صرف آپؑ پر لگایا گیا ٹیکس معاف ہوا بلکہ آپؑ کو آئندہ اس قسم کے ٹیکسوں سے بالکل مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔ اس نے لکھا:

”مرزا غلام احمد بیان کرتے ہیں کہ یہ تمام آمدنی میری جماعت کے لئے خرچ ہو رہی ہے۔ میرے ذاتی خرچ میں نہیں آتی۔ وہ اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اَور بھی جائداد ہے۔ لیکن تحصیلدار صاحب کے سامنے انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس میری جائداد کی آمدنی بھی جو از قسم اراضی ہے اور پیداوار زراعت ہے اور زیر دفعہ (۵) ب ہے انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہے دینی مصارف میں آتی ہے۔ اِس شخص کے اظہار نیک نیتی میں مجھے شک کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی جس کی جماعت کو ہر ایک جانتا ہے۔ ان کے چندوں کی آمدنی کو جس کی مقدار ۵۲۰۰ بیان کرتے ہیں اور جو محض دینی کاموں میں خرچ ہوتی ہے زیر دفعہ ۵۔ ای انکم ٹیکس سے بری کرتا ہوں“ (ترجمہ از انگریزی)

(بحوالہ ”تاریخ احمدیت“، جلد دوم۔ صفحہ ۱۷)

پھر اس واقعہ کو ایک بہت بڑی پیشگوئی سے تعبیر کرتے ہوئے آپؑ نے اپنے ان تمام رفقاء کو جو اس کشفی خبر کے نزول کے وقت موجود تھے بطور گواہ پیش کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی کہ قبل از انجام مقدمہ ایک جماعت کثیر کو سنا دی گئی تھی۔ کیونکہ ہمارے یہاں پیشگوئیوں کے لئے یہ ایک قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی کے طور پر ظاہر ہوتا ہے فی الفور تمام جماعت کو اس سے اطلاع دی جاتی ہے۔ اور جو لوگ حاضر نہیں ہوتے ان کو بذریعہ خطوط مطلع کیا جاتا ہے۔ سو ایسا ہی اس پیشگوئی میں بھی کیا گیا۔ تمام وہ معزز مخلصین زندہ موجود ہیں جن کو یہ پیشگوئی سنائی

گئی تھی اور وہ حلفاً اس کی تصدیق کر سکتے ہیں‘‘

(’’تریاق القلوب‘‘، روحانی خزائن جلد ۱۵۔صفحہ ۳۳۱)

اس طرح پر وہ جملہ مخالفین جو اِس مقدمہ کے کھڑا ہونے پر خوشیوں کے شادیانے بجا رہے تھے خدا نے انہیں ہمیشہ کے لئے سرنگوں کر دیا۔

یہ بیان ختم کرنے سے قبل حضرت بانئ سلسلہؑ کے الفاظ میں وہ الٰہی حکمت بھی بیان کی جاتی ہے جو اس مقدمہ کے کھڑا کرنے میں مخفی تھی۔ چنانچہ آپ ایک اَور مقام پر اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اِس مقدمہ کے یک دفعہ پیدا ہو جانے میں ایک یہ بھی حکمت الٰہی مخفی تھی کہ تا خدا تعالیٰ کی تائید میری جان اور آبرو اور مال کے متعلق یعنی تینوں طرح سے اور تینوں پہلوؤں سے ثابت ہو جائے۔ کیونکہ جان اور آبرو کے متعلق تو ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں (اسی باب میں بیان کردہ تیسرا مقدمہ۔ناقل) نصرت الٰہی بپایہ ثبوت پہنچ چکی تھی۔ مگر مال کے متعلق امر تائید ہنوز مخفی تھا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت نے ارادہ فرمایا کہ پبلک کو مال کے متعلق بھی اپنی تائید دکھلاوے.....اس میں بھی انہوں نے ایک آسمانی نشان دیکھ لیا۔ جو اُن کے ایمان کی زیادت کا موجب ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک‘‘

(’’ضرورۃ الامام‘‘، روحانی خزائن، جلد ۱۳۔صفحہ ۵۰۷)

☆ ☆ ☆

ساتویں مثال

’’حاکم عدالت نے بغیر حلف لئے میرا اظہار لیا ہے‘‘

ایک آسمانی خبر جو چند دنوں بعد پوری ہوگئی

اب ایک ایسی آسمانی خبر کا حال بیان کِیا جاتا ہے جسے حقیقت بننے کیلئے چند دنوں کا عرصہ درکار تھا۔ چنانچہ اس کی روئیداد جیسا کہ آپ نے بیان فرمائی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’شروع اکتوبر ۱۸۹۷ء میں مجھے دکھایا گیا کہ مَیں ایک گواہی کیلئے ایک انگریز حاکم کے پاس حاضر کیا گیا ہوں۔ اور اس حاکم نے مجھ سے سوال کِیا کہ آپ کے والد کا کیا نام ہے۔ لیکن جیسا کہ شہادت کے لئے دستور ہے مجھے قسم نہیں دی۔ پھر ۸/۱۰ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ اس مقدمہ کا سپاہی سمن لے کر آیا ہے۔ یہ خواب مسجد میں عام جماعت کو سنادی گئی تھی۔ آخر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور سپاہی سمن لے کر آ گیا اور معلوم ہوا کہ ایڈیٹر اخبار ’’ناظم الہند‘‘ لاہور نے مجھے گواہ لکھا دیا ہے۔ جس پر مولوی رحیم بخش پرائیویٹ سیکرٹری نواب بہاولپور نے لائبل کا مقدمہ ملتان میں کِیا تھا۔ سو جب میں ملتان میں پہنچ کر عدالت میں گواہی کیلئے گیا تو ویسا ہی ظہور میں آیا۔ حاکم کو ایسا سہو ہو گیا کہ قسم دینا بھول گیا اور اظہار شروع کر دئے‘‘

(’’نزول المسیح‘‘، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۹۹)

پھر اس واقعہ کے چشم دید گواہوں جن میں آپ کے بعض معزز صحابہ، خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے پلیڈر، مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے، حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی تھے، کو نام بنام پیش کرتے ہوئے اس طرح پر ظاہر ہونے والے نشان کی عظمت آپ نے یوں بیان فرمائی:

’’اب دیکھتے جاؤ اور غور کرتے جاؤ کہ کیا یہ انسان کے کام ہیں اور کیا کسی سچے اہل فراست کے دل میں گذر سکتا ہے کہ جو لوگ صدہا کوس سے ہدایت پانے کیلئے میرے پاس آتے ہیں اور سچائی کی تلاش میں صدہا روپیہ میری رضامندی کیلئے خرچ کرتے

ہیں اور میرے لئے اپنے عزیزوں اور خویشوں اور دوستوں کو چھوڑ بیٹھے ہیں، وہ اس گندی اور پلید کاروائی کو مجھ سے دیکھ کر کہ مَیں جھوٹے گواہ ان کو قرار دوں اور جھوٹ بولنے کیلئے ان کو مجبور کروں، پھر بھی یہ تمام گند دیکھ کر صدق دل سے میرے ساتھ رہ سکیں اور اپنے مالوں کو میری راہ میں فدا کرنے کے لئے طیار ہوں اور اپنی جانوں کو میرے لئے مصیبت میں ڈالیں اور اپنی عزت کو خاک میں ملا دیں''

اس کے ساتھ ہی اپنے مخالفوں کی ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے آپ نے مکرر تحریر فرمایا:

''آخر آپ لوگ بھی تو انسان ہیں۔کیا آپ لوگوں کا کانشنس یہ فتویٰ دیتا ہے کہ آپ لوگ اپنے کسی گُرو یا پیر کی ایسی تعلیم کے بعد جو سراسر بدکاری اور افتراء اور دروغ بافی پر مبنی ہو پھر اس کو مقدس اور راستباز قرار دیں۔اور وہ آپ سے جو جھوٹی گواہیاں دلانا چاہے تو اس کو خوانخواہ ولی اور کرامتی بنانے کیلئے جھوٹ بھی بول دیں اور پھر اس کی ایسی خبیث کاروائیوں کے ساتھ اس کو اچھا آدمی سمجھتے رہیں؟''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔صفحہ ۲-۳۳۱)

☆ ☆ ☆

کلام الامام

''میرے نشانات کو سجا سجا کر پیش کریں''

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت جس نے مجھے پہچانا ہے کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان نشانات کو باسی نہ ہونے دیں۔اس سے قوت یقین پیدا ہوتی ہے۔اس لئے ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے۔....اور ان نشانات کو عمدہ براہین سے سجا سجا کر پیش کریں''

(''ملفوظات''، جلد اوّل۔صفحہ ۳۷۹)

آٹھویں مثال

’’حاکم عدالت سے نماز کے لئے اجازت مانگی اور اس نے خندہ پیشانی سے دے دی‘‘

ایک اور نشان الٰہی کا ظہور

جیسا کہ اکثر واقعات میں بتایا گیا ہے، حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے بعض بیس بیس پچیس پچیس سال پہلے کے الہامات اور خوابیں جو **براھین احمدیہ** کے زمانے سے بھی پہلے کی تھیں آپ کے ماموریت کے زمانے میں پوری ہوئیں۔ چنانچہ اپنے دعویٔ ماموریت کے بعد ان جملہ آسمانی بشارات کو بطور نشانات الٰہی پیش کرتے ہوئے آپ نے بڑے زور سے دعویٰ کِیا کہ کیا دنیا میں کوئی اور شخص بھی ایسا ہے جو اپنی سابقہ یا موجودہ زندگی میں اس قسم کے ہونے والے روحانی تجربات میں میرا مقابلہ کر سکے۔ اب ذیل میں آپکی ایسی ہی ایک رؤیاء کا ذکر کِیا جاتا ہے جس کا زمانہ آپ نے ۱۸۷۷ء بیان فرمایا ہے مگر جو اس کے بیس سال بعد یعنی ۱۸۹۷ء میں پوری ہوئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’مارٹن کلارک والے مقدمہ سے (جس کا ذکر اسی فصل کے اندر ’’تیسرے مقدمہ‘‘ کے طور پر کِیا گیا ہے۔ ناقل) قریباً پچیس سال پہلے مَیں ایک دفعہ خواب دیکھ چکا تھا کہ مَیں ایک عدالت میں کسی حاکم کے سامنے حاضر ہوں اور نماز کا وقت آ گیا ہے تو مَیں نے اُس حاکم سے نماز کے لئے اجازت طلب کی تو اس نے کشادہ پیشانی سے مجھے اجازت دی‘‘

پھر اِس خواب کے عملاً پورا ہو جانے پر اس جملہ واقعہ کو بطور نشان الٰہی پیش کرتے ہوئے فرمایا:

’’چنانچہ اس کے مطابق اس مقدمہ میں عین دوران مقدمہ میں جبکہ مَیں نے کپتان ڈگلس سے نماز کیلئے اجازت چاہی تو اس نے بڑی خوشی سے مجھے اجازت دی‘‘

(’’نزول المسیح‘‘، روحانی خزائن، جلد۱۸۔ صفحہ ۵۸۸)

☆ ☆ ☆

نویں مثال

''مَیں انگریز حاکم کے سر پر ہاتھ پھیر رہا ہوں''

ایک اَور خواب جو اگلے روز پوری ہوگئی

ذیل کی خبر بھی ان اخبار سماویہ میں سے ہے جن کا تعلق آپ کے دعوی ماموریت سے پہلے کے زمانہ سے ہے اور جو پوری ہو کر آپ کے تعلق باللہ پر شہادات مہیا کرتی رہیں۔ چنانچہ اسے بھی آپ خدا تعالیٰ کا نشان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مَیں مرزا صاحب (والد صاحب) کے وقت میں زمینداروں کے ساتھ ایک مقدمہ پر امرتسر میں کمشنر کی عدالت میں تھا۔ فیصلہ سے ایک دن پہلے کمشنر زمینداروں کی نہایت رعایت کرتا ہوا اور ان کی شرارتوں کی پرواہ نہ کر کے عدالت میں کہتا تھا کہ یہ غریب لوگ ہیں، تم ان پر ظلم کرتے ہو۔ اُس رات کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ وہ انگریز ایک چھوٹے سے بچہ کی شکل میں میرے پاس کھڑا ہے اور مَیں اسکے سر پر ہاتھ پھیر رہا ہوں''

آگے یہ کہ یہ تمثیلی رنگ میں بتائی جانے والی آسمانی خبر اگلے ہی روز کس طرح ظاہری طور پر پوری ہو کر ایک قادر و کریم اور علیم و خبیر ہستی پر دلیل بن گئی اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

''صبح کو جب ہم عدالت میں گئے تو اس کی حالت ایسی بدلی ہوئی تھی کہ گویا وہ پہلا انگریز ہی نہ تھا۔ اُس نے زمینداروں کو بہت ہی ڈانٹا اور مقدمہ ہمارے حق میں فیصلہ کیا اور ہمارا سارا خرچہ بھی ان سے دلایا''

(اخبار الحکم مورخہ ۱۷ر جون ۱۹۰۱ء۔ بحوالہ ''تذکرہ''، طبع چہارم۔ صفحہ ۱۷)

☆ ☆ ☆

باب چہارم

آپ کو اپنے عالی مقام اور علمی و روحانی منصب کے بارے میں ملنے والی اخبار سماویہ

مذکورہ بالا متفرق نوعیت کے اہلی اور مالی معاملات کے سلسلے میں ملنے والی بشارات کے ذکر کے بعد حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو ملنے والی اب ان اخبار سماویہ کا حال بیان کیا جاتا ہے جو آپ کو اپنے بلند روحانی مقام اور بطور امام الزمان اپنے عالی منصب کے بارے میں ملیں اور جن کے نزول کا سلسلہ آپ کی ماموارنہ زندگی کے شروع ہونے سے قبل ہی جاری ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب آپ کو اپنے رب کی طرف سے بالفعل اُس مقام ماموریت پر کھڑا کر دیا گیا جو روز ازل سے آپ کے لئے مقدر تھا[ا] تو آپ نے انہی بشارات سماویہ کو خدا تعالیٰ کے خاص نشانات کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے استفسار فرمایا کہ کیا کسی شخص کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ سالہا سال قبل جبکہ اس کی کوئی حیثیت نہ ہو یہ دعویٰ کرے کہ اسے عنقریب ایک بلند روحانی مرتبہ حاصل ہونے والا ہے یا یہ کہ وہ اور اس کا گاؤں مستقبل قریب میں مرجع خلائق بن جائے گا۔

پھر انہیں بشارات سماویہ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے زندہ تعلق کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے اپنے مخالفین کو چیلنج کِیا کہ اگر ان کا بھی اللہ تعالیٰ سے کچھ تعلق ہے تو وہ بھی آپ کے مقابل پر ایسے نشانات پیش کریں ورنہ محض ضد اور تعصب سے صداقت کا انکار کرتے چلا جانا خدا کے غضب کو بھڑکانے کے سوا اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔

اب اگلے صفحات میں ان میں سے بعض بشارات اور اخبار سماویہ کا ذکر کِیا جاتا ہے:

[ا] ماموریت کا پہلا الہام آپ کو سب سے پہلے مارچ ۱۸۸۲ء میں مندرجہ الفاظ میں ہوا:

”یَا اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ. مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی. اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ. لِتُنْذِرَ قَوْماً مَا اُنْذِرَ آبَاؤُھُمْ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ. قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ“

(”براہین احمدیہ“ روحانی خزائن جلد اوّل۔ صفحہ ۲۶۵۔ حاشیہ در حاشیہ)

﴿ ۱ ﴾

”آنحضرتؐ کا ہاتھ لگنے سے وہ ایک خوبصورت میوہ بن گئی“

ایک نہایت ہی مبشر رؤیاء

حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ کی بات ہے جب ابھی آپ پر نہ وحی الٰہی کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور نہ آپ نے اپنی کتاب **براھین احمدیہ** لکھنی شروع کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسا نظارہ دکھایا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ دین مصطفےٰ ﷺ یعنی اسلام کی کوئی بہت بڑی خدمت سرانجام دینے والے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”اوائل ایام جوانی میں ایک رات مَیں نے (رؤیاء میں) دیکھا کہ مَیں ایک عالیشان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ مَیں نے لوگوں سے دریافت کِیا کہ حضور کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کِیا۔ چنانچہ مَیں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اُس کے اندر چلا گیا۔ اور جب مَیں حضور کی خدمت میں پہنچا تو حضور بہت خوش ہوئے اور آپ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپ کا حسن و جمال اور ملاحت اور آپ کی پُر شفقت و پُر محبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے“

آگے اسی رؤیاء کے تسلسل میں فرماتے ہیں:

”اُس وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ اے احمد! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے؟...... مَیں نے عرض کِیا، حضور یہ میری ایک تصنیف ہے۔ آپ نے پوچھا اس کتاب کا کیا نام ہے؟...... مَیں نے عرض کیا، یا رسول اللہ اس کا نام قطبی ہے۔ فرمایا، اپنی یہ کتاب قطبی مجھے دکھا۔ جب حضور نے اسے لیا تو حضور کا مبارک ہاتھ لگتے ہی وہ ایک لطیف پھل بن گیا جو دیکھنے والوں کیلئے پسندیدہ تھا۔ جب حضور نے اسے چیرا جیسے پھلوں کو چیرتے ہیں تو اس سے بہتے پانی کی طرح مصفا شہد نکلا“

آگے فرماتے ہیں:

''جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا مبارک ہاتھ لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت نے جب اُس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا''

آگے فرماتے ہیں:

''پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے پاس ایک مردہ پڑا ہے جس کا زندہ ہونا اللہ تعالیٰ نے اس پھل کے ذریعہ مقدر کیا ہوا ہے اور یہی مقدر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زندگی عطا کریں۔مَیں اسی خیال میں تھا کہ دیکھا کہ اچانک وہ مُردہ زندہ ہو کر دَوڑتا ہوا میرے پاس آگیا اور میرے پیچھے کھڑا ہو گیا''

اس سے آگے آپ فرماتے ہیں:

''مگر اس میں کچھ کمزوری تھی گویا وہ بھوکا تھا۔تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور اس پھل کے ٹکڑے کئے اور ایک ٹکڑا ان میں سے حضور نے خود کھایا اور باقی سب مجھے دے دئے۔ان سب ٹکڑوں سے شہد بہہ رہا تھا۔اور فرمایا۔اے احمد،اس مردہ کو ایک ٹکڑا دے دو تا اسے کھا کر قوت پائے۔مَیں نے دیا تو اس نے حریصوں کی طرح اسی جگہ ہی اسے کھانا شروع کر دیا۔پھر مَیں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی اونچی ہو گئی ہے حتّٰی کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے۔اور مَیں نے دیکھا کہ اُس وقت آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعائیں پڑ رہی ہیں۔مَیں آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور ذوق اور وجد کی وجہ سے میرے آنسو بہہ رہے تھے۔پھر مَیں بیدار ہو گیا''

اس رؤیاء کی جو تفہیم آپ کو اُس وقت ہوئی اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اسے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا''

(''آئینہ کمالات اسلام''،روحانی خزائن،جلد۵۔صفحہ۹۔۵۴۸۔عربی سے ترجمہ)

اِس رؤیاء کی مکمل تعبیر اُس وقت آپ کے سامنے آئی جب غیر مذاہب بالخصوص عیسائی پادریوں اور آریہ لوگوں کے اسلام پر پے در پے حملوں کے جواب میں آپ نے اپنی وہ معرکۃ الآراء کتاب تصنیف فرمائی جس میں آپ نے قرآن کریم کی حقانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق میں تین سو مضبوط دلائل اور نشانات پیش کرتے ہوئے تمام غیر مذاہب کے علماء کو چیلنج دیا کہ

"اگر کوئی مخالف اسلام اسی قدر دلائل یا اِن سے نصف یا اِن کا تہائی یا اِن کا چوتھائی یا اِن کے پانچویں حصہ کے برابر دلائل اپنی الہامی کتب میں سے پیش کر کے دکھا دے یا اگر دلائل پیش نہ کر سکے تو ہمارے انہی دلائل کو توڑ کر دکھا دے تو ایسے شخص کو میں اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبضہ دے دوں گا"

(خلاصہ از اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام، بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل۔ صفحہ ۲۷ تا ۱۸)

اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ ہندوستان کے دینی اور علمی حلقوں میں ایک تہلکہ مچ گیا اور مختلف اطراف سے مختلف قسم کا ردعمل دیکھنے میں آیا۔ مسلمانوں نے البتہ اسلام کے حق میں شائع ہونے والی اس پُرشوکت تصنیف جس کا نام آپ نے البراهين الاحمديه علىٰ حقانية كتاب الله والنبوة المحمدية رکھا کا جس گرمجوشی سے خیر مقدم کِیا وہ قابل تحسین ہے۔ اس کا اندازہ اُن سیر حاصل تبصروں اور اداریوں سے ہوتا ہے جو مسلم اخبارات میں شائع ہوئے اور جن میں صاحب بصیرت لوگوں نے اِس امر کا بڑے فخر سے اعتراف کِیا کہ گذشتہ تیرہ سو برس میں اس عظمتِ شان کی حامل کتاب شائع نہیں ہوئی۔ بعض نے یہ بھی لکھا کہ اس کتاب نے دشمنان اسلام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ غرض مجموعی طور پر جمہور مسلمانانِ ہند کے اندر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ان کے حوصلے جو عیسائی اور اہل ہنود کے اسلام پر تابڑ توڑ حملوں کے سامنے پست ہو رہے تھے بلند ہو گئے اور وہ کہنے لگے کہ آریوں اور مسیحیوں کی اس یلغار کے وقت اس کتاب کا شائع ہونا وقت کا اہم ترین تقاضا تھا۔

حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے پیش کردہ یہ تین سو مضبوط اور علمی، عقلی اور روحانی اعتبار سے ناقابل تردید دلائل ایسے تھے کہ ان کا عشر عشیر بھی غیر مذاہب والے اپنی مذہبی کتب میں نہ دکھا سکے۔ چنانچہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد ان کی زبانیں ایسی گنگ اور ان کی قلمیں ایسی سرنگوں ہوئیں کہ کسی بڑے سے بڑے پادری یا پنڈت کو تابِ مقابلہ نہ رہی۔

☆ ☆ ☆

﴿۲﴾

’’اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘

ایک مقتدر ہستی کی طرف سے کفالت کا مژدۂ جانفزا

دوسرے نمبر پر حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام کو ملنے والی جس آسمانی خبر کا ذکر کیا جاتا ہے وہ آپ کو ایک وعدہ الٰہی کی صورت میں اُس وقت ملی جب آپ کو اپنے والد بزرگوار کے وفات پانے کی آسمانی خبر ملی۔ یاد رہے کہ آپ کے کوئی ذاتی وجوہِ معاش نہ تھے۔ وہ جو بھی تھے آپ کے والد محترم حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی ذات سے وابستہ تھے اور جو اُن کی وفات کے ساتھ ہی منقطع ہو گئے۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس رنگ میں آپ کی دلداری فرمائی اور قدم قدم پر آپ کی مالی ضروریات کو پورا کیا اس کا ذکر اس سے قبل باب دوم، فصل دوم میں ’’مالی فتوحات کے بارے میں ملنے والی آسمانی اخبار‘‘ کی ذیل میں کیا جا چکا ہے۔ تاہم چونکہ باب ھٰذا میں آپ کے اُس روحانی مقام کا ذکر کرنا مقصود ہے جو آپ کو بطور مامور من اللہ حضرت احدیت کی طرف سے حاصل ہوا لہٰذا ذیل میں ان افضال الٰہیہ کے حوالے سے اس مضمون کا خلاصہ ایک بار پھر پیش کیا جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد صاحب اپنی آخری عمر میں بیمار ہوئے تو جس روز اُنکی وفات مقدر تھی دوپہر کے وقت مجھ کو الہام ہوا وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِق جس کے معنی یہ تھے کہ ’’قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد پڑے گا‘‘۔ اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ ان کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ نے جس رنگ میں آپ کی عظمت کو ظاہر فرمایا اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’مجھے فخر کی جگہ ہے اور مَیں اِس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزاپرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کرینگے کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا کسی کو اِس قدر عظمت دے کہ اسکے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دے کر اس کی قسم کھاوے۔ مگر مَیں پھر دوبارہ خدائے عزّ وجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزاپُرسی کے طور پر مجھے خبر دی

اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔**فالحمد للہ علیٰ ذٰلک**''

اب چونکہ آپ کے والد صاحب کی وفات کے ساتھ ہی ان ذرائع معاش کا منقطع ہو جانا لازمی امر تھا جو انکی زندگی سے وابستہ تھے لہٰذا اس خیال کے آتے ہی آپکو کسی قدر غم لاحق ہوا۔مگر اسکے ساتھ ہی حضرت احدیت کی طرف سے آپ کو ایک ایسا وعدۂ جانفزا ملا جس نے آپ کے اندر امیدوں کے چراغ روشن کر دئے۔وہ وعدہ کیا تھا اور کن پیارے اور روح پرور الفاظ میں آپ کو ملا اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا۔اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ اُنہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے جو ان کی حیات سے مشروط تھی ،اس لئے یہ خیال گذرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے۔اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا۔تب اسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا **اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ**۔یعنی کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے''

آپ فرماتے ہیں، اس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔آگے فرماتے ہیں:

''جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ **اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ** تو میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا......پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا.....پس دیکھنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی یعنی **اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ** کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں؟''

(''حقیقۃ الوحی''۔روحانی خزائن،جلد۲۲۔صفحہ۲۱۸ تا ۲۲۰)

پھر خدائے قادر وقدوس نے اپنے اس وعدہ کے مطابق قدم قدم پر آپؑ کی ایسی مالی دستگیری فرمائی کہ آپ کی ساری زندگی خوارق ومعجزات کا ایک حسین مرقع بن گئی۔چنانچہ آپ اس واقعہ کے

بتیس(۳۲) سال بعد اِس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ اس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں''

(''حقیقۃ الوحی''۔روحانی خزائن،جلد۲۲۔صفحہ۲۲۰)

پھر اسی الہام کے حوالے سے آپ اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں فرماتے ہیں:

''مَیں اپنے والد صاحب کے زمانہ میں ایک گمنام تھا.....خدا تعالیٰ نے انکے انتقال کے بعد اِس سلسلہ کی تائید کیلئے اِس قدر میری مدد کی اور کر رہا ہے کہ جماعت کے درویشوں اور غریبوں اور مہمانوں اور حق کے طالبوں کی خوراک کیلئے جو ہر ایک طرف سے صدہا بندگان خدا آرہے ہیں اور نیز تالیف کے کام کیلئے ہزار ہا روپیہ بہم پہنچایا اور ہمیشہ پہنچاتا ہے۔اس بات کے گواہ اس گاؤں کے تمام مسلمان اور ہندو ہیں جو دو ہزار سے کچھ زیادہ ہونگے''

(''تریاق القلوب''،روحانی خزائن،جلد۱۵۔صفحہ۱۹۹)

آپ نے مالی نصرت وتائید کے ایسے تمام واقعات کو جہاں اپنی صداقت اور ایک زندہ خدا کی ہستی کے ثبوت کے طور پر جابجا اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے وہاں تحدیث نعمت کے طور پر بھی ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اسی نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو۔اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہیئے

کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے۔یعنی اوسط کے حساب سے۔اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے"

("حقیقۃ الوحی"۔روحانی خزائن،جلد۲۲۔صفحہ۲۲۱)

........☆........

(نوٹ:چونکہ مالی نصرت کی بعض معین مثالیں کسی قدر تفصیل کے ساتھ باب دوم،فصل دوم، میں بیان کی جا چکی ہیں، یہاں ان کا اعادہ نہیں کِیا جا رہا)

☆ ☆ ☆

﴿۳﴾

”وہ نورانی ستون سیدھے آسمان کی طرف جارہے تھے“

آپؑ کا ایک عجیب وغریب مکاشفہ

جیسا کہ اس ذیلی عنوان کے تمہیدی بیان میں بتایا گیا ہے آپؑ پر اوائل عمری میں ہی جو افضال الٰہیہ کی بارشیں ہو رہی تھیں اور جس قسم کے الہامات اور مکاشفات کا سلسلہ آپ کے وجود میں جاری ہو چکا تھا وہ اس بات کی دلیل تھے کہ آپ عنقریب کسی بہت بڑے روحانی منصب پر فائز ہونے والے ہیں۔ اسی سلسلہ میں اب آپ کو عالم ملکوت میں دکھائے جانے والے ایک اَور ایسے نظارہ کی روئیداد پیش کی جاتی ہے جو آپ کو بطور مصلح ربّانی مستقبل قریب میں عطا کئے جانے منصب جلیلہ کا پیش خیمہ بننے والا تھا۔ چنانچہ آپ اس روحانی نظارہ کی پُرسرور کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت والد صاحب کے زمانہ میں ہی جبکہ ان کا زمانۂ وفات بہت نزدیک تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کیلئے رکھنا سنتِ خاندانِ نبوت ہے، اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مَیں اس سنت اہلِ بیتِ رسالت کو بجالاؤں۔ سو مَیں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا“

آگے یہ کہ اس التزام صوم کے نتیجہ میں آپ کو کیا حاصل ہوا اور کس قسم کے روحانی تجربات میں سے آپ گذرے اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

”اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے، وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اُس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گذر چکے ہیں اُن سے ملاقات ہوئی“

انہی مکاشفات میں سے ایک نہایت لذت آفرین اور مسرور کن مکاشفہ میں آپ نے بعض ایسے روحانی ستونوں کا مشاہدہ کیا جو کئی قسم کے رنگوں سے عبارت تھے اور جو خدا اور بندے کی محبت سے ترکیب شدہ معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ ان کی کیفیت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز وسرخ ایسے دلکش ودلستان طور

پر نظر آتے تھے ،جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے۔ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا۔اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی''

ان روحانی ستونوں کی ماہیت اور ہیئت ترکیبی آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

''میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے۔یعنی وہ ایک نُور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نُور تھا جو اوپر سے نازل ہوا۔اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی۔یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دُور ہیں۔لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے''

(''کتاب البریہ''،روحانی خزائن،جلد ۱۳۔صفحہ ۱۹۸تا۱۹۹)

اس مکاشفہ میں اگرچہ صراحتاً آپ کے اس عالی مقام کے بارے میں کچھ بیان نہیں کیا گیا تھا جو آپ کو بطور مصلح ربانی عطا ہونے والا تھا تاہم اس قدر اشارہ ضرور مل رہا تھا کہ آپ روحانی طور پر ایک ایسے مقام پر کھڑے کردئے گئے ہیں جو انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔گویا ہونہار بروہ کے چکنے چکنے پات ،آپ کو نوجوانی کی عمر میں ہی ایسی استعدادیں عطا کر دی گئیں تھیں کہ جن کی بدولت انسان تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔

☆ ☆ ☆

﴿ ۴ ﴾

اَرَدْتُ اَن اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ

حضرت آدم سے مشابہت کی آسمانی بشارت

دوسرے نمبر پر آپ کا وہ الہام پیش کیا جاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اوّل الانبیاء یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے نام سے پکارا۔ جیسا کے فرمایا:

اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ

یعنی

'مَیں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں، پس مَیں نے آدم کو پیدا کیا'

یہ بھی آپ کی اوائل عمری کا الہام ہے یعنی اس زمانے کا جب آپ اسلام کے ایک جری پہلوان کے طور پر ابھر رہے تھے اور اسلام کو تمام موجودہ مذاہب میں سے واحد زندہ مذہب ثابت کرنے کیلئے تمام دنیا کو چیلنج دے رہے تھے۔ نیز علمی، عقلی اور روحانی دلائل سے قرآن کریم کی عظمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو آشکار کرنے کی غرض سے آپ نے ''براہین احمدیہ'' کے نام سے ایک معرکۃ الآراء کتاب تصنیف کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بالفعل اس مقام پر کھڑا کر دیا جو آپ کے لئے روز اوّل سے مقرر تھا اور علماء اسلام کی طرف سے جیسا کہ مقدر تھا آپ کی مخالفت کا سلسلہ شروع ہو گیا تو آپ نے ایسے تمام الہامات اور مکاشفاتِ ربانیہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی پیش خبریوں کے طور پر پیش کرتے ہوئے دنیا کو بتایا کہ کیا کسی انسان کے بس میں ہے کہ وہ سالہا سال پہلے اپنے بارے میں خود ایسی بات تجویز کرے جس پر اس کا ذرّہ بھر تصرّف نہ ہو بلکہ اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ آیا وہ اتنا لمبا عرصہ زندہ بھی رہے گا۔ اور پھر چیلنج کیا اور بار بار کیا کہ اگر دنیا کے پردے پر کوئی ایسا انسان ہے تو اس کی نظیر پیش کی جائے۔ چنانچہ مذکورہ بالا الہام کو بھی خدا کے نشانوں میں سے ایک زندہ نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''یہ الہام مدت پچیس (۲۵) برس سے براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اس جگہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کی عیب جوئی کی تھی اور اُس کو رد کر دیا تھا۔ مگر

آخر خدا نے اُسی آدم کو خلیفہ بنایا اور سب کو اُس کے آگے سر جھکانا پڑا۔سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔چنانچہ میرے مخالف علماء اور ان کے ہم جنسوں نے عیب جوئی میں کمی نہ کی اور تباہ کرنے کیلئے کوئی دقیقہ مکر کا اٹھا نہیں رکھا۔مگر آخر کار خدا نے مجھے غالب کیا اور خدا بس نہیں کرے گا جب تک جھوٹ کو اپنے پیروں کے نیچے نہ کچلے‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘،روحانی خزائن،جلد۲۲۔صفحہ۲۶۹)

اسی مضمون کو آپ دعویٰ ماموریت کے تیئیس برس بعد یعنی ۱۹۰۵ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب ’’براہین احمدیہ حصہ پنجم‘‘ میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’جیسا کہ فرشتوں نے آدم کے خلیفہ بنانے پر اعتراض کیا اور خدا تعالیٰ نے اس اعتراض کو ردّ کر کے کہا کہ آدم کے حالات جو مجھے معلوم ہیں وہ تمہیں معلوم نہیں،یہی واقعہ میرے پر صادق آتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں یہ وحی الٰہی درج ہے کہ لوگ میری نسبت ایسے ہی اعتراض کریں گے جیسے کہ آدم علیہ السلام پر کئے گئے‘‘

(’’براہین احمدیہ۔حصہ پنجم‘‘،روحانی خزائن،جلد۲۱۔صفحہ۱۱۲)

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ جب آپ نے اپنے امام مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا تو اکثر لوگ یہ کہتے ہوئے پائے گئے کہ کیا خدا نے مغلوں میں سے ہی مہدی بھیجنا تھا۔

پھر آپ اپنی اسی کتاب یعنی ’’براہین احمدیہ حصہ پنجم‘‘ میں اس الہام الٰہی میں مخفی ایک اَور پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

’’خدا نے جو میرا نام آدم رکھا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اِس زمانہ میں عام طور پر بنی آدم کی روحانیت پر مَوت آگئی تھی۔پس خدا نے نئی زندگی کے سلسلہ کا مجھے آدم ٹھہرایا۔اور اس مختصر فقرہ میں یہ پیشگوئی پوشیدہ ہے کہ جیسا کہ آدم کی نسل تمام دنیا میں پھیل گئی ایسا ہی میری یہ روحانی نسل اور نیز ظاہری نسل بھی تمام دنیا میں پھیلے گی‘‘

(’’براہین احمدیہ۔حصہ پنجم‘‘،روحانی خزائن،جلد۲۱۔صفحہ۱۱۲)

اب جبکہ آپؑ کے سلسلہ کے قیام پر سو سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے یہ پیشگوئی بھی جس عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی ہے ایک عالم اس پر گواہ ہے۔نہ صرف آپ کی جسمانی اولاد ہزاروں تک

پہنچ کر مختلف ممالک میں بس رہی ہے بلکہ آپ کی روحانی اولاد بھی دنیا کے ۱۹۰ سے زائد ممالک میں پھیل کر اس الہام کی صداقت ظاہر کر رہی ہے۔

اسی کتاب کے اندر آپ نے اپنا نام آدم رکھے جانے کی ایک تیسری حکمت بھی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"آدم توام کے طور پر پیدا ہوا۔ اور مَیں بھی توام پیدا ہوا۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی، بعدہٗ مَیں۔ اور بایں ہمہ مَیں اپنے والد کیلئے خاتم الولد تھا۔ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اور مَیں جمعہ کے روز پیدا ہوا تھا۔ اور آدم کا حوا سے پہلے پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ سلسلۂ دنیا کا مبدء ہے۔ اور میرا اپنی توام ہمشیرہ سے بعد میں پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ مَیں دنیا کے سلسلے کے خاتمہ پر آیا ہوں۔ چنانچہ چھٹے ہزار کے آخر پر میری پیدائش ہے اور قمری حساب کی رو سے اب ساتواں ہزار جاتا ہے"

("براہین احمدیہ"، حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۱۳)

﴿ ۵ ﴾

"وَ کَذٰلِکَ مَنَنَّا عَلٰی یُوسُفَ"

آپ کو یوسف نبی کے خطاب سے نوازا گیا

تیسرے نمبر پر آپ کو اسی زمانے میں ایک اور الہام ہوا، جس کے الفاظ حسب ذیل تھے:

"وَ کَذٰلِکَ مَنَنَّا عَلٰی یُوسُفَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ
وَ لِتُنْذِرَ قَوْماً مَا اُنْذِرَ آبَاؤُ هُمْ فَهُمْ غَافِلُوْن"

اس میں گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یوسف نبی کا خطاب دے کر یہ باور کرایا کہ تم پر بھی ایک وقت ایسا آنے والا ہے جب تمہارے دینی بھائی یعنی مسلمان تمہارے خلاف ہو جائیں گے اور تمہیں ہلاک کرنے کیلئے طرح طرح کے منصوبے بنائیں گے مگر آخر اللہ تعالیٰ انہی منصوبوں میں تمہاری عزت اور سربلندی کے سامان پیدا فرمائے گا۔ جیسا کہ آپ اس الہام کی تشریح میں فرماتے ہیں:

’’اس جگہ خدا تعالیٰ نے میرا نام یوسف رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یوسف کے بھائیوں نے اپنی جہالت سے یوسف کو بہت دکھ دیا تھا اور اس کے ہلاک کرنے میں کسر نہیں رکھی تھی۔خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا اور اشارہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بھی جو قومی اخوت رکھتے ہیں ہلاک اور تباہ کرنے کیلئے بڑے بڑے فریب کریں گے مگر آخر وہ نامراد رہیں گے۔اور خدا ان پر کھول دے گا کہ جس شخص کو تم نے ذلیل کرنا چاہا تھا میں نے اس کو عزت کا تاج پہنایا‘‘

چنانچہ جب مقام ماموریت پر فائز ہونے کے بعد خود مسلمانوں کی طرف سے آپ کی شدید مخالفت شروع ہوگئی اور وہ آپ کو مٹانے کی تدبیریں کرنے لگے تو آپ نے اسی مذکورہ بالا الہام کو خدائے عالم الغیب کی طرف سے ملنے والی ایک بہت بڑی پیشگوئی کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ ایک پیشگوئی ہے، کیونکہ یہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہے جس کو پچیس (۲۵) برس کا عرصہ گذر گیا ہے۔اور اُس وقت قوم میں سے میرا کوئی مخالف نہ تھا کیونکہ ابھی تو براہین احمدیہ بھی شائع نہ ہوئی تھی۔پھر مخالفت کی کیا وجہ تھی۔پس بلاشبہ یہ خبر کہ کسی زمانے میں ایسے دشمن جانی پیدا ہو جائیں گے جو پہلے اخوت اسلامی کی وجہ سے بھائیوں کے طور پر تھے، یہ ایک امر غیب ہے جو خدا نے قبل از وقوع ظاہر کیا اور براہین احمدیہ میں لکھا گیا‘‘

پھر دعویٰ ماموریت کے بعد جس طور پر آپ کے خلاف منصوبے بنانے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی تمام کے تمام ناکام اور نامراد رہ گئے اور اس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ آپ کو عظمت پر عظمت دیتا چلا گیا تو آپ نے ان سب حالات کو اپنی حضرت یوسف علیہ السلام سے مشابہت کی دلیل قرار دیتے ہوئے اس بارہ میں ہونے والی پیشگوئی کی عظمت پر مندرجہ ذیل الفاظ میں روشنی ڈالی:

’’دوسرا امر غیب اس پیشگوئی میں یہ ہے کہ اس مخالفت کا یہ انجام بتا دیا ہے کہ آخر کار وہ دشمن خائب و خاسر رہیں گے اور بہتیرے ان میں سے یوسف کے بھائیوں کی طرح رجوع کریں گے۔اور اُس وقت خدا اس عاجز کو یوسف کی طرح تاج عزت پہنائے گا اور وہ عظمت اور بزرگی بخشے گا جس کی کسی کو توقع نہ تھی‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔صفحہ ۲۶۹ تا ۲۷۱)

﴿ ۶ ﴾

''اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَکَ المَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ''

مسیح موعود کے مقام پر فائز ہونے کی آسمانی خبر

سب سے اہم منصب جو آپ کو عطا کیا گیا وہ آپ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہونا اور آپ کا مسیح موعود کا خطاب پانا تھا۔ چنانچہ **براھین احمدیه** کے زمانہ سے ہی اللہ تعالیٰ آپ کو مختلف رنگوں اور پیرایوں میں اِس نام سے پکارتا رہا۔ مثلاً سب سے پہلے آپ کو یہ الہام ہوا کہ آپ اور حضرت عیسیٰؑ ایک ہی جوہر سے پیدا کئے گئے ہیں، جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

''وَمِنْ جُمْلَتِهَا اِلْهَامٌ آخَرُ خَاطَبَنِی رَبِّی فِیْهِ وَ قَالَ اِنِّیْ خَلَقْتُکَ مِنْ جَوْهَرِ عِیْسٰی وَ اِنَّکَ وَ عِیْسٰی مِنْ جَوْهَرٍ وَاحِدٍ

یعنی

ان الہامات میں سے جو اس بارے میں مجھے ہوئے مجھے اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں نے تجھ کو عیسیٰ کے جوہر سے پیدا کیا ہے اور تُو اور عیسیٰ ایک ہی جوہر سے اور ایک ہی شے کی مانند ہو''

(''حمامۃ البشریٰ''، روحانی خزائن، جلد ۷۔ صفحہ ۱۹۲)

اسی طرح آپ کو ایک الہام انگریزی زبان میں مندرجہ ذیل الفاظ میں ہوا:

''آئی ایم بائی عیسیٰ''

یعنی 'میں عیسیٰ کے ساتھ ہوں'

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول، صفحہ ۸۷۳۔ حاشیہ در حاشیہ)

پھر ایک بار آپ پر قرآنی الفاظ میں وہ الہام ہوا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے: 'یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ ...... الخ'۔ اس کے معنی بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا:

''اِس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۶۶۴۔ حاشیہ در حاشیہ)

یہ آیت کریمہ مختلف وقتوں اور حصوں میں آپ کو بعد میں بھی الہام ہوتی رہی۔[ا]

ان پے درپے الہامات سے آپ کو یہ یقین تو ہو گیا تھا کہ آپ روحانی اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شدید مشابہت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن جلد اول۔ صفحہ ۵۹۳)

تاہم اہل اسلام کے مروجہ اعتقاد کے مطابق ابھی آپ یہی سمجھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے اور یہ کہ اسلام کا دوسرے ادیان پر غلبہ انہی کے دوسرے دور میں اور انہی کے ہاتھوں مقدر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (سورۃ الصف:۱۰) کی تفسیر میں آپ نے فرمایا کہ

''یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملۂ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا''

لیکن اپنی نسبت ہونے والے مذکورہ بالا دیگر الہامات کی روشنی میں یہ بھی فرمایا کہ

''چونکہ اِس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامّہ ہے اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اِس عاجز کو بھی شریک رکھا ہے۔ یعنی حضرتِ مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔ یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اِس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۵۹۳-۵۹۴)

[ا] آپ فرماتے ہے، ''الہام یَا عِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ''، اِس قدر ہوا ہے، جس کا خدا ہی شمار جانتا ہے۔ (''تذکرہ''، طبع چہارم۔ صفحہ ۱۰۳)

غرض جب تک حضرت بانیٔ سلسلہ پر اپنا مقام و مرتبہ پورے طور پر واضح نہیں ہوا تھا آپ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے بارے میں قرآنی پیشگوئیوں کا اصل مصداق حضرت مسیح علیہ السلام کو ہی قرار دیتے رہے اور سمجھتے رہے کہ یہ سب کچھ حضرت مسیح کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت میں ہوگا۔اور حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنی حد درجہ مشابہت پر دلالت کرنے والے الہامات کی وہ تاویل کرتے رہے جو براہین احمدیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں آپ نے بیان فرمائی ہے۔اور آپ اِس عقیدہ پر اُس وقت تک قائم رہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر آپ پر کھول نہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور یہ کہ ان کی آمد ثانی کی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے پہلے سے یہی مقدر تھا کہ امت محمدیہ میں سے کوئی شخص مسیح ابن مریم کا خطاب پا کر دنیا میں بھیجا جائے گا اور وہ **آپ** ہیں۔چنانچہ اس سلسلہ میں آپ کو جو الہام ہوا اس کے الفاظ حسب ذیل تھے:

”مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔وَکَانَ وَعْدُ اللّٰہِ مَفْعُوْلاً“

(”ازالہ اوہام“، روحانی خزائن، جلد۳۔صفحہ۴۰۲)

بعد میں آپ کو اسی مضمون کے بعض اَور الہام بھی ہوئے۔مثلاً ۱۸۹۳ء کا ایک الہام ہے جس میں آپ کو فرمایا گیا:

”اِنَّا جَعَلْنٰکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ“

یعنی ’ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا‘

(”آئینہ کمالات اسلام“، روحانی خزائن جلد۵۔صفحہ۵۵۱)

اسی طرح ایک الہام مندرجہ الفاظ میں ہوا:

”اِنِّیْ جَاعِلُکَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِراً“

یعنی ’مَیں تجھے عیسی ابن مریم بنانے والا ہوں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے‘

(”آئینہ کمالات اسلام“، روحانی خزائن جلد۵۔صفحہ۴۲۶)

پھر انہی الفاظ میں مگر بعض کلمات کے اضافہ کے ساتھ ایک الہام آپ کو یہ ہوا:

”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ. اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ. کَمِثْلِکَ دُرٌّ لَا یُضَاعُ“

یعنی، سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ تُو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی کبھی ضائع نہیں ہوتا‘

(’’اربعین‘‘، روحانی خزائن جلد ۱۷۔ صفحہ ۴۲۱)

اپنے مقام کے بارے میں اس واضح انکشاف کے بعد آپ نے مسیح ناصریؑ کے متعلق اپنے سابقہ عقیدہ کے حوالے سے ایک ایسی بات بیان فرمائی جو ایک طرف اس اعتراض کو رفع کر دیتی ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ کا مامور ہوتے ہوئے کیوں ایک ایسا عقیدہ رکھا جو قرآن و حدیث کے مخالف تھا۔ دوسری طرف آپ کے صدقِ دعویٰ پر ایک نہایت روشن دلیل قائم کرتی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

’’اِسی براھین احمدیہ میں ہم نے یہ الہام بھی درج کیا ہے کہ یَا عِیسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ اور اِسی میں ہم نے حضرت عیسٰی کے متعلق اپنا وہی عقیدہ پیش کیا ہے جو پرانا عقیدہ تھا کہ مسیح آسمان پر ہے۔ اس سے دیکھنے والے کے واسطے یہ امر ظاہر ہے کہ اگر ہم تصنع اور بناوٹ سے کوئی کام کرتے اور افتراء کے ساتھ یہ باتیں بناتے تو ہم ایسا کیوں کرتے۔ جو شخص افتراء کرنے لگتا ہے وہ تو اوّل ہی سب پہلو سوچ لیتا ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی ایک مصلحت تھی کہ ہم نے ایسا لکھ دیا تا کہ ہماری سچائی پر ایک دلیل قائم ہو جائے۔ پہلے سے ہی براھین کے اندر ایک تناقض ہو گیا اور ہم خود بھی اِس تناقض کو نہ سمجھ سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کی ایک بڑی حکمت تھی‘‘

(’’ملفوظات‘‘، جلد ۵۔ صفحہ ۲۵۱)

بہر حال یہ انکشاف ہو جانے کے بعد کہ آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس کی آمد کے ساتھ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی تکمیل وابستہ ہے، جہاں آپ کے دعویٰ ماموریت میں ایک زبردست جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا وہاں آپ کی تمام تر توجہات ان احادیث نبویہ پر مرکوز ہو گئیں جو مسیح موعود کے ہاتھ پر اسلام کو نصیب ہونے والے عالمگیر غلبہ سے متعلق تھیں۔ انہی احادیث مبارکہ میں سے ایک حدیث وہ تھی جس میں مسیحؑ کے دمشق کی مشرقی جانب ایک سفید منارہ پر نازل ہونے کا ذکر آیا ہے۔ جیسا کہ آتا ہے:

’’فَبَینَمَاھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ بَعَثَ اللّٰہُ الْمَسِیحَ ابْنَ مَرْیَمَ فَینْزِلُ عِنْدَا لمَنارَۃِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَیْنَ مَھْزُوْدَتَیْنِ وَاضِعاً کَفَّیْہِ عَلٰی اَجْنِحَۃِ مَلَکَیْنِ‘‘

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفتہ)

یعنی (جب دجال ظاہر ہو کر زمین پر فساد برپا کرنے اور لوگوں کو گمراہ کرنے لگ جائے گا) تو مسیح علیہ السلام دو زرد چادروں میں لپٹے ہوئے اور دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کی مشرقی جانب ایک سفید منارہ پر نزول فرمائیں گے' [۱]

چنانچہ اسی حدیث نبوی کے منشاء کے مطابق آپؑ نے قادیان میں ایک منارہ کی تعمیر کی تجویز فرمائی جسکے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے آپنے ایک ایسی حکمت کی نشاندہی فرمائی جو اسلام کے روشن مستقبل کے بارے میں ایک زبردست بشارت اپنے اندر لئے ہوئے تھی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

''خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ احادیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا۔ یعنی اس کے زمانہ میں اسلامی سچائی بلندی کے انتہا تک پہنچ جائے گی جو اس منارہ کی مانند ہے جو نہایت اونچا ہو۔ اور دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا، اسی کی مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بلند مینار پر اذان دیتا ہے تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں میں ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔

یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے۔ اور اسلامی حجت کی وہ بلند آواز جس کے نیچے تمام آوازیں دب جائیں وہ ازل سے مسیح کیلئے خاص کی گئی ہے''

(''خطبہ الہامیہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۶۔ صفحہ ۱۸۔ ابتدائی صفحات اشتہار بسلسلہ منارۃ المسیح)

....

[۱] یہاں اس حدیث میں ''دمشق'' کا لفظ اپنے ظاہری معنوں میں نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں آیا ہے اور اپنے اندر بعض خاص حکمتیں رکھتا ہے۔ ان میں سے ایک حکمت حضرت بانی سلسلہؑ نے یوں بیان فرمائی ہے:

''یہ مذہب (عیسائیت۔ناقل) دراصل پولوسی مذہب ہے نہ مسیحی..... یہ پولوسی تثلیث دمشق سے ہی شروع ہوئی۔ اسی کی طرف احادیث نبویہ میں اشارہ کر کے کہا گیا کہ آنیوالا مسیح دمشق کی مشرقی طرف نازل ہوگا۔ یعنی اس کے آنے پر تثلیث کا خاتمہ ہوگا''

(''چشمہ مسیحی''۔ روحانی خزائن، جلد ۲۰۔ صفحہ ۳۷۷)

آگے جانے سے پیشتر یہاں حدیث محولہ بالا کے یہ الفاظ کہ مسیح موعود ”دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے“ نازل ہوں گے اپنے اوپر چسپاں کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہؑ کی ایک ایسی لطیف تشریح کا ذکر کیا جاتا ہے جسے پڑھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین بھی روحانی حلاوت سے بھرپور اس تشریح سے پورا حظ اٹھائیں گے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

”مَیں آسمان سے اترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے۔ اور اگر مَیں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دئے گئے ہیں“

(”فتح اسلام“۔ روحانی خزائن جلد سوم۔ صفحہ ۱۱۔ حاشیہ)

اسی طرح اسلام کے عالمگیر غلبے سے متعلق بعض دیگر احادیث نبویہ کو بھی اپنی ذات اور اپنے زمانے پر چسپاں کرتے ہوئے آپ نے بڑے زور سے اعلان فرمایا کہ

”یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے۔..... اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس عقیدہ کو چھوڑیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے“

(”تذکرۃ الشہادتین“۔ روحانی خزائن، جلد ۲۰۔ صفحہ ۶۷)

پھر اس طرح پر صراحۃً مسیح موعود کا خطاب پانے کے بعد آپ نے ان جملہ الہامات کی جو اس سے قبل اس سلسلہ میں آپ کو ہو چکے تھے اور جن کی اب تک آپ تاویلیں فرما رہے تھے ایسی عارفانہ رنگ میں توجیہ فرمائی کہ وہ اپنی ذات میں آئندہ کیلئے زبردست پیشگوئیاں بن کر آپ کے حالات پر صادق آنے لگے۔ مثلاً ایک الہام مندرجہ ذیل قرآنی الفاظ میں آپ کو ہوا تھا :

”اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ“

(”براہین احمدیہ“، جلد اول۔ صفحہ ۶۲۰۔ حاشیہ در حاشیہ)

یعنی مَیں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تجھے کافروں کے الزامات سے پاک ٹھہراؤں گا اور تیرے ماننے والوں کو کافروں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا‘

اس الہام کے حوالے سے پہلے تو فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ“ (سورۃ آل عمران: ۵۶)۔ یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنیوالے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اِنہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے“

(”ملفوظات“، جلد اول۔ صفحہ ۶۴۔۶۵)

پھر اس بشارت سماوی کو اپنے دَور میں اور خدا سے ملنے والی قوت قدسیہ کی بدولت تمام جھوٹے ادیان پر اپنے غلبہ پانے کی پیشگوئی سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا:

”گو ہر نبی کے زمانے میں شیطان مغلوب ہوتا رہا ہے مگر وہ صرف فرضی طور تھا۔ حقیقی طور پر اس کا مغلوب ہونا مسیح کے ہاتھوں سے مقدر تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے یہاں تک غلبہ کا وعدہ دیا ہے کہ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ“ (آل عمران: ۵۶) فرمایا ہے کہ تیرے حقیقی تابعداروں کو بھی دوسروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ غرض شیطان اس آخری زمانہ میں پورے زور سے جنگ کر رہا ہے مگر آخری فتح ہماری ہی ہو گی“

(”ملفوظات“، جلد پنجم۔ صفحہ ۳۹۸)

ان تشریحات کے ساتھ آپ نے اِس امر کی بھی وضاحت فرمادی کہ آپ کا **مسیح موعود** نام رکھنے میں کونسی الٰہی حکمت پوشیدہ تھی۔ چنانچہ فرمایا کہ اس میں دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس زمانے کی نشاندہی فرمائی ہے جس میں مسیح موعود کا ظہور مقدر تھا۔ یعنی بتایا ہے کہ اس میں عیسائیت کا بڑا زور ہوگا اور ان کے اسی زور کو توڑنے کیلئے مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اسی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''مسیح موعود جو نام رکھا ہے اور یکسر الصلیب اس کا کام مقرر فرمایا ہے یہ اس لئے ہے کہ عیسائیت کا زمانہ ہوگا اور عیسائیت نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہوگا۔ چنانچہ اب دیکھ لو کہ تیس لاکھ کے قریب آدمی مرتد ہو چکے ہیں۔ اور پھر ان مرتدین میں شیخ، سید، مغل، پٹھان، ہر قوم، ہر طبقہ کے لوگ ہیں۔ عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں اور بچے بھی ہیں۔ کوئی شہر نہیں، جہاں ان کی چھاؤنی نہ ہو اور انہوں نے اپنا سکہ نہ جمایا ہو''

پھر آگے اپنی بعثت بطور **مسیح موعود** کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ حقیقی خدا کو چھوڑ کر ایک بناوٹی اور مصنوعی خدا بنایا جاوے اور اس کی پرستش ہو۔ پھر یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور افضل الرسل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں۔ آپ کی شانِ پاک میں ہر قسم کی گستاخیاں اور ہرزہ گوئیاں روا رکھی گئیں جن کو سن کر بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے اور کوئی نیک انسان اُن کو سُن ہی نہیں سکتا۔ جب ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے تو خدا تعالیٰ کی غیرت کب روا رکھ سکتی ہے کہ یہ گالیاں اسی طرح پر دی جائیں اور اسلام کی دستگیری اور نصرت نہ ہو.....تو کیا یہ وقت خدا تعالیٰ کی غیرت کو کہ جو وہ اپنے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھتا ہے جوش میں لانے والا نہ تھا۔ اس کی غیرت نے جوش مارا اور مجھے مامور کیا اس وعدہ کے موافق جو اس نے **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ** میں کیا تھا''

(''ملفوظات''، جلد سوم۔ صفحہ ۵۳۸۔۹)

نہ صرف یہ کہ عیسائیوں کی اسلام دشمنی اپنی انتہا تک پہنچ چکی تھی بلکہ خود مسلمان بھی اِس غلط عقیدہ کا اس سختی سے شکار تھے کہ جب آپؑ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات اور اپنے **مسیح موعود**

ہونے کا اعلان فرمایا تو ان کے اندر بھی زبردست غیظ وغضب پیدا ہو گیا جس کے نتیجہ میں سارے ملک میں آپ کے خلاف مخالفت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ چنانچہ آپؑ نے مسلمانوں کے اس غلط عقیدہ کا بطلان ثابت کرنے کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ آپ نے جہاں قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں لہٰذا ان کے اپنے جسم عنصری کے ساتھ دنیا میں دوبارہ آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہاں اناجیل، اقوال سلف صالحین اور مستند تاریخی حوالوں کی روشنی میں حضرت عیسیٰؑ کے صلیبی موت سے نجات پانے اور پھر عراق اور افغانستان وغیرہ سے ہوتے ہوئے ہندوستان کی طرف ہجرت کر جانے اور بالآخر کشمیر میں طبعی وفات پانے کے حق میں دلائل کا انبار لگا دیا۔

مگر یہ سب معقولی اور منقولی دلائل پیش کرنے کے باوجود آپ کی مخالفت بڑھتی چلی گئی اور اس میں ایسی شدت پیدا ہوئی کہ زمین و آسمان کانپ اٹھے۔ چنانچہ آپؑ کے اسی دعویٰ کی بنا پر آپ کے خلاف کفر کا وہ فتویٰ شائع کیا گیا جس پر دوسو علماء اسلام کے دستخط تھے اور جس نے جہاں ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک آپ کے خلاف مخالفت کا ایک طوفان کھڑا کر دیا وہاں مکہ اور مدینہ سے آپ کے خلاف کفر کے فتوے منگا کر مسلمانوں کو بھڑکانے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ آپ کی یہ حالت یہ ہوگئی کہ آپ فرماتے ہیں کہ ’لوگ اس قدر ڈر گئے تھے کہ ہم سے مصافحہ کرنے سے بھی بیزار ہو گئے تھے کہ شاید اس قدر تعلق سے بھی ہم کافر ہو جائیں گے‘۔

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ۲۵۹)

مگر جیسا کہ خدا نے اپنے الہامات میں آپ کے فتح یاب ہونے کا وعدہ فرمایا تھا جلد ہی صاحب بصیرت لوگوں پر اس مسئلہ کی حقیقت واضح ہوگئی اور وہ کھلے بندوں حضرت عیسیٰ کی وفات کا اعتراف کرنے لگے۔ مثلاً سب سے پہلے برصغیر کی ایک بہت بڑی مذہبی شخصیت سر سید احمد خان نے لکھا کہ حیات مسیح کا عقیدہ اسلام کے اندر نصاریٰ سے آیا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ چنانچہ انہوں نے قرآنی آیت یٰعِیْسیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ ..... الخ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا:

’’قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق چار جگہ ذکر آیا ہے ......پہلی تین آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طبعی موت سے وفات پا جانا ظاہر ہے‘‘

(’’تفسیر احمدی‘‘، مصنفہ سر سید احمد خان، جلد۲۔صفحہ۴۸)

پھر مذہبی میدان کے ایک اَور شہسوار اور بانیٔ تحریک ''خاکسار'' علامہ عنایت اللہ مشرقی نے اپنی مشہور تصنیف ''تذکرہ'' میں تاریخی شہادات کی روشنی میں تحریر کیا:

''....اس میں یہ عبرت انگیز سبق موجود ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی مَوت بھی اُسی سنت الٰہی کے مطابق ہوئی جسکی بابت قرآن نے کہا ہے: لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً''

(''تذکرہ'' مصنفہ محمد عنایت اللہ المشرقی، جلد اوّل۔ صفحہ ۱۶ تا ۱۷۔ حاشیہ)

اسی طرح ہندوستان کی ایک اَور بہت بڑی مذہبی اور علمی شخصیت مولانا عبید اللہ سندھی نے لکھا:

''عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارہ میں جو کچھ لوگوں میں مشہور ہے وہ ایک یہودی اور صابی افسانہ کے سوا کچھ نہیں۔......یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہونی چاہئے کہ علوم اسلامی کا مرجع قرآن عظیم ہے اور اس میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جو صراحت کے ساتھ بتاتی ہو کہ عیسیٰؑ نے وفات نہیں پائی اور یہ کہ وہ زندہ ہیں''

(بحوالہ ''الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن''، جز ثانی۔ صفحہ ۴۹۔ عربی سے ترجمہ)

اَور تو اَور خود عرب مما لک کے اندر بھی ایسے علماء اور فضلاء پیدا ہو گئے جنہوں نے اس بات کا برملا اعلان کیا کہ قرآن اور حدیث سے ہرگز حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت نہیں ہوتی۔

مثال کے طور پر علامہ رشید رضا، سابق مفتی مصر اور ایڈیٹر رسالہ ''المنار''، نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی تحقیق کی تائید کرتے ہوئے اپنے رسالہ ''المنار'' میں ''اَلْقَوْلُ بِھِجْرَۃِ الْمَسِیحِ اِلَی الْھِنْدِ وَمَوْتِہٖ فِی بَلْدَۃِ سِرینکر فِی کَشْمِیْر'' کے عنوان کے تحت لکھا:

''ففِرَارُہٗ اِلَی الْھِنْدِ وَ مَوْتُہٗ فِیْ تِلْکَ الْبَلْدَۃِ لَیْسَ بِبَعِیْدٍ عَقْلاً وَنَقْلاً۔

یعنی

'جہاں تک حضرت مسیح علیہ السلام کے ملک ہند کی طرف ہجرت کر جانے اور اسی ملک میں وفات پانے کا تعلق ہے تو یہ معقولی اور منقولی شواہد کے رو سے بعید از امکان نہیں ہے'

(بحوالہ ''المنار''، جلد ۵۔ صفحہ ۹۰۰ تا ۹۰۱)

(نوٹ: علامہ رشید رضا کے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ وہ شخص تھا جس نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی پُر زور مخالفت کی تھی جس پر آپ کی اُس سے کچھ خط و کتابت بھی ہوئی۔ تاہم وہ آپ کی

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق تحقیق کی تردید نہ کر سکا)

پھر ابھی حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی وفات پر پچاس سال بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ مصر کے ایک چوٹی کے عالم اور الازہر یونیورسٹی کے ریکٹر (ناظم اعلیٰ) جناب علامہ محمود شلتوت کی طرف سے وہ فیصلہ کن فتویٰ شائع کیا گیا جس میں ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کیا گیا تھا کہ قرآن اور احادیث نبویہ کے رو سے مسیح علیہ السلام کے بجسد عنصری آسمان پر جانے کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔ ناظرین کی ضیافت طبع اور ازدیاد علم کی خاطر اس فتویٰ کے اصل الفاظ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

''اِنَّهٗ لَیْسَ فِی الْقُرْآنِ الْکَرِیْمِ وَ لَا فِی السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَة مُسْتَنَدٌ یَصْلُحُ لِتَکْوِیْنِ الْعَقِیْدَةِ یَطْمَئِنُّ اِلَیْهَا الْقَلْبُ بِاَنَّ عِیْسٰی رُفِعَ اِلَی السَّمَاءِ وَ اِنَّهٗ حَیٌّ اِلَی الْآنِ فِیْهَا وَ انّه سَیَنْزِلُ مِنْها آخِرَ الزَّمَانِ اِلَی الْاَرْضِ ۰ اِنَّ کُلَّمَا تُفِیْدُ الْآیَاتُ الْوَارِدَةُ فی هٰذَا الشَّانِ هُوَ وَعْدُاللّٰهِ عِیْسٰی بِاَنَّهٗ مُتَوَفِّیْهِ اَجَلَهٗ وَ رَافِعُهٗ اِلَیْهِ وَعَاصِمُهٗ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاِنَّ هٰذَا الْوَعْدَ قَد تَحَقَّقَ فَلَمْ یَقْتُلْهُ اَعْدَاءُ هٗ وَ لَمْ یُصْلِبُوْهُ وَلٰکِنَّ وَفَّاهُ اللّٰهُ اَجَلَهٗ وَ رَفَعَهٗ اِلَیْهِ''

یعنی

'نہ قرآن کریم میں اور نہ ہی سنت مطہرہ میں کوئی ایسی سند موجود ہے جس سے دل اطمینان پاتا ہو کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور یہ کہ وہ اب تک زندہ ہیں اور وہی آخری زمانے میں زمین پر نازل ہوں گے۔ جو کچھ ان آیات سے پتہ لگتا ہے وہ یہی ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ انہیں وفات دے گا اور اپنی طرف اٹھائے گا اور کافروں سے بچائے گا۔ اور یہ وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ پس ان کے دشمن نہ انہیں قتل کر سکے، نہ صلیب پر مار سکے، بلکہ اللہ نے ان کی زندگی کی مدت پوری کرنے کے بعد انہیں وفات دیدی اور اپنی طرف اٹھالیا'' [۱]

(بحوالہ ''الرسالۃ'' مصریہ، مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۴۲ء، جلد ا۔ صفحہ ۶۴۲)

---

[۱] علامہ موصوف نے یہ فتویٰ مصر میں مقیم برطانوی فوج کے ایک احمدی سپاہی بابو عبدالکریم صاحب کے اس سوال پر دیا تھا کہ آیا قرآن اور حدیث کے رو سے حضرت عیسیٰؑ کے بجسد عنصری آسمان پر زندہ جانے اور اب تک زندہ ہونے کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ بابو عبدالکریم صاحب ابن علی خان یوسف زئی پونچھ ریاست جموں وکشمیر نے ۱۹۲۳ء میں احمدیت قبول کی۔ ۱۹۳۹ء میں آپ فوج میں بھرتی ہو کر مصر پہنچے اور اس دوران انہوں نے مصر کی مجلس افتاء کو یہ سوال بھیجا تھا۔

﴿ ۷ ﴾

”ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ.....لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ“

آپ کے ہاتھوں ہونے والے عالمگیر غلبۂ اسلام کی خبر

پچھلے صفحات میں بیان کردہ آسمانی اخبار کے حوالے سے بتایا جاچکا ہے کہ حضرت احدیت کی طرف سے صراحۃً مسیح موعود کا خطاب پانے اور یہ معلوم ہونے کے بعد کہ قرآنی آیت:

ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِینِ الحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

میں اسلام کو حاصل ہونے والے عالمگیر غلبہ کی جو پیشگوئی موجود ہے وہ آپ کے ہاتھوں، آپ کے وجود اور آپ کی جماعت کے ذریعہ پوری ہونی مقدر ہے[ا] آپ کے دعویٔ ماموریت میں ایک نیا جلال اور ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا۔ اور آپ کی ساری کوششیں اور اپنی جماعت کو کی جانے والی ساری نصائح اس امر پر مرکوز ہوگئیں کہ اسلام کو کس طرح دوسرے ادیان پر غالب کیا جاسکتا ہے اور اس کے لئے جماعت کو کس قسم کی کوشش اور کس قسم کی علمی، اخلاقی اور روحانی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کو دنیا کے تمام دیگر ادیان پر غالب کرنے کا کام بعض ایسے اسباب کا متقاضی تھا جن کا اکٹھا کرنا کسی انسان کے اپنے بس کی بات نہ تھی سوائے اس کے کہ وہ مسبب الاسباب خدا خود اپنی قدرت سے ان کے سامان فرماتا۔ چنانچہ جہاں خدا تعالیٰ نے آپ پر یہ واضح فرمایا کہ اسلام کے دیگر ادیان پر غالب آنے کا تعلق آپ کے زمانہ اور آپ کی ذات سے ہے، وہاں یہ عجیب اتفاق بلکہ خدا تعالیٰ کی اعجازی قدرتوں کا کمال ہے کہ آپ کے زمانے میں وہ سارے اسباب جمع ہوگئے جو اس غلبہ کی تکمیل کیلئے ضروری تھے۔ چنانچہ آپ نے اِس عظیم نکتہ پر بحث کرتے ہوئے جو مبسوط تقریر فرمائی اسے ناظرین کے ازدیاد علم کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

[ا] آپؑ نے اس آیت کریمہ (ھُوَالَّذِی اَرسَلَ رَسُولَہٗ ....الخ کا تشریحی ترجمہ حسب ذیل فرمایا ہے:

”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو (یعنی اِس عاجز کو) ہدایت اور دین حق دے کر اس غرض سے بھیجا ہے، تا وہ اِس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے“

(”تذکرۃ الشہادتین“، روحانی خزائن، جلد ۲۰۔ صفحہ ۶ تا ۸)

''چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو، اس لئے اِس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ کیونکہ اِس عالمگیر غلبہ کیلئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے:۔

(۱) اوّل، یہ کہ پورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کیلئے آسانی اور سہولت کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دُور ہو جائیں اور سفر بہت جلدی طے ہو سکے۔.... کیونکہ غلبہ دکھلانے کیلئے یہ شرط ہے کہ ان تمام مذاہب کا لوگوں کو علم بھی ہو جن پر غالب ہونے کا اظہار بھی کیا گیا ہے اور نیز جن کو مغلوب سمجھا گیا ہے وہ بھی اِس بات کا علم رکھتے ہوں کہ ہم اِس الزام کے نیچے ہیں۔ اور یہ تو تبھی ہو سکتا ہے کہ مختلف ممالک کے لوگ ایسے باہم قریب ہو جائیں کہ گویا وہ ایک ہی محلہ میں رہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ظہور میں نہیں آسکا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کئی قومیں زمین کے دُور دراز کناروں پر آباد تھیں اور پیغام پہنچانے اور سفر کرنے اور باہمی جلد ملاقات کرنے کے وہ سامان موجود نہ تھے کہ جو اَب اِس وقت ہمارے اِس زمانے میں موجود ہیں۔

(۲) دوسرا امر جو اِس بات کے سمجھنے کیلئے شرط ہے کہ ایک دین دوسرے تمام دینوں پر اپنی خوبیوں کے رُو سے غالب ہے یہ ہے جو دنیا کی تمام قومیں آزادی سے باہم مباحثات کر سکیں اور ہر ایک قوم اپنے مذہب کی خوبیاں دوسری قوم کے سامنے پیش کر سکے اور نیز تالیفات کے ذریعہ سے اپنے مذہب کی خوبی اور دوسرے مذاہب کا نقص بیان کر سکیں اور مذہبی کُشتی کیلئے دنیا کی تمام قوموں کو یہ موقعہ مل سکے کہ وہ ایک ہی میدان میں اکٹھے ہو کر ایک دوسرے پر مذہبی بحث کے حملے کریں۔..... سو اس قسم کا غلبہ اسلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں میسر نہیں آسکا۔ کیونکہ اوّل تو اُس زمانہ میں دنیا کی تمام قوموں کا اجتماع ناممکن تھا۔ اور پھر ماسوا اس کے جن قوموں

سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ پڑا اُن کو مذہبی امور میں دلائل سننے یا دلائل سنانے سے کچھ غرض نہ تھی بلکہ انہوں نے اُٹھتے ہی تلوار کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہا اور عقلی طور پر اس کے ردّ کرنے کیلئے قلم نہیں اُٹھائی۔ ......اور اب قلمی لڑائیوں کا وقت ہے۔ اور چونکہ ہم قلمی لڑائیوں کیلئے آئے ہیں اسلئے بجائے لوہے کی تلوار کے لوہے کی قلمیں ہمیں ملی ہیں۔ اور نیز کتابوں کے چھاپنے اور دُور دراز ملکوں تک اُن تالیفات کے شائع کرنے کے ایسے سہل اور آسان سامان ہمیں میسر آگئے ہیں کہ گذشتہ زمانوں میں سے کسی زمانہ میں اُن کی نظیر پائی نہیں جاتی۔

(۳) تیسرا امر جو اِس بات کو تمام دنیا پر واضح کرنے کیلئے شرط ہے کہ فلاں دین بمقابل دنیا کے تمام دینوں کے خاص طور پر خدا سے تائید یافتہ ہے اور خدا کا خاص فضل اور خاص نصرت اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ بمقابل دنیا کی تمام قوموں کے ایسے طور سے تائید الٰہی کے آسمانی نشان اُس کے شامل ہوں کہ دوسرے کسی دین کے شامل حال نہ ہوں۔ ..... یہ امر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل طور پر ظہور پذیر ہونا ناممکن تھا۔ کیونکہ اس کیلئے یہ شرط تھی کہ دنیا کی تمام قوموں کو جو مشرق اور مغرب اور جنوب اور شمال میں رہتی ہیں یہ موقعہ مل سکے کہ وہ ایک دوسرے کے مقابل پر اپنے مذہب کی تائید میں خدا سے چاہیں جو آسمانی نشانوں سے اُس مذہب کی سچائی پر گواہی دے۔ ..... مگر ہمارے زمانہ میں وہ وقت آگیا کیونکہ اِس زمانہ میں گندی تحریروں کے ذریعہ سے اِس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی توہین کی گئی ہے کہ کبھی کسی زمانہ میں کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی۔ ..... اِن اندھوں نے اسلام کو ہر ایک برکت سے بے بہرہ قرار دیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی آسمانی نشان نہیں دکھلایا۔ اور اِس بات پر زور دیا ہے کہ دنیا میں اسلام کا نام و نشان نہ رہے“

اور پھر آخر پر یہ فرما کر اپنی تقریر کو ختم کیا کہ چونکہ بلا شبہ سچائی کی جُھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے، اس لئے یہ زمانہ بھی اِس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کیلئے کوئی خدا کا مامور آتا۔ پس وہ آ

چکا اور وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے۔

(''چشمہ معرفت'' ، روحانی خزائن، جلد ۲۳۔ صفحہ ۹۱ تا ۹۵)

غرض خدا نے اپنی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے مسیح موعود کو مبعوث کرنے کے ساتھ وہ جملہ اسباب بھی اکٹھے فرمادئے جو اس ارادۂ الٰہی کی تکمیل کیلئے ضروری تھے۔

اور انہیں اسباب خداوندی میں سے جانثاروں کی ایک ایسی جماعت کا آپ کے ہاتھ پر جمع ہونا تھا جس کے لئے مقدر تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے غلبۂ اسلام کی اس مہم میں جانی، مالی اور علمی جہاد کرتی چلی جائے۔ چنانچہ اپنی جماعت کو ان ذمہ واریوں کی طرف جو اس عالمگیر انقلاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس پر عائد ہوتی تھیں توجہ دلاتے ہوئے آپ نے نصیحت فرمائی کہ

''اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (آل عمران : ۵۶) ۔ یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنیوالے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اِنہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اِس وعدۂ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ، وُہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں...... اگر اِس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کا مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہوگے) کی سچّی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اُس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ'' [۱]

(ملفوظات، جلد اوّل۔ صفحہ ۶۴ تا ۶۵)

[۱] یہاں حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے جن تین روحانی درجات کا ذکر فرمایا ہے اور جنہیں قرآن کریم کی اصطلاح میں ''امارہ''، ''لوامہ'' اور ''مطمئنہ'' کا نام دیا ہے، ان پر آپؑ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ اپنی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں روشنی ڈالی ہے۔

۸

”جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ“

آخر پر آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض کئے جانے والے ایک ایسے خطاب کا ذکر کیا جاتا ہے جو پچھلے جملہ خطابات سے بڑھ کر آپ کے اُس مقام کی نشاندہی کرنے والا تھا جو بطور آنحضرت محمدﷺ کے روحانی فرزند اور آپ کی امت کے آخری خلیفہ ہونے کے آپؑ کو عطا ہونے والا تھا۔ وہ خطاب آپؑ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں دیا گیا:

جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ

یعنی

’آپ خدا کے رسول ہیں نبیوں کے لباس میں‘

چونکہ بطور مہدی آخرالزمان آپ کے سپرد گذشتہ تمام انبیاء کی امتوں کی اصلاح کا کام ہونے والا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ خطاب دے کر آپ کے اس عظیم الشان مفوضہ کام کی بھی نشاندہی فرمادی۔ چنانچہ اسی نکتہ کی وضاحت میں آپ اس الہام کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”میری نسبت جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ فرمایا، یعنی ’خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں‘۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو“

(”حقیقۃ الوحیٰ“، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۵۲۱)

تاہم اس الہام ربانی میں موجود بعض دیگر الٰہی حکمتوں کی طرف بھی آپ نے واضح اشارات فرمائے۔ چنانچہ ایک مقام پر جہاں آپ نے یہ فرمایا کہ

”اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اِس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے“

وہاں ایک قابل فکر بات یہ بیان فرمائی کہ

”اِس میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے جانی دشمن اور سخت

مخالف جو عناد میں حد سے بڑھ گئے تھے جن کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا گیا اِس زمانہ کے اکثر لوگ بھی اُن سے مشابہ ہیں اگر وہ توبہ نہ کریں"

("براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم"، روحانی خزائن، جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۱۶)

صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے ہندوؤں کے اوتار حضرت کرشن جی سے اپنی مشابہت قرار دیتے ہوئے انہیں بھی اس الہام کے اندر شمار فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

"جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کے رُو سے میں وہی ہوں"

پھر اپنے اس دعویٰ کو مبنی بر الہام الٰہی قرار دیتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"یہ میرے خیال سے اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تُو ہندوؤں کیلئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے"

چنانچہ آپ نے یہ اعلان یکم نومبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ میں دیئے جانے اپنے لیکچر میں فرماتے ہوئے اس بات کو بڑے زور کے ساتھ پیش کیا یعنی فرمایا کہ

"یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر مَیں رہ نہیں سکتا۔ اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اِس بات کو مَیں پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے"

("لیکچر سیالکوٹ"، روحانی خزائن، جلد ۲۰۔ صفحہ ۲۲۸)

پھر اس کے تین سال بعد لکھی جانے والی اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" میں اس دعویٰ کو مکرر پیش فرماتے ہوئے اپنے اِسی الہام "جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ" کے حوالے سے فرمایا:

"جیسا کہ مَیں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اَور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے، جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی

مجھے دیا گیا ہے۔پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا اِن دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن مَیں ہی ہوں‘‘[۱]

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ۵۲۱)

ان تحریرات کے علاوہ آپ نے اپنی ایک رؤیاء بھی بیان فرمائی جو آپ کے اسی دعویٰ کی تائید میں ایک اَور قوی شہادت مہیا کرتی ہے۔جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

’’ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر مَیں بیٹھا ہوں۔ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے، کرشن جی کہاں ہیں؟ جس سے یہ سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔اتنے ہجوم میں سے ایک ہندو بولا،’ہے کرشن جی رُودر گوپال‘ ‘‘

(اخبار البدر، قادیان، مورخہ ۲۹/اکتوبر و۸/نومبر۱۹۰۳ء)

---

[۱] ہندوؤں کی کتب میں بھی حضرت کرشن جی کے دوبارہ ظہور کا جو زمانہ لکھا ہے اس کی جملہ علامات اِسی زمانہ سے ملتی ہیں۔چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ نے آریہ ورت کے ایک محقق پنڈت بالمکند جی کی طرف سے شائع ہونے والے ایک اشتہار کے حوالہ سے بتایا کہ ہندو قوم بھی اِسی دَور میں اور اِسی ملک (ہند) میں شری کرشن جی مہاراج کے دوبارہ ظہور کا انتظار کر رہی ہے۔چنانچہ آپؑ نے پنڈت مذکور کے اشتہار کے مندرجہ ذیل الفاظ درج فرمائے:

’’ اہل دنیا کو یہ واضح ہو کہ آج کل جیسی جیسی بدیاں ہمارے ملک میں ہو رہی ہے وہ سب کو معلوم ہیں...... پس اے دوستو! اگر آپ لوگوں کو اس دردِ عظیم سے نجات پانے کی خواہش ہے تو بے عیب (یعنی معصوم) خلیفۃ اللہ مہاراج.....اسی زمانہ میں ظاہر ہو کر تمام بدیوں اور بدکرداروں کو ہلاک کرینگے۔اگر کسی دوست کو یہ خیال ہووے کہ ابھی کلجگ (یعنی زمانہ کذب و افتراء) کا پہلا ہی دَور ہے اور مہاراج کا جنم کلجگ کے آخر میں لکھا ہے تو آپ غور کریں کہ اِس سے زیادہ اَور کیا کلجگ ظاہر ہوگا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو چھوڑ کر دوسروں پر نظر رکھتی ہیں اور اولاد اپنے والدین کی فرمانبرداری اور وفاداری میں نہ رہیں اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں۔یہاں تک کہ سب ہی چیزیں اپنے اپنے مذہب سے پھری ہوئی ہیں‘‘

(بحوالہ’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ۵۲۴۔حاشیہ)

اسی طرح اپنی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' میں آپ نے اپنا ایک کشف بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''کشفی طور پر ایک مرتبہ مجھے ایک شخص دکھایا گیا گویا وہ سنسکرت کا ایک عالم آدمی ہے جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے اور میرے سامنے کھڑا ہوا اور مجھے مخاطب کر کے بولا کہ

'ہے رُودّر گوپال، تیری استت گیتا' میں لکھی ہے'

اُسی وقت مَیں نے سمجھا کہ تمام دنیا ایک رُودّر گوپال کا انتظار کر رہی ہے۔ کیا ہندو اور کیا مسلمان اور کیا عیسائی۔ مگر اپنے اپنے لفظوں اور زبانوں میں۔ اور سب نے یہی وقت ٹھیرایا ہے اور اس کی یہ دونوں صفتیں قائم کی ہیں۔ یعنی سُوروں کو مارنے والا اور گائیوں کی حفاظت کرنے والا۔ اور وہ مَیں ہوں جس کی نسبت ہندوؤں میں پیشگوئی کرنے والے قدیم سے زور دیتے آئے ہیں کہ وہ آریہ ورت میں یعنی اِسی ملک ہند میں پیدا ہوگا اور انہوں نے اس کے مسکن کے نام بھی لکھے ہیں۔ مگر وہ تمام نام استعارہ کے طور پر ہیں جن کے نیچے ایک اَور حقیقت ہے''

(''تحفہ گولڑویہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۷۔ صفحہ ۳۱۷۔۸۔ حاشیہ)

پھر آپ اپنی اسی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' میں فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اِس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص جو گذرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا۔ اور ہندوؤں میں اوتار کا لفظ درحقیقت نبی کے ہی ہم معنی ہے۔ اور ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار آئے گا جو کرشن کے صفات پر ہوگا اور اس کا بروز ہوگا۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مَیں ہوں۔ کرشن کی دو صفت ہیں: ایک رُودّر یعنی درندوں اور سؤروں کو قتل کرنے والا۔ یعنی دلائل اور نشانوں سے۔ دوسرے گوپال یعنی گائیوں کو پالنے والا۔ یعنی اپنے انفاس سے نیکوں کا مددگار۔ اور یہ دونوں صفتیں مسیح موعود کی صفتیں ہیں۔ اور یہی دونوں صفتیں خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں''

(''تحفہ گولڑویہ''، روحانی خزائن جلد ۱۷۔ صفحہ ۳۱۷ تا ۳۱۸۔ حاشیہ در حاشیہ

اس مضمون سے آپ کے دعویٰ بطور کرشن کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ دراصل آپ نے عصر حاضر کے لئے امام الزمان ہونے کے ناطے اپنے خداداد علم کی بنا پر پہلے ہی معلوم کر لیا تھا کہ ہندو قوم کے بڑے زور وشور کے ساتھ اسلام میں داخل ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے **کرشن** کا خطاب پانے سے بہت قبل آپ نے ہندوؤں کے اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر حملوں میں آئے دن تیزی آ جانے کو اسلام کے حق میں ان کے اندر پیدا ہونے والے ایک زبردست رجحان سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ

''عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اُٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے۔ مگر ان پڑھوں لکھوں میں ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا۔ سو تم ان جوشوں سے گھبرا کر نومیدمت ہو کہ وہ اندر ہی اندر اسلام کے قبول کرنے کیلئے تیاری کر رہے ہیں اور اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آ پہنچے ہیں''

(''ازالہ اوہام''، روحانی خزائن، جلد سوم۔ صفحہ ۱۱۹)

پھر مسلمانوں کے ایک بہت بڑے مذہبی وسیاسی لیڈر، سرسید احمد خان صاحب کے۔سی۔ایس۔آئی، کو اسلام کی اس زبردست حقیقت کا احساس دلاتے ہوئے کہ ایک ایسا خدا موجود ہے جو اپنے کسی بندہ کو عمیق در عمیق غیب سے اطلاع دے سکتا ہے ان کے نام لکھے جانیوالے اپنے ایک اشتہار میں تحریر فرمایا کہ

''مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔ ابھی وہ بچے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ ایک ہستی قادر مطلق موجود ہے! مگر وہ وقت آتا ہے کہ اُن کی آنکھیں کھلیں گی اور زندہ خدا کو اس کے عجائب کاموں کے ساتھ بجز اسلام کے اَور کسی جگہ نہ پائیں گے''

(بحوالہ اشتہار، مورخہ ۱۲؍مارچ ۱۸۹۷ء، مجموعہ اشتہارات، جلد دوم۔ صفحہ ۳۴۱)

بعد میں جب خدا تعالیٰ نے آپ کو کرشن کے نام سے بھی موسوم فرمایا تو آپ نے اِس حوالے سے کہ جیسے آپ مسلمانوں کے اصلاح احوال کیلئے مہدی بن کر آئے ہیں عیسائیوں کیلئے مسیح موعود بن کر آئے ہیں، بڑے زور سے دعویٰ فرمایا کہ ایسا ہی آپ ہندوؤں کی اصلاح کے لئے کرشن اوتار کے روپ

میں آئے ہیں اور وہ وقت جلد آنے والا ہے جب ہندو قوم آپ کے ذریعہ اسلام قبول کر کے اور آپ کی غلامی میں داخل ہو کر ابدی سلامتی سے ہمکنار ہو جائے گی، انشاء اللہ العزیز!

چنانچہ ایک بار جب آپ کی مجلس میں حضرت کرشن جی مہاراج کے مذہب کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی تو آپ نے جہاں یہ فرمایا کہ ان کا مذہب اہل ہنود کے موجودہ مذہب سے بالکل مختلف اور توحید کی سچی تعلیم پر مبنی تھا اور یہ کہ ان کا نبی ہونا احادیث سے بھی ثابت ہے[۱] وہاں اپنے مذکورہ بالا صفاتی ناموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''ہمارا نام مہدی ہے، عیسیٰ ہے اور کرشن کے نام سے بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں پکارا ہے۔ اور انہی تینوں کی آمد کی انتظار میں اِس وقت تین بڑی قومیں لگی ہوئی ہیں۔ مسلمان مہدی کے، عیسائی عیسیٰ کی آمد ثانی کے اور ہندو کرشن اوتار کے۔ چنانچہ ان ناموں میں یہی حکمت الٰہی ہے''

(ملفوظات، طبع چہارم، جلد پنجم۔ صفحہ ۴۶۱)

پھر آپ کو قرآن کریم میں مذکور خدا کے ایک برگزیدہ شخص، ذوالقرنین، کا بھی خطاب دیا گیا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

''اسی طرح خدا تعالیٰ نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی میری نسبت یہ وحی مقدس کہ جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنبِیَاءِ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرایوں میں، یہ چاہتی ہے کہ مجھ میں ذوالقرنین کے بھی صفات ہوں۔ کیونکہ سورۃ الکہف سے ثابت ہے کہ ذوالقرنین بھی صاحب وحی تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی

---

[۱] اس سلسلے میں آپ نے اپنی اسی مجلس میں حضرت امام ابن عربیؒ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا:

''ابن عربی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کَانَ فِی الْھِنْدِ نَبِیٌّ اَسْوَدُ اللَّوْنِ اِسْمُہٗ کَاھِنٌ، یعنی ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے، جس کا رنگ کالا تھا اور نام اس کا کاہن تھا''

نیز فرمایا کہ آیت اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (سورۃ الفاطر:۲۵) سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت کرشن بھی انہیں انبیاء میں سے ایک تھے، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر خلق اللہ کی ہدایت اور توحید قائم کرنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ (ملفوظات، جلد پنجم۔ صفحہ ۶۰-۴۵۹)

نسبت فرمایا ہے، قُلْنَا یَا ذَالقَرْ نَیْن۔پس اِس وحی الٰہی کی رو سے کہ جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الانبِیَاءِ اِس امت کیلئے ذوالقرنین مَیں ہوں"

("براہین احمدیہ، حصہ پنجم"، روحانی خزائن، جلد۲۱۔صفحہ۱۱۸)

یہاں ذوالقرنین کے حوالے سے حضرت اقدسؑ نے ایک ایسی بات بیان فرمائی ہے جو اس ساری پیشگوئی میں روحانیت اور معرفت کا ایک عجیب رنگ بھر دیتی ہے۔اور وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو ذوالقرنین کا مصداق قرار دیتے ہوئے فرمایا :

"قرآن شریف صرف قصہ گو کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کے ہر ایک قصہ کے نیچے ایک پیشگوئی ہے،اور ذوالقرنین کا قصہ مسیح موعود کے زمانہ کیلئے ایک پیشگوئی اپنے اندر رکھتا ہے"

("براہین احمدیہ، حصہ پنجم"، روحانی خزائن، جلد۲۱۔صفحہ۱۱۹)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ذوالقرنین کا وہ قصہ کیا ہے جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔اسے سمجھنے کے لئے پہلے سورۃ الکہف کا وہ بیان پیش کیا جاتا ہے جس میں ذوالقرنین کے بارے میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑے بڑے اسباب کا مالک بنایا تھا اور وہ ان اسباب کے بل بوتے پر پہلے مغرب میں گیا پھر مشرق میں اور پھر ایک ایسی قوم کے پاس گیا جو یاجوج و ماجوج کے ہاتھوں نہایت تنگ تھی۔چنانچہ اس نے ان سے ملکر ایک دیوار بنائی جس کے ذریعے یاجوج و ماجوج کے حملے رک گئے۔یہ سارا قرآنی بیان جو اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الاَرْضِ کے الفاظ سے شروع ہوکر ھٰذَا رَحْمَۃٌ مِن رَّبِّی پر ختم ہوتا ہے، اس کا خلاصہ ترجمہ حسب ذیل ہے:

'ہم نے ذوالقرنین کو زمین پر مستحکم کر کے ہر قسم کے اسباب عطا کئے تھے۔پھر وہ ان اسباب سے فائدہ اُٹھا کر پہلے مغرب میں رہنے والی ایک ایسی قوم کے پاس گیا جہاں سورج ایک غلیظ چشمہ میں غروب ہو رہا تھا۔اس قوم کو اس نے خدا کے حکم سے بعض نصیحتیں کیں۔ان میں سے بعض نے ان نصیحتوں سے فائدہ اٹھایا اور جنہوں نے فائدہ نہ اٹھایا وہ خدا کے عذاب کے نیچے آ گئے۔پھر وہ ایک اَور قوم کے پاس گیا جو مشرق میں رہتی تھی اور جو ایسی نادان تھی کہ سورج کے ہوتے ہوئے وہ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا رہی تھی بلکہ اُلٹا اس کی تمازت میں جل رہی تھی۔اور ذوالقرنین کے کہنے کے باوجود وہ

سورج سے فائدہ اٹھانے یا اس کی تمازت سے بچنے کیلئے تیار نہ تھی۔ پھر وہ ایک تیسری قوم کے پاس گیا جو دو پہاڑوں یا دو روکوں کے بیچ میں رہ رہی تھی۔ وہ لوگ پہلے تو اس کی یعنی ذوالقرنین کی باتوں کو سمجھ ہی نہ سکے۔ پھر جب آہستہ آہستہ سمجھنے لگے تو انہوں نے کہا، اے ذوالقرنین! ہمیں یاجوج ماجوج نے بڑا تنگ کر رکھا ہے۔ کیا تُو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار نہیں بنا سکتا؟ اس نے کہا تم لوگ مجھے لوہے کی سلیں لادو مَیں دیوار بنا دوں گا۔ پھر اس نے وہ دیوار بنا دی اور اس طرح پر یاجوج ماجوج کے حملے اس قوم پر سے رُک گئے'

(قرآن کریم، **سورۃ الکھف**: آیات نمبر ۸۴ تا ۹۹)

یہ قرآنی بیان جو استعارات سے پُر ہے اور جس سے پتہ لگتا ہے کہ **ذوالقرنین** ماضی کے زمانہ میں کوئی بہت بڑا طاقتور بادشاہ گزرا ہے اور وہ صاحب وحی یعنی خدا کا ایک برگزیدہ بندہ تھا، اسے اپنے اوپر چسپاں کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے جس طرح اسے ایک زبردست پیشگوئی کا رنگ دیا ہے وہ آپ کے خداداد علم کا ایک بے نظیر نمونہ اور آپ کی روحانی بصیرت کا ایک عظیم شاہکار ہے جسے پڑھ کر ایک صاحبِ عقل و دانش انسان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اور یقیناً ناظرین بھی اس سے حظ اٹھائیں گے۔ چنانچہ پہلے ذوالقرنین کے لغوی معنوں کے اعتبار سے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی بیان کردہ تشریح اور جس طرح آپ نے اس کا اپنے اوپر اطلاق فرمایا ہے بیان کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ذوالقرنین وہ ہوتا ہے جو دو صدیوں کو پانے والا ہو۔ اور میری نسبت یہ عجیب بات ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے جس قدر اپنے اپنے طور پر صدیوں کی تقسیم کر رکھی ہے، ان تمام تقسیموں کے لحاظ سے جب دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ مَیں نے ہر ایک قوم کی دو صدیوں کو پالیا ہے۔ میری عمر اس وقت تخمیناً ۶۷ سال ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس حساب سے جیسا کہ مَیں نے دو ہجری صدیوں کو پالیا ہے ایسا ہی دو عیسائی صدیوں کو بھی پالیا ہے۔ اور ایسا ہی دو ہندی صدیوں کو بھی جن کا سن بکر ماجیت سے شروع ہوتا ہے۔ اور مَیں نے جہاں تک ممکن تھا قدیم زمانہ کے تمام ممالک شرقی اور غربی کی مقرر شدہ صدیوں کا ملاحظہ کیا ہے کوئی قوم ایسی نہیں جس کی مقرر کردہ دو صدیوں میں سے دو صدیئیں مَیں نے نہ پائی ہوں"

پھران آیات میں بیان کردہ مضمون کے حوالے سے آپ فرماتے ہیں:

”جو کچھ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کی ان آیتوں کی نسبت جو سورۃ کہف میں ذوالقرنین کے قصہ کے بارے میں ہیں میرے پر پیشگوئی کے رنگ میں معنے کھولے ہیں، مَیں ذیل میں ان کو بیان کرتا ہوں“

چنانچہ شروع کی آیات کہ ’ہم نے ذوالقرنین کو زمین پر مستحکم کرکے اسے ہر قسم کے اسباب سے متمتع کیا تھا‘ ان معنوں کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ان میں پیشگوئی کے رنگ میں بتایا گیا ہے کہ:

”ہم اس کو یعنی مسیح موعود کو جو ذوالقرنین بھی کہلائے گا روئے زمین پر ایسا مستحکم کریں گے کہ کوئی اس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔اور ہم ہر طرح سے ساز وسامان اس کو دینگے۔اور اس کی کاروائیوں کو سہل اور آسان کردیں گے“

پھر قرآنی بیان میں جو یہ بتایا گیا ہے کہ ’وہ یعنی ذوالقرنین مغرب میں رہنے والی ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا جہاں سورج ایک گندے اور غلیظ چشمہ میں غروب ہورہا تھا تو اس بارے میں فرمایا کہ اس میں مسیح موعود کے حق میں یہ پیشگوئی مخفی ہے کہ

”وہ ایسے وقت میں آئے گا جبکہ مغربی ممالک کے لوگ نہایت تاریکی میں پڑے ہونگے اور آفتاب صداقت ان کے سامنے سے بالکل ڈوب جائے گا اور ایک گندے اور بدبودار چشمے میں ڈوبے گا۔یعنی بجائے سچائی کے بدبودار عقائد اور اعمال اُن میں پھیلے ہوئے ہونگے۔اور وہی ان کا پانی ہوگا جس کو وہ پیتے ہونگے۔ اور روشنی کا نام ونشان نہ ہوگا۔تاریکی میں پڑے ہونگے۔اور ظاہر ہے کہ یہی حالت عیسائی مذہب کی آجکل ہے“

پھر قرآن کریم میں جو یہ بتایا گیا ہے کہ وہ یعنی ذوالقرنین سورج کے طلوع ہونے والے مقام پر یعنی مشرق میں پہنچا جہاں بسنے والی قوم سورج کی روشنی سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا رہی تھی بلکہ اُلٹا اس کی تمازت میں جل رہی تھی تو اس کو بھی اپنے زمانے کیلئے پیشگوئی پر محمول کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

”یہ ان لوگوں کے لئے ایک مثال ہے جو آفتابِ ہدایت کی روشنی تو اُن کے سامنے موجود ہے اور اُس گروہ کی طرح نہیں جن کا آفتاب غروب ہو چکا ہے۔لیکن ان لوگوں کو اس

آفتاب ہدایت سے بجز اس کے کوئی فائدہ نہیں کہ دھوپ سے چمڑا ان کا جل جائے اور رنگ سیاہ ہو جائے اور آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہے..... یہ اُن مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے جن میں مسیح موعود ظاہر تو ہوا مگر وہ انکار اور مقابلہ سے پیش آئے اور حیا اور ادب اور حسن ظن سے کام نہ لیا۔اسلئے سعادت سے محروم رہ گئے‘‘

تیسری قوم جس کے بارے میں قرآن فرماتا ہے کہ

’وہ دوروکوں یا دو پہاڑوں کے درمیان رہ رہی تھی اور یاجوج وماجوج کے حملوں کی وجہ سے تنگ تھی اورانہوں نے اسے کہا،اے ذوالقرنین! یقیناً یاجوج وماجوج اس ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں۔پس کیا ہم آپ کیلئے کچھ خراج اس شرط پر مقرر نہ کر دیں کہ تُو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دے؟ اس نے کہا،ٹھیک ہے،تم میری مقدور بھر مدد کرو تا کہ مَیں تمہارے اور یاجوج ماجوج کے درمیان ایک دیوار بنادوں۔تم مجھے لوہے کے ٹکڑے لا دو۔اس پر وہ دیوار تیار ہونے لگی۔جب وہ دونوں چوٹیوں تک پہنچ گئی تو اس نے کہا،اب اس پر آگ دھونکو یہاں تک کہ جب اس نے اسے بالکل آگ کی طرح کر دیا تو اس نے ان سے کہا،اب مجھے پگھلا ہوا تانبا لا دو تا کہ مَیں اسے اس پر انڈیل دوں۔پس جب وہ دیوار تیار ہوگئی تو یاجوج وماجوج اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں کوئی سوراخ کر سکے‘

تو اس سارے تمثیلی بیان کو اپنے زمانہ کیلئے ایک پیشگوئی پر محمول کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ نے جو فرمایا ہے وہ آپ کے خداداد علم کا ایک عظیم شاہکار ہے۔دیکھیں،آپ کیا فرماتے ہیں:

پہلے تو فرمایا کہ وہ **تیسری قوم** وہ ہے جو مسیح موعود کی ہدایت سے فیضیاب ہوگی۔ان کے دو روکوں یا دو پہاڑوں کے درمیان ہونے کی یہ تشریح فرمائی کہ ان پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ دوطرفہ خوف میں مبتلا ہو جائیں گے۔ایک طرف ضلالت اور گمراہی کی طاقت ہوگی جو اُن کے ایمانوں کو خراب کر رہی ہوگی۔دوسری طرف حکومت کی طاقت ہوگی۔یعنی حکومت اپنے وسائل سے کام لے کر ان کے دین کو خراب کر رہی ہوگی۔اور یہ دونوں طاقتیں مل کر ایک خوفناک نظارہ پیدا کر رہی ہونگی۔اس پر وہ قوم زبان حال سے پکار کر کہے گی کہ

’’اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج نے زمین پر فساد مچا رکھا ہے۔پس اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم آپ کیلئے چندہ جمع کر دیں تا آپ ہم میں اور ان میں کوئی روک بنا دیں۔وہ جواب میں کہے

گا کہ جس بات پر خدا نے مجھے قدرت بخشی ہے وہ تمہارے چندوں سے بہتر ہے۔ ہاں اگر تم نے کچھ مدد کرنی ہو تو اپنی طاقت کے موافق کرو تا میں تم میں اور اُن میں ایک دیوار کھینچ دوں یعنی ایسے طور پر ان پر حجت پوری کروں کہ وہ کوئی طعن تشنیع اور اعتراض کا تم پر حملہ نہ کر سکیں''

اسی طرح لوہے کی سلوں اور ان میں آگ پھونکنے کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

''اپنے تئیں میری تعلیم اور دلائل پر مضبوطی سے قائم کرو اور پوری استقامت اختیار کرو اور اس طرح پر خود لوہے کی سل بن کر مخالفانہ حملوں کو روکو اور پھر سلوں میں آگ پھونکو جب تک کہ وہ خود آگ بن جائیں۔ یعنی محبت الٰہی اِس قدر اپنے اندر بھڑکاؤ کہ خود الٰہی رنگ اختیار کرو''

یہاں آپ نے محبت الٰہی کے سلسلے میں معرفت کا ایک ایسا نکتہ بیان فرمایا ہے جس سے اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ یعنی معلوم ہو جاتا ہے کہ حقیقی محبت الٰہی انسان کے اندر کب اور کس طرح متحقق ہو سکتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ سے کمال محبت کی یہی علامت ہے کہ محب میں ظلی طور پر الٰہی صفات پیدا ہو جائیں۔ اور جب تک ایسا ظہور میں نہ آوے تب تک دعویٰ محبت جھوٹ ہے۔ محبت کاملہ کی مثال بعینہٖ لوہے کی وہ حالت ہے جبکہ وہ آگ میں ڈالا جائے اور اِس قدر آگ اس میں اثر کرے کہ وہ خود آگ بن جائے۔ پس اگر چہ وہ اپنی اصلیت میں لوہا ہے آگ نہیں ہے۔ مگر چونکہ آگ نہایت درجہ اس پر غلبہ کر گئی ہے اسلئے آگ کے صفات اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ آگ کی طرح جلا سکتا ہے۔ آگ کی طرح اس میں روشنی ہے۔ پس محبت الٰہی کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس رنگ سے رنگین ہو جائے''

آگے آیت محولہ بالا کا وہ حصہ جس میں ذوالقرنین نے کہا کہ مجھے تانبا لا دو کہ میں اس کو پگھلا کر اُس دیوار پر انڈیل دوں تا کہ یاجوج و ماجوج اس دیوار پر نہ چڑھ سکیں تو اس کی لطیف تشریح میں فرمایا:

''یاد رہے کہ لوہا اگر چہ بہت دیر تک آگ میں رہ کر آگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے مگر مشکل سے پگھلتا ہے۔ مگر تانبا جلد پگھل جاتا ہے اور سالک کیلئے خدا تعالیٰ کی راہ میں پگھلنا بھی ضروری ہے۔ پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے مستعد دل

اور نرم طبیعتیں لاؤ کہ جو خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھ کر پگھل جائیں۔ کیونکہ سخت دلوں پر خدا تعالیٰ کے نشان کچھ اثر نہیں کرتے۔ لیکن انسان شیطانی حملے سے تب محفوظ ہوتا ہے کہ اوّل استقامت میں لوہے کی طرح ہو اور پھر وہ لوہا خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ سے آگ کی صورت پکڑ لے۔ اور پھر دل پگھل کر اُس لوہے پر پڑے اور اس کو منتشر اور پراگندہ ہونے سے تھام لے۔ سلوک تمام ہونے کیلئے یہ تین ہی شرطیں ہیں جو شیطانی حملوں سے محفوظ رہنے کیلئے سدّ سکندری ہیں اور شیطانی روح اس دیوار پر چڑھ نہیں سکتی اور نہ اس میں سوراخ کر سکتی ہے“

آخر پر ”ھٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ“ کی تشریح کرتے ہوئے یہ بھی بتا دیا کہ ذوالقرنین یعنی مسیح موعود اپنی جماعت کو یاجوج و ماجوج کے حملوں سے بچانے کی یہ ساری تدبیریں خدا تعالیٰ کی رحمت کے نتیجہ میں اور اس کی پہلے سے بنائی ہوئی آسمانی تقدیر کے مطابق بروئے کار لائے گا۔ جیسا کہ فرمایا:

”یہ خدا کی رحمت سے ہوگا اور اس کا ہاتھ یہ سب کچھ کرے گا۔ انسانی منصوبوں کا اس میں دخل نہیں ہوگا“

ان تمام اسباب سماویہ کے آخری نتیجہ کے طور پر ذوالقرنین یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کو نصیب ہونے والی عالمگیر فتح اور اس طرح پر دنیا کے امت واحدہ بن جانے کے بارے میں جو تشریح آپ نے قرآن کریم کی بقیہ آیات کی فرمائی ہے وہ بھی اِس قابل ہے کہ اسے یہاں بیان کر دیا جائے۔ چنانچہ وَ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ سے لے کر وَ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا تک کی آیات کی تشریح میں فرمایا:

”ذوالقرنین کے زمانہ میں جو مسیح موعود ہے ہر ایک قوم اپنے مذہب کی حمایت میں اُٹھے گی۔ اور جس طرح ایک مَوج دوسری موج پر پڑتی ہے ایک دوسرے پر حملہ کریں گے۔ اتنے میں آسمان پر قرنا پھونکی جائے گی یعنی آسمان کا خدا مسیح موعود کو مبعوث فرما کر ایک تیسری قوم پیدا کر دے گا اور ان کی مدد کے لئے بڑے بڑے نشان دکھلائے گا، یہانتک کہ تمام سعید لوگوں کو ایک مذہب پر یعنی اسلام پر جمع کر دے گا۔ اور وہ مسیح کی آواز سنیں گے اور اس کی طرف دوڑیں گے۔ تب ایک ہی چوپان اور ایک ہی گلہ ہوگا۔ اور وہ دن

بڑے ہی سخت ہونگے۔اور خدا ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دے گا۔اور جولوگ کفر پر اصرار کرتے ہیں وہ اسی دنیا میں بباعث طرح طرح کی بلاؤں کے دوزخ کا منہ دیکھ لیں گے۔خدا فرماتا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کی آنکھیں میری کلام سے پردہ میں تھیں اور جن کے کان میرے حکم کوسُن نہیں سکتے تھے۔کیا ان منکروں نے یہ گمان کیا تھا کہ یہ امر سہل ہے کہ عاجز بندوں کو خدا بنا دیا جائے اور مَیں معطل ہو جاؤں۔اس لئے ہم ان کی ضیافت کیلئے اِسی دنیا میں جہنم کو نمودار کر دینگے۔یعنی بڑے بڑے ہولناک نشان ظاہر ہونگے۔اور یہ سب نشان اس کے مسیح موعود کی سچائی پر گواہی دیں گے“

(”براہین احمدیہ، حصہ پنجم“، روحانی خزائن، جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۶)

یہ وہ تقدیر الٰہی ہے جس کا نقشہ آسمانوں پر تیار ہو چکا ہے اور جس کو دنیا میں جاری کرنے کے لئے خدا کے فرشتے دن رات کام کر رہے ہیں۔اس کی تکمیل کے نتیجہ میں جہاں دنیا سے کفر اور الحاد کا خاتمہ ہوگا وہاں وہ خدائی وعدے بھی پورے ہونگے جن کا ذکر مذکورہ بالا عبارت میں کیا گیا ہے۔چنانچہ اس وقت دنیا میں سیاسی یا فوجی نوعیت کے جتنے تغیرات رونما ہو رہے ہیں وہ اسی آسمانی تقدیر کی عملی تعبیر کے طور پر اور اسی خدائی فیصلہ کو زمین پر جاری کرنے کی خاطر ہو رہے ہیں۔اس کی آخری شکل کیا ہوگی، حضرت بانئ سلسلہؑ نے خدا سے علم پا کر اِس پر سے بھی پردہ اٹھایا ہے۔یعنی بتایا ہے کہ اس وقت ذوالقرنین کی حیثیت سے آپ نے جس تیسری قوم کی بنیاد رکھی ہے وہ بالآخر تمام دنیا میں غالب آ کر رہے گی۔جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

”اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔وہ اپنی اِس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی“

(”تذکرۃ الشہادتین“، روحانی خزائن جلد ۲۰۔ صفحہ ۶۷)

۹

”غلام احمد قادیانی“

ایک حدیث نبوی کے بارے میں ہونے والا عجیب وغریب علمی انکشاف

ہر چند کہ آپ کو اپنے منصب روحانی کے بارے میں نہایت وضاحت کے ساتھ الہامات ہو چکے تھے اور بتایا جا چکا تھا کہ آپ کے وجود میں حضرت عیسیٰ کے دوبارہ نزول کی جملہ احادیث نبویہ صحیحہ پوری ہو چکی ہیں آپ نے ایک بار سوچا کہ کیا حدیث اَلآیَاتُ بَعْدَ المِأتَیْنِ [ا] کے مفہوم میں آپ بھی داخل ہیں تو آپ پر جو عجیب وغریب انکشاف ہوا اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

”چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اِس طرف توجہ کی کہ کیا اِس حدیث کا جو اَلآیَاتُ بَعدَ المِأتَینِ ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعدادِ حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھو، یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی

[ا] پوری حدیث یوں بیان ہوئی ہے: عَنْ اَنَسٍ ابْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلآیَاتُ بَعْدَ الْمِأتَیْنِ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب الفتن)۔ یعنی حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابو قتادہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؟ ’دوسو سال بعد بعض خاص نشانوں کا ظہور ہوگا‘۔

یہ حدیث ائمۃ المسلمین کے نزدیک ہمیشہ زیر بحث رہی ہے، یعنی یہ کہ اس میں دوسو سال سے کونسے دوسو سال مراد ہیں اور نشانات سے مراد کونسے نشانات ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں دسویں صدی ہجری کے صوفی بزرگ، حضرت ملا علی قاریؒ کا ایک قول پیش کیا جاتا ہے، جو اس مسئلہ کے حل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے اور وہ یہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”المأتین کے لفظ میں ’ال‘ کی تخصیص یہ بتانے کیلئے آئی ہے کہ امت پر ایک ہزار سال کا عرصہ گذر جانے کے دوسو سال بعد ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ کا وقت ہوگا اور وہ جملہ نشانات ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے جو اس سلسلہ میں احادیث میں مذکور ہیں۔ مثلاً خروج دجال، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، ظہور یاجوج و ماجوج، وغیرہ“

(بحوالہ ”المرقاۃ المفاتیح“، شرح المشکوٰۃ المصابیح۔ صفحہ ۱۸۲)

کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی۔ اور وہ یہ نام ہے:

'غلام احمد قادیانی'

اس نام کے عدد پورے تیرہ سو (۱۳۰۰) ہیں۔ اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اَور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں'' [ا]

(''ازالہ اوہام''، روحانی خزائن، جلد ۳۔ صفحہ ۱۹۰)

اب یہ کس قدر زبردست نشان اور قدرت خداوندی کا کتنا بڑا عظیم کرشمہ ہے کہ خود آپکے نام کے اندر آپ کی تصدیق میں ایک زبردست فعلی شہادت مخفی تھی۔ ظاہر کہ آپنے اپنا نام غلا م ا حمد خود نہیں رکھا تھا، نہ ہی اپنی مرضی سے آپ قادیان میں پیدا ہوئے۔ پھر اس نام (غلام احمد قادیانی) کے حروف میں ۱۳۰۰ کے اعداد کا رکھا جانا بھی آپ کا اپنا کام نہ تھا۔ پھر یہ کیونکر ہوا کہ آج سے چودہ سو سال پہلے کی حضرت مُخبر صادق ﷺ کی ایک عددی پیشگوئی کے آپ مصداق ٹھہر گئے؟ یہ ایک ایسا علمی نکتہ ہے کہ صاحب علم لوگ اس سے یقیناً بہت حظ اٹھائیں گے۔

☆ ☆ ☆

[ا] اس نام میں مندرجہ ذیل حروف آتے ہیں، جن کے اعداد حروف تہجی کے اعتبار سے شمار کئے جائیں تو پورا ۱۳۰۰ کا عدد نکلتا ہے، اور آپ عین تیرھویں صدی کے خاتمے پر مبعوث ہوئے:

غ:۱۰۰۰، ل:۳۰، ا:۱، م:۴۰، ا:۱، ح:۸، م:۴۰، د:۴، ق:۱۰۰، ا:۱، د:۴، ی:۱۰، ا:۱، ن:۵۰، ی:۱۰ (کل تعداد: ۱۳۰۰)

﴿ ۱۰ ﴾

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ"

معارف قرآنیہ سکھائے جانے کا آسمانی وعدہ

منجملہ ان اخبار سماویہ کے جو آپ کو اپنے دعویٰ ماموریت سے پہلے ملیں اور جن کی عملی تعبیر ظاہر ہونے پر آپ نے انہیں اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش فرمایا ایک مندرجہ ذیل الفاظ میں تھی:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ .یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی شَفَتَیْکَ

("براہین احمدیہ"، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۶۱۷۔ حاشیہ در حاشیہ)

یعنی

'خدا نے تجھے اے احمد قرآن سکھلایا اور تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی'

آپ اس الہام کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"اس الہام کی تفہیم مجھے اس طرح ہوئی کہ کرامت اور نشان کے طور پر قرآن اور زبانِ قرآن کی نسبت دو طرح کی نعمتیں مجھ کو عطا کی گئی ہیں:

۱) ایک یہ کہ معارف عالیہ فرقان حمید بطور خارق عادت مجھ کو سکھلائے گئے جن میں دوسرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

۲) دوسرے، یہ کہ زبانِ قرآن یعنی عربی میں وہ بلاغت اور فصاحت مجھے دی گئی کہ اگر تمام علماءِ مخالفین باہم اتفاق کر کے بھی اِس میں میرا مقابلہ کرنا چاہیں تو ناکام و نامراد رہیں گے اور وہ دیکھ لیں گے کہ جو حلاوت اور بلاغت اور فصاحت لسان عربی مع التزام حقائق و معارف و نکات میری کلام میں ہے وہ ان کو اور انکے دوستوں اور ان کے استادوں اور انکے بزرگوں کو ہرگز حاصل نہیں"

("تریاق القلوب"، روحانی خزائن جلد ۱۵۔ صفحہ ۲۳۰)

یہ دعویٰ اس اعتبار سے ایک بہت بڑا دعویٰ تھا کہ آپ کا اکتسابی علم سوائے چند درسی کتب کے مطالعہ کے بہت ہی محدود تھا اور آپ کو خود بھی تسلیم تھا کہ آپ بجز اندک اور حقیر شد بود کے عربی نہ جانتے تھے۔ اس کے باوجود اگر آپ یہ چیلنج فرما رہے تھے کہ عربی زبان میں جو فصاحت و بلاغت آپ کو عطا کی

گئی ہے وہ آپ کے ہمعصر علماء وفضلاء میں سے کسی کو حاصل نہیں تو یقیناً اس کے پیچھے آپ کو آسمان سے ملنے والا وہی وعدہ الٰہی کام کر رہا تھا جس کا ذکر زیر بحث عنوان میں کیا گیا ہے۔

پھر یہ صرف آپ کا دعویٰ ہی نہیں تھا بلکہ اس کے عملی اظہار کے لئے آپ نے قرآن شریف کے بعض مقامات اور بعض سورتوں کی بڑی نادر اور ایمان افروز تفسیریں لکھیں۔ نیز نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں کئی کتابیں تالیف فرمائیں۔ اور پھر مخالف علماء اسلام اور اہل علم حضرات کو اپنے مقابل پر بلاتے ہوئے فرمایا:

''پھر ایک اَور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین (آپ کی سب سے پہلی تالیف ''براہین احمدیہ''۔ناقل) کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے اور وہ یہ ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اِس وعدہ کو ایسے طور سے پورا کیا کہ اب کسی کو معارف قرآنی میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی مولوی اس ملک کے تمام مولویوں میں سے معارف قرآنی میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے اور کسی سورۃ کی ایک تفسیر مَیں لکھوں اور ایک کوئی اَور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کر سکیگا''

(''انجام آتھم''، روحانی خزائن، جلد ۱۱۔ صفحہ ۲۹۱)

اور جب گولڑہ (ضلع راولپنڈی) کے ایک گدی نشین پیر مہر علی شاہ اور بعض دیگر علماءِ اسلام آپ کے مقابل پر اپنی علمیت کی شیخیاں بھگارنے لگے تو آپ نے اپنے اس چیلنج کو دہراتے ہوئے ایسے نام نہاد علماء کو غیرت دلاتے ہوئے فرمایا:

''خدا تعالیٰ کے تائیدی نشانوں میں سے ایک یہ نشان بھی مجھے دیا گیا ہے کہ مَیں فصیح بلیغ عربی میں قرآن شریف کی کسی صورت کی تفسیر لکھ سکتا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ میرے بالمقابل اور میرے بالمواجہ بیٹھ کر کوئی دوسرا شخص خواہ وہ مولوی ہو یا کوئی فقیر گدی نشین ایسی تفسیر ہرگز لکھ نہیں سکے گا''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ نمبر ۴۳۱۔ حاشیہ)

اس قدر تحدی کے باوجود جب وقت کے علماء یا علمیت کا دعویٰ کرنے والے گدی نشینوں میں سے

کسی ایک کو بھی آپ کے مقابل پر آنے اور اپنے علمی جوہر دکھانے کی جرأت نہ ہوئی تو آپ نے پہلے سے بھی زیادہ زور کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے دئے گئے اس نشان کی عظمت بیان کرتے ہوئے صاحب علم وبصیرت لوگوں کی عقلوں کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا:

''پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی شَفَتَیْکَ، 'اے احمد! فصاحت بلاغت کے چشمے تیری لبوں پر جاری کئے گئے'۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اُٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے؟''

(''انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱۔ صفحہ ۲۹۰)

﴿ ۱۱ ﴾

''مَیں کشفی اور الہامی علوم میں سب پر غالب ہوں''

نشان نمائی کے میدان میں ملنے والی فتح کی خدائی بشارت

آپؑ غیر مذاہب کے سرکردہ رہنماؤں کو تو اپنے مقابل پر آنے کی پہلے ہی دعوت دے رہے تھے کہ اگر وہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے بارے میں نشان دیکھنا چاہتے ہیں تو خدا کی طرف سے آپ کو اذن ہوا ہے کہ ایسا طالب حق آپ کے پاس آ کر ایک سال تک رہے، اللہ تعالیٰ ضرور اسے کوئی نہ کوئی ایسا نشان دکھائیگا جو انسانی مقدرت سے بالا ہو۔ اور اگر اس مدت تک کوئی نشان ظاہر نہ ہوا تو آپ ایسے طالب حق کو دوصد (۲۰۰) روپیہ ماہوار کے حساب سے حرجانہ دینے کیلئے تیار ہیں۔ مگر کسی مخالف اسلام کو تحقیق حق کی نیت سے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

(خلاصہ اشتہار نمبر ۱۰، بحوالہ مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۰ تا ۲۲)

جہاں تک علماء اہل اسلام کا تعلق تھا تو آپ نے بڑے زور کے ساتھ اور غیرت دلا دلا کر علمی

میدان میں انہیں آپ کے مقابل پر آ کر جوہر دکھانے کی دعوت دی۔ مگر جیسا کہ اس سے قبل کے عنوان کے تحت بتایا جاچکا ہے ان میں سے کسی کو بھی علمی مقابلہ میں آپ کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کے باوجود وہ لوگ آپؑ کی تکذیب اور عوام کو آپ کے خلاف بھڑکانے کی مسلسل کوششوں میں بھی مصروف رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ سے اذن پاکر آپ نے ان جملہ ائمۃ الکفر کو اب روحانی میدان میں اپنے مقابل پر آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں انہیں للکارا:

''مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں ان مسلمانوں پر بھی اپنے کشفی اور الہامی علوم میں غالب ہوں۔ ان کے ملہموں کو چاہئے کہ میرے مقابل پر آویں۔ پھر اگر تائید الٰہی میں اور فیض سماوی میں اور آسمانی نشانوں میں مجھ پر غالب ہو جاویں تو جس کارد سے چاہیں مجھ کو ذبح کر دیں مجھے منظور ہے۔ اور اگر مقابلہ کی طاقت نہ ہو تو کفر کے فتوے دینے والے جو الہاماً میرے مخاطب ہیں یعنی جن کو مخاطب ہونے کیلئے الہام الٰہی مجھ کو ہو گیا ہے پہلے لکھ دیں اور شائع کرادیں کہ اگر کوئی خارق عادت امر دیکھیں تو بلا چون و چرا دعویٰ کو منظور کرلیں۔ مَیں اس کام کے لئے بھی حاضر ہوں اور میرا خداوند کریم میرے ساتھ ہے۔ لیکن مجھے یہ حکم ہے کہ مَیں ایسا مقابلہ صرف أَئِمَّةُ الْكُفْرِ سے کروں'' [۱]

(''آئینہ کمالات اسلام''، روحانی خزائن، جلد۵۔ صفحہ ۳۴۸)

اس غرض کے لئے آپ نے ان علماء کے سامنے کامل مومن کی پہچان کے مندرجہ ذیل چار قرآنی معیار رکھے:

---

[۱] یہ تو ائمۃ الکفر کیلئے حکم تھا۔ عوام الناس کیلئے آپ نے فرمایا کہ

''رہے احاد الناس کہ جو امام اور فضلاء علم کے نہیں ہیں اور نہ ان کا فتویٰ ہے، ان کیلئے مجھے یہ حکم ہے کہ اگر وہ خارق دیکھنا چاہتے ہیں تو صحبت میں رہیں خدائے تعالیٰ...... اس عاجز کو ضائع نہیں کرے گا اور اپنی حجت دنیا پر پوری کرے گا اور کچھ زیادہ دیر نہیں ہوگی کہ وہ اپنے نشان دکھاوے گا۔ لیکن مبارک وہ جو نشانوں سے پہلے مجھے قبول کر گئے۔ وہ خدائے تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں اور وہ صادق ہیں جن میں دغا نہیں۔ نشانوں کے مانگنے والے حسرت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے کہ ہم کو رضائے الٰہی اور اس کی خوشنودی حاصل نہ ہوئی جو ان بزرگ لوگوں کو ہوئی جنہوں نے قرائن سے قبول کیا اور کوئی نشان نہیں مانگا''

(''آئینہ کمالات اسلام''، روحانی خزائن، جلد۵۔ صفحہ ۳۴۹)

اوّل ۔ یہ کہ مومن کامل کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اکثر بشارتیں ملتی ہیں ۔یعنی اسے اپنے اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کے بارے میں پیش از وقوع آسمانی خوشخبریوں سے نوازا جاتا ہے۔

دوم ۔ یہ کہ مومن کامل پر ایسے امور غیبیہ کھولے جاتے ہیں جن کا تعلق اس کی ذات سے یا دنیا میں نازل ہونیوالی قضا وقدر سے ہوتا ہے۔

سوم ۔ یہ کہ مومن کامل کی اکثر دعائیں عنداللہ قبول ہوتی ہیں اور اکثر باران کے بارے میں اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیش از وقت اطلاع بھی دی جاتی ہے۔اور

چہارم ۔ یہ کہ مومن کامل پر قرآن کریم کے دقائق اور حقائق ومعارف کھولے جاتے ہیں اور اسے تفسیر قرآن کا خاص علم دیا جاتا ہے۔

کامل مومن کی پہچان کے ان چار قرآنی معیاروں کی بنیاد پر آپؑ نے میاں نذیر حسین دہلوی[۱] اور ان کے شاگردوں کو اپنے ساتھ اس روحانی معرکہ میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

'اگر یہ عاجز جیسا کہ میاں نذیر حسین اور اس کے شاگرد بٹالوی کا خیال ہے درحقیقت کافر اور دجال اور مفتری اور موردِ لعن اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے،تو خدائے تعالیٰ عندا لمقابلہ کوئی نشان ایمانداران کا اِس عاجز کی تصدیق کیلئے ظاہر نہیں کرے گا.....بلکہ اپنی تائیدوں سے مجھے بے بہرہ رکھ کر ایسا رسوا کرے گا کہ جیسا اتنے بڑے کذّاب کی سزا ہونی چاہئے ،اور اس صورت میں اہل اسلام میرے شر سے بچ جائیں گے اور تمام مسلمان میرے فتنہ سے امن میں آجائیں گے۔لیکن اگر کرشمہ قدرت یہ پیدا ہوا کہ خود میاں نذیر حسین اور ان کی جماعت کے لوگ بٹالوی وغیرہ تائید کے نشانوں میں مخذول ومہجور رہے اور تائید الٰہی میرے شامل حال ہوگئی تو اس صورت میں بھی لوگوں پر حق کھل جائے گا اور روز کے جھگڑوں کا خاتمہ ہوجائے گا"

("آسمانی فیصلہ"،روحانی خزائن،جلد۴۔صفحہ ۳۲۲)

پھر اس روحانی معرکہ کیلئے آپ نے مندرجہ ذیل لائحہ عمل تجویز فرمایا:

'صوبہ کے صدر مقام لاہور میں ایک انجمن مقرر کی جائے ،جس کے ممبران بتراضیٔ

....

[۱]یہ وہ شخص تھا جس نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے خلاف کفر کے فتوے پر سب سے پہلے اپنے دستخط ثبت کئے تھے۔

فریقین مقرر کیئے جائیں گے۔ مقابلہ کرنے والے دونوں فریق ایک سال تک اِس انجمن کو آسمان سے ملنے والی بشارات یا امور غیبیہ پر مشتمل اخبار کی تفصیل بقید تاریخ و ثبتِ شہادت چار مسلمان اشخاص، قبل از وقوع بھیجتے رہیں گے۔ وہ انجمن اِن کا تاریخ وار باقاعدہ ایک رجسٹر میں اندراج کرتی رہے گی اور پھر اُس بشارت یا غیب کی خبر کے پورا ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ اور نتیجہ ظاہر ہونے پر اس کی اطلاع مع ثبوت بھی اسی رجسٹر میں درج ہوگی‘۔

(خلاصہ عبارت از ’’آسمانی فیصلہ‘‘، روحانی خزائن، جلد۴)

یہ مجوزہ انتظام تو پہلے دو معیاروں میں ہر دو فریق کیلئے آپ نے بیان فرمایا۔ جہاں تک باقی دو معیاروں کا تعلق تھا تو ان میں سے ’’قبولیت دعا‘‘ میں آزمائش کی آپنے یہ صورت تجویز فرمائی کہ

’وہی انجمن ایک اشتہار دے کر مختلف قسم کے مصیبت زدگان کی (بلا تمیز مذہب و ملت) ایک فہرست تیار کرے گی جن میں ان کے نام مع ولدیت، وسکونت مع تفصیل عارضہ درج ہونگے۔ پھر ان مصیبت زدگان کو قرعہ اندازی کے ذریعہ دونوں فریقوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور وہی دن سالِ مقررہ کا پہلا دن شمار کیا جائیگا۔ پھر ہر فریق اپنے اپنے حصہ کے مصیبت زدگان کیلئے دعا کرتا رہے گا۔ ایک سال گذرنے پر جس فریق کے مریضوں کی بھاری اکثریت شفا پا جائے یا انہیں اپنی مصیبت سے چھٹکارا نصیب ہو جائے وہ کامیاب اور مؤید من اللہ سمجھا جائے گا۔ اور جس فریق کے اکثر مریض مر جائیں یا اپنی مصیبت میں بدستور مبتلا رہیں وہ ناکام اور خدا تعالیٰ کے نزدیک مردود قرار دیا جائے‘‘[۱]

(خلاصہ عبارت از ’’آسمانی فیصلہ‘‘، روحانی خزائن، جلد۴)

چوتھی علامت، یعنی معارف قرآنیہ میں مقابلہ کیلئے آپ نے فرمایا کہ

[۱] آفت زدگان کی آپ نے یہ تشریح فرمائی کہ ضروری نہیں کہ وہ سب بیمار ہی ہوں بلکہ کسی بھی مصیبت یا آفت میں مبتلا ہو سکتے ہیں مثلاً ناحق سزا پانے والا یا کسی شکنجہ میں پھنس جانے والا یا اولاد سے محروم یا کوئی صاحب مرتبت جو ذلت کا شکار ہو یا کوئی ظلم کے پنجہ میں گرفتار مظلوم وغیرہ۔

'ہر فریق چند آیات قرآنیہ کے معارف وحقائق ولطائف لکھ کر اِسی انجمن میں عین جلسہ عام میں سناوے۔ پھر جو کچھ کسی فریق نے لکھا ہوگا اگر وہ کسی پہلی تفسیر میں ثابت ہو جائے تو وہ شخص محض دوسرے مفسرین کی نقل کرنے والا سمجھا جائے گا اور خود معارف قرآنی سے محروم شمار ہوگا۔ لیکن اگر اسکی بیان کردہ تفسیر میں جدّت اور ندرت پائی جائے اور وہ ایسے کمالات اور معارف پر مشتمل ہو جو قرآن کریم کی عظمت اور اعجازی شان کو ظاہر کرنے والے ہوں تو سمجھا جائے گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت سے لکھی گئی ہے'

(خلاصہ عبارت از ''آسمانی فیصلہ''، روحانی خزائن، جلد۴)

یہ طریق مقابلہ تجویز کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ:

''اگر فریق مخالف اس تجویز کو پسند کرے تو انجمن کے ممبر بتراضی ٔفریقین مقرر کئے جائیں گے اور اختلاف کے وقت کثرت رائے کا لحاظ رہیگا۔ اور مناسب ہوگا کہ چاروں علامتوں کی پورے طور پر آزمائش کے لئے فریقین ایک سال تک انجمن میں بقید تاریخ اپنی تحریرات بھیجتے رہیں۔ اور انجمن کی طرف سے بقید تاریخ و بہ تفصیل مضمون تحریرات موصول شدہ کی رسیدیں فریقین کو بھیجی جائیں گی''

اور آخر پر فرمایا:

''متخاصمین کے فیصلہ کے لئے اس سے صاف اور سہل تر اَور کوئی روحانی طریق نہیں اور مَیں اقرار کرتا ہوں اور اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مَیں اس مقابلہ میں مغلوب ہوگیا تو اپنے ناحق پر ہونے کا خود اقرار شائع کر دوں گا۔ اور پھر میاں نذیر حسین صاحب اور شیخ بٹالوی کی تکفیر اور مفتری کہنے کی حاجت نہیں رہے گی۔ اور اس صورت میں ہر ایک ذلت اور توہین اور تحقیر کا مستوجب وسزاوار ٹھہروں گا''

اور پھر آپ نے ان سب علماء کو جو گلے پھاڑ پھاڑ کر آپ کو کافر اور ملحد قرار دے رہے تھے ان کے نام لے لے کر انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

''اگر یہ سب کے سب مقابلہ سے منہ پھیر لیں اور کچے عذروں اور نامعقول بہانوں سے میری اِس دعوت کو قبول کرنے سے منحرف ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کی حجت ان پر تمام ہے

مَیں مامور ہوں اور فتح کی مجھے بشارت دی گئی ہیں۔لہٰذا میں حضرات مذکورہ بالا کو مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔کوئی ہے جو میرے سامنے آوے؟''

(''آسمانی فیصلہ''،روحانی خزائن،جلد۴۔صفحہ ۳۲۵ تا ۳۳۰)

مگر افسوس ہے کہ ان مخالف علمائے اسلام میں سے کسی ایک نے بھی اس روحانی طریق پر آپ کو آزمانے یا آپ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کی۔

آپ کو اپنے ربّ کے وعدوں پر اس قدر یقین اور ایمان تھا کہ آپ نے بذریعہ ایک اشتہار بھی ان تمام بڑے بڑے مکفّر اور مکذّب علماء کو اس روحانی فیصلہ کی طرف بلاتے ہوئے ان کے سامنے اپنے فتحیاب ہونے کی پیشگوئی رکھی اور فرمایا:

''اے میرے مخالف الرائے مولویو اور صوفیو اور سجادہ نشینو!!! جو مکفّر اور مکذّب ہو، مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ لوگ مِل جُل کر یا ایک ایک آپ میں سے اِن آسمانی نشانوں میں میرا مقابلہ کرنا چاہیں جو اولیاء الرحمٰن کے لازم حال ہوا کرتے ہیں تو خدائے تعالیٰ تمہیں شرمندہ کرے گا اور تمہارے پردوں کو پھاڑ دے گا۔اور اُس وقت تم دیکھو گے کہ وہ میرے ساتھ ہے۔کیا کوئی تم میں سے ہے کہ اِس آزمائش کیلئے میدان میں آوے؟''

(مجموعہ اشتہارات،جلد اوّل۔صفحہ ۲۸۳)

مگر ان غیرت دلانے والے الفاظ کو پڑھ کر بھی ان علماء اسلام کے سروں پر جُوں تک نہ رینگی نہ ان کی رگ حمیت پھڑکی۔دوسری طرف وہ ماموریت کے اس دعویدار کو جھٹلانے سے بھی باز نہ آئے بلکہ آپ کو بدستور کافر،مفتری اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے رہے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ مقابلے پر کیوں نہ آئے؟ اگر وہ واقعی حضرت بانی ٔسلسلہؑ کو مفتری خیال کرتے تھے تو کیا مقابلہ پر آنے سے انہیں یہ ڈر تھا کہ کہیں اللہ تعالیٰ مفتری کی حمایت میں کوئی نشان نہ ظاہر کر دے؟

☆ ☆ ☆

﴿ ۱۲ ﴾

’’آخرالحیل پھر مباہلہ ہے‘‘

ائمہ الکفر سے مباہلہ کا آسمانی ارشاد

جب ائمۃ الکفر نہ علمی مقابلہ میں آپ کے سامنے آئے نہ آسمانی نشان دکھانے میں انہیں آپ سے مقابلہ کی جرأت ہوئی اور اس کے باوجود وہ آپ کے خلاف مسلسل تکفیر بازی کی مہم میں بھی مصروف رہے تو آپ کو اپنے رب کی طرف سے صادق اور کاذب کے درمیان فرق کرنے کا ایک اور مابہ الامتیاز ان کے سامنے رکھنے کا ارشاد ہوا۔ اس بارے میں جو کلام الٰہی آپ پر نازل ہوا اس کے الفاظ حسب ذیل تھے:

’’نَظَرَ اللّٰہُ اِلَیْکَ مُعَطَّراً. وَقَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا. قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. قَالُوْا کِتَابٌ مُمْتَلِیءٌ مِّنَ الْکُفْرِ وَالْکَذِبِ. قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَ اَبْنَاءَ کُمْ وَ نِسَاءَ نَا وَ نِسَاءَ کُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ‘‘

(’’آئینہ کمالات اسلام‘‘، روحانی خزائن، جلد ۵۔ صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۴)

یعنی

’خدا تعالیٰ نے ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا کہ اے خدا! کیا تُو زمین پر ایک ایسے شخص کو قائم کرے گا کہ جو دنیا میں فساد پھیلاوے؟ تو خدا تعالیٰ نے ان کو جواب دیا کہ جو مَیں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ اس شخص کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جو کذب اور کفر سے بھری ہوئی ہے۔ سو ان کو کہہ دے کہ آؤ، ہم اور تم مع اپنی عورتوں اور بیٹوں اور عزیزوں کے مباہلہ کریں۔ پھر ان پر لعنت کریں جو کاذب ہیں‘

اس ارشاد ربانی کے ملنے پر آپ نے ان مکفر علمائے اہل اسلام کو اب مباہلہ کیلئے پکارا اور انہیں اس آسمانی طریق فیصلہ کی طرف بلاتے ہوئے مندرجہ ذیل اعلان فرمایا:

’’میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ اوّل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات

الٰہیہ پر۔ سوئم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا اور خدا کی کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے۔ اب میرے بناءِ دعویٰ کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو مَیں اُس ذاتِ قادرِ غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار ردّ نہیں کرسکتا کہ اب دوسری بناء کی تصفیہ کیلئے مجھ سے مباہلہ کرلو''

(''انجام آتھم''، روحانی خزائن، جلد۱۱۔ صفحہ ۶۵)

اور اس طریق فیصلہ کی وضاحت یوں فرمائی کہ فرمایا:

''مَیں اُن الہامات کو ہاتھ میں لے کر جن کو مَیں شائع کر چکا ہوں مولوی صاحبان سے مباہلہ کروں، اس طرح پر کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کروں کہ مَیں درحقیقت اُس کے شرفِ مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور درحقیقت اس نے مجھے چہاردہم صدی کے سر پر بھیجا ہے کہ تا مَیں اُس فتنہ کو فرو کروں کہ جو اسلام کے مخالف سب سے زیادہ فتنہ ہے اور اسی نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے اور کسر صلیب کیلئے مجھے مامور کیا ہے لیکن نہ کسی جسمانی حربہ سے بلکہ آسمانی حربہ سے اور یہ سب اُس کا کلام ہے''

(''انجام آتھم''، روحانی خزائن، جلد۱۱۔ صفحہ۵۱)

اس کے بعد آپ نے اُن الہامات میں سے جو آپ پر عربی، فارسی اور اردو میں گذشتہ بیس سالوں کے دوران نازل ہوتے رہے بعض کو بطور نمونہ لکھ کر اپنے مخالفین کو توجہ دلائی کہ:

''اِن الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ اور نیز اِن تمام الہامات میں اِس عاجز کی اِس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کیطرف سے ہیں تو ہر یک مسلمان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے شخص کی فرمانبرداری کا جوا اپنی گردن پر لے لے جس کی دشمنی میں خدا کی لعنت اور محبت میں خدا کی محبت ہے۔ لیکن اگر یہ تعریفیں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور یہ تمام کلمات جو الہام کے دعویٰ پر پیش کئے گئے ہیں خدائے قادر وقدوس کا الہام نہیں ہیں بلکہ ایک دجّال کذاب نے چالاکی کی راہ سے

ان کو آپ بنالیا ہے اور بندگان خدا کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے الہام ہیں تو درحقیقت وہ جو نہایت بیباکی سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے خدا تعالیٰ کی گرجنے والی صاعقہ کے نیچے کھڑا ہے اور اس کے مشتعل غضب کا نشانہ ہے اور کوئی اس کو اُس قہار اور غیور کے ہاتھ سے چھڑا نہیں سکتا''

پھر اس مجوزہ مباہلہ کے مبنی بر ارشادِ باری تعالیٰ ہونے پر ایک بار پھر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ

''اُسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا مَیں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے''

(''انجام آتھم''، روحانی خزائن، جلد ۱۱۔ صفحہ ۶۲ تا ۶۴)

آخر پر آپ نے طریق مباہلہ بیان کرتے ہوئے ہر دو فریقوں کیلئے جو الگ الگ عبارات تجویز فرمائیں وہ حسب ذیل تھیں۔ اپنے لئے فرمایا:

''اور یوں ہو گا کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد مَیں اُن تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لے کر میدان مباہلہ میں حاضر ہوں گا اور دعا کرونگا کہ

'یا الٰہی! اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افتراء ہے۔ اور تو جانتا ہے کہ مَیں نے اِن کو اپنی طرف سے بنالیا ہے، یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو مَوت سے بدتر ہو اور اس سے رہائی عطا نہ کر جب تک کہ مَوت آجائے تا میری ذلت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں، کیونکہ مَیں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اے خدائے علیم وخبیر! اگر تُو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں تیرے ہی الہام ہیں اور تیرے منہ کی باتیں ہیں تو ان مخالفوں کو جو اِس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دُکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کردے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر'

اور جب مَیں یہ دعا کر چکوں، تو دونوں فریق کہیں کہ آمین''

اور فریق ثانی کیلئے فرمایا کہ

''ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر ایک شخص جو مباہلہ کیلئے حاضر ہو جناب الٰہی میں یہ دعا کرے کہ

'اے خدائے علیم وخبیر! ہم اس شخص کو جس کا نام غلام احمد ہے درحقیقت کذاب اور مفتری اور کاذب جانتے ہیں۔ پس اگر یہ شخص درحقیقت کذاب اور مفتری اور کافر اور بے دین ہے اور اس کے یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افترا ہے تو اِس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اِس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن میں آجائیں اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو ہم پر جو اس کو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں دُکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر۔ اور کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر'

اور جب یہ دعا فریق ثانی کر چکے تو دونوں فریق کہیں کہ آمین''

نیز آپ نے فرمایا کہ جو علماء اور گدی نشین میرے مخاطب ہیں ان میں سے کم از کم دس آدمیوں کا مباہلہ میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ تاہم فرمایا:

''جس قدر زیادہ ہوں، میری خوشی اور مراد ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا''

آپ کو اپنے صادق اور منجانب اللہ ہونے اور اپنی دعا کی قبولیت پر اس قدر یقین تھا کہ فرمایا:

''مَیں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اِس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک بھی باقی رہا تو مَیں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار۔ اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا''

(''اشتہار مباہلہ'' نمبر ۱۴۸۔ بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد دوم۔ صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۵)

آپ نے مباہلہ کا یہ مضمون ہندوستان بھر کے ساٹھ نامی مسلمان علما اور قریباً اتنے ہی مشاہیر پیروں اور گدی نشینوں کو بھجوایا۔مگر افسوس کہ نہ علماء میں سے اور نہ پیروں اور گدی نشینوں میں سے کسی نے مقابلہ پر آنے کی جرأت کی بلکہ ایکبار تو سب پر ایسا سکوت چھا گیا جیسے وہ دنیا میں ہی نہ ہوں۔ البتہ ایک شخص مولوی غلام دستگیر قصوری نے ایک اشتہار شائع کیا جسمیں اس نے مباہلہ کو قبول کرنے کی بجائے اس کا مذاق اڑانے کی کوشش کی۔مثلاً اس نے لکھا کہ مباہلہ کا مضمون یہ ہو کہ تمام جہان کے مسلمان جو مرزا صاحب کو نہیں مانتے ایک سال کے اندر اندر ہلاک ہو جائیں۔مگر پھر جلد ہی اس شرط کو بدل کر یہ کہا کہ دعا یوں ہو کہ جو آپ کے مقابل پر آوے اس پر دومنٹ کے اندر اندر عذاب نازل ہو جائے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے اس کا یہ جواب دیا کہ

"یہ مولوی (غلام دستگیر۔ناقل) صاحب کی سراسر زبردستی ہے۔تمام احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انتہائی میعاد اثر مباہلہ کی ایک برس رکھا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر اپنے مباہلہ کا اثر بہت جلد مباہلین پر وارد ہونے والا بیان فرمایا ہے سو اس سے برس کی میعاد منسوخ نہیں ہوسکتی"

نیز فرمایا:

"اور مَیں مامور ہوں کہ مباہلہ کیلئے برس کی میعاد پیش کروں۔اور مولوی صاحب موصوف اور ہر ایک شخص خوب جانتا ہے کہ برس کی میعاد مسنون ہے کیونکہ لَمَّا حَالَ الحَولُ کا وہ لفظ ہے جو آنحضرت ﷺ کے منہ سے نکلا ہے"

(بحوالہ اشتہار نمبر ۱۵۱، مجموعہ اشتہارات، جلد ۲۔صفحہ ۷۔۲۹۶)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ آپ کے اس مباہلہ کے اعلان کے جواب میں علماء اور مشائخ میں بلند مقام رکھنے والے دو بزرگوں نے آپ کی اس دعوت کا جواب عقیدت بھرے الفاظ میں دیا۔وہ الفاظ جو عربی زبان میں ہیں ان سے خود ان کے اپنے بلند روحانی مقام کا پتہ لگتا ہے۔ایک ان میں سے چاچڑاں شریف (ریاست بہاولپور) کے مشہور گدی نشین حضرت بابا غلام فریدؒ تھے جنہوں نے انتہائی محبت اور احترام کے ساتھ آپ کی خدمت میں منجملہ دیگر امور کے لکھا کہ

''مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کے لئے جواب طلب کیا گیا ہے۔اور اگرچہ مَیں عدیم الفرصت تھا تاہم مَیں نے اس کتاب کی ایک جز کو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی۔سوائے ہر یک حبیب سے عزیز تر! تجھے معلوم ہو کہ مَیں ابتداء سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو۔.....مَیں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عنداللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملے گا۔اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے۔میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر اور مَیں آپ کیلئے انجام خیر وخوبی کی دعا کرتا ہوں.....''[۱]

(''ضمیمہ انجام آتھم''،روحانی خزائن،جلد۱۱۔صفحہ ۳۲۴۔عربی سے ترجمہ)

دوسرے پیر جنہوں نے آپ کی تصدیق کی وہ صاحب العَلَم (جھنڈے والے پیر) تھے جو بلاد سندھ کے مشہور مشائخ میں سے تھے اور جن کے ایک لاکھ سے زیادہ مرید تھے۔انہوں نے بھی جن عقیدت بھرے الفاظ میں جواب دیا وہ ان کے اپنے عنداللہ روحانی مقام کی نشاندہی کرنے والے ہیں۔انہوں نے اپنے خط میں اپنے ایک کشف کا بھی ذکر کیا جس میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور کشف کے اندر ہی آپ ﷺ سے آپؑ کی تصدیق کروائی۔جیسا کہ وہ لکھتے ہیں :

''مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں دیکھا۔پس مَیں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص جو مسیح موعود ہونے دعویٰ کرتا ہے،کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے۔پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔پس مَیں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں''

---

[۱] حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ نے اس خط کے علاوہ دو خطوط بزبان فارسی بھی آپکو لکھے جن کا ذکر حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اپنی کتاب ''سراج منیر'' میں فرمایا ہے۔ان خطوط میں بھی انہوں نے آپؑ کو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا یقین دلایا۔حضورؑ نے ان کا جواب دیتے ہوئے پیر صاحب العلم کی طرف سے آنے والے ایک تصدیقی خط کا بھی ذکر فرمایا اور اس بات کا بھی کہ انہوں نے کشف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ ﷺ نے آپؑ کی تصدیق فرمائی۔ (''سراج منیر''،روحانی خزائن،جلد۱۲۔صفحہ ۹۰ تا ۱۰۰)

پھر آپؑ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا اور کیا خوب لکھا کہ

''اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں شک نہیں کریں گے اور آپ کی شان میں ہمیں کچھ شبہ نہیں ہوگا اور جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم وہی کریں گے۔ پس اگر آپ یہ کہو کہ ہم امریکہ میں چلے جائیں تو ہم وہیں جائیں گے۔ اور ہم نے اپنے تئیں آپکے حوالہ کر دیا ہے اور انشاءاللہ ہمیں فرمانبردار پاؤ گے''

(بحوالہ ''ضمیمہ انجام آتھم''، روحانی خزائن، جلد ۱۱۔ صفحہ ۳۴۴۔ عربی سے ترجمہ)

.........☆.........

نوٹ: اوپر مولوی غلام دستگیر قصوری کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ اس نے حضورؑ کی طرف سے دی گئی دعوت مباہلہ کو قبول کرنے کی بجائے اسے اپنی تضحیک کا نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ یہاں اس کے بارے میں مزید یہ بتانا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ یوں وہ مباہلہ کے میدان میں تو نہ آیا مگر بعد میں اس نے اپنی کتاب ''فتح رحمانی'' میں اپنے طور پر دعا کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اے اللہ، تو مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو یا توبہ کرنے کی توفیق دے یا ان کی جڑ کاٹ دے۔ دراصل یہ دعا یا بددعا اس نے دسویں صدی ہجری کے ایک بزرگ شیخ محمد طاہر، صاحب ''مجمع بحار الانوار'' کی ریس پر کی تھی کیونکہ ان کے زمانہ میں بعض ناپاک طبع لوگوں نے محض افتراء کے طور پر مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا جس پر شیخ محمد طاہرؒ نے ان پر بددعا کی تھی کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ چنانچہ وہ ہلاک ہو گئے۔ اس قصہ کو پڑھ کر مولوی غلام دستگیر قصوری کو بھی شوق اُٹھا کہ آؤ مَیں بھی اِس جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی (یعنی نعوذ باللہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ) پر بددعا کروں تا کہ آپ کی مَوت سے اس کی کرامت ثابت ہو جاوے۔ مگر وہ اپنی بددعا کے چند دن بعد خود ہلاک ہو گیا اور اسے اپنی وہ کتاب دیکھنی بھی نصیب نہ ہوئی۔ حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اس کی اس نامرادی کی مَوت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پر چھوڑا تھا جس کے اِس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اُس کی جڑ کاٹ دی جائیگی۔ اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے جس کا اُس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے۔ پس ضرور تھا کہ ظالم اس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا۔ لہٰذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اس لئے اس قدر بھی اس کو مہلت نہ ملی جو اپنی اس کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا۔ اس سے پہلے ہی مر گیا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۴۴)

﴿۱۳﴾

"تُو اس کو قبول کر لے"

عیسائیوں کے مقابل پر فتح پانے کی بشارت سماوی

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو جہاں عامۃ المسلمین اور ان کے علماء کرام پر فتح پانے کی مسلسل بشارات مل رہی تھیں وہاں عیسائیوں کے مقابل پر بھی آپ کو اپنی فتحیابی کے بارے میں الہام ہو رہے تھے۔ اور یہ سلسلہ آپ کے دعویٰ مسیح موعود سے بہت پہلے شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

"ایک بار فتح مسیح نام ایک عیسائی نے کہا تھا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ مَیں نے جب اسے کہا کہ تُو پیشگوئی کر تو گھبرایا اور مجھے کہا کہ ایک مضمون بند لفافہ میں رکھا جاوے اور آپ اس کا مضمون بتا دیں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی کہ

"تُو اس کو قبول کر لے"

(اخبار الحکم، قادیان، مورخہ ۷؍فروری ۱۹۰۲ء، بحوالہ "تذکرۃ" طبع چہارم۔ صفحہ ۱۵۲)

اس ایک جملہ کے ساتھ ایک ایسی کہانی وابستہ ہے جو ایک طرف اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر قطعی شہادت مہیا کر رہی ہے۔ دوسری طرف موجودہ عیسوی مذہب کے کھوکھلے پن کا بانگ دہل اعلان کر رہی ہے۔ اس کی دلچسپ تفصیل سے لطف اندوز ہونے کیلئے اس کا پس منظر جاننا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرتؑ کے دعویٰ ماموریت کے بعد لیکن بیعت کا اذن ملنے سے پہلے کی بات ہے، ایک بار جبکہ آپ بٹالہ میں اپنے ایک معزز دوست نبی بخش ذیلدار کے مکان پر ورود فرما تھے کہ پادری فتح مسیح جو اسلام سے مرتد ہونے والا ایک عیسائی تھا آپ کی نشست گاہ پر آیا اور ایک مجمع کثیر کے سامنے جہاں اُس وقت پچاس کے قریب مسلمان اور ہندو معززین بیٹھے تھے بڑ مار کر کہنے لگا کہ جیسے الہام آپ کو ہوتا ہے مجھے بھی ہوتا ہے۔ اس لئے مَیں آپ کی پیشگوئیوں میں آپ کا مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے لئے ایک جلسہ عام منعقد کریں اور جیسی پیشگوئیاں آپ پیش کریں گے ویسی ہی مَیں بھی اپنی طرف سے پیش کروں گا۔ اِس پر حضرت نے ۲۱؍مئی ۱۸۸۸ء کا دن مقرر کر کے اس کے ساتھ وعدہ فرما لیا۔ اور پھر بذریعہ اشتہار اس کے اِس اِدّعا کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

''۲۱؍مئی ۱۸۸۸ء کو پیر کے روز میاں فتح مسیح عیسائی روح القدس کا فیض دکھلانے اور الہامی پیشگوئیاں بالمقابل بتلانے کیلئے ہمارے مکان پر جو نبی بخش ذیلدار کا طویلہ ہے آئیں گے جیسا کہ انہوں نے قریباً پچاس آدمی کے روبرو یہ وعدہ کر لیا ہے۔ پہلے ہم الہامی پیشگوئیاں بقید تاریخ پیش کریں گے۔اور پھر اسکے مقابل پر ان کے ذمہ ہوگا کہ ایسی ہی الہامی پیشگوئیاں وہ بھی پیش کریں۔پس جو صاحب اس جلسہ کو دیکھنا چاہتے ہوں انہیں اختیار ہے کہ دس بجے تک بروز پیر ہمارے مکان پر بٹالہ میں حاضر ہو جاویں۔ پھر اگر میاں فتح مسیح برطبق اپنے وعدہ کے پیر کے دن آموجود ہوئے ہوں اور روح القدس کی الہامی طاقت جو اٹھارہ سو برس سے عیسائی جماعت سے بوجہ گمراہی ان کی کے گم ہو چکی ہے تازہ طور پر دکھلائیں اور اُن پیشگوئیوں کی سچائی اپنے وقت میں ظہور میں آ جائے تو بلا شبہ عیسائیوں کو اپنے مذہب کی صداقت پر ایک حجت ہوگی۔ کیونکہ ایسے عظیم الشان میدان مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے ان کی حمایت کی اور مسلمانوں کی نہ کی۔اور ان کو فتح دی اور مسلمانوں کو نہ دی۔لیکن اگر ہماری پیشگوئیاں سچی نکلیں اور اس میدان میں دشمن کو شکست اور ہم کو فتح ہوئی تو اس سے صاف ثابت ہو جائے گا کہ خدا مسلمانوں کے ساتھ ہے''

(اشتہار مورخہ ۱۸؍مئی ۱۸۸۸ء،
بحوالہ مجموعہ اشتہارات ،جلد اول۔صفحہ ۱۴۶-۷)

مگر عملاً جو ہوا وہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے۔اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب ۲۱؍مئی کا دن آیا اور حسب اعلان بہت سے معززین، مسلمان اور ہندو رؤساءِ شہر، بٹالہ میں حضرتؑ کی فرودگاہ پر جمع ہو گئے تو کچھ دیر بعد فتح مسیح بھی اپنے چند عیسائی ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا اور آتے ہی اِدھر اُدھر کی سراسر واہیات اور بے تعلق باتیں کرنے لگا۔ جب حاضرین جلسہ میں سے بعض شرفاء[۱] نے اسے

---

[۱] ان شرفاء شہر میں سے حضرتؑ نے رائے بشمبر داس رئیس بٹالہ، بابو گوردت سنگھ مختار عدالت اور منشی محمد بخش صاحب مختار عدالت کا خاص طور پر نام لیا ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے پادری فتح مسیح کو بہت ملامت اور لعن طعن کی۔ (بمطابق اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام۔مورخہ ۹؍جون ۱۸۸۸ء)

معتوب کیا اور کہا کہ یہ جلسہ صرف بالمقابل پیشگوئیاں پیش کرنے کیلئے منعقد کیا گیا ہے تو پادری فتح مسیح اپنے سابقہ اِدّعا سے انحراف کرتے ہوئے یہ کہنے لگا کہ دراصل اسے کوئی دعویٰ الہام نہیں ہے، اس نے تو یوں ہی فریق ثانی کے دعویٰ کے مقابل پر کہہ دیا تھا کہ اسے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس پر جملہ حاضرین اسے لعن طعن کرنے لگے کہ تم نے خواہ مخواہ جھوٹ بول کر ہمارا وقت ضائع کیا۔

اب یہ جلسہ تو بے نیلِ مرام برخاست ہو گیا۔ مگر اِس واقعہ سے اُس وقت کے عیسائیوں کی دروغگوئی اور ان کے اخلاقی اقدار سے عاری ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ اگر پادری فتح مسیح کو الہام کا دعویٰ نہیں تھا تو اُس کا فرض تھا کہ مذکورہ بالا اشتہار کے شائع ہوتے ہی وہ اس کی تردید کرتا یعنی بذریعہ اشتہار شائع کرتا یا کم از کم اپنے مذہبی اخبار ''نور افشاں'' میں لکھتا کہ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ اس کا ایسا نہ کرنا بتلا رہا تھا کہ اس نے اِس قسم کا دعویٰ کیا ضرور تھا۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس نے اپنے علاقہ کے انگریز پادری مسٹر وائٹ بریخٹ کو بڑے فخریہ انداز میں لکھا کہ 'مَیں نے بھی بالمقابل الہامی ہونے کا دعوی کر دیا ہے'۔ مگر عین موقع پر اس کا اپنے اِس موقف سے پھر جانا یعنی یہ کہنا کہ مجھے دعویٔ الہام نہیں ہے نہ صرف دروغگوئی کی بدترین مثال ہے بلکہ عیسائیوں کے لئے مر مٹنے کا مقام ہے کہ ان کے رہنما اخلاقی اقدار سے کس قدر عاری تھے۔ اب پادری فتح مسیح نے واپس جا کر اپنی دروغگوئی کو چھپانے کی غرض سے ایک اَور اوچھی حرکت کی اور وہ یہ کہ اُس نے عیسائی اخبار ''نور افشاں'' کی ۳۱رمئی ۱۸۸۸ء کی اشاعت میں یہ اعلان شائع کرایا کہ اُس نے تو ملہم ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کیا تھا۔ دوسرے، اس نے اپنے اسی عیسائی اخبار کی ۷رجون کی اشاعت میں یہ لکھا کہ

'ہم اِس طور پر تحقیق الہامات کیلئے جلسہ کرنے کیلئے تیار ہیں کہ چار سوال بند کاغذ میں حاضرین جلسہ میں سے کسی کے ہاتھ میں دے دئے جائیں اور ہمیں الہاماً ان کے مضمون سے اطلاع دی جائے'۔

اس کے اسی چیلنج پر حضرت کو وہ الہام ہوا جس کا مضمون کی ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا کہ ''تُو اس کو قبول کر لے''۔

دوسری طرف چونکہ حضرت اقدسؑ پادری فتح مسیح کی دروغگوئی ملاحظہ فرما چکے تھے آپ نے اِس اذنِ الٰہی کی تعمیل میں ۹رجون ۱۸۸۸ء کو ایک اَور اشتہار شائع فرما کر پہلے تو یہ تحریر فرمایا کہ جس شخص کے مادہ میں اِس قدر جھوٹ بھرا ہوا ہے کیا وہ اِس منصب کے لائق ہے کہ وہ عیسائی کلیسیا کی

طرف سے ان کے واعظ کے طور پر پیش ہو۔ پس ایسے شخص کو مخاطب کرنا اوراس کے لئے جلسہ کرنا ہر ایک راستباز کیلئے عار وننگ ہے۔ تاہم فرمایا:

''ہاں اگر پادری وائٹ بریخٹ صاحب ایسی درخواست کریں جو'نورافشاں'' ۷؍جون ۱۸۸۸ء کے صفحہ ۷ میں درج ہے تو ہمیں بسر وچشم منظور ہے'

پھر بڑے زور اور جلال سے فرمایا:

''ہمارے ساتھ وہ خدائے قادر وعلیم ہے جس سے عیسائی لوگ ناواقف ہیں۔ وہ پوشیدہ بھیدوں کو جانتا ہے اوران کی مدد کرتا ہے جو اسکے خاص بندے ہیں۔ لیکن لہولعب کے طور پر اپنا نام لینا پسند نہیں کرتا۔ پس اگر پادری وائٹ بریخٹ صاحب ایک عام جلسہ بٹالہ میں منعقد کر کے اس جلسہ میں حلفاً اقرار کریں کہ اگر مضمون کسی بند لفافہ کا جو میری طرف سے پیش ہو دس ہفتہ تک مجھ کو بتلایا جاوے تو مَیں بلا توقف دین مسیحی سے بیزار ہو کر مسلمان ہو جاؤں گا۔ اور اگر ایسا نہ کروں تو ہزار روپیہ جو پہلے سے کسی ثالث منظور کردہ کے پاس جمع کرادوں گا بطور تاوان انجمن حمایت اسلام لاہور میں داخل کیا جاویگا۔ اس تحریری اقرار کے پیش ہونے کے اور نیز نورافشاں میں چھپنے کے بعد اگر دس ہفتہ تک ہم نے لفافہ بند کا مضمون بتلا دیا تو ایفاء شرط کا پادری صاحب پر لازم ہوگا ورنہ ان کے روپیہ کی ضبطی ہوگی۔ اور اگر ہم بتلا نہ سکے تو ہم دعویٰ الہام سے دست بردار ہو جائیں گے اور نیز جو سزا زیادہ سے زیادہ ہمارے لئے تجویز ہو وہ بخوشی خاطر اُٹھا لیں گے۔ فقط''

(اشتہار مورخہ ۹؍جون ۱۸۸۸ء،

بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۲)

آپ کے اس جلالی اعلان کے شائع ہونے پر عیسائیوں نے بشمول پادری وائٹ بریخٹ یوں چپ سادھ لی گویا وہ دنیا میں ہی نہیں۔ اِدھر حضرت اقدس بٹالہ میں پورا ایک ماہ انتظار کرنے کے بعد واپس قادیان تشریف لے آئے۔

یہ واقعہ تو جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے آپ کے دعویٔ مسیح موعود سے پہلے کا ہے۔ پھر یہ انکشاف ہونے پر کہ آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جن کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی پوری فرمائی ہے آپ کی توجہ عیسائیوں کے عقائد باطلہ از قسم تثلیث، کفارہ اور الوہیت مسیح کی طرف خاص طور پر مبذول

ہوئی[۱]۔اس پر آپ نے اشتہارات کے ذریعہ انہیں اپنے مقابل پر آنے اور سچے اور زندہ مذہب کی شناخت کے لئے آپ سے بحث کرنے کی دعوتیں دینی شروع کر دیں۔چنانچہ پادریوں کے ایک بہت بڑے مناد ڈپٹی عبداللہ آتھم[۲] کے ساتھ جون ۱۸۹۳ء میں امرتسر کے مقام پر ہونے والا مناظرہ اسی مہم کی ایک کڑی تھا۔اس میں عیسائیوں کو کس قسم کی ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا، اس کی روئیداد ''جنگ مقدس'' کے عنوان سے شائع ہونے والی کتاب میں پڑھی جاسکتی ہے[۳]۔اس کا ایک خوشگوار نتیجہ یہ نکلا کہ اس مناظرہ کے بعد کسی عیسائی کو آپؑ کے مقابل پر بحث کرنے کی جرأت حاصل نہ ہوئی۔تاہم وہ اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مطہر ذات پر گند اچھالنے سے بھی باز نہ آئے۔عیسائی پادریوں کی اس بد روش کا سد باب کرنے کے لئے آپؑ نے اب ان کے سامنے ربانی فیصلے کی ایک اَور تجویز رکھی۔اور اس کا طریق یہ مقرر فرمایا کہ

---

[۱]اس بارے میں ہونے والا ایک واضح الہام آپ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ہوا:

''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے

۔وَکَانَ وَعْدُ اللّٰہِ مَفعُوْلاً''

(''ازالہ اوہام''، روحانی خزائن، جلد۳۔صفحہ۴۰۲)

[۲]ڈپٹی عبداللہ آتھم ایک مسلمان عالم تھا جو عربی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرتے ہی عیسائیوں کے جال میں پھنس گیا اور پھر عیسائی ہوگیا۔عیسائیت قبول کرنے کے بعد عیسائی اخبارات میں آئے دن اس کے اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام ﷺ کے خلاف مضامین شائع ہونے لگے۔

[۳]مناظرہ میں ڈپٹی عبداللہ آتھم کی بوکھلاہٹ کا حال تو مناظرہ کی روئیداد پڑھنے سے ہی معلوم ہوسکتا ہے البتہ آخری دن جو اس کا حشر ہوا وہ دیکھنے والا تھا۔اُس دن جونہی خدا کے جری پہلوان نے خدا سے الہام پا کر اعلان فرمایا کہ

'جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے، وہ اِنہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے'

تو ڈپٹی عبداللہ آتھم کی رہی سہی طاقت بھی جواب دے گئی۔اُس پر عین مجلس مناظرہ میں لرزہ طاری ہوگیا۔اس کی زبان باہر نکل آئی اور چہرہ زرد ہو گیا۔وہ بیٹھا ہوا تھا کہ گھبرا کر اٹھا مگر اٹھتے ہی زمین پر گر پڑا۔اور پھر دو آدمیوں نے بغل میں ہاتھ ڈال کر اسے دوبارہ کرسی پر بٹھایا۔ (بحوالہ ''اصحاب احمد''، جلد چہارم۔صفحہ۳۱)

’آپ کے مقابل پر ایک معزز پادری جو بتراضی فریقین مقرر کیا جائے عیسائیوں کی ایک جماعت لے کر میدان میں آئے۔اِدھر آپ بھی اپنی جماعت لے کر اس میدان میں آئیں گے۔اور دونوں فریق خدا سے دعا کریں گے کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب اور اپنے عقائد کے رو سے مورد غضب الٰہی ہے خدا تعالیٰ ایک سال کے اندر اندر اس پر وہ قہر نازل کرے جو وہ ہمیشہ کاذبوں اور مکذب قوموں پر نازل کرتا رہا ہے‘۔

(خلاصہ مضمون از اشتہار مورخہ ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۶ء)

اور آخر پر فرمایا:

’’اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو مَیں اپنی کل املاک منقولہ وغیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کی قیمت سے کم نہیں ہوں گی عیسائیوں کو دے دوں گا اور بطور پیشگی تین ہزار روپیہ تک ان کے پاس جمع بھی کرا سکتا ہوں۔اس قدر مال کا میرے ہاتھ سے نکل جانا میرے لئے کافی سزا ہو گی۔علاوہ اس کے یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ مَیں اپنے دستخطی اشتہار سے شائع کر دوں گا کہ عیسائی فتحیاب ہوئے اور مَیں مغلوب ہوا‘‘

(اشتہار مورخہ ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۶ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد دوم۔صفحہ ۲۔۲۵۱)

مگر عیسائی جو مذکورہ بالا مباحثہ میں اپنے پہلوان کا حال دیکھ چکے تھے اب کیسے اس چیلنج کو جس میں واضح طور پر انہیں اپنی مَوت نظر آ رہی تھی قبول کر لیتے۔چنانچہ انہوں نے خاموش رہنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔اس طرح حق کا بول بالا اور کفر کا سر نیچا ہوا۔

☆ ☆ ☆

﴿۱۴﴾

”مضمون بالا رہا“

جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں پڑھا جانے والا مضمون اور اس کی علمی برتری کے بارے میں ملنے والی آسمانی بشارت

آپ کی ماموریت کا پندرھواں سال شروع ہو چکا تھا۔اس سال محض قدرت خداوندی سے ایک ایسی تقریب پیدا ہوگئی جس کی بدولت آپ کو بطور مصلح ربانی اپنے خداداد علمی جوہر اور روحانی کمالات ظاہر کرنے کا ایک سنہری موقع مل گیا۔ چنانچہ اس موقع پر آپ کو اپنے خدا کی طرف سے ایک ایسی بشارت ملی جس نے چند روز بعد بتمام وکمال پورا ہو کر ایک طرف آپ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کے حق میں دلائل کا سورج روشن کر دیا، دوسری طرف اسلام کا ایسا بول بالا ہوا کہ دوست اور دشمن زبان حال وقال سے پکار اٹھے کہ اِس وقت دنیا کے پردے پر اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی تعلیمات انسانی فطرت کو اپیل کرتی اور اس کی مادی، اخلاقی اور روحانی تقاضوں کی تکمیل کرنے والی ہیں۔چنانچہ زندہ دلان لاہور کی طرف سے ترتیب دی جانے والی اس تقریب میں مختلف مذاہب کے چوٹی کے علماء کی شمولیت اور پھر ان سب کے مقابل پر آپ کو حاصل ہونے والی تائید ونصرت الٰہی کا حال بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں رہا اور کہا کہ مَیں ایک مذہبی جلسہ کرنا چاہتا ہوں، آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے۔......مَیں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اس لئے مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القاء کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔مَیں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔مَیں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی ......جب مَیں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ مضمون بالا رہا“

(”حقیقۃ الوحی“، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ۲۹۱)

اس بشارت سماوی کے ملتے ہی آپ نے ''سچائی کے طالبوں کیلئے ایک عظیم الشان خوشخبری'' کے عنوان سے ایک اشتہار جاری فرمایا جس میں تحریر فرمایا کہ

''جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اِس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العلمین کی کتاب ہے اور جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر تک پانچ سوالوں کے جواب میں سنے گا، مَیں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نُور اس میں چمک اٹھے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آجائے گی''

پھر اس مضمون کے دیگر سب مضامین پر غالب آنے کی جو آسمانی خوشخبری آپ کو ملی تھی اس کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''یہ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف و گزاف کے داغ سے منزہ ہے۔ مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اس اشتہار کے لکھنے کیلئے مجبور کیا ہے کہ تا وہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کسقدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور اِس نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائینگی۔ اور ہر گز قادر نہیں ہونگی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ آریہ، خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اَور کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اُس روز اسکی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو''

اشتہار کے آخر پر آپ نے اس سلسلہ میں اپنا ایک کشف بھی بیان فرمایا جس میں آپ کو حمایت الٰہی کے اپنے شامل حال ہونے کی ایک اَور لطیف پیرایہ میں خبر دی گئی تھی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

"مَیں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس ہاتھ کے چھونے سے اِس محل میں سے ایک نور ساطعہ نکلا جو اِرد گرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اُس کی روشنی ہوئی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ اَللّٰہُ اَکبَرُ . خَرِبَتْ خَیبَرُ" [۱]

اس کشف کی آپ نے مندرجہ ذیل لطیف تعبیر فرمائی:

"اس کی یہ تعبیر ہے کہ اِس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول وحلولِ انوار ہے اور وہ نور قرآنی معارف ہیں۔ اور خیبر سے مراد تمام خراب مذہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے۔ اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا کے صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اِس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائیگی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر مَیں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کِیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ . اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتَ

یعنی 'خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو' "

(اشتہار مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء۔ بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد دوم۔ صفحہ ۲۹۳)

---

[۱] "خیبر" مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر قلعہ نما ایک یہودی بستی تھی جو یہود کی مفسدانہ کارروائیوں کا مرکز بنی ہوئی تھی اور جسے آنحضرت ﷺ نے خدا کے حکم سے فتح کِیا۔ ابھی جب اس پر لشکر کشی کی تیاریاں ہو رہی تھیں تو آپ نے فرمایا: **خَرِبَت خَیبَرُ** کہ خیبر کی حالت خراب ہوگئی۔ آپکے ان الفاظ میں یہ غیبی اشارہ پایا جاتا تھا کہ خیبر کی بستی انشاءاللہ آپ کے ہاتھ پر فتح ہوگی۔ یہی الفاظ حضرت بانیٔ سلسلہؑ پر القا ہوئے جن میں یہ غیبی اشارہ پایا جاتا تھا کہ انشاءاللہ آپ کے اس مضمون سے اسلام کا بول بالا ہوگا۔ تاہم آپ نے ان کی ایک یہ بھی لطیف تشریح فرمائی کہ

"یہاں خیبر سے مراد مسلمان صورت مولویوں کی قلعہ بندی ہے جو دراصل یہودی السیرت علماء ہیں اور پیشگوئی کا ماحصل یہ تھا کہ ان کا قلعہ خراب ہو جائیگا" (خلاصہ)

("انجام آتھم"، روحانی خزائن جلد ۱۱۔ صفحہ ۳۹۹)

اس عظیم پیشگوئی پر مشتمل آپ کا یہ اشتہار ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو یعنی کانفرنس کے انعقاد سے ۵ دن قبل شائع ہو کر لاہور اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں پھیلا دیا گیا۔ اور اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مضمون کے دوسرے تمام مضامین پر غالب آنے کی آسمانی خبر کی تشہیر ہوگئی۔

آپ کا اس اشتہار کو شائع کرنا ایسا ہی تھا جیسے ایک پہلوان جس کا مقابلہ کئی نامی پہلوانوں سے ہونے والا ہو، دنگل میں جانے سے پہلے ہی اعلان کر دے کہ اسے کوئی نہیں پچھاڑ سکے گا۔ اور اپنے اس دعویٰ کی بنیاد اپنی ذاتی قوت اور طاقت کو نہیں بلکہ غیب سے ملنے والی روحانی قوت کو قرار دے رہا ہو۔ یہ اتنا بڑا چیلنج تھا کہ تاریخ میں اس کی مثال انبیاء کے وجودوں میں تو ملتی ہے مگر دیگر انسانوں میں نہیں ملتی۔ پھر آپ کو اپنے ربّ کی طرف سے ملنے والی اِس خوشخبری پر اتنا کامل یقین تھا کہ آپ نے ڈنکے کی چوٹ فرمایا کہ اُس دن خدا کی پاک کتاب یعنی قرآن پاک کا جلوہ ظاہر ہوگا اور دوسرے مذاہب والے ہرگز اپنی کتابوں کے وہ کمالات نہیں دکھا سکیں گے۔ آپ کا یہ دعویٰ کس قدر سچا ثابت ہوا اور کس طرح اپنوں اور غیروں نے اس کے سچا ہونے پر مہر تصدیق ثبت کی، ذیل کی روئیداد سے اس کا پتہ چلتا ہے جس کی مختصر کیفیت یوں ہے کہ:

مذکورہ بالا مذہبی کانفرنس اپنی مقررہ تاریخوں پر منعقد ہوئی۔ جلسہ کے پہلے دن برہمو سماج، ہندو مذہب اور بعض نمائندگان اہل اسلام کے مضامین پڑھے گئے۔ حضرت بانی سلسلہؑ کا مضمون دوسرے دن کے دوسرے اجلاس میں رکھا گیا تھا۔ وہ دن اپنے ساتھ ایک نرالی شان لے کر آیا۔ اُس دن لوگوں کے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ نہ صرف صبح کے اجلاس والے سامعین اپنی نشستوں پر جم کر بیٹھے رہے بلکہ ہزاروں نئے سامعین کا ایک سیلاب اُمڈ کر آ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے جلسہ کا پنڈال اس قدر کھچا کھچ بھر گیا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ سینکڑوں اشخاص جن میں ملک کے سربرآوردہ افراد، رؤسا، ڈاکٹر اور وکلا شامل تھے کھڑا رہنے پر مجبور ہوگئے۔ حضرت بانی سلسلہؑ چونکہ علالت طبع کے باعث خود تشریف نہ لا سکے تھے آپ کا مضمون آپ کے رفیق، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب فاضل سیالکوٹیؓ، نے پڑھ کر سنایا۔

روح القدس کی تائید سے مامور وقت کے ہاتھوں لکھا ہوا یہ مضمون جونہی حضرت مولانا عبدالکریم صاحب جیسے فصیح البیان اور شیریں زبان مقرر نے پڑھنا شروع کیا تو سامعین پر ایک وجد اور سرور کی کیفیت طاری ہوگئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ایک نہایت ہی شیریں چشمہ رواں ہے جو روحوں کو سیراب کرتا جا رہا ہے۔ ادھر پینے والے تھے کہ ان کی پیاس بجائے بجھنے کے اَور تیز ہوتی جا رہی تھی۔

چنانچہ جلد ہی ہر طرف سے تحسین و آفرین کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ سامعین کی محویت کا یہ عالم تھا کہ مقررہ وقت ختم ہونے پر جب صاحبِ صدر کی طرف سے وقت ختم ہونے کا اعلان ہوا تو وہ چونک پڑے اور شدید قسم کی بیقراری کا اظہار کرنے لگے کیونکہ جیسا کہ فاضل مقرر نے بتایا ابھی پہلے سوال کا جواب بھی مکمل نہ ہوا تھا۔ اس کیفیت کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان مقرر مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب نے جن کی تقریر اس کے بعد شروع ہونی تھی اپنا وقت بھی اس تقریر کو دے دیا۔ یہ اعلان ہوتے ہی سارے مجمع میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی اور تمام پنڈال تالیوں سے گونجنے لگ گیا۔ اب تقریر دوبارہ جاری ہوگئی اور علم وعرفان کے موتی پھر لٹنے لگے۔

مگر ابھی بمشکل آدھا مضمون پڑھا جا چکا تھا کہ وہ وقت بھی ختم ہو گیا۔ اس پر چاروں طرف سے یہ صدا بلند ہوئی کہ جب تک سارا مضمون ختم نہ ہولے جلسہ کی کاروائی جاری رکھی جائے۔ سامعین کے اس ذوق وشوق کو دیکھتے ہوئے منتظمین جلسہ نے یہ مطالبہ بھی منظور کر لیا۔ چنانچہ مضمون جاری رہا اور سامعین ایک بار پھر مئے عرفان کے وجد آفرین سمندر میں غوطہ زن ہوگئے۔

کچھ دیر بعد فاضل مقرر کی طرف سے یہ صدا بلند ہوئی کہ حضرات! جو کچھ آپ سن چکے ہیں وہ پہلے سوال کا جواب ہے۔ اس پر چاروں طرف سے یہ مطالبہ ہونے لگا کہ جلسہ کیلئے ایک دن اور بڑھا دیا جائے۔ یہ مطالبہ بھی اس شدت سے ہوا کہ منتظمین جلسہ کو اسے بھی تسلیم کرنا پڑا اور انہوں نے اعلان کیا کہ کانفرنس چوتھے دن یعنی ۲۹ دسمبر کو بھی جاری رہے گی تا کہ حضرت مرزا صاحب کا بقیہ مضمون سنایا جا سکے۔ اس پر سامعین کے اندر پھر خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

اب ۲۹ دسمبر کے اجلاس کی روئیداد ملاحظہ ہو۔ سب سے پہلے تو خدا کی قدرت کا یہ تماشا دیکھنے میں آیا کہ ہر چند کہ اُس دن کاروائی معمول سے ایک گھنٹے پہلے شروع ہونے کا اعلان کِیا گیا تھا، سامعین کی آمد کا سلسلہ بہت پہلے شروع ہو گیا۔ پھر جب ٹھیک ۹ بجے فاضل مقرر نے مضمون پڑھنا شروع کِیا تو وہی پہلے والا سماں بندھ گیا۔ یعنی جس دلکش انداز میں باقیماندہ چاروں سوالوں کا جواب دیا گیا اور جگہ جگہ محاسن قرآن کو خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا، سامعین اسے دیکھ کر عش عش کر اٹھے اور مقرر کی زبان سے نکلنے والے ہر ہر جملے پر تحسین وآفرین کے نعرے بلند کرنے لگے۔ صرف مسلمانوں پر ہی بس نہیں تھا، خود غیر مسلم سامعین بھی زبانِ حال وقال سے عظمتِ قرآن اور صداقتِ اسلام کا اقرار کر رہے تھے۔ یہاں ایک سکھ دوست کا وہ فقرہ درج کِیا جاتا ہے جو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا اور جو بتا رہا تھا

کہ مضمون کی ندرت اور حلاوت نے اس پر کیا اثر چھوڑا ہے۔ وہ تقریر سننے کے بعد اپنی ٹھیٹھ پنجابی زبان میں کہنے لگا:

''جے کدے مرزا ایہو جیہا اک مضمون ہور دوو، تاں مسلمان ہی ہونا پئو......''

(بحوالہ روایت بھائی عبدالرحمٰن صاحب، اصحاب احمد جلد نہم۔ صفحہ ۲۶۰)

مضمون کا آخری حصہ خاص توجہ کا مرکز بنا۔ اس میں مضمون نگار نے اس روحانی مقام کو جو عنداللہ آپ کو حاصل تھا، کچھ اس انداز سے پیش کیا کہ سامعین کے دل اچھل کر رہ گئے اور وہ محسوس کرنے لگے کہ اس تقریر کے پیچھے انسان نہیں بلکہ خدا کلام کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''مَیں بنی نوع انسان پر ظلم کروں گا اگر مَیں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی مَیں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی مَیں نے اس وقت تفصیل بیان کی، وہ خدا کی عنایت نے مجھے عطا فرمایا ہے تا مَیں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اُس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی قبول کرنے والوں کو اُس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں''

(''اسلامی اصول کا فلاسفی''، روحانی خزائن، جلد ۱۰۔ صفحہ ۴۴۲)

اب یہ دیکھنے کیلئے کہ مجموعی طور پر لیکچر نے سامعین پر کیا اثر چھوڑا اور آپ کا الہام الٰہی پر مبنی یہ دعویٰ کہ آپ کا مضمون دیگر سب مضمونوں پر غالب آئے گا، کس عظیم الشان رنگ میں سچا ثابت ہوا اور کس طرح اپنوں اور غیروں نے اپنی زبانِ حال و قال سے اس آسمانی بشارت کو پورا کیا جو حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو اس مضمون کے سلسلے میں اپنے رب کی طرف سے دی گئی تھی، ذیل میں اُس وقت کے بعض اخباری بیانات پیش کئے جاتے ہیں۔

سب سے پہلے جلسہ کی رپورٹ کا وہ حصہ درج کیا جاتا ہے جو پہلے دن کی کارروائی پر جلسہ کے سیکرٹری، لالہ دھنپت رائے، بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی، پلیڈر چیف کورٹ پنجاب، کے اپنے ریمارکس پر مشتمل تھا۔ انہوں نے لکھا:

''پنڈت گوردھن داس کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی

جگہ کو نہ چھوڑا۔چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گیا۔اُس وقت کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا۔مختلف مذاہب وملل اور مختلف سوسائیٹیوں کے معتد بہ اور ذی علم آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ بن نہ پڑا...... مصنفِ تقریر اصالۃً تو شریک جلسہ نہ تھے لیکن خود انہوں نے اپنے ایک شاگرد خاص جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مضمون پڑھنے کیلئے بھیجے ہوئے تھے''

پھر نفس مضمون پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے لکھا:

''اس مضمون کیلئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے دو گھنٹے ہی تھے لیکن حاضرین جلسہ کو عام طور پر اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہوگئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون ختم نہ ہو تب تک کاروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جاوے۔ان کا ایسا فرمانا عین اہل جلسہ اور حاضرین جلسہ کی منشاء کے مطابق تھا کیونکہ جب وقت مقررہ گذرنے پر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کیلئے دے دیا تو حاضرین اور موڈریٹر صاحبان نے ایک نعرہ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔جلسہ کی کاروائی چار بجے ختم ہو جانی تھی لیکن عام خواہش کو دیکھ کر کاروائی جلسہ ساڑھے پانچ بجے کے بعد تک جاری رکھنی پڑی کیونکہ یہ مضمون چار گھنٹہ میں ختم ہوا اور شروع سے اخیر تک یکساں دلچسپی اور مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا''

(''رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب''۔صفحہ ۷۹تا۸۰)

علاوہ ازیں ملک کے بیس کے قریب اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ اداریئے لکھ کر اس ربّانی پیشگوئی کے پورا ہونے پر مہر تصدیق ثبت کی۔مثال کے طور پر انگریزی اخبار 'سول اینڈ ملٹری گیزٹ'، لاہور، نے اپنی ۲۹دسمبر ۱۸۹۶ء کی اشاعت میں لکھا:

''اس جلسہ میں سامعین کی مخصوص دلچسپی کا مرکز (حضرت) مرزا غلام احمد (صاحب) قادیانی کا لیکچر ثابت ہوا جو اسلام کی حمایت ونصرت میں ایک ماہر کامل کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس لیکچر کے سننے کیلئے دُور ونزدیک سے مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والا ایک جم

غفیر اٹڈ کر آیا تھا اور چونکہ مرزا صاحب خود تشریف نہ لا سکتے تھے اس لئے یہ لیکچر ان کے ایک لائق شاگرد منشی عبدالکریم صاحب فاضل نے پڑھ کر سنایا۔ ۲۷ تاریخ کو یہ لیکچر تین گھنٹہ تک ہوتا رہا اور عوام الناس نے نہایت توجہ اور انہماک سے اسے سنا۔ لیکن ابھی صرف ایک سوال ہی ختم ہوا تھا۔ مولوی عبدالکریم (صاحب) نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی حصہ بھی سنا دوں گا۔ چنانچہ مجلس انتظامیہ اور صاحب صدر نے یہ تجویز منظور کرتے ہوئے اجلاس کا عرصہ ۲۹ ؍دسمبر تک بڑھا دیا''

(ترجمہ از انگریزی بحوالہ ''احمدیت'' مصنفہ چودھری محمد ظفر اللہ خان۔ صفحہ ۸۲)

اسی طرح راولپنڈی سے نکلنے والے ایک مسلم اخبار ''چودھویں صدی'' نے لکھا:

''ان لیکچروں میں سب سے عمدہ اور بہترین لیکچر جو جلسہ کی روح رواں تھا، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا تھا جسے مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوش اسلوبی سے پڑھا...... فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند ہوتی تھی۔ اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کیلئے حاضرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا تھا۔ دیگر مذاہب میں سے جتنے لوگوں نے لیکچر دئے سچ تو یہ ہے کہ جلسہ کے مستفسرہ سوالوں کے جواب بھی نہیں تھے..... بجز مرزا صاحب کے لیکچر کے جو اِن سوالات کا علیحدہ علیحدہ مفصل اور مکمل جواب تھا اور جس کو حاضرین نے نہایت ہی توجہ اور دلچسپی سے سنا اور بڑا بیش قیمت اور عالی قدر خیال کیا''

اخبار مذکور آگے لکھتا ہے:

''ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں نہ ان سے ہم کو کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح کانشس اس کو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کُل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دئے اور تمام بڑے بڑے اصول و فروعِ اسلام کو دلائل عقلیہ اور براہین فلسفہ کے ساتھ مبرہن اور مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے ایک مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا.....''

پھر یہی اخبار ہجوم خلق کی دلچسپی اور محویت کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتا ہے:

”کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہ تھے جتنے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت۔ تمام ہال اوپر نیچے سے بھر رہا تھا اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں میں امتیاز کیلئے اس قدر کافی ہے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس طرح آگری جیسے شہد پر مکھیاں مگر دوسرے لیکچروں کے وقت بوجہ بے لطفی بہت سے لوگ بیٹھے بیٹھے اٹھ جاتے“

(اخبار ”چودھویں صدی“، راولپنڈی، یکم فروری ۱۸۹۷ء،

بحوالہ ”اسلامی اصول کی فلاسفی“، روحانی خزائن جلد ۱۰۔ تعارفی نوٹ، صفحہ ۱۵۔۱۴)

واضح ہو کہ یہ وہ مسلمان اخبار تھا جو حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہتا تھا مگر اس بار وہ بھی حقیقت کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس کے مقابل پر اسی اخبار کا اُن دو علمائے اسلام کی تقریروں پر تبصرہ بھی ملاحظہ ہو جن کی ساری عمر حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی مخالفت میں گذری۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے بارے میں اخبار مذکور نے لکھا:

”ان کا لیکچر بالکل معمولی تھا۔ وہی ملانی خیالات تھے جن کو ہم لوگ ہر روز سنتے ہیں۔ اس میں کوئی عجیب وغریب بات نہ تھی اور مولوی صاحب موصوف کے دوسرے حصہ لیکچر کے وقت کئی لوگ اٹھ کر چلے گئے تھے۔ مولوی ممدوح کو اپنا لیکچر پورا کرنے کیلئے چند منٹ کی اجازت بھی نہیں دی گئی تھی“

اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق لکھا:

”مسلمانوں میں سے مولوی ثناء اللہ کا طرز بیان بھی کسی قدر اچھا تھا لیکن لیکچر عموماً وعظ کی قسم کا تھا۔ فلسفیانہ ڈھنگ نہیں تھا جس کی جلسہ کو ضرورت تھی“

(اخبار ”چودھویں صدی“، راولپنڈی، یکم فروری ۱۸۹۷ء، بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۰۔ صفحہ ۱۵۔۱۴)

آخر پر کلکتہ سے نکلنے والے ایک اور مسلم اخبار ”جنرل و گوہر آصفی“ کا بے لاگ تبصرہ جو اس نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے لیکچر پر تعصب سے پاک ہو کر کیا، بھی اس لائق ہے کہ اسے یہاں درج کیا جائے۔ چنانچہ اس نے اپنی ۲۴؍ جنوری ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں ”جلسہ اعظم مذاہب لاہور اور فتح

اسلام'' کے عنوان کے تحت لکھا:

''اس جلسہ اعظم مذاہب میں اسلامی وکالت کیلئے سب سے زیادہ لائق کون شخص تھا، ہمارے ایک معزز نامہ نگار صاحب نے سب سے پہلے خالی الذہن ہو کر اور حق کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کو اپنی رائے میں منتخب فرمایا تھا..... اگر اس جلسہ میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت اور ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا۔ بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین، مخالفین بھی سچے فطری جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب سے بالا ہے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ اختتام مضمون پر حق الامر معاندین کی زبان پر یوں جاری ہو چکا کہ اب اسلام کی حقیقت کھلی اور اسلام کو فتح نصیب ہوئی''

(بحوالہ ''روحانی خزائن''، جلد ۱۰۔ تعارفی نوٹ۔ صفحہ ۱۸۔۱۶)

اللہ تعالیٰ کے تصرف اور اس کی اقتداری شان کی اس سے بڑی دلیل اَور کیا ہو سکتی ہے کہ بڑے بڑے اخبار نویس حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے مضمون کو بعینہٖ انہی الفاظ میں خراج تحسین دینے پر مجبور ہو گئے جو اس نے اپنے مامور پر چند دن قبل نازل فرمائے تھے۔ فسبحان اللہ و بحمدہٖ

آپؑ کے اِس مضمون کی حیرت انگیز کامیابی کے باوجود جب آپؑ کے مخالفین مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ آپ کی اس پیشگوئی کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنانے سے باز نہ رہے تو آپؑ نے ایسے مخالفین کا یوں بند کیا کہ فرمایا:

''کیا یہ خدا کا نشان نہیں ہے کہ خدا نے مجھے پہلے سے خبر دی کہ سب پر تیرا مضمون غالب رہے گا۔ پس وہ مضمون جس عظمت کی نگاہ سے سنا گیا اور جس تعظیم سے لاہور میں اس کی دھوم مچ گئی، کیا محمد حسین اس سے بے خبر ہے یا ثناء اللہ اس واقعہ سے ناواقف ہے؟ پس یہ بے ایمانی کیسی ہے جو صریح نشانوں سے انکار کرتے ہیں۔ کیا اِس قدر اخبارِ غیب کوئی خود تراش سکتا ہے اور کیا یہ ایک کذّاب کی نشانی ہے کہ اس طور سے خدا اس کی تائید کرے؟''

(''ضمیمہ انجام آتھم''، روحانی خزائن، جلد ۱۱۔ صفحہ ۳۰۱۔۲)

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کا یہ مضمون جلد ہی ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے عنوان سے شائع ہو کر منظر عام پر آ گیا اور پھر انگریزی اور دیگر زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہو کر امریکہ، یورپ اور دیگر مشرقی اور مغربی ممالک میں پھیلا دئے گئے۔

اسلام اور فرقان مجید کی تعلیمات پر مشتمل پر اس کتاب نے برصغیر کے مذہبی اور علمی حلقوں پر کس قسم کے اثرات مرتب کئے اس کا کسی قدر پتہ اوپر کے ان اخباری بیانات سے چل رہا ہے۔ تاہم بعد میں جب اس کے تراجم دیگر عالمی زبانوں میں ہو کر مختلف ممالک میں پہنچے تو بین الاقوامی سطح پر اسے جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کا اندازہ کرنے کیلئے ذیل کے اخباری تبصرے ملاحظہ ہوں:

۔''برسٹل ٹائمز اینڈ مرر'' نے کتاب پڑھ کر اس کتاب کے مصنف کے بارے میں جو شاندار رائے قائم کی وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس نے لکھا:

''یقیناً وہ شخص جو اس رنگ میں یورپ اور امریکہ کو مخاطب کرتا ہے، کوئی معمولی آدمی نہیں ہوسکتا''

افسوس ہے کہ ہمارے ملک کے مسلمان مخالف علماء کو صاحب مضمون کے بارے میں ایسا کہنے کی آج تک توفیق حاصل نہیں ہوئی۔

۔''سپر چوئل جرنل''، بوسٹن، نے لکھا: ''یہ کتاب بنی نوع انسان کیلئے خاص بشارت ہے''

۔''تھیوسافیکل بک نوٹس'' نے ایک بہت ہی پیاری بات لکھی، یعنی لکھا کہ: ''یہ کتاب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے''

۔''انڈین ریویو'' نے لکھا: ''اس کتاب کے خیالات روشن، جامع اور حکمت سے پُر ہیں۔ اور پڑھنے والے کے منہ سے بے اختیار اس کی تعریف نکلتی ہے''

۔''مسلم ریویو'' نے لکھا: ''اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا اس میں بہت سے سچے اور عمیق اور اصلی اور روح افزا خیالات پائے گا''

(بحوالہ ''سلسلہ احمدیہ''، مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے)

☆ ☆ ☆

۱۵

عمر دنیا کے بارے میں آپ کو ہونے والا ایک اہم آسمانی انکشاف

علمی اور روحانی میدان میں حضرت بانئ سلسلہؑ کو ملنے والی آسمانی اخبار میں سے اب ایک ایسی خبر کا ذکر کیا جاتا ہے جو جہاں آپ کے عالم الغیب خدا سے تعلق کی آئینہ دار ہے وہاں قرآن کریم کی عظمتِ شان کو بھی دوبالا کر رہی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے، یعنی تیئیس برس کا تمام وکمال زمانہ، یہ کل مدت گذشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزِ وفات تک قمری حساب سے ہیں'' [۱]

(''تحفہ گولڑویہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۷۔ صفحہ ۲۵۲)

یہاں قرآن کریم کے منبع سماوی سے نکلے ہونے پر بھی ایک عظیم شہادت قائم ہوتی ہے اور وہ اس طرح پر کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف یہ فرما دیتے کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک کا زمانہ قمری حساب سے ۴۷۳۹ برس ہے تو اگرچہ اعداد وشمار کی اِس تعیین کے ساتھ ایک مخصوص زمانے کا علم دیا جانا بھی آپ کی اعجازی شان کو ظاہر کر رہا ہوتا، تاہم ان اعداد کو قرآن کریم کی ایک مخصوص سورۃ سے وابستہ کرنا خود قرآن کریم کے منبع خداوندی سے نکلے ہوئے ہونے پر ایک بھاری دلیل مہیا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت بانئ سلسلہؑ نے بھی قرآن کریم کے اس علمی اعجاز کو بڑے زور سے پیش فرمایا۔ فرماتے ہیں:

---

[۱] یہاں فٹ نوٹ کے طور پر آپ نے اپنے بارے میں بھی ایک اہم انکشاف فرمایا ہے۔ یعنی بتایا ہے:

''اس حساب کے رو سے میری پیدائش اُس وقت ہوئی جب چھ ہزار برس میں سے گیارہ برس رہتے تھے۔ سو جیسا کہ آدم علیہ السلام اخیر حصہ میں پیدا ہوا ایسا ہی میری پیدائش ہوئی'

(''تحفہ گولڑویہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۷۔ صفحہ ۲۵۲)

''شمسی حساب سے یہ مدت ۴۵۹۸ ہوتی ہے۔اور عیسائیوں کے حساب سے جس پر تمام مدار بائیبل کا رکھا گیا ہے، ۴۶۳۶ برس ہیں۔یعنی حضرت آدم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اخیر زمانہ تک ۴۶۳۶ برس ہوتے ہیں۔اس سے ظاہر ہوا کہ قرآنی حساب جو سورۃ العصر کے اعداد سے معلوم ہوتا ہے اور عیسائیوں کی بائیبل کے حساب میں جس کے رُو سے بائیبل کے حاشیہ پر جابجا تاریخیں لکھتے ہیں، صرف اُٹھتیس (۳۸) برس کا فرق ہے۔اور یہ قرآن شریف کے علمی معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے، جس پر تمام افرادِ محمدیہ میں سے خاص مجھ کو جو مَیں مہدیٔ آخرالزمان ہوں اطلاع دی گئی ہے تا قرآن کا یہ علمی معجزہ اور نیز اس سے اپنے دعوے کا ثبوت لوگوں پر ظاہر کروں''

(''تحفہ گولڑویہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۷۔صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۳)

گویا موجودہ دَور کے عیسائی مؤرخین جو سالہا سال تک تاریخی اوراق کو کنگھالتے رہے اور ماہرین علوم ہندسہ جو برسوں تک ازمنۂ ماضیہ کے تاریک گوشوں کی چھان پھٹک کرتے رہے، وہ اس قدر کاوش اور تگ ودو کے بعد قیاسی طور پر جس نتیجہ پر پہنچے اللہ تعالیٰ نے وہ راز آج سے پندرہ سو برس قبل ہی اپنے امی نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب کے اندر پوشیدہ کر کے رکھ دیا تھا۔اور پھر اس کا انکشاف آخری زمانہ میں مبعوث کئے جانے والے اپنے اسی امی نبی ﷺ کے روحانی فرزند (حضرت بانیٔ سلسلہؑ) کے قلب صافی پر کر کے ایک ہی رات کے اندر اپنے عالم الکل ہونے کا ثبوت بہم پہنچا دیا۔اس طرح ایک ہی وقت میں جہاں اس خالق ارض وسماء نے اپنے مقدس کلام کی اعجازی شان کو ظاہر کر دیا وہاں اپنے مہدیٔ آخرالزمان کی علمی فضیلت کو بھی چار چاند لگا دئے۔اب چاہیں تو مغربی محققین اس آسمانی انکشاف کی بنیاد پر عمر دنیا کے متعلق اپنے قیاسی اندازوں کو درست کر لیں یا اپنی ہٹ دھرمی پر بدستور قائم رہتے ہوئے گمراہی میں بھٹکتے رہیں۔آخر خالق کون ومکاں کے پیدا کردہ نظام شمسی کو دیکھ کر وہ اپنی گھڑیاں بھی تو درست کرتے ہی رہتے ہیں!

☆ ☆ ☆

باب پنجم

مخالفت کا طوفان اٹھنے اور انجام کار آپ کے کامیاب وبامراد ہونے کی بشارات

اللہ تعالیٰ **براھین احمدیہ** کے زمانہ ہی سے آپ کو مسلسل ایسے الہامات سے نوازتا چلا آرہا تھا جو ایک طرف اس بات پر دلالت کرنے والے تھے کہ جو بلند روحانی مقام آپ کے لئے مقدر ہو چکا ہے اس میں آپ کی سخت مخالفت ہوگی حتّٰی کہ آپ کی جان، عزت اور آبرو پر حملے کئے جائیں گے مگر وہ ارحم الراحمین خدا ان تمام حملوں سے آپ کو محفوظ رکھے گا اور دشمنوں کے منصوبوں کو ناکام بنا کر آپ کو پہلے سے بھی زیادہ عزت اور منزلت عطا کرے گا۔ دوسری طرف یہ کہ آپ کو دوستوں اور محبوں کی ایک ایسی جماعت ملے گی جو اخلاص اور محبت میں اپنی مثال آپ ہونگے اور جوں جوں وقت گذرے گا وہ آپ کے ساتھ اپنی محبت، فدائیت اور اخلاص میں ترقی کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ آپ کی وہ جماعت ایک تناور درخت بن کر دنیا پر چھا جائے گی۔ یہ الہامات آپ کو اردو میں بھی ہوئے، فارسی میں بھی ہوئے، عربی میں بھی ہوئے اور ایک ایسی زبان (انگریزی) میں بھی ہوئے جس کے حروف ابجد سے بھی آپ واقف نہ تھے۔

پھر یہ جملہ پیش خبریاں آپ کے دعویٰ ماموریت کے بعد کس طرح ایک ایک کر کے عملی صورت میں ڈھلتی چلی گئیں یہ ایک ایسی دلربا حقیقت ہے کہ اسے دیکھ کر انسان عش عش کر اٹھتا اور خدا کی حمد کے ترانے گانے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ملنے والی تمام غیبی اخبار کے حوالے سے آپ اپنی اُس حالت کا جو اِن اخبار کے نزول کے وقت آپ کی تھی اپنی بعد کی ماموارنہ زندگی کی حالت سے مقابلہ کرتے ہوئے دنیا پر ثابت کرنے لگے کہ یہ غیبی اخبار دینے والا خدا ہی اسلام کا سچا خدا ہے اور اسی نے آپ کو اس زمانے کا مامور بنا کر بھیجا ہے تا کہ بے دینی، دہریت اور الحاد کے اِس دَور میں اس کی زندہ ہستی پر یقین پیدا کر کے دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کیا جائے اور اس طرح پر ایک عالمگیر اخوت کی تکمیل کی راہیں ہموار کی جاسکیں۔

جہاں تک آپ کو مخلصین اور صادقین کی ایک بہت بڑی جماعت ملنے کا تعلق تھا تو ان کا ذکر گذشتہ

ابواب میں آ چکا ہے۔ ذیل میں اب ایسی اخبار کو بطور مثال پیش کیا جا رہا ہے جو آپ کے خلاف مخالفت کا طوفان اٹھنے اور فتنہ اور فساد پیدا ہونے کے بارے میں ملیں۔ اور یہ بھی کہ وہ کیسے حرف بحرف پوری ہوئیں اور پھر پوری ہو کر آپ کی صداقت اور اسلام کے زندہ خدا کی ہستی کا نشان بن گئیں۔

پہلی مثال
دشمنان کے شر سے محفوظ رہنے کی آسمانی تسلی

اس سلسلے میں پہلے نمبر پر ایک ایسی آسمانی خبر کا ذکر کیا جاتا ہے جس میں آپ کو بتایا گیا کہ لوگ آپ کو تکلیفیں پہنچائیں گے اور آپ کی زندگی پر حملے کر کے آپ کو مٹانے کی کوشش کریں گے مگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ہر شر سے محفوظ رکھے گا۔ یہ خبر آپ کو مندرجہ الفاظ میں ملی:

یَعْصِمُکَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ وَ لَوْ لَمْ یَعْصِمْکَ النَّاسُ

یعنی

'خدا تجھے آفات سے بچائے گا اگرچہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تُو آفات سے بچ جائے'

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۶۰۹)

اور جب آپ کے دعویٰ ماموریت کے بعد فی الواقعہ آپ کے خلاف فتنہ و فساد کی ایک زبردست لہر اُٹھ کھڑی ہوئی اور لوگ ہر قسم کے مکر و فریب اور دجل و تلبیس سے کام لے کر آپ کو ذلیل کرنے اور آپ اور آپ کے قائم کردہ سلسلہ کو مٹانے کی تدبیریں کرنے لگے تو آپ نے اسی الہام اور اسی پیشگوئی کو اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ مَیں ایک زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور کوئی مجھ سے نہ تعلق بیعت رکھتا تھا، نہ عداوت۔ بعد اس کے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مَیں نے کِیا تو سب مولوی اور ان کے ہم جنس آگ کی طرح ہو گئے''

اور پھر جیسا کہ پچھلے صفحات میں بتایا جا چکا ہے آپ نے عیسائی پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک والے جھوٹے مقدمہ کی مثال دیتے ہوئے (فوجداری نوعیت کے اس مقدمہ کی تفصیل باب سوم میں آ چکی ہے جہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس مقدمہ میں خود مسلمان علماء کس قدر حریص تھے کہ عیسائیوں کو فتح

ہو) اوراس میں اپنی معجزانہ بریّت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''ان لوگوں نے میرے پھانسی دلانے کیلئے اپنے تمام منصوبوں سے زور لگایا اور ایک دشمنِ خدااور رسول کی مدد کی۔ اوراس جگہ طبعاً دلوں میں گذرتا ہے کہ جب یہ قوم کے تمام مولوی اوران کے پیرو میرے جانی دشمن ہو گئے تھے، پھر کس نے مجھے اُس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچایا حالانکہ آٹھ نَو گواہ میرے مجرم بنانے کیلئے گذر چکے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اُسی نے بچایا جس نے پچیس برس پہلے یہ وعدہ دیا تھا کہ تیری قوم تو تجھے نہیں بچائے گی اور کوشش کرے گی کہ تُو ہلاک ہو جائے مگر مَیں تجھے بچاؤں گا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ۲۴۲)

پھراسی وعدہ الٰہی کے موافق ایک دوسرے فوجداری مقدمہ میں جو آپ کے خلاف بھیں (ضلع جہلم) کے رہنے والے ایک مولوی کرم الدین نے اُٹھایا تھااور جس میں آپ کے مخالف علماء آپ کو رسوا کرنے کے لئے تمام اخلاقی حدود کو پھلانگ گئے تھے بلکہ جس میں خود آریہ مجسٹریٹ بھی آپ کو سزا دینے پر تل گیا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے دشمن کے سارے منصوبوں کو ناکام کر کے آپ کو پہلے سے بھی زیادہ عزت بخشی تو آپ نے فرمایا:

''مسمّی کرم دین کے فوجداری مقدمہ میں ایک ہندو مجسٹریٹ کا ارادہ تھا کہ مجھے قید کی سزا دے۔ مگر خدا تعالیٰ نے کسی غیبی سامان سے اُس کے دل کو اِس ارادہ سے روک دیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ آخر سزا دینے کے ارادہ سے قطعاً ناکام رہے گا۔

(''براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم''، روحانی خزائن، جلد۲۱۔ صفحہ۹۹)

اس مقدمہ کی تفصیلی روئیداد بھی باب سوم میں بیان ہو چکی ہے۔ یہاں البتہ اس سلسلے میں ایک لطیفہ کا بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ جن دنوں مولوی کرم الدین نے آپؑ کے خلاف اپنا پہلا مقدمہ ازالہ حیثیتِ عرفی کا جہلم کی عدالت میں دائر کیا تھا (غالباً یہ نومبر یا دسمبر ۱۹۰۲ء کی کوئی تاریخ تھی) تو آپؑ کو مذکورہ بالا الہام کے مضمون سے ملتا جلتا ایک اَور الہام ہوا جس کے الفاظ یہ تھے:

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَکَ . یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفُوْا عِرْضَکَ.

اِنِّیْ مَعَکَ وَ مَعَ اَھْلِکَ

یعنی

'دشمن لوگ ارادہ کریں گے کہ تیرے نور کو بجھادیں اور تیری آبروریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہوں اوران کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں'

چنانچہ ایڈیٹر اخبار 'بدر' نے یہ الہام اپنی ۷ نومبر ۱۹۰۲ء کی اشاعت میں شائع کرتے وقت ساتھ یہ نوٹ بھی لکھا کہ حضورؑ نے آج اپنا یہ تازہ الہام سناتے ہوئے کیا ہی ایک عجیب جملہ فرمایا کہ

''خدا تعالیٰ ہمیں اکیلا، کمزور، ضعیف پا کر ہماری حمایت پر آسمان سے تار بھیج دیتا ہے''

(''ملفوظات''، جلد دوم، طبع چہارم۔ صفحہ ۴۲۴)

☆

کلام الامام

''خدا جو اپنے دوست کے ساتھ کبھی یہ معاملہ کرتا ہے جو تمام دنیا کو اس کا دشمن بنا دیتا ہے اور کچھ مدت کیلئے ان کی زبانوں یا ان کے ہاتھوں کو اس پر مسلط کر دیتا ہے، یہ اس لئے خدائے غیور نہیں کرتا کہ اس اپنے دوست کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یا بے عزت اور ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ اس لئے کرتا ہے کہ تا دنیا کو اپنے نشان دکھاوے اور تا شوخ دیدہ مخالفوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے دشمنی میں ناخنوں تک زور لگا کر نقصان کیا پہنچایا؟''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۱۸)

☆

دوسری مثال

دشمنوں کے منصوبوں اور ان کے ناکام ہو جانے کے بارے میں

الٰہی بشارات

مخالفت کی آگ بھڑکنے اور دشمنوں کے اپنے منصوبوں میں ناکام ہونے کے بارے میں ایک دوسری آسمانی بشارت آپ کو مندرجہ ذیل قرآنی الفاظ میں ملی:

يُرِيْدُوْنَ اَن يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْن

یعنی

'مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ نُور خدا کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں، مگر خدا اپنے نُور کو پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں'

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اوّل۔ صفحہ ۲۶۶)

یہ الہام بھی جو براہین احمدیہ کے زمانے کا تھا تو اس بارے میں بھی فرماتے ہیں:

''یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے حسب بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کِیا۔ تب اِس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظّمہ سے اہل مکہ کے پاس خلاف واقعہ باتیں بیان کر کے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے اور میری تکفیر کا دنیا میں ایک شور ڈالا گیا۔ قتل کے فتوے دئے گئے۔ حکام کو اکسایا گیا۔ عام لوگوں کو مجھ سے اور میری جماعت سے بیزار کِیا گیا۔ غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنے کیلئے کوشش کی گئی۔ مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور انکے ہم جنس اپنی کوششوں میں نامراد اور ناکام رہے''

آگے ساتھ ہی اپنے مخالفین کی جہالت پر افسوس کے آنسو بہاتے ہوئے اور ان پیشگوئیوں کی عظمت کو دوبارہ ان کے سامنے رکھتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانے کی ہیں اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئیں۔ کیا بجز خدا تعالیٰ کے

کسی اَور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو۔نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے۔کس نے ان کو نامراد رکھا؟ اُسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ ۲۴۱)

☆ ☆ ☆

تیسری مثال

تین فتنوں اوران میں آپ کے سرخرو ہو کر نکلنے کی آسمانی خوشخبریاں

۱۸۸۰ء یا اس کے قریب کے زمانہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ہی مضمون کے مگر الفاظ کے کسی قدر اختلاف کے ساتھ تین ایسے فتنوں کی خبر دی گئی جو آپ کی زندگی میں تین مختلف قوموں کی طرف سے اٹھائے جانے مقدر تھے۔چنانچہ ان ہر سہ پیش خبریوں کو بھی آپ نے اپنے دیگر الہامات کے ساتھ اپنی کتاب **براھین احمدیہ** میں درج فرما دیا۔

پھر جب آپ کے دعویٔ ماموریت کے بعد یہ تینوں فتنے ایک ایک کر کے اٹھنے شروع ہوئے اور آپ نے ان کی تفصیلات پر غور کیا تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ وہی فتنے ہیں جن کی خبر آپ کو کئی سال قبل دی جا چکی تھی۔چنانچہ آپ نے ان پیش خبریوں کو بھی اپنی صداقت پر بھاری ثبوت قرار دیتے ہوئے دنیا پر واضح کیا کہ کس طرح خدائے علیم وخبیر نے آپ کو ان فتنوں کی پہلے ہی خبر دے دی تھی۔ گویا فرمایا کہ یہ ایک ایسی واقعاتی صداقت ہے کہ ہر وہ شخص جو پہلے ان الہامات کی عبارت کو پڑھے گا پھر ان فتنوں کے موجبات اور اسباب پر غور کرے گا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ یقیناً اس عالم الغیب خدا کا کلام ہے جو ماضی اور مستقبل دونوں کا علم جانتا ہے۔

ذیل میں اب ان ہر سہ فتن کی تفصیلات پر سے پردہ اٹھایا جاتا ہے۔یعنی بتایا جاتا ہے کہ وہ کن کن قوموں کی طرف سے اٹھائے گئے،ان کی شدت اور سنگینی کس انتہا تک پہنچ گئی اور پھر خدا نے ہر بار اپنے

وعدہ کے موافق آپ کی کیسی نصرت اور دلداری فرمائی کہ یہ فتنے آپ کو کچلنے کی بجائے آپ کی فتح و نصرت کا نشان بن گئے۔

پہلا فتنہ

پادریوں کی طرف سے اٹھایا جانے والا فتنہ

پہلے فتنہ کی خبر مندرجہ ذیل الفاظ میں تھی:

وَ لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الیَھُوْدُ وَ لَاالنَّصٰرٰی ۔ وَخَرَقُوْا لَہٗ بَنِیْنَ وَ بَنٰتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ قُلْ ھُوَا للّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُن لَّہٗ کُفُواً اَحَدٌ ۔وَ یَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُاللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ المَاکِرِینَ۔ اَلفِتْنَۃُ ھٰھُنَا فَاصبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا العَزْمِ

(’’براہین احمدیہ‘‘، روحانی خزائن، جلد اول۔صفحہ ۲۶۶۔ حاشیہ در حاشیہ)

یعنی

’پادری اور یہودی لوگ تجھ سے راضی نہیں ہونگے۔انہوں نے خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بنا رکھی ہیں۔ انہیں کہہ دے کہ خدا وہی ہے جو ایک ہے۔وہ بے نیاز ہے۔نہ اس کے کوئی بیٹا ہے نہ باپ اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔اور یہ لوگ مخفی تدبیریں کریں گے اور خدا بھی تدبیر کرے گا اور وہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔یہاں ایک فتنہ اٹھے گا۔پس تو صبر کر جیسا کہ اولوالعزم (انبیاء) نے صبر کیا‘

اس فتنہ کی تقریب اس طرح پیدا ہوئی کہ ۱۸۹۳ء میں امرتسر کے پادریوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کے نتیجہ میں جنڈیالہ ،ضلع امرتسر ، کے غیور مسلمانوں کے اندر زبردست جوش پیدا ہوا اور وہ اپنی استطاعت کے مطابق اسلام کا دفاع کرنے لگے۔مگر پادری بھلا کب گوارا کر سکتے تھے کہ وہ جن مسلمانوں کو لقمۂ تر سمجھ لے رہے تھے وہ ان کے راستے میں روک بنیں۔چنانچہ امرتسر کے عیسائی مشن کے انچارج ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے انہیں اس مضمون کا چیلنج دیا کہ یا تو وہ (یعنی اہل اسلام جنڈیالہ) ان کے ساتھ مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہو جائیں اور یا آئندہ ان کے خلاف زبانیں کھولنے سے باز رہیں۔یہ ایک غیرت دلانے والا چیلنج تھا۔مگر مسلمانانِ جنڈیالہ کے اندر کوئی ایسا بڑا عالم نہ تھا جسے وہ اُن پادریوں کے مقابل پر پیش کرتے۔لھذا ان کی نظر انتخاب قادیان کے اس جری پہلوان

پر پڑی جن کی اسلام کے حق میں کامیاب دفاعی مہموں کا وہ چرچاسُن چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپؑ کو ساری صورتِ حال لکھ کر آپؑ سے استمداد کی درخواست کی۔ اس پر آپ (حضرت بانیٔ سلسلہؑ) اور امرتسر کے عیسائی پادریوں کے مابین خط و کتابت کا ایک سلسلہ چل پڑا جس کے نتیجے میں ایک تحریری مناظرہ قرار پایا۔ یہ مناظرہ پورے پندرہ دن ہوتا رہا۔ اس مناظرہ میں عیسائیوں نے کیا کیا داؤ پیچ کھیلے اور کیسی کیسی ذلتیں اور رسوائیاں ان کو پہنچیں ایک طویل داستان ہے جو اُس وقت کے ملکی اخبارات کا دلچسپ موضوع بنی رہی اور جو بعد میں سلسلہ کی طرف سے ''جنگ مقدس'' کے نام سے شائع ہوئی۔ تاہم یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ اس مناظرہ کی تان حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی طرف سے کئے جانے والے ایک ایسے اعلان پر ٹوٹی جس نے عیسائیوں کے چھکے چھڑا دئے۔ اس کے نتیجہ میں وہ نہ صرف میدان مناظرہ سے بدحواس ہو کر لوٹے بلکہ آئندہ ڈیڑھ سال تک ان کی زبانوں پر تالے پڑ گئے۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے حضرت بانیٔ سلسلہؑ اور امرتسر کے عیسائی پادریوں کے مابین طے پا جانے والا یہ تحریری مناظرہ پندرہ دن تک ہوتا رہا۔ آپکے مقابل پر عیسائیوں کی طرف سے جو مناظر پیش ہوا وہ اسلام سے مرتد ہونے والا عبداللہ آتھم نامی ایک عیسائی پادری تھا[۱]۔ مناظرہ میں اس کی بوکھلاہٹ کا حال تو مناظرہ کی روئیداد پڑھنے سے ہی معلوم ہو سکتا ہے البتہ آخری دن جو اس کا حشر ہوا وہ دیکھنے والا تھا۔ اُس دن جونہی خدا کے جری پہلوان نے خدا سے الہام پا کر مندرجہ ذیل اعلان فرمایا کہ

''آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جبکہ مَیں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تُو اِس امر میں فیصلہ کر۔ اور ہم عاجز بندے ہیں، تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے، وہ اِنہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن

---

[۱] جیسا کہ پیچھے بھی بتایا جا چکا ہے، ڈپٹی عبداللہ آتھم ایک مسلمان عالم تھا جو عربی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرتے ہی عیسائیوں کے جال میں پھنس گیا اور پھر عیسائی ہو گیا۔ عیسائیت قبول کرنے کے بعد عیسائی اخبارات میں اس کے آئے دن اسلام کے خلاف مضامین شائع ہونے لگے جن میں اس کی قلم تلوار کی طرح چلتی۔ پھر یہ وہ تھا جس نے ''اندرونہ بائیبل'' کے نام سے اپنی ایک کتاب میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں نعوذ باللہ ''دجال'' کا لفظ لکھ دیا۔

ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی، بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی''

تو ڈپٹی عبداللہ آتھم کی رہی سہی طاقت بھی جواب دے گئی۔اُس پر عین مجلس مناظرہ میں لرزہ طاری ہو گیا اس کی زبان باہر نکل آئی اور چہرہ زرد ہو گیا۔وہ بیٹھا ہوا تھا کہ گھبرا کر اٹھا مگر اٹھتے ہی زمین پر گر پڑا۔اور پھر دو آدمیوں نے بغل میں ہاتھ ڈال کر اسے دوبارہ کرسی پر بٹھایا۔

یہ پہلا اثر تھا جو حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی اس پیشگوئی کا عیسائیوں کے اُس بیباک مناظر پر ہوا۔اس کے بعد پندرہ ماہ تک وہ جس اذیتناک صورت حال سے دوچار رہا اور پاگلوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگ بھاگ کر جاتا رہا اس کی مکمل روئیداد بھی حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی کتاب ''انجام آتھم'' میں پڑھی جا سکتی ہے۔اس دوران اس کی قلم اور زبان اسلام کے خلاف ہر قسم کی بدزبانی اور ہرزہ سرائی سے رکی رہی۔نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اکثر روتا اور بڑبڑاتا رہتا۔غرض اس سارے عرصہ میں پیشگوئی مذکورہ بالا کی عظمت پورے طور پر اسکے دل و دماغ پر مسلط رہی۔یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ پہلے والا عبداللہ آتھم ہی نہیں۔اس کی یہی حالت خدا تعالیٰ کے نزدیک رجوع الی الحق کے مترادف سمجھی گئی جس کی خبر آسمان کے خدا نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں دی:

''اِطّلَعَ اللّٰهُ عَلٰی هَمِّهٖ وَ غَمِّهٖ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلاً. وَلَا تَعْجَبُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ وَ بِعِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الاَعْلیٰ. وَ نُمَزِّقُ الاَعْدَاءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ. وَ مَکْرُ اُولٰئِکَ هُوَ یَبُوْرُ اِنَّا نَکْشِفُ السِّرَّ عَنْ اَعْنَاقِهٖ. یَوْمَئِذٍ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ. ثُلَّةٌ مِّنَ الاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الآخِرِیْنَ. وَهٰذِهٖ تَذْکِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلاً

اس الہام الٰہی کے جو معنی حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے خود فرمائے وہ حسب ذیل تھے:

''خدا تعالیٰ نے اس کے ہمّ اور غم پر اطلاع پائی اور اس کو مہلت دی جب تک کہ وہ بیبا کی اور سخت گوئی اور تکذیب کی طرف میل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلا دے (یہ معنی فقرہ مذکورہ کے تفہیم الٰہی سے ہیں) اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔اور تُو ربانی سنتوں میں تغیر اور تبدل نہیں پائیگا۔اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے

کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الٰہی کو مشتعل کریں۔ اور اگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الٰہی مخفی ہو اور کچھ دھڑکہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے"

(''انوار الاسلام''، روحانی خزائن جلد ۹۔ صفحہ ۲ تا ۳))

گویا اللہ تعالیٰ نے آتھم کے دل کی غمناک حالت کو دیکھتے ہوئے اپنی ازلی سنت کے مطابق اس پر رحم کیا اور اس سے موت کا عذاب ٹال دیا۔ اور یہی پیشگوئی کا منشا تھا۔ کیونکہ پیشگوئی اس شرط کے ساتھ مشروط تھی کہ حق کی طرف رجوع کرنے کی صورت میں وہ ہاویہ میں گرنے سے بچایا جائیگا۔

اب ہر چند کہ پیشگوئی کی صداقت مکمل طور پر ظاہر ہو گئی تھی اور خود پادری بھی خوب محسوس کر رہے تھے کہ آتھم پیشگوئی کی ہیبت سے سخت مرعوب ہو چکا ہے اور ان کی مجلسوں سے بھاگ کر کبھی لدھیانہ اور کبھی فیرز پور جاتا رہا ہے اور اس اعتبار سے پیشگوئی بتمام و کمال پوری ہو گئی ہے، انہوں نے اپنے فطری تعصب اور اسلام دشمنی کے باعث یہ شور مچانا شروع کر دیا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ حضرت بانئ سلسلہؑ انکے اس شور و غوغا اور ان کے طوفان بے تمیزی برپا کرنے کا نقشہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''پادریوں نے آتھم کے معاملہ میں حق پوشی کر کے بہت شوخی کی اور امرتسر سے شروع کر کے پنجاب اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ناچتے پھرے اور بہروپ نکالے اور ایسا شور و غوغا کِیا کہ ابتداء عملداری انگریزی سے آج تک اسکی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ اور اس جھوٹی خوشی میں جسکے مقابل اُنہیں کا کانشس ان کے منہ پر طمانچے مارتا تھا بہت برا نمونہ دکھایا اور گندی گالیوں سے بھرے ہوئے میری طرف خط بھیجے اور وہ شور کِیا اور وہ شوخی ظاہر کی کہ گویا ہزاروں فتح ان کے نصیب گئیں''

(''سراج منیر''، روحانی خزائن، جلد ۱۲۔ صفحہ ۵۵)

اس پہ طرہ یہ کہ بہت سے بد باطن اور پلید طبع مولوی بھی عیسائیوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور لعن طعن اور تبرّا بازی میں ان کا ساتھ دینے لگ گئے۔ مگر لطف کی بات یہ ہے کہ عبداللہ آتھم بالکل خاموش تھا۔ اس نے اپنی طرف سے نہ کوئی ایسا اعلان چھپوایا اور نہ ایسی تقریر کی جس سے وہ یہ ظاہر کرتا کہ پیشگوئی کی صداقت کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا یا کہ وہ اپنے عیسوی عقائد پر پہلے کی طرح پختگی سے قائم ہے۔ بلکہ اس کے برعکس اس نے ایک بار یہ اعلان کروایا کہ 'یہ تمام فتنہ اور شور و غوغا جو عیسائیوں کی

طرف سے ہو رہا ہے یہ اس کی مرضی کے خلاف ہے اور وہ ان کے ساتھ متفق نہیں' (ایضاً صفحہ ۵۵)

اس کے باوجود عیسائی بڑی مدت تک غل غپاڑہ اور حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے خلاف زہر افشانی کرتے رہے اور اُس وقت تک باز نہ آئے جب تک آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اس مضمون کا اشتہار شائع نہ فرمایا کہ اگر آتھم پر پیشگوئی کی عظمت کا کوئی اثر نہیں ہوا اور اسلام کی صداقت کا رعب اس کے دل پر قائم نہیں ہوا اور وہ اپنے سابقہ عقائد الوہیت مسیح وغیرہ پر اسی طرح قائم ہے جیسے پہلے تھا تو وہ میرے سامنے آکر قسم کھائے کہ واقعہ میں ایسا نہیں ہے۔ اور اگر قسم کھانے کے بعد وہ ایک سال تک زندہ رہا تو مَیں سمجھوں گا کہ اس کے رجوع الی الحق والی بات غلط ہے۔ اس صورت میں میری طرف سے ایکہزار روپیہ اسے انعام بھی دیا جائے گا۔ مگر باوجودیکہ آپ اس مضمون کے اشتہار پر اشتہار شائع کرتے رہے اور اس کے ساتھ انعام کی رقم مسلسل بڑھاتے رہے، آتھم قسم کھانے پر آمادہ نہ ہوا۔

یہ وہ پہلا فتنہ تھا جو نصاریٰ اور یہود صفت مسلمانوں کی ملی بھگت سے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے خلاف اٹھایا گیا اور جس میں پادریوں نے دل کھول کر دین اسلام پر ٹھٹھا کیا اور بد بخت مولویوں نے ان کی ہاں میں ہاں ملا کر اپنا منہ کالا کیا۔ آپؑ نے اس فتنہ کو اپنے ''براہین احمدیہ'' میں مندرجہ الہام کی عملی تعبیر قرار دیتے ہوئے اس پر مندرجہ ذیل تبصرہ فرمایا:

''براہین احمدیہ میں عیسائیوں کے مکر کے بعد یہ الہام لکھا ہے: اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ یعنی جب وہ مکر کرینگے تو ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا اور ملک میں باطل کی حمایت میں شور پڑ جائے گا۔ اور صادق کو کاذب ٹھہرا دیا جائے گا۔ اور کاذبوں کو حق بجانب سمجھ لیں گے۔ اب اے آنکھوں والو! اس قدر سچائی کا خون کر کے جہنم کی آگ میں مت پڑو۔ دیکھو، کس قدر عظمت اِس پیشگوئی میں ہے کہ بارہ برس پہلے اس کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا گیا ہے''

(''سراج منیر''، روحانی خزائن، جلد۱۲۔ صفحہ۱۱)

غرض پیشگوئی لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰی یعنی 'پادری لوگ اور یہودی صفت مسلمان تجھ سے راضی نہیں ہونگے' کی صداقت کھل کر ظاہر ہوگئی۔ نہ پادریوں پر اتنا بڑا نشان دیکھ کر کچھ اثر ہوا اور نہ بے دین اور یہود صفت مسلمانوں نے اس نشان سے کچھ فائدہ اٹھایا۔

☆ ☆ ☆

دوسرا فتنہ

مولوی محمد حسین بٹالوی کی طرف سے

اٹھایا جانے والا فتنہ

دوسرے فتنہ کی خبر مندرجہ ذیل الفاظ میں آپ کو دی گئی:

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْ کَفَرَ اَوْقِدْ لِیْ یَا ھَامَانُ لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ اِلیٰ اِلٰہِ مُوْسیٰ وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الکَاذِبِیْنَ .تَبَّتْ یَدٰیٓ اَبِیْ لَھَبٍ وَ تَبَّ مَا کَانَ لَہٗ اَن یَّدْخُلَ فِیْھَا اِلَّا خَائِفاً .وَ مَا اَصَابَکَ فَمِنَ اللّٰہِ . اَلفِتْنَۃُ ھٰھُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُو االعَزْمِ

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۶۰۹۔ حاشیہ در حاشیہ)

یعنی

’ وہ زمانہ یاد رکھ کہ جب ایک منکر تیرے خلاف تدبیریں کرے گا اور ہامان کو کہے گا کہ آگ بھڑکا تا کہ مَیں موسیٰ کے خدا کو دیکھوں۔ مَیں گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس امر میں دخل دیتا مگر ڈرتا ہوا۔ اور تجھے کسی قدر جو تکلیف پہنچے گی وہ خدا کی طرف سے ہو گی۔ اس جگہ بھی ایک فتنہ اٹھے گا۔ پس تُو صبر کر جیسے اولوالعزم نبی صبر کرتے رہے‘

یہ دوسرا فتنہ جیسا کہ الفاظ بتا رہے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک پہلے فتنہ سے بھی ہولناک اور شدید نتائج کا حامل ہونے والا تھا۔ یہ دیکھنے کیلئے کہ وہ دو اشخاص کون تھے اور انہوں نے کیا فتنہ بپا کیا حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے مخالفین میں سے سب سے پہلے آپ کے اشد ترین مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی کا نام سامنے آتا ہے۔ پھر الہامی الفاظ میں ایک کو ہامان کہہ کر پکارا گیا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ الہام کے اندر دوسرا شخص فرعون سے مشابہ ہوگا۔ اب حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے الفاظ میں دیکھتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے کونسا فتنہ برپا کیا، آپؑ کے نزدیک ہامان کون تھا اور فرعون کا کردار کس نے ادا کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے شیخ محمد حسین بٹالوی کا فتنہ ہے۔ اس ظالم نے بھی وہ فتنہ برپا کیا کہ جس کی اسلامی تاریخ میں گذشتہ علماء کی زندگی میں کوئی نظیر ملنی مشکل ہے۔

مخبوط الحواس نذیر حسین کی کفرنامہ پر مہر لگوائی۔صد ہا مسلمانوں کو کافر اور جہنمی قرار دیا اور بڑے زور سے گواہیاں ثبت کرائیں کہ یہ لوگ نصاریٰ سے بھی کفر میں بدتر ہیں۔تمام رشتے ناطے ٹوٹ گئے ۔ بھائیوں نے بھائیوں کو اور باپوں نے بیٹوں کو اور بیٹوں نے باپوں کو چھوڑ دیا۔اور ایسا طوفانِ فتنہ کا اٹھا کہ گویا ایک زلزلہ آیا ،جس سے آج تک ہزاروں خدا کے نیک بندے اور دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی ،کافر اور جہنم ابدی کے سزاوار سمجھے جاتے ہیں'' [۱]

(''استفتاء اردو، روحانی خزائن، جلد ۱۲۔صفحہ ۱۲۸)

پھر،مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین دہلوی کا تیار کردہ یہی فتویٰ دہلی میں ایک زبردست قسم کے فساد کو انگیخت کرنے کا موجب بنا۔اُس کی روئیداد کچھ اس طرح ہے کہ ایک بار جب حضرت بانیٔ سلسلہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے تا کہ مولوی نذیر حسین دہلوی پر اس کے حیات مسیح کے عقیدہ کی غلطی ثابت کریں تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے وہاں پہنچ کر از خود ہی اشتہار دے دیا اور ہزاروں لوگوں کو جامع مسجد دہلی میں بلالیا کہ مولوی نذیر حسین دہلوی کا حضرت بانیٔ سلسلہ کے ساتھ مناظرہ ہوگا۔جبکہ اصل غرض اس کی مناظرہ کرنے کی نہ تھی بلکہ لوگوں کو فساد کی نیت سے جمع کرنے کی تھی۔چنانچہ اس فتنہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہؑ فرماتے ہیں:

''اسی فتنہ کی تقریب پر بمقام دہلی سات یا آٹھ ہزار کے قریب مکفر اور مکذب جامع مسجد میں میرے مقابل پر اکٹھے ہوئے تھے۔اگر عنایت الٰہی شامل حال نہ ہوتی تو ایک

---

[۱] یہ فتویٰ بھی کتنا خطرناک اور اشتعال انگیز تھا اس کا اندازہ فتویٰ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے:

''اہل سنت سے خارج۔اس کا عملی طریق ملحدین باطنیہ وغیرہ اہل ضال کا طریق ہے۔اس کے دعوے واشاعت اکاذیب اور اس ملحدانہ طریق سے اس کو تیس دجالوں میں سے جن کی خبر حدیث میں وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہیں۔اس کے پیرو ہم مشرب ذریات دجال۔خدا پر افترا باندھنے والا۔اس کی تاویلات الحاد وتحریف۔کذب و تدلیس سے کام لینے والا۔دجال۔بے علم۔نافہم۔اہل بدعت و ضلالت.....اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے دجال کذاب سے احتراز کریں''

(بحوالہ ''کتاب البریہ''، روحانی خزائن جلد ۱۳۔صفحہ ۱۴۶)

خطرناک بلوہ برپا ہو جاتا۔ غرض اس فتنہ کا بانی محمد حسین بٹالوی تھا اور اس کے ساتھ نذیر حسین دہلوی تھا‘‘ [ا]

پھر اس فتنہ کی وسعت اور ہمہ گیری کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

’’یہ فتنہ بھی پشاور سے لیکر کلکتہ، بمبئی، حیدر آباد اور تمام بلاد پنجاب اور ہندوستان میں پھیل گیا اور جاہل مسلمانوں نے رافضیوں کی طرح مجھ پر لعنت بھیجنا ثواب کا موجب سمجھا اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات ٹوٹ گئے اور بھائی بھائی سے اور بیٹا باپ سے علیحدہ

[ا] اس ہنگامہ کی مختصر روئداد یہ ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ اوائل اکتوبر ۱۸۹۱ء میں اس غرض سے دہلی تشریف لے گئے کہ آپ کو معلوم ہوا کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور مولوی ابو محمد عبدالحق دہلوی (مفسر تفسیر حقانی) آپ کے عقیدۂ وفات مسیح کی بنا پر آپ کو ملحد قرار دے رہے ہیں اور دیگر غلط قسم کے بہتان لگا کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے وہاں پہنچتے ہی ان ہر دو اصحاب کو اپنے ساتھ مباحثہ کی دعوت دی۔ اس پر مولوی عبدالحق صاحب نے تو معذرت کر دی مگر مولوی نذیر حسین صاحب نے لکھا کہ وہ خود تو نہیں، البتہ ان کی طرف سے ان کے تلامذہ مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ مباحثہ کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو اس سے قبل بمقام لدھیانہ آپ سے بحث کرتے ہوئے منہ کی کھا چکے تھے اور اب دوبارہ آپ کا سامنا کرنے کے لئے تیار نہ تھے یہ شرارت کی کہ اپنی طرف سے ہی ایک اشتعال انگیز اشتہار شائع کر دیا جس میں آپ پر ہر قسم کا کیچڑ اچھالنے کے علاوہ یہ شیخی بھگاری کہ یہ میرا شکار ہے جو اپنی بد قسمتی سے پھر میرے قبضے میں آ گیا ہے۔ دوسرے، آپ سے شرائط مباحثہ طے کئے بغیر یک طرفہ طور پر تاریخ مباحثہ مقرر کر دی۔ تیسری شرارت یہ کی کہ عین اس دن اور اس وقت جو اس نے مباحثہ کا مقرر کیا تھا مفسد لوگوں کی ایک پارٹی حضورؑ کی رہائش گاہ کی طرف بھجوا دی جو نعرہ بازی کرتے ہوئے حضورؑ کے زنان خانہ تک پہنچ گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضورؑ باوجود ہر طرح تیار ہونے کے باہر نہ نکل سکے۔ اس پر یہی لوگ اچھل اچھل کر اپنی جھوٹی فتح کے نقارے بجانے لگے کہ مباحثہ سے بھاگ گئے، شیخ الکل سے ڈر گئے، وغیرہ۔ اس پر حضرت بانیٔ سلسلہؑ ہر قسم کی حفاظتی تیاری کر لینے کے بعد ۲۰ ر اکتوبر کو مباحثہ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ مقام مباحثہ جامع مسجد دہلی قرار پایا۔ مگر صد افسوس کہ جب ہزار ہا لوگوں کا مجمع جمع ہو گیا تو مباحثہ کرنے کیلئے نہ مولوی نذیر حسین دہلوی خود آئے اور نہ ان کا کوئی شاگرد آیا اور عذر لنگ یہ کیا کہ چونکہ یہ شخص (حضرت بانیٔ سلسلہؑ) اسلام کے بنیادی عقائد سے منحرف ہے ہم ایسے شخص سے مباحثہ کرنے کو تیار نہیں۔ گویا وہی شخص جو چند دن پہلے یک طرفہ طور پر تاریخ اور وقت مقرر کر کے مباحثہ کے لئے چلاّ رہا تھا اب ہزاروں کے مجمع کو مایوس کرتا ہوا میدان مقابلہ سے فرار ہو گیا۔ ادھر کئی ہزار کا مجمع جو شاہی مسجد میں جمع تھا اس قدر مشتعل ہو چکا تھا کہ پولیس کے پورے انتظام کے باوجود اسے کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا، تاہم پولیس نے اس پر بڑی حکمت عملی سے قابو پایا۔

ہو گیا۔سلام ترک کیا گیا یہاں تک کہ ہماری جماعت میں سے کسی مردہ کا جنازہ پڑھنا بھی موجب کفر سمجھا گیا''

(''سراج منیر''، روحانی خزائن، جلد۱۲۔صفحہ۵۵تا۵۶)

جیسا کہ اس فتنہ کی خبر دینے والی الہامی عبارت: اَوقِدْ لِیْ یَا ھَامَانُ لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ اِلیٰ اِلٰہِ مُوْسیٰ .....کے الفاظ بتاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کے دو مرکزی کرداروں میں سے ایک کی فرعون اور دوسرے کی ہامان سے مماثلت قرار دے کر گویا بتا دیا کہ یہ اُس دَور کی یاد دلانے ہوگا جب حضرت موسیٰ اور آپ کی قوم پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے۔تاہم اس الہام میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے نزدیک ایک اَور لطیف اشارہ بھی پایا جاتا تھا۔اور وہ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں یہ تھا کہ

''اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نذیر حسین کی عاقبت تباہ ہے .....اور محمد حسین کا انجام اس آیت پر ہو: آمَنْتُ بِالَّذِیْ آمَنَتْ بِہٖ بَنُوْ اِسْرَائِیْل''[۱]

(''سراج منیر''، روحانی خزائن جلد۱۲۔صفحہ۳۱حاشیہ)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ فی الواقعہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے دل میں اپنی زندگی کے آخری ایام میں سخت ندامت پیدا ہوئی۔چنانچہ ایک بار جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی خلافت کے ایام میں بٹالہ تشریف لے گئے تو مولوی محمد حسین بٹالوی آپ سے ملنے آئے۔اُس وقت ان کے چہرے پر سخت ندامت کے آثار تھے۔بعد میں انہوں نے اپنے دولڑکے بھی قادیان بھجوائے، جو بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔(مزید تفصیلات کیلئے دیکھیں ''نشان عبرت'' از مولانا بشیر احمد خان صاحب رفیق)

---

[۱] اس سلسلہ میں حضرت اقدسؑ نے ایک خواب بھی دیکھا جس میں آپؑ کو دکھایا گیا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کسی وقت اپنی اس روش پر ندامت کا اظہار کرے گا۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں محمد حسین کے مکان پر گیا ہوں اور میرے ساتھ ایک جماعت ہے اور ہم نے وہیں نماز پڑھی اور مَیں نے امامت کرائی......اسی حال میں وہ میرے پاس آ گیا۔مَیں نے اسے کہا کہ کیا وقت نہیں آیا کہ تُو صلح کرے اور کیا تُو چاہتا ہے کہ تجھ سے صلح کی جائے۔اُس نے کہا، ہاں۔پس وہ بہت نزدیک آ گیا اور بغلگیر ہوا''

(''سراج منیر''، روحانی خزائن جلد۱۲۔صفحہ۸۰حاشیہ)

تیسرا فتنہ

ہندوؤں اور آریوں کی طرف سے

اٹھایا جانے والا فتنہ

تیسرے فتنہ کی خبر آپ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ملی:

''مَیں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ

(''براہین احمدیہ''،روحانی خزائن،جلداول۔صفحہ ۶۶۵۔حاشیہ در حاشیہ)

اس الہام کا بھی آخری حصہ جو عربی زبان میں ہے وہی ہے جو پہلے دونوں الہامات میں آیا ہے اور جس میں آپ کو اولوالعزم انبیاء کی طرح صبر کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے یہ جملہ الہامات اُس وقت کے ہیں جب حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے ابھی دعویٰ ماموریت نہیں فرمایا تھا۔نہ ہی آپ کو اس بات کا علم تھا کہ آپ کو کس معزز اور عالی مقام پر کھڑا کِیا جانے والا ہے۔اِس لحاظ سے آپ کو ان تینوں فتنوں کے بارے میں کوئی ادنیٰ تصور بھی نہ تھا کہ وہ کیسے ہونگے،کب اور کیونکر اٹھیں گے اور کن کی طرف سے اٹھائے جائیں گے۔ان ہر سہ اخبار سماویہ میں غور طلب امر یہ ہے کہ اگرچہ تینوں فتنوں کے موجبات الگ الگ بیان کئے گئے ہیں تاہم ان عبارات کے آخری الفاظ قدر مشترک کے طور پر یکساں آئے ہیں جس سے یہ الٰہی اشارہ مقصود تھا کہ وہ تینوں فتنے دلوں کو ہلا دینے والے ہونگے۔پس نصیحت فرمادی کہ اے میرے بندے! یہ فتنے تو اٹھیں گے مگر تجھے ہر موقع پر اولوالعزم انبیاء کی طرح صبر اور استقامت کا نمونہ دکھانا ہوگا۔

اب جب آپ کو مقام ماموریت پر کھڑا کِیا گیا یعنی آپ نے خدا سے علم پا کر اپنے مامور ہونے کا اعلان فرمایا تو مخالفت اپنا سر اٹھانے لگی۔تاہم ابھی وہ فتنہ کا رنگ نہ رکھتی تھی۔مگر جلد ہی اس مخالفت میں سے تین ایسے فتنوں نے جنم لیا جنہوں نے اٹھتے ہی بگولوں کی شکل اختیار کر لی۔اور پھر ان میں سے ہر فتنہ کے اندر ایسی شدت پیدا ہوئی اور وہ اس قدر جلد ملک گیر شکل اختیار کر گیا کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ آپ کو ختم کر کے دم لے گا۔

اوپر کے صفحات میں پہلے دونوں فتنوں کی تفصیلات پر سے پردہ اٹھایا جا چکا ہے کہ وہ کس طرح حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو پہلے سے دی ہوئی آسمانی اخبار کے مطابق پیدا ہوئے اور آپ اور آپ کی جماعت کے لئے ابتلاء بن کر بڑھنے اور پھیلنے لگے۔ اب تیسرے فتنہ کی روئیداد بیان کرتے ہوئے ایک تو یہ بتایا جاتا ہے کہ جیسا کہ اس کے بارے میں نازل ہونے والے الہامی الفاظ بتا رہے تھے اس کا ظہور کسی چمکدار نشان کے نتیجے میں ہونا مقدر تھا۔ اور ''زور آور حملوں'' کے الفاظ بتا رہے تھے کہ وہ چمکدار نشان کسی زور آور حملے کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ اب حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی تعبیر کے مطابق وہ چمکتا ہوا نشان اور وہ زور آور حملہ ایک بدزبان آریہ پنڈت لیکھرام کے آپؑ کی پیشگوئی کے مطابق عبرتناک طور پر قتل ہو جانے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ یہ جلالی پیشگوئی جس کی مکمل روئداد ''درویشان احمدیت'' جلد سوم کے باب اوّل میں بیان ہو چکی ہے اس کے مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ یعنی آپ نے اس کی مَوت کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

'اس کیلئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں جو وہ آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا رہا ہے سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے اور یہ کہ وہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے لے کر چھ برس کے عرصہ تک اس عذاب شدید میں مبتلا کیا جائیگا'

(خلاصہ از اشتہار مورخہ ۹ رمارچ ۱۸۹۷ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد دوم۔ صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۸)

یہ پُر ہیبت نشان جیسا کہ محولہ بالا جلد میں تفصیل سے بتایا گیا ہے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو ظاہر ہوا۔ لیکھرام کسی نامعلوم شخص کے ہاتھوں اُس وقت نہایت بے دردی سے قتل ہوا جب وہ اپنے مکان کی بالائی منزل پر بیٹھا ہوا کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ اس کا قتل ہونا تھا کہ ملک بھر میں ایک طوفان بے تمیزی اٹھ کھڑا ہوا۔ جگہ جگہ خفیہ اور اعلانیہ مظاہرے ہونے لگے۔ ہندو اخبارات نے تو آسمان سر پر اٹھا لیا اور آئے دن اس قسم کے مضامین شائع کرنے لگے کہ لیکھرام کے قتل میں یقیناً اس شخص (یعنی حضرت بانیٔ سلسلہؑ) کا ہاتھ ہے جس نے اس کے قتل کی پیشگوئی کی ہے۔

''درویشان احمدیت'' کی جلد محولہ بالا میں ان اشتعال انگیز بیانات کو بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جو ہندو اخبارات کی طرف سے شائع ہوتے رہے اور جن کی تان ہمیشہ ہی اِس بہتان عظیم پر ٹوٹتی رہی کہ یہ قتل حضرت بانی سلسلہؑ کی سازش سے ہوا ہے۔ **نعوذ باللہ من ذٰلک!**

اب جیسا کہ مضمون محولہ بالا کے تحت بتایا گیا ہے، حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے جب حقائق کے

بطلان اور ایک واضح نشان کی تکذیب کا یہ عالم دیکھا تو آپ نے ایک اشتہار شائع فرما کر پہلے تو اس امر کی مکرر وضاحت فرمائی کہ پیشگوئی کی تشریح میں بار بار تفہیم الٰہی سے لکھا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور میں آئے گی نیز یہ کہ لیکھرام کی موت کسی بیماری سے نہیں ہوگی بلکہ کسی ایسے شخص کے ہاتھوں سے ہوگی جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہوگا۔اسی طرح یہ بھی بتایا گیا تھا کہ قتل کا دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا۔پھر یہ بھی کہ یہ ہیبت ناک واقعہ چھ سال کے اندر وقوع میں آئے گا اور ایسا ہی ہوا ہے۔تو کیا یہ انسان کے کام ہیں کہ وہ اتنی باریکی سے کسی شخص کی مَوت کی خبر دے سکے؟

پھر عالم الغیب خدا کے منبعٔ غیب سے نکلی ہوئی اس عظیم الشان خبر کی تفصیلات پر غور وفکر کی دعوت دیتے ہوئے اس کی صداقت کے بارے میں شک کرنے والوں کو مندرجہ ذیل رنگ میں متنبہ فرمایا:

''اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ تاریخ بتلائی گئی دن بتلایا گیا سبب موت بتلایا گیا اور اس حادثہ کا وقوعہ ہیبت ناک طرز سے ظہور میں آنا بتلایا گیا۔اس کا تمام نقشہ 'برکات الدعا' کے مضمون میں کھینچ کر دکھلایا گیا۔کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہوسکتا ہے کہ چھ برس پہلے ایسے صریح نشانوں کے ساتھ خبر دے دے اور وہ خبر پوری ہو جائے''

تاہم اشتہار کے آخر پر آپ نے ایک ایسا جلالی اعلان فرمایا کہ اس کے سامنے سب شور وغوغا ماند پڑ گیا اور شر پھیلانے والوں کے منہ بند ہو گئے۔اس کا خلاصہ یہ تھا:

'اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دُور نہیں ہوسکتا اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے تو وہ میرے سامنے آ کر قسم کھائے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا! ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو۔پس اگر وہ شخص ایک برس تک میری دعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کیلئے ہونی چاہئے'

(اشتہار مورخہ ۱۵؍مارچ ۱۸۹۷ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم۔صفحہ ۳۴۸ تا ۳۵۲)

اس اعلان سے، جیسا کہ جلد سوم میں مضمون زیر بحث کے تحت بتایا گیا ہے، آریوں کے منہ تو بند ہو گئے مگر ان کی آپ کے خلاف ریشہ دوانیوں میں کوئی کمی نہ آئی۔وہ اب آپ کو قتل کرنے یا کروانے کی

خفیہ سازشیں کرنے لگے۔ چنانچہ اس کے لئے ایک خفیہ انجمن قائم کی گئی اور یہ تجویز کی گئی کہ بیس ہزار چندہ جمع ہو کر کسی طامع کو اس کام کیلئے مامور کیا جائے تا وہ موقع پا کر آپ کو قتل کر دے۔

جب اس طرح بھی ہندوؤں کے بدارادوں کی تکمیل نہ ہوسکی تو آخری حربہ کے طور پر انہوں نے اپنے حسد کی آگ کو یوں ٹھنڈا کیا کہ انگریزی حکومت کو اکسایا کہ حضرت بانی سلسلہؑ کے گھر کی تلاشی لی جائے۔ گویا اس فتنہ نے اب ایک ایسی صورت اختیار کر لی جو حضرت بانی سلسلہؑ کیلئے کسی بھی سنگین صورتِ حال کا پیش خیمہ بن سکتی تھی کیونکہ خانہ تلاشی یعنی کسی شخص کو مجرم سمجھتے ہوئے اس کی نجی زندگی میں دخل اندازی کرنا ایک تکلیف دہ کارروائی ہے اور اس کا کچھ بھی نتیجہ نکل سکتا تھا۔ یعنی حکومت ایک بپھری ہوئی پوری کی پوری قوم کے غیظ وغضب کا مداوا کرنے کیلئے کسی معمولی سے شبہ کو بہانہ بنا کر آپ کے خلاف کوئی بھی تعزیری کارروائی کرسکتی تھی۔ مگر جس خدا نے آپ کو بطور مامورِ زمانہ مبعوث کیا تھا اس نے یہاں بھی آپ کی حفاظت فرمائی۔ چنانچہ یہ خانہ تلاشی بجائے کسی قسم کی پریشانی کا موجب بننے کے آپ کیلئے اس اعتبار سے موجبِ رحمت بن گئی کہ تلاشی کے وقت پہلے وہی کاغذات برآمد ہوئے جن میں آپ کی اور لیکھ رام کی دستخطی تحریریں تھیں اور جن کے مطابق لیکھرام نے اپنے مطالبہ سے یہ پیشگوئی حاصل کی تھی۔ چنانچہ وہ عہد نامہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس، جو خانہ تلاشی کے وقت خود موقع پر موجود تھے، کے سامنے پڑھا گیا جس کا حاضرین پر ایسا اثر پڑا کہ بعض عہدیدارانِ پولیس جو صاحب بہادر کے ہمراہ آئے تھے بول اٹھے کہ جبکہ یہ عہد نامہ خود لیکھرام کے کہنے سے لکھا گیا تھا تو پھر پیشگوئی کرنیوالے پر شبہ کرنا بے محل ہے۔

مذکورہ بالا تینوں فتنوں پر یکجائی نظر

غرض یہ تینوں فتنے وہ تھے جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کو اُس وقت دی تھی جب آپ ابھی ماموریت کے مقام پر فائز نہیں ہوئے تھے اور جن کے بارے میں ہونے والے الہامات کو آپ نے انہی دنوں اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں درج فرما دیا تھا۔ پھر وہ ایسے پُر ہیبت رنگوں میں حقیقت بنے کہ ہر شخص جو ان کی تفصیلات کا بنظرِ غور مطالعہ کرے گا بلاشبہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ انہی اخبار سماویہ کی عملی تعبیر تھی جو اللہ تعالیٰ آپ پر بہت عرصہ پہلے ظاہر فرما چکا تھا۔ اسی نکتہ کو باور کرانے کی غرض سے حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

’’جو شخص ان تینوں فتنوں کے پُر ہیبت واقعات پر اطلاع پا کر پھر براہین احمدیہ میں ان کی خبر دیکھنا چاہے یا براہین احمدیہ میں ان تینوں فتنوں کی پیشگوئی پڑھ کر پھر واقعات خارجیہ میں ان کا نمونہ دیکھنا چاہے تو ان دونوں صورتوں میں یقین کامل اس کو ہو جائے گا کہ براہین احمدیہ میں اِنہیں تینوں فتنوں کا ذکر ہے جو ظہور میں آ گئے یا یوں کہو کہ جو تین فتنے ظہور خارجی میں مشاہدہ کئے گئے وہ وہی تینوں ہیں جو براہین احمدیہ میں پہلے سے مندرج ہیں‘‘

(’’سراج منیر‘‘، روحانی خزائن، جلد۱۲۔صفحہ۵۹)

پھر آپ کے دعویٰ ماموریت کے بعد جب علمائے اسلام بات بات پر آپ کی تکذیب کرنے، آپ کے الہامات کا انکار کرتے ہوئے آپ کو مفتری قرار دینے اور اس طرح پر مخلوق خدا کو گمراہ کرنے لگے تو آپ نے ائمۃ الکفر کا نام لے لے کر ان کے سامنے اپنی براہین احمدیہ میں پہلے سے موجود انہی پیش گوئیوں کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے فرمایا:

’’اگر کوئی صاحب ان صاحبوں میں سے میرے الہام کی سچائی کے منکر ہیں تو کیوں خلقت کو تباہ کرتے ہیں۔ میرے مقابل پر قسم کھا جائیں کہ یہ تینوں فتنے جو براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی ذکر کئے گئے ہیں، یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور اگر پوری ہو گئی ہیں تو اے خدائے قادر! اکتالیس دن تک ہم پر وہ عذاب نازل کر جو مجرموں پر نازل ہوتا ہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے اور بلا واسطہ کسی انسان کے وہ عذاب جو آسمان سے اترتا اور کھا جانیوالی آگ کی طرح کذّاب کو نابود کر دیتا ہے اکتالیس روز کے اندر نازل نہ ہوا تو مَیں جھوٹا اور میرا تمام کاروبار جھوٹا ہوگا اور مَیں حقیقت میں تمام لعنتوں کا مستحق ٹھہروں گا‘‘

(’’سراج منیر‘‘، روحانی خزائن، جلد۱۲۔صفحہ۵۷)

سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ کیا آسمانی عذابوں کا نازل کرنا کسی انسان کے بس کی بات ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً ایسا نہیں تو پھر علمائے اسلام یہ جلالی اعلان سُن کر کیوں خاموش رہے؟ کیا ان کو ڈر تھا کہ کہیں اللہ تعالیٰ جھوٹے کی تائید نہ کر دے۔ پھر کتنا ایمان تھا خدا کے اس فرستادہ کو اپنے خدا پر کہ عذاب نازل نہ ہونے کو اپنی صداقت کا بطلان قرار دے رہے ہیں؟ پھر کیوں ہندوستان کے علماء میں سے کوئی بھی ایسا مرد میدان نہ نکلا جو اس معیار پر آپ کی صداقت کو آزمانے کیلئے تیار ہو جاتا؟ یہی وجہ

تھی کہ آپ نے انہیں خدا کے غضب سے ڈرایا اور فرمایا:

"اے مسلمانوں کی اولاد! حد سے بڑھتے نہ جاؤ۔ ممکن ہے کہ انسان اپنی عقل اور اپنے اجتہاد سے ایک رائے کو صحیح سمجھے اور دراصل وہ رائے غلط ہو۔ اور ممکن ہے کہ ایک شخص کو کاذب خیال کرے اور دراصل وہ سچا ہو۔ تم سے پہلے بہت لوگوں کو دھوکے لگے۔ تم کیا چیز ہو کہ تمہیں نہ لگیں۔ پس ڈرو اور تقویٰ کی راہ اختیار کرو تا امتحان میں نہ پڑو۔ مَیں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ انسان کا فعل ہوتا تو کب کا تباہ کیا جاتا اور قبل اس کے جو تمہارا ہاتھ اٹھتا خدا کا ہاتھ اس کو تباہ کر دیتا۔ خدا فرماتا ہے فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ،یعنی غیب کو اپنے چنیدہ فرستادوں کے سوا وہ اَور کسی پر نہیں کھولتا۔ اب سوچو اور خوب غور سے اس کتاب کو پڑھو کہ کیا وہ غیب جس کی اس آیت میں تعریف ہے کامل طور پر پیش نہیں کیا گیا؟"

اور آخر پر بڑی حسرت بھرے الفاظ کے ساتھ مگر ناصحانہ رنگ میں فرمایا:

"مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تمہیں دکھایا گیا اگر اُن اندھوں کو دکھایا جاتا کہ اس صدی سے پہلے گذر گئے تو وہ اندھے نہ رہتے۔ سو تم روشنی پا کر اس کو ردّ نہ کرو۔ خدا تمہیں روشن آنکھیں دینے کیلئے تیار ہے اور پاک دل بخشنے کیلئے مستعد ہے۔ وہ نئے طور پر اپنی ہستی تم پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اس کے ہاتھ ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کیلئے لمبے ہوئے ہیں۔ سو تم مزاحمت مت کرو اور سعادت سے جلد جھک جاؤ۔ تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اپنی ذُرّیت کے دشمن نہ بنو تا خدا تم پر رحم کرے اور تا وہ تمہارے گناہ بخشے اور تمہارے دنوں میں برکت دے۔ دیکھو، آسمان کیا کر رہا ہے اور زمین کو کیونکر کھینچ رہا ہے۔ افسوس کہ تم نے صدی کے سر کو بھی بھلا دیا[۱]"

("سراج منیر"، روحانی خزائن، جلد۱۲۔ صفحہ ۶۰۔ ۵۷)

---

[۱] یہ اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا جس میں آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو بشارت دی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجے گا، جو دین کی تجدید کرے گا۔ حدیث کے اصل الفاظ یوں ہیں:
'اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِاءَۃِ سَنَۃٍ مَن یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا' (ابو داؤد)

چوتھی مثال

’’سلامت برتو اے مرد سلامت‘‘

پنڈت لیکھرام کے قتل کے بعد پیدا ہونے والا خطرہ اور آپ کو ملنے والی آسمانی تسلی

اوپر کے واقعہ میں مذکورہ تین فتنوں کے ذکر میں بتایا گیا ہے کہ جب پنڈت لیکھ رام حضرت بانئ سلسلہؑ کی پیشگوئی کے مطابق ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قتل ہو گیا تو آریوں نے آپ کو قتل کرنے یا کروانے کی خفیہ سازشیں کرنی شروع کر دیں۔ چنانچہ گوجرانوالہ کے ایک معزز رئیس نے آپ کو اطلاع دی کہ ایک خفیہ انجمن کے اجلاس میں آپ کو قتل کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ تجویز یہ ہے کہ بیس ہزار چندہ اکٹھا کر کے کسی شخص کو اس کام کیلئے مامور کیا جائے۔ اور یہ کہ اس مشورۂ قتل میں آریوں کے سرکردہ اشخاص کے علاوہ بعض وکلاء اور سرکاری افسران بھی شامل ہیں۔

اسی طرح بعض دوسرے مقامات سے بھی آپ کو اسی مضمون کے خطوط موصول ہوئے۔ علاوہ ازیں اخبارات میں بھی اس قسم کے اشارات آنے لگے کہ آریہ لوگ جوشِ انتقام میں بھڑک رہے ہیں اور یہ کہ حضرت مرزا صاحب کو کرائے کے قاتلوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

اب یہ ایسی بات نہیں تھی کہ حکومت کے علم میں لائی جاتی یا اس سے درخواست کی جاتی کہ وہ آپ کی حفاظت کا کوئی انتظام کرے۔ دوسرے، حضرت بانئ سلسلہؑ کا وجود اور مقام ایسا تھا کہ آپ کے پاس ملنے والوں کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا تھا۔ ان ملاقاتیوں میں اکثر وہ لوگ ہوتے تھے جنہیں قادیان کے لوگ جانتے تک نہ تھے۔ نہ ہی آپ کے پاس کوئی ایسا حفاظتی انتظام تھا جو ہر نئے آنے والے کی نسبت یہ تسلی کر سکتا کہ وہ کس نیت سے آیا ہے۔ پھر آریہ تو آریہ، خود مسلمانوں کی طرف سے بھی خطرہ تھا کیونکہ ایک تو ان علماء کی طرف سے آپ پر پہلے ہی کفر کے فتوے لگائے جا چکے تھے۔ اس پر مستزاد یہ ہوا کہ اسلام کے حق میں اتنا بڑا چمکتا ہوا نشان ظاہر ہونے کے باوجود بعض بدطینت مسلمان بھی آریوں کی ہاں میں ہاں ملا کر اسے مشتبہ کرنے اور کسی سوچی ہوئی سکیم کا نتیجہ قرار دینے لگ گئے تھے۔

ان سب خطرات کے مقابل پر جس خدا کے حکم اور ارادے سے اسلام کے حق میں یہ بہت بڑا نشانِ صداقت ظاہر ہوا تھا اس نے آسمان سے آپ کو تسلی دلائی کہ یہ لوگ ہرگز اپنے ارادوں میں

کامیاب نہیں ہونگے۔ اللہ تعالیٰ خود آپ کی جان کی حفاظت فرمائے گا۔ چنانچہ عین ان ایام میں جب کہ لیکھرام کے قتل کے نتیجہ میں اُٹھنے والے فتنہ کو آپ سترہ سال پہلے ملنے والی آسمانی خبر کے مطابق تین بڑے فتنوں میں سے ایک فتنہ قرار دیتے ہوئے اسے ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی سے تعبیر فرما رہے تھے تو فرماتے ہیں:

''اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا ہے:
'سلامت بر تو اے مرد سلامت' ''

(''سراج منیر''، روحانی خزائن، جلد۱۲۔ صفحہ۳۱۔ حاشیہ)

پھر انہی آریوں کی انگیخت پر حکومت کی طرف سے آپ کی خانہ تلاشی بھی ہوئی جو جیسا کہ پیچھے بتایا گیا ہے کسی بھی ناخوشگوار صورت حال کا پیش خیمہ بن سکتی تھی۔ چنانچہ ان جملہ حالات کے حوالے سے یہ بتاتے ہوئے کہ پھر کس طرح خدا تعالیٰ نے ان تمام احتمالات کے باوجود آپ کو ہر شر سے بچایا، فرماتے ہیں:

''جب لیکھرام قتل کیا گیا تو آریوں کو میری نسبت شک واقع ہو گیا کہ ان کے کسی مرید نے قتل کیا ہے۔ چنانچہ میری خانہ تلاشی بھی ہوئی اور بعض مولویوں نے اپنی عداوت کی وجہ سے اپنے رسالوں میں یہ شائع کیا کہ پیشگوئی کرنے والے سے لیکھرام کے قتل کی نسبت پوچھنا چاہئے۔ اُس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا:
'سلامت بر تو اے مرد سلامت'
اور وہ اشتہار جس میں یہ الہام تھا شائع کر دیا گیا۔ تب باوجود مخالفوں کی سخت کوشش کے خدا تعالیٰ نے دشمن کی تہمتوں سے مجھے بچا لیا اور ان کے مکر اور فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ۳۷۴)

پھر اس الہام کی صداقت صرف اسی ایک موقع پر نہیں بلکہ بارہا آپ کے حق میں ظاہر ہو کر آپ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کا نشان بنتی چلی گئی۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد آپ پر بننے والے پے در پے فوجداری مقدمات میں بھی جن میں سے بعض میں آپ کا سزا پانا یقینی حد کو پہنچ گیا

تھا، آپ کا بال بال بچ جانا بلکہ عزت کے ساتھ بری ہو جانا آپ کے ساتھ کئے ہوئے اسی خدائی وعدہ کی عملی تعبیر تھا جس پر آپ اپنے محسن ومہربان خدا کا شکرادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں یہ ارادہ کیا گیا تھا کہ مَیں پھانسی دیا جاؤں۔ اور کرم دین جس نے ناحق بے موجب مجھ پر فوجداری مقدمے کئے اُس کا بھی یہی ارادہ تھا کہ مَیں کسی طرح سخت قید کی سزا پاؤں۔ اور وہ اس مقدمہ بازی میں اکیلا نہ تھا بلکہ کئی مولوی اور حاسد دنیا دار اس کے ساتھ شریک تھے اور اس کے لئے چندے ہوتے تھے۔ سو خدا نے مجھے بچالیا اور اپنی پیشگوئیوں کو سچا کر کے دکھلا دیا''

(''براہین احمدیہ حصہ پنجم''، روحانی خزائن جلد ۲۱۔ صفحہ ۴۷)

☆ ☆ ☆

پانچویں مثال

''اِنِّی مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ''

اب آخر پر آپ کو ملنے والی ایک ایسی آسمانی خبر کا حال بیان کیا جاتا ہے جو ایک بار نہیں بلکہ صدہا مرتبہ آپ کے مخالفین کی نسبت پوری ہو کر آپ کی صداقت کے قہری نشان کے طور پر اپنا جلوہ دکھاتی رہی اور دکھا رہی ہے۔ وہ آسمانی خبر مندرجہ ذیل الہامی الفاظ میں آپ کو ملی:

''اِنِّی مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ''

کہ 'مَیں ہر اس شخص کو ذلیل کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا'

آپ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''یہ ایک نہایت پُرشوکت وحی اور پیشگوئی ہے جس کا ظہور مختلف پیرایوں اور مختلف قوموں میں ہوتا رہا ہے اور جس کسی نے اس سلسلہ کو ذلیل کرنے کی کوشش کی وہ خود ذلیل اور ناکام ہوا''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۶۷)

اس پُرشوکت الہام کے اندر آپ کو ملنے والا خدائی وعدہ آپ کی زندگی میں کیا کیا کرشمہ ہائے

قدرت دکھا تا رہا اور کس کس رنگ میں آپ کی اہانت کرنے والے ذلیل اور رسوا ہوتے رہے یہ ایک ایسی عبرتناک داستان ہے جس پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ مختصراً یہاں آپ کے اپنے الفاظ میں بتایا جاتا ہے کہ آپکو ملنے والی یہ جلالی پیشگوئی آپکے بعض اشد ترین مخالفوں اور آپ کی تباہی کے لئے دن رات دعائیں کرنے والے مولویوں کی ذلت اور بربادی کے کیا کیا سامان بہم پہنچاتی رہی۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں اسے ایک بہت بڑے نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے ایک عام طور پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ 'اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَکَ' یعنی 'مَیں اس کو ذلیل کروں گا، جو تیری ذلت کا ارادہ کرے گا'۔ صدہا دشمن اس پیشگوئی کے مصداق ہو گئے ہیں۔ اس رسالہ میں مفصّل لکھنے کی گنجائش نہیں۔ اُن میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جنہوں نے میری نسبت یہ کہا کہ یہ مفتری ہے طاعون سے ہلاک ہوگا۔ خدا کی قدرت کہ وہ خود طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اپنا یہ الہام پیش کرتے تھے کہ ہمیں خدا نے بتلایا ہے کہ یہ شخص جلد مر جائے گا۔ خدا کی شان کہ وہ اپنے ایسے الہاموں کے بعد خود جلد مر گئے۔ اور بعض نے میرے پر بددعائیں کی تھیں کہ وہ جلد ہلاک ہو جائے وہ خود جلد ہلاک ہو گئے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۵۳)

پھر اس الہام کی تشریح میں ایک اَور مقام پر آپ نے یوں فرمایا:

''خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ جو شخص میرے ذلیل کرنے کے ارادہ کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے آخر وہ اس کو پکڑتا ہے یا اس کے مقابل پر کسی اَور رنگ میں میرے لئے نشان ظاہر کر دیتا ہے۔ اور دونوں باتوں میں سے ضرور ایک بات کر دیتا ہے۔ یا دونوں پہلوؤں سے اپنا نشان قدرت دکھلاتا ہے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۷۲۔۳)

اس سلسلے میں آپ نے اپنے ایک نامی مخالف مولوی عبدالرحمٰن محی الدین لکھو کے والے کی مثال خاص طور پر پیش فرمائی ہے۔ یہ وہ شخص تھا جس نے آپ کے مقابل پر آپ کی موت کے جھوٹے الہام شائع کئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا: اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالاَبْتَر۔ پھر یہ علماء کے خاندان میں سے تھا

اور ہزاروں انسانوں پر اس کا اثر تھا اور مرجع خلائق بنا ہوا تھا۔ سو خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کے قول سے لوگ ہلاک ہوں۔ چنانچہ وہ خود آپ کی زندگی میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد آپ نے اس کے تمام جھوٹے اور شیطانی دعاوی کو طشت از بام کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر وہ سچا تھا تو کیوں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا۔ مثلاً اس کے مذکورہ بالا الہام کی نسبت فرمایا:

''پھر دوسرا الہام محی الدین صاحب کا یہ بھی تھا کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الاَبْتَر، یعنی تیرا بدگو تباہ کِیا جائیگا اور لا ولد رہے گا اور لا ولد مرے گا۔ اِس الہام میں ان کے خیال میں میری ہلاکت اور تباہی اور لا ولد مرنے کی طرف اشارہ تھا۔ سو الحمد للہ کہ مَیں اب تک زندہ ہوں۔ میاں محی الدین صاحب قریباً دس برس ہوئے ہیں کہ فوت ہو گئے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ ۴۰۷)

صرف یہی نہیں کہ وہ آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا بلکہ اس کے شیطانی الہام کا وبال اس کے اپنے اوپر ہی پڑ گیا یعنی اس الہام کے شائع کرنے کے بعد اس پر اپنی نسل کا دروازہ بند ہو گیا۔ اس کا ایک لڑکا اٹھارہ برس کا تھا وہ مر گیا اور اس کی بیوی کے قول کے مطابق 'اس کے گھر کا تختہ ہی الٹ گیا' اور ایسی تنگی اور تکلیف دامنگیر ہوئی کہ گداگری تک نوبت جا پہنچی۔ یہ حال اُس شخص کا ہوا جو اپنی زندگی میں مامور من اللہ کا وبال دیکھنا چاہتا تھا۔ حضرت بانی سلسلہؑ اس کی اس حالت کو عبرت کے ایک بہت نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''عبدالرحمٰن محی الدین نے میرے ذلیل کرنے کیلئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ مجھے فرعون بنایا۔ میری بیخ کنی کے لئے پیشگوئی کی۔ میری اولاد مرنے کی خبر دی کہ سب مر جائے گی۔ پس اگر مَیں پہلے اس سے مر جاتا تو اس میں کیا شک تھا کہ اس کے تمام دوست میری مَوت کو اس کی کرامت بناتے۔........ مگر خدا تعالیٰ نے ان کے اس الہام کے بعد تین لڑکے مجھ کو اور دئے اور بموجب اپنے وعدے 'اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ' کے محی الدین کو میری زندگی میں ہی ہلاک کر کے اس کی ذلت ظاہر کر دی۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس کے الہام اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الاَبْتَر کے بعد نہ صرف تین بیٹے اَور مجھ کو دئے بلکہ یہ بھی کیا کہ اس کی بیوی کو لا ولد رکھا اور اس طرح پر میری

عزت کا ثبوت دنیا پر ظاہر کیا‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ ۳۷۱ تا ۳۷۲)

دوسرا مولوی جس کا حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے خاص طور پر ذکر فرمایا ہے کہ وہ اِسی خدائی انذار اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَک کا نشانہ بن کر آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا مولوی غلام دستگیر قصوری تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری بھی مجھے گالیاں دینے میں حد سے بڑھ گیا تھا جس نے مکہ سے میرے پر کفر کے فتوے منگوائے تھے۔ وہ بھی بیٹھتے اٹھتے میرے پر بددعا کرتا تھا اور لعنة الله علی الکاذبین اُس کا ورد تھا۔ اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ، جیسا کہ مَیں ابھی لکھ چکا ہوں اُس کو بھی شوق آیا کہ شیخ محمد طاہر، صاحب مجمع البحار، کی طرح میرے پر بددعا کرے تا اُس کی بھی کرامت ثابت ہو...... لیکن چونکہ مَیں صادق تھا اس لئے غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی وحی اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَک کا شکار ہو گیا اور وہ دائمی ذلت جو میرے لئے اُس نے چاہی تھی اُسی پر پڑ گئی‘‘

یہاں حضرت اقدس علیہ السلام ایک بار پھر اپنے مخالفین کو اس عظیم نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کیوں غلام دستگیر قصوری میری ہلاکت کی دعا کر کے خود ہلاک ہو گیا فرماتے ہیں:

’’اگر کوئی مولوی خدا سے ڈرنے والا ہو تو اِس ایک ہی مقام سے اُس کا پردہ غفلت کا دُور ہو سکتا ہے۔ ہر ایک طالب حق پر لازم ہے کہ اِس بات کو سوچے کہ یہ کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی دعا سے تو جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی ہلاک ہو گیا اور جب میاں غلام دستگیر نے اس کی ریس کر کے بلکہ مشابہت ظاہر کرنے کیلئے اپنی کتاب فتح رحمانی میں اس کا ذکر بھی کر کے میرے پر یہ بددعا کی اور بددعا کرنے کے وقت اپنی اُسی کتاب میں میری نسبت یہ لفظ لکھا تَبّاً لَہٗ وَ لِاَ تباعِہٖ جس کے یہ معنی ہیں کہ مَیں اور میرے پیرو سب ہلاک ہو جائیں۔ تب وہ چند ہفتہ کے اندر آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ اور جس ذلت کو میری موت مانگ کر میرے لئے چاہتا تھا وہ داغِ ذلت ہمیشہ کیلئے اُسی کو نصیب ہو گیا۔ کوئی صاحب مجھے جواب دیں کہ کیا یہ اتفاقی امر ہے یا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ظہور میں آیا؟‘‘

آگے ہمدردانِ دین اور غمخوارانِ ملت کو مخاطب کرتے ہوئے اِسی نکتہ کی وضاحت میں آپ فرماتے ہیں:

''اگر مَیں غلام دستگیر کی بددعا سے مر جاتا اور غلام دستگیر اب تک زندہ رہتا تو کیا میرے دشمن بلکہ دین اسلام کے دشمن دنیا میں ہزاروں اشتہار جاری کر کے شور قیامت نہ مچا دیتے اور کیا میرا جھوٹا ہونا نقارہ کی چوٹ سے مشہور نہ کیا جاتا؟ تو پھر اب کیوں بزرگانِ قوم خاموش ہیں؟''

پھر انہی غمخواران قوم سے مولوی غلام دستگیر قصوری کی بددعا اور اپنے الہام اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ کے حوالے سے دریافت فرماتے ہیں:

''پس یہ کیا ہوا کہ اِس بددعا سے میرا تو کچھ نہ بگڑا مگر خدا تعالیٰ کے الہام کہ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ نے کھلا کھلا اثر دکھادیا اور اسی بددعا کو بموجب آیت عَلَیْهِمْ دَائِرَۃُ السَّوْءِ غلام دستگیر پر نازل کر دیا اور جو شخص محمد طاہر کا ثانی بننا چاہتا تھا اس کو خدا نے جھوٹے مسیح کا ثانی بنا دیا اور اسکے مرنے کے بعد میرے پر برکت پر برکت نازل کی گئی۔ کئی لاکھ انسان مرید ہو گئے اور اس کی وفات کے بعد تین بیٹے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور قریباً تمام دنیا میں عزت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے مجھے مشہور کر دیا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۵۳ تا ۳۵۵)

........☆........

مولوی غلام دستگیر قصوری کون تھا اور اس نے کیا بددعا کی تھی؟

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ غلام دستگیر قصوری، صاحب مجمع بحارالانوار کی طرح محمد طاہر ثانی بننا چاہتا تھا تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ دسویں صدی ہجری کے اس بزرگؒ کے زمانہ میں بعض ناپاک طبع لوگوں نے محض افتراء کے طور پر مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور چونکہ وہ ناراستی پر تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے محمد طاہر کی دعا منظور کر کے اُن کو محمد طاہر کی زندگی میں ہی ہلاک کر دیا۔ اس کو دیکھ کر مولوی غلام دستگیر کو بھی شوق اُٹھا کہ آؤ مَیں بھی اِس جھوٹے مسیح اور مہدی پر دعا کروں تا اس کی موت سے میری کرامت

ثابت ہو۔ چنانچہ اُس نے اپنی کتاب ''فتح رحمانی'' میں مندرجہ ذیل الفاظ میں دعا کی کہ

''اللھم یاذاالجلال والاکرام، یامالک الملک! جیسا کہ تُو نے ایک عالم ربّانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحارالانوار کی دعا اور سعی سے اُس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا (جو اُن کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا) ویسا ہی دعا اور التجا اس فقیر قصوری کان اللہ لہٗ سے ہے جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے کہ تو مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما۔ اور اگر یہ مقدر نہیں تو اُن کو موردِ اِس آیت فرقانی کا بنا: فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَبِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ. آمین''

(بحوالہ ''حقیقۃ الوحی''۔ صفحہ ۳۴۳)

پھر اسی پر بس نہیں، اس نے اپنی کتاب مذکور میں آپؑ کی نسبت یہ بھی دعا کی کہ تَبًّا لَہٗ وَ لِاَتْبَاعِہٖ یعنی آپؑ اور آپؑ کے پیرو ہلاک ہوجائیں تاکہ آپؑ کی مَوت سے اس کی کرامت ثابت ہوجاوے۔ مگر وہ خود آپ کی زندگی میں ہلاک ہو کر اپنے کذب اور حضرت بانیٔ سلسلہ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرگیا۔ چنانچہ آپ نے اس کی مَوت کو بھی اپنی صداقت کا نشان قرار دیتے ہوئے وقت کے مخالف علماء سے دریافت فرمایا:

''اب آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کیا خدا تعالیٰ کو محمد طاہر کے زمانہ کا جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی بُرا معلوم ہوتا تھا اور اس سے خدا دشمنی رکھتا تھا مگر غلام دستگیر کے زمانہ میں جو جھوٹا مسیح پیدا ہوا اُس کو خدا تعالیٰ نے محبت کی نظر سے دیکھا اور اس کو عزت دی کہ غلام دستگیر کو اس کے سامنے ہلاک کردیا۔ اور غلام دستگیر کی بددعا کو اُسی کے منہ پر مار کر اُسی کو مَوت کا پیالہ پلا دیا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۵۴)

.......☆.......

یہ تو صرف اُن دو بدقسمت مولویوں کا ذکر ہے جنہوں نے مباہلہ کے رنگ میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے لئے بددعائیں کیں، جن کی مخالفت کا حال باقاعدہ اپنی کتب میں شائع کیا اور پھر جو اپنی ہی دعاؤں کے مطابق حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی زندگی میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف آپؑ کی زندگی کے دوران بلکہ بعد میں آج تک ہزاروں بدزبان اور بدکردار مخالفین آپ کی اس انذاری پیشگوئی کا نشانہ بن کر ہلاک ہو چکے ہیں اور ہلاک ہو کر اپنے پیچھے ایسی ایسی کربناک داستانیں چھوڑ گئے ہیں جو رہتی دنیا تک اہل دنیا کو درس عبرت دیتی رہیں گی۔ اس ضمن میں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کے مامور کا محض انکار ایسے ہولناک نتائج پیدا نہیں کیا کرتا۔ اس کا حساب تو یوم آخرت

کے لئے مقرر ہے۔ جو چیز خدا کے غضب کو بھڑکاتی اور عبرتناک نتائج پیدا کرتی ہے وہ تکذیب اور گستاخی میں حد سے بڑھ جانا، زبان طعن ولعن دراز کرنا اور تمسخراور تکبر کی راہ اختیار کرنا ہے۔ چنانچہ جتنے بھی مخالفین اس طرح پر خدا کے غضب کا نشانہ بنے ان میں یہ بات قدر مشترک کے طور پر نظر آتی ہے کہ ایسے تمام لوگ دشنام طرازی، بدزبانی اور طعن و تشنیع میں اس قدر بڑھ گئے تھے کہ خدا کی غیرت نے جوش میں آکران کا کام تمام کر دیا۔ حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اپنی کتب میں جا بجا ایسے لوگوں کا عبرت کے نشانوں کے طور پر ذکر کر کے ان کے انجام سے سبق حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ خاکسار کے زیر تالیف سلسلہ کتب ''درویشان احمدیت'' کی آخری جلد بعنوان'' غیرت الٰہی کے عبرتناک نمونے''میں ان متعدد واقعات کو پڑھا جاسکتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں وقوع پذیر ہوئے اور نیز جو حضورؑ کی وفات کے بعد اب تک ظہور پذیر ہورہے ہیں۔

☆ ☆ ☆

باب ششم

اسلام کے احیاء اور اس کی نشأۃ ثانیہ کے قیام کے بارے میں ملنے والی آسمانی بشارات

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو اوائل عمری میں ہی بعض ایسے نظارے دکھلائے گئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسلام کے سلسلے میں کوئی بہت بڑی خدمت آپ کے سپرد کی جانے والی ہے نیز یہ کہ آپ کو اتنا بڑا روحانی مرتبہ حاصل ہوگا اور علمی اور عقلی میدانوں میں دلائل اور نشانات الٰہیہ کی ایسی دولت عطا ہوگی کہ دنیا کے بڑے بڑے علماء اور فضلاء آپ کے سامنے لاجواب ہو کر رہ جائیں گے۔ ذیل میں ان میں سے چند نظارے بطور مثال درج کئے جاتے ہیں۔

پہلا آسمانی نظارہ

''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''

مستقبل میں ایک ارفع مقام ملنے کے بارے میں آپ کی ایک رؤیاء

اس سلسلے میں سب سے پہلا آسمانی نظارہ جو آپ نے دیکھا اُس میں آپ کو تصویری رنگ میں بتایا گیا کہ آپ کا وجود دنیا کیلئے ایک بہت بڑی رحمت اور برکت کا موجب بننے والا ہے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے بادشاہ بھی آپ کی غلامی میں آنے میں فخر محسوس کرینگے۔ جس کا دوسرے معنوں میں یہ مطلب تھا کہ دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں آپکے ذریعے اسلام میں داخل ہو جائیں گی۔ یہ نظارہ جو آپ کو براہین احمدیہ کے زمانے سے بھی بہت پہلے دکھایا گیا (یعنی ۱۸۶۸/۶۹ء کا زمانہ جب ابھی آپ کی عمر بمشکل ۳۳/۳۴ سال کی تھی)۔ اس کے شان نزول کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

''مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ میں اِس عاجز کے ہم مکتب بھی

تھے، جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو اُن کے خیالات گراں گذرے، تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کیلئے اِس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اُس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا۔ اور مولوی صاحب کو مع ان کے والد صاحب کے مسجد میں پایا''

پھر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ہونے والی گفتگو کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

''اِس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اُس وقت کی تقریر کو سن کر معلوم کر لیا کہ اِن کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو۔ اس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اُسی ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ

'تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا۔ اور وہ تجھے بہت برکت دے گا، یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'۔

پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ چونکہ خالصاً خدا اور اس کے رسول کیلئے انکسار اور تذلل اختیار کیا گیا، اس لئے اُس محسن مطلق نے نہ چاہا کہ اس کو بغیر اجر کے چھوڑے''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اوّل۔ صفحہ ۶۲۲)

پھر بعد میں بھی جب بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اہل اسلام کے نیک اور سعید الفطرت لوگوں کی ایک جماعت آپ کے گرد جمع ہونے لگی تو یہی نظارہ کچھ لفظی تغیر کے ساتھ کئی بار آپ کو دکھلایا گیا جیسا کہ آپ اپنی کتاب ''تجلیات الٰہیہ'' میں فرماتے ہیں:

''عالم کشف میں مجھے وہ بادشاہ دکھلائے گئے، جو گھوڑوں پر سوار تھے اور کہا گیا کہ یہ ہیں جو اپنی گردنوں پر تیری اطاعت کا جوا اٹھائیں گے اور خدا انہیں برکت دے گا''

(''تجلیات الٰہیہ''، روحانی خزائن، جلد ۲۰۔ صفحہ ۴۰۹۔ حاشیہ)

پھر جب آپ کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت سے نالاں ہو کر بعض بدقسمت علماءِ اسلام آپ کی

مخالفت کرنے لگے تو آپ نے اپنے اسی الہام اور کشف کو اپنے سلسلہ کی آئندہ ترقیات کے بارے میں ملنے والی پیش خبریوں کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا:

”مجھے اللہ جلّ شانہٗ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا اور مجھے اس نے فرمایا کہ

مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“

(”برکات الدعا“، روحانی خزائن، جلد ۶۔ صفحہ ۳۵)

اِسی طرح ایک اَور موقع پر آپ نے اس خوشخبری کی بعض تفصیلات پر سے پردہ اٹھاتے ہوا فرمایا:

”یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہوں گے اور ان کی بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اسی قوم کی ہوگی۔ پھر مجھے کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھائے بھی گئے۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھے“

(بحوالہ اخبار الحکم، مورخہ ۲۴/ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ سال ۲۰۰۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ جمہوریہ بنین (Republic of Benin) کے موقع پر جب جماعت کا جلسہ سالانہ ہوا تو اس وقت اس ملک کے قبائلی سردار جو بادشاہ (KINGS) کہلاتے ہیں اور جو سلسلہ میں داخل ہو چکے تھے اپنے ملکی رواج کے مطابق اپنے مخصوص شاہی لباس میں ملبوس گھوڑوں پر سوار ہو کر جلسہ میں شامل ہوئے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ اس طرح پر حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو ملنے والی وہ آسمانی خبر جس کا عنوان میں ذکر ہے جزوی رنگ میں پوری ہو کر آپؑ کی صداقت کا نشان بن گئی[۱]۔

---

[۱] جیسا کہ بنین کے مربی سلسلہ مکرم حافظ احسان سکندر صاحب نے خاکسار کو بتایا، اس سے دو سال قبل یعنی ۲۰۰۲ء کے جلسہ سالانہ پر بھی یہی قبائلی سردار پچاس کی تعداد میں اپنے بڑے بادشاہ، ’کنگ آف پاراکو‘ (King of Paraku) کی سرکردگی میں مخصوص شاہی لباس میں ملبوس ہو کر اور گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے تھے۔ یہ نظارہ اس قدر دلکش اور جاذب نظر تھا کہ تمام مجمع کی نگاہیں بے اختیار اس طرف کو اُٹھ گئیں۔ وہ کہتے ہیں، پچاس ہزار کے مجمع میں ان گھوڑسواروں کا عین جلسہ گاہ کے اندر سٹیج تک پہنچنا ایک عجیب شان دکھلا رہا تھا۔

لیکن وہ وقت بھی ضرور آئے گا جب یہ آسمانی خبر اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ پوری ہو کر حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی صداقت کا درخشندہ نشان بن جائے گی۔جیسا کہ آپؑ نے ایک رؤیاء میں بھی دیکھا کہ

''مَیں نے ایک مبشر خواب میں مخلص مومنوں اور عادل اور نکوکار بادشاہوں کی ایک جماعت دیکھی جن میں سے بعض اسی ملک (ہند) کے تھے اور بعض عرب کے بعض فارس کے اور بعض شام کے بعض روم کے اور بعض دوسرے بلاد کے تھے جن کو مَیں نہیں جانتا۔اس کے بعد مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ لوگ تیری تصدیق کریں گے اور تجھ پر ایمان لائیں گے اور تجھ پر درود بھیجیں گے اور تیرے لئے دعائیں کریں گے۔اور مَیں تجھے بہت برکتیں دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔اور مَیں ان کو مخلصوں میں داخل کروں گا۔یہ وہ خواب ہے جو مَیں نے دیکھا اور وہ الہام ہے جو خدائے علام کی طرف سے مجھے ہوا'' (عربی سے ترجمہ)

(''لُجَّةُ النُّور''، روحانی خزائن، جلد ۱۶۔صفحہ ۳۴۰۔۳۳۹)

☆ ☆ ☆

دوسرا آسمانی نظارہ

''تین فرشتے آسمان کی طرف سے ظاہر ہوئے''

روحانی مرتبہ ملنے کے بارے میں آپ کی ایک اَور رؤیاء

مذکورہ بالا نظارہ دیکھنے کے کچھ عرصہ بعد آپ نے ایک اَور نظارہ دیکھا۔وہ بھی اس امر پر دلالت کر رہا تھا کہ آپ خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کے مورد بننے والے ہیں اور یہ کہ آسمان پر آپ کیلئے ایک خاص مقام مقدر ہو چکا ہے۔اس نظارہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''عرصہ قریباً پچیس برس کا گذرا ہے کہ مجھے گورداسپور میں ایک رؤیاء ہوا کہ مَیں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں۔اور اسی چارپائی پر بائیں طرف مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم بیٹھے ہیں۔اتنے میں میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ مَیں مولوی صاحب

موصوف کو چار پائی سے نیچے اتار دوں ۔ چنانچہ مَیں نے ان کی طرف کھسکنا شروع کیا یہانتک کہ وہ چار پائی سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئے ۔ اتنے میں تین فرشتے آسمان کی طرف سے ظاہر ہوگئے جن میں سے ایک کا نام خیراتی تھا۔ وہ تینوں بھی زمین پر بیٹھ گئے ۔ اور مولوی عبداللہ بھی زمین پر تھے ۔ اور مَیں چار پائی پر بیٹھا رہا۔ تب مَیں نے ان سب سے کہا کہ مَیں دعا کرتا ہوں، تم سب آمین کہو۔ تب مَیں نے یہ دعا کی:

رَبِّ اَذْهِبْ عَنِّی الرِّجْسَ وَ طَهِّرْنِیْ تَطْهِیْراً

اس دعا پر تینوں فرشتوں اور مولوی عبداللہ نے آمین کہی۔ اس کے بعد وہ تینوں فرشتے اور مولوی عبداللہ آسمان کی طرف اُڑ گئے اور میری آنکھ کھُل گئی''

اس رؤیاء کی تعبیر میں آپ نے فرمایا:

''آنکھ کھُلتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ مولوی عبداللہ کی وفات قریب ہے اور میرے لئے آسمان پر ایک خاص فضل کا ارادہ ہے اور پھر مَیں ہر وقت محسوس کرتا رہا کہ ایک آسمانی کشش میرے اندر کام کر رہی ہے ۔ یہانتک کہ وحی الٰہی کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ وہی ایک ہی رات تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے بتمام وکمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہوگئی جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں ہو سکتی تھی'' [ا]

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۔۶۱۴)

☆

[ا] وضاحتی نوٹ: حضرت مولوی عبداللہ غزنوی ایک صالح، متقی اور راستباز انسان تھے ۔ حضرت بانیٔ سلسلہؑ شروع ہی سے انہیں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۔ آپؑ نے انہیں ایک بار اپنے لئے ایک خاص دعا کیلئے بھی کہا جس کے جواب میں انہیں الہام ہوا: وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِين ۔ نیز انہوں نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ قادیان میں ایک نور اترا ہے مگر ان کی اولاد اس سے محروم رہ گئی ۔ اور جب حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے دعوے کے بعد ان کی اولاد فی الواقعہ نہ صرف ہدایت سے محروم رہ گئی بلکہ آپؑ کی مخالفت پر اتر آئی تو آپؑ نے ان کی اسی خواب کے حوالے سے انہیں یہ کہہ کر شرم بھی دلائی کہ جن کی بزرگی اور شاگردی کا تم لوگ دعویٰ کرتے ہو خدا نے ان کی بات میرے حق میں حرف بحرف پوری فرما دی ہے۔

(بحوالہ ''تحفہ گولڑویہ''، روحانی خزائن جلد ۱۷۔ صفحہ ۵۔۴۶۴)

تیسرا آسمانی نظارہ

’’تلوار کی نوک آسمان تک پہنچ رہی ہے‘‘

عقلی دلائل نیز آسمانی نشانوں کی بے پناہ دولت عطا کئے جانے کے بارے میں رؤیاء

یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب جن کا اوپر کے واقعہ میں ذکر آیا ہے کو حضرت بانئ سلسلہ علیہ السلام سے ایک خاص روحانی تعلق تھا کیونکہ ان کی وفات کے بعد جو ۱۸۸۱ء میں ہوئی آپؑ نے ایک بار پھر انہیں خواب میں دیکھا۔ یہ خواب اس اعتبار سے بہت اہم تھی کہ اس میں آپؑ کو اُس عظیم الشان خدمت اسلام کا اجمالی نقشہ دکھایا گیا جو اسلام کے بطل عظیم کے طور پر آپؑ کے سپرد ہونے والی تھی۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’مَیں نے اسکی وفات کے بعد ایک دفعہ اس کو خواب میں دیکھا اور مَیں نے اس کو کہا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ

ایک تلوار میرے ہاتھ میں ہے جس کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہے اور نوک آسمان میں ہے اور مَیں یمین و یسار میں اُس تلوار کو چلاتا ہوں اور ہر ایک ضرب سے ہزار ہا مخالف مرتے ہیں۔ اس کی تعبیر کیا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے ایسی حجت جو زمین سے آسمان تک پہنچے گی اور کوئی اس کو روک نہیں سکے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ کبھی دہنی طرف تلوار چلائی جاتی ہے اور کبھی بائیں طرف اِس سے مراد دونوں قسم کے دلائل ہیں جو آپ کو دیئے جائیں گے۔ یعنی ایک عقل اور نقل کے دلائل دوسرے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں کے دلائل۔ سو اِن دونوں طریق سے دنیا پر حجت پوری ہوگی اور مخالف لوگ ان دلائل کے سامنے انجام کار ساکت ہو جائیں گے، گویا مر جائیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ جب مَیں دنیا میں تھا تو مَیں امید وار تھا کہ ایسا کوئی انسان پیدا ہوگا‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۵۰)

آپ کو ملنے والی یہ آسمانی خبر جس رنگ میں آپ کی ذات میں پوری ہوئی اس پر آپ کی ساری ماموانہ زندگی شاہد ناطق ہے۔ زمانہ گواہ ہے کہ آپ نے اپنے خداداد علمی تفوق اور خدا کی طرف سے عطا ہونے والے نشانوں کی بے پناہ دولت کی بنا پر ہر بد زبان اور تیز طرار مخالف کا منہ بند کر دیا اور اسلام پر حملہ کرنے والے ہر متکبر اور جبار کو نیچا دکھا دیا۔ یہاں اس سلسلے میں ہندوستان کے بعض مشہور اہل قلم اور اہل علم حضرات کے وہ الفاظ نقل کئے جاتے ہیں جو آپؑ کے علمی تفوق کے اعتراف میں بطور خراج تحسین اُن کی قلموں سے نکلے۔ ان میں سے اکثر وہ ہیں جن کا اظہار ان صاحب الرائے ہستیوں نے آپؑ کی وفات کے بعد کیا۔ مثلاً

اخبار ''وکیل''، امرتسر، نے لکھا:

''وہ شخص، بہت بڑا شخص، جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی، جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے.....وہ شخص، جو مذہبی دنیا کیلئے ۳۰ برس تک زلزلہ وطوفان بنا رہا.....ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں''

پھر اسی اخبار نے آپ کی اسلام کے مخالفین، بالخصوص عیسائیوں اور آریوں کے اسلام پر حملوں کے جواب میں سرانجام دی گئی قلمی کاوشوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

''ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلم اعتراف کیا جائے ......مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلے میں اُن سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے.....انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اُس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا''

(بحوالہ اخبار بدر، قادیان، مورخہ ۸/جون ۱۹۰۸ء)

پھر ’’صادق الاخبار‘‘ ریواڑی نے لکھا:

’’مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کیلئے ساکت کر دیا اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے، اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا کما حقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا‘‘

(بحوالہ اخبار بدر، قادیان، مورخہ ۲۰ ؍اگست ۱۹۰۸ء)

اسی طرح ’’کرزن گزٹ‘‘ دہلی کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے لکھا:

’’مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں، وہ واقعی بہت تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا‘‘

(بحوالہ ’’سلسلہ احمدیہ‘‘۔ صفحہ ۱۸۹)

بلکہ آپؑ کی وفات کے بعد بعض ایسے افراد بھی جن کو آپؑ کے دعاوی پر ہمیشہ شک رہا آپؑ کی اسلام کے حق میں سرانجام دی جانے والی قلمی خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ مثلاً اخبار ’’سیاست‘‘ کا مدیر مولانا سید حبیب احمد آپؑ کے بارے میں لکھتا ہے:

’’اُس وقت کہ آریہ اور مسیحی مبلغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے اِکے دُکے عالم دین بھی جو کہیں موجود تھے وہ ناموس شریعت حقہ کے تحفظ میں مصروف ہو گئے۔ مگر کوئی زیادہ کامیاب نہ ہوا۔ اُس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اُترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا۔..... مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اِس فرض کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دئے‘‘

(’’تحریک قادیان‘‘۔ صفحہ ۲۰۸ تا ۲۰۹)

اسی طرح چودھری فضل حق، مفکر احرار، جو ایک ایسی تحریک کے سرگرم رہنما تھے جو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہی آریوں کی اسلام دشمن کاروائیوں کے جواب میں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی دفاعی کوششوں کا اعتراف کیئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا:

''آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی۔..... مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں کوئی جماعت تبلیغی اغراض کیلئے پیدا نہ ہوسکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر واشاعت کیلئے بڑھا اور اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا، جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کیلئے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کیلئے نمونہ ہے''

(''فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں''، طبع دوم۔ صفحہ ۲۴)

☆ ☆ ☆

چوتھا آسمانی نظارہ

''یہ شخص ہے جو رسول اللہ سے محبت کرتا ہے''

آنحضرت ﷺ کی نیابت میں حاصل ہونے والا مرتبہ جلیلہ اور ماموریت کا پہلا الہام

آپ کی ایک چوتھی رؤیاء بھی آپ کے اُس منصب جلیلہ کی نشاندہی کرنے والی ہے جس پر آپ بطور مامور زمانہ فائز ہونے والے تھے۔ یہ بھی ۱۸۸۲ء کی ہے یعنی اسی زمانے کی جس میں آپ اپنی کتاب۔ براہین احمدیہ۔ تالیف فرما رہے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملأ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی اِحیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملأ اعلیٰ پر شخص مُحیِی کے تعین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اِسی اثنا میں خواب میں دیکھا

کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اِس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا:

'هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ'

یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے، سو وہ اس شخص میں متحقق ہے''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اوّل۔ صفحہ ۵۹۸)

مذکورہ بالا کشفی نظارہ کے جلد بعد (یعنی مارچ ۱۸۸۲ء میں) آپؑ کو وہ الہام ہوا جسے آپؑ ماموریت کا پہلا الہام قرار دیتے ہوئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے مامور کے طور پر پیش فرمانے لگے۔ وہ الہام یہ تھا:

''يَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ. مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا اُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ. قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد ۱۔ صفحہ ۲۶۵)

یعنی

'اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تو نے چلایا یہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔ اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ مَیں خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ اور مَیں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں'

بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ ماموریت کے اس الہام کے ساتھ ہی آپ پر الہامات کا دروازہ کھل گیا۔ اس سلسلہ میں آپؑ اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' میں اپنی ایک اَور رؤیاء کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ایک ایسا پیارا اور دلربا منظر پیش فرماتے ہیں جو آپؑ کے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ''کامل بروز'' ہونے پر زبردست روشنی ڈالنے والا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''ایک رات مَیں کچھ لکھ رہا تھا کہ اسی اثنا میں مجھے نیند آ گئی اور مَیں سو گیا۔ اُس وقت مَیں نے آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کا چہرہ بدرتام کی

طرح درخشاں تھا۔آپ میرے قریب ہوئے اور مَیں نے ایسا محسوس کیا کہ آپ مجھ سے معانقہ کرنا چاہتے ہیں۔چنانچہ آپؐ نے مجھ سے معانقہ کیا اور مَیں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ سے نورانی کرنیں نمودار ہوئیں اور میرے اندر داخل ہو گئیں۔مَیں ان انوار کو ظاہری روشنی کی طرح پاتا تھا۔اور یقینی طور پر سمجھتا تھا کہ مَیں انہیں محض روحانی آنکھوں سے ہی نہیں بلکہ ظاہری آنکھوں سے بھی دیکھ رہا ہوں۔اور اس معانقہ کے بعد نہ ہی مَیں نے یہ محسوس کیا کہ آپؐ مجھ سے الگ ہوئے ہیں اور نہ ہی یہ سمجھا کہ آپ تشریف لے گئے ہیں‘‘(عربی سے ترجمہ)

(ترجمہ از مرتب ’’تذکرہ‘‘،طبع چہارم۔صفحہ ۴۳۔حاشیہ)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں آپ کے وہ عربی الفاظ بھی درج کر دئے جائیں جن میں آپ نے وہ رؤیاء اپنی کتاب ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں درج فرمائی ہے:

’’وَ کُنْتُ ذَاتَ لَیلَۃٍ اَکْتُبُ شَیئاً .فَنِمْتُ بَیْنَ ذٰلِکَ .فَرَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ وَجْھُہٗ کَالْبَدْرِ التَّامِّ فَدَنیٰ مِنِّی کَاَنَّہٗ یُرِیْدُ اَن یُّعَانِقَنِی .فَکَانَ مِنَ الْمُعَانِقِینَ وَ رَئَیْتُ اَنَّ الانْوَارَ قَدْ سَطَعَتْ مِنْ وَّجْھِہٖ وَ نَزَلَتْ عَلَیَّ .کُنْتُ اَرَاھَا کَالانْوَارِ الْمَحْسُوْسَۃِ حَتّٰی اَیقَنْتُ اَنِّیْ اُدْرِکُھَا بِالْحِسِّ وَلَا بِبَصَرِالرُّوْحِ . وَ مَا رَئَیْتُ اَنَّہٗ اِنفَصَلَ مِنِّی بَعدَ الْمُعَانَقَۃِ وَ مَا رَئَیْتُ اَنَّہٗ کَانَ ذَاھِباً کَالذَّاھِبِیْنَ .ثُمَّ بَعْدَ تِلکَ الایَّامِ فُتِحَتْ عَلَیَّ اَبوَابُ الاِلْھَامِ‘‘

(’’آئینہ کمالات اسلام‘‘،روحانی خزائن،جلد۵۔صفحہ ۵۵۰)

مذکورہ بالا جملہ رؤیاہائے صالحہ جہاں ایک طرف یہ بتلا رہی تھیں کہ حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ و سلم کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ فرزند روحانی جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ یُحْیِ الدِّینَ وَ یُقِیمُ الشَّرِیْعَۃَ (یعنی وہ دین کا احیاء کرے گا اور شریعت محمدیہ جسے مسلمان بھلا چکے ہونگے کو پھر سے قائم کرے گا‘) حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مقدس وجود میں ظاہر ہو گیا ہے وہاں یہ بھی ظاہر کر رہی تھیں کہ افضال الٰہیہ اور نعمائے سماویہ کی جو دولت آپ کو مل رہی ہے یا آئندہ نصیب ہوگی وہ صرف اور صرف اُس عشق و محبت اور اُس روحانی تعلق کی بدولت ہے جو آپ کو اپنے آقا اور

مطاع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اُس پیروی سے پایا۔ اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصّہ پا سکتا ہے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ٦٤)

☆ ☆ ☆

کلام الامام

''خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ تا مَیں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اِس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کی رُو سے اس کو یقین آجائے کہ خدا ہے......... اور بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے، ایسے امور ہیں جنکے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسان کی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی۔ سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے''

(''مسیح ہندوستان میں''۔ روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۱۴۳)

☆

باب ہفتم

سلسلہ کی ترقی اور اس کے عالمگیر غلبہ سے متعلق ملنے والی اخبار سماویہ

اسلام کے احیاء اور اس کی نشأۃ ثانیہ کے بارے میں آپؑ کو دکھائے جانے والے نظارہ ہائے سماویہ جن کا ذکر گذشتہ باب میں کیا گیا ہے کے ساتھ ساتھ آپ کو واضح طور پر ایسی آسمانی اخبار بھی ملتی رہیں جو اِس بات پر دلالت کر رہی تھیں کہ آپ کو مخلصین کی ایک بہت بڑی جماعت ملنے والی ہے اور یہ کہ آپ کا سلسلہ عظیم الشان ترقی پائے گا۔ ان اخبار سماویہ میں سے بعض کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ تفصیل سے بتایا جائے گا یہ اخبار بھی آپ کو ایسے وقت میں ملیں جب آپ بالکل تنہا تھے اور آپ کو کچھ معلوم نہ تھا کہ آپ بطور مصلح ربانی کس بلند روحانی مقام پر فائز کئے جانے والے ہیں۔ پھر جب آپ کے دعویٰ ماموریت کے بعد یہ خوشخبریاں ایک ایک کر کے منصۂ شہود پر آنی شروع ہو گئیں تو آپ نے انہیں بھی اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے دنیا کو للکار کر کہا کہ کیا آپ کے سوا اِس وقت دنیا میں کوئی اَور شخص بھی ہے جسے خدا نے انتہائی کس مپرسی کی حالت میں ایسی اخبار سے نوازا ہو اور پھر وہ پوری ہو گئی ہوں۔

پہلی آسمانی خبر

"یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ"

اس سلسلے میں ملنے والی پہلی آسمانی خبر کے الفاظ مندرجہ ذیل تھے:

وَلَا تَیْئَسْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ. اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ. اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ. یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ. یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ. یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ. یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَاءِ. لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ

ان الفاظ کا ترجمہ آپ نے حسب ذیل الفاظ میں فرمایا:

''اور تم خدا کی رحمت سے نومید مت ہو۔ خبردار ہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد تجھ سے قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک دُور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے۔ اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۲۶۷۔ حاشیہ در حاشیہ)

یہ اندازاً ۱۸۸۲ء کے زمانے کا الہام ہے یعنی اسی زمانہ کا جس میں آپ کو ماموریت کا پہلا الہام ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ اُس وقت نہ ابھی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تھا نہ آپ کی کوئی جماعت تھی۔ مگر اس کے اندر آپ کو اُس روشن اور عظیم مستقبل کا تمام تصویری نقشہ دکھا دیا گیا جو بطور مصلح ربانی آپ کو نصیب ہونے والا تھا۔ یعنی آپ کو بتایا گیا کہ عنقریب آپ کو ایسے مخلصین کی ایک جماعت ملنے والی ہے جو ہر قسم کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے آپ کے پاس پہنچیں گے اور اسلام کی خاطر اور خدا کی رضا کے حصول کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہونگے۔ چنانچہ آپ اس مژدہ آسمانی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا مگر شاذ و نادر، جو صرف چند ابتدائی زمانہ کے تعارف والے تھے۔ اور نہ گورنمنٹ کو میری طرف کچھ خیال تھا کہ اس کا اتنا بڑا سلسلہ قائم ہوگا اور نہ اس ملک کے لوگوں میں سے کوئی پیشگوئی کر سکتا تھا کہ یہ غیر معمولی ترقی ایک دن ضرور ہوگی''

پھر جب باوجود ہزار ہا روکوں کے جو قوم کی طرف سے عموماً اور ان کے علماء کی طرف سے خصوصاً پیدا کی گئیں، یہ پیشگوئی پوری ہو گئی تو آپ نے اس پیشگوئی کو اپنی کتاب ''نزول المسیح'' میں اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا:

’’چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یکوں کی کثرت سے قادیان کی سڑک کئی دفعہ ٹوٹ گئی۔اس میں گڑھے پڑ گئے اور کئی دفعہ سرکار انگریزی کو وہ سڑک مٹی ڈال کر درست کرانی پڑی اور پہلے اس سے قادیان کی سڑک کا یہ حال تھا کہ ایک یکہ بھی اُس پر چلنا شاذ و نادر کے حکم میں تھا۔اب ہر یک سال یکوں کے باعث سے عمیق ہو جاتا ہے‘‘

اسی طرح قادیان میں آنے والے لوگوں کی کثرت کا حال بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’اور نیز خدا نے اِسی سال میں قریب ستّر ہزار کے اس جماعت کو پہنچا دیا۔کون مخالف ہے جو اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ جب ابتداء میں یہ وحی الٰہی نازل ہوئی تو اس وقت سات آدمی بھی میرے ساتھ تھے؟‘‘

اور پھر خاص طور پر پیشگوئی کا وہ حصہ کہ جس میں لوگوں کے کثرت سے آپ کی طرف آنے اور ان کی آمد سے راستوں میں گڑھے پڑ جانے کی خبر پائی جاتی تھی، پیش کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق اس طرح پر بھی ہر ایک پر ثابت ہو سکتا ہے کہ بیس برس کے بعد ان دنوں میں پنجاب اور ہندوستان کے شہروں میں سے کوئی شہر خالی نہیں رہا جس کے باشندوں میں سے کوئی نہ کوئی قادیان میں نہیں آیا اور نہ کوئی ایسی طرف ہے، جس سے مالی مدد نہ آئی۔ اب سوچ لو کہ کیا اس قدر دُور دراز عرصہ کے بعد غیب کی باتیں پورا ہونا کیا بجز خدا کی وحی کے کسی اَور کی کلام میں یہ طاقت ہے؟‘‘

(’’نزول المسیح‘‘، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۴۹۷ تا ۵۰۰)

اس الہام کا یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ والا حصہ خاص طور پر قابل توجہ ہے جس کے معنی آپ نے یہ بیان فرمائے کہ جب ہر طرف سے لوگ آئیں گے تو وہ زر اور وہ سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہو گا وہ بھی اپنے ساتھ لائینگے۔گویا الہام کے دونوں حصوں کا ایک گہرا تعلق آپس میں پایا جاتا تھا۔قادیان وہ گاؤں تھا جس کی حیثیت ایک پس ماندہ دِہ سے زیادہ نہیں تھی۔روزمرہ ضرورت کی چیزیں بھی دستیاب نہ تھیں۔پھر مہمان آنے کی صورت میں تو اچھی خاصی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تھا کہ اسے کیا کھلایا جائے اور کہاں سے لایا جائے۔اکثر روزمرہ کے استعمال کی چیزیں شہر سے لانی پڑتی

تھیں اور نزدیک ترین شہر بٹالہ وہاں سے پندرہ میل کے فاصلے پر تھا۔ ان حالات میں یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق کے ساتھ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کے الفاظ زائد کر کے گویا خدا کی طرف سے آپ کو یہ تسلی دلائی گئی کہ اگر مہمان آئیں گے تو ان کی ضرورت کے سامان بھی وہ خود ہی ساتھ لائیں گے۔ اِسی نکتہ کو بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”مَیں اس امر پر ایک دفعہ غور کرتا رہا کہ

یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

ان دونوں الہاموں میں کیا مناسبت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق سے یہ خیال پیدا ہوا کہ جب اس قدر لوگ آویں گے تو ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام بھی چاہئے تو آگے بتلایا کہ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، یعنی وہ کھانے دانے بھی اپنے ہمراہ لائیں گے“

آگے اِس الہام کی عظمت اور اسکے نشان الٰہی ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قادیان کے لوگ خوب واقف ہیں کہ اُس وقت کیا حالت تھی۔ کیا یہ انسان کا کام ہے کہ مدت دراز کے بعد جو بات ہونے والی تھی وہ اس قدر پیشتر بتلائی گئی۔ اس لئے جو شخص آتا ہے اور جو تحفہ اور نذر وہ لاتا ہے، ہر ایک ایک نشان ہوتا ہے“

(ملفوظات، جلد دوم، طبع چہارم۔ صفحہ ۵۵۰)

اور اس سے بھی بڑھ کر جب اس پیشگوئی پر پچیس، تیس سال کا عرصہ گذر چکا اور جماعت کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تو آپ نے پہلے سے بھی بڑھ کر اس کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”آج سے پچیس برس بلکہ اس سے بھی بہت پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ایسے وقت میں کہ ایک شخص بھی میرے پاس نہ تھا اور کبھی سال بھر میں بھی کوئی خط نہ آتا تھا۔ اِس گمنامی کی حالت میں مَیں نے جو دعوے کئے ہیں وہ براہین احمدیہ میں چھپے ہوئے موجود ہیں۔....اسے کھول کر دیکھو کہ اُس وقت خدا تعالیٰ نے فرمایا:

یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

یعنی تیرے پاس دور دراز جگہوں سے لوگ آئیں گے اور جن راستوں سے آئیں گے وہ راہ عمیق ہو جائیں گے.... اب تم سب دیکھ لو کہ کس قدر موجود ہو۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے؟ اس

سے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ایسی خبر بغیر عالم الغیب خدا کے کون دے سکتا ہے؟''

(بحوالہ ملفوظات، جلد چہارم، طبع چہارم۔ صفحہ ۶۵۱)

یہاں اس پیشگوئی کے سلسلہ میں دو لطائف کا بیان ناظرین کی دلچسپی اور حلاوت ایمان کا موجب ہوگا۔ایک بار ایک شخص قادیان میں آیا اور اس نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی خدمت میں رقعہ لکھا کہ مَیں چالیس دن تک یہاں رہوں گا اور کوئی نشان دیکھنا چاہتا ہوں۔آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ اس عرصہ میں ممکن ہے کوئی نشان ظاہر ہو جائے مگر تم پھر بھی نہ مانو؟ دیکھو، تیس سالوں سے ہماری ایک پیشگوئی ہے کہ تیرے پاس دُور دُور سے لوگ آئیں گے۔اب آپ بتائیں کہ کیا ہم نے آپ کو بلایا تھا یا کرایہ بھیجا تھا؟ یا کوئی اَور کام تھا جس کے لئے آپ یہاں آئے؟ تو کیا آپ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں؟ پھر آپ نے اس موضوع پر ایک بڑی زبردست تقریر فرمائی۔

(اخبار الحکم، مورخہ ۲۱/مارچ ۱۹۳۶ء،

بحوالہ اخبار الفضل انٹرنیشنل، لندن، مورخہ ۲۹/ستمبر ۲۰۰۰ء)

دوسرا لطیفہ اس سے بھی زیادہ ایمان افروز اور آپؑ کی صداقت کو چار چاند لگانے والا ہے۔اور وہ حسب ذیل ہے:

ایک بار لاہور سے ایک امریکن سیاح اور اس کی امریکن بیوی ایک سکاچ انگریز کے ہمراہ قادیان آئے اور وہ حضورؑ سے آپ کے دعویٰ کی صداقت سے متعلق مختلف قسم کے سوالات کرتے رہے۔اس پر آپ نے اپنی اِنہیں پیش خبریوں کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ سب خبریں اُس زمانہ کی ہیں جبکہ ان کے کچھ بھی آثار موجود نہ تھے۔اور ہماری اُس وقت کی حالت کو دیکھنے اور جاننے والے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اِس حالت میں ایسی خبروں کے امکان کا وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا تھا''

اس گفتگو کے دوران اچانک حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا بیٹا میاں عبدالسلام عمر ۱۰۔۱۱ سال سامنے آ گیا۔اس پر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ان انگریزوں کے سامنے کیا اور فرمایا:

''ان کو سمجھایا جاوے کہ اگر مثلاً یہ لڑکا آج اِس حالت میں پیشگوئی کرے کہ مَیں ستر برس کی عمر پاؤں گا یا لاکھوں انسان دُور دراز کی راہوں سے میرے دیکھنے کے

واسطے آئیں گے یا کوئی اَور عظیم الشان انقلاب کی خبر دے، کیا ایسی پیشگوئیوں کی اِس کی موجودہ حالت کے لحاظ سے کچھ وقعت کی جاوے گی۔اور پھر اگر بالفرض جو کچھ اس نے اِس حالت میں کہا ہو وہ ایک وقت میں پورا ہو جاوے تو اُس وقت اِس کو کوئی جھوٹا کہہ سکے گا؟ یا کسی کو یہ کہنے کا استحقاق ہوگا کہ یہ امر انسانی منصوبوں یا تدبیروں سے اسے حاصل ہوا ہے''

اس پر ان انگریز مہمانوں نے تسلیم کیا کہ پیشگوئیوں کا پورا ہونا واقعی پیشگوئی کرنے والے کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے[۱]۔

(''ملفوظات''، جلد پنجم۔صفحہ ۵۱۸)

پھر زیر بحث پیشگوئی کا وہ حصہ جس میں فرمایا گیا تھا:

'یَنصُرُکَ رِجَالٌ نُوحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَاءِ'

جس کے معنی یہ ہیں کہ

'تیری مدد وہ لوگ کریں گے، جن کے دلوں پر ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے'

جس عظیم الشان رنگ میں نہ صرف آپ کی زندگی میں پورا ہوا بلکہ اب تک پورا ہوتا چلا آرہا ہے وہ آپ کی حیات مقدسہ کا ایک ایسا روشن باب ہے کہ اس پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں اور یقیناً لکھی جائیں گی[۲] اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ہر چند کہ آپ کے مخالفین نے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا کہ لوگوں کا قادیان کی طرف رجوع نہ ہو۔آپ کے خلاف اشتہار چھپوائے کہ یہ شخص نعوذ باللہ بے دین اور کافر ہے۔اس کے پاس جانا یا اس کے مریدوں سے ملنا اپنے دین کو خراب کرنے کے مترادف ہے لوگ پھر بھی جوق در جوق قادیان آتے رہے اور آپ کی جماعت میں شامل ہوتے رہے۔تو کیا یہ اسی

---

[۱]''تاریخ احمدیت''میں اس امریکن کا نام جارج ٹرنر بیان کیا گیا ہے۔وہ شکاگو کا رہنے والا تھا اور ۷/اپریل ۱۹۰۸ء کو قادیان پہنچا تھا۔(بحوالہ''تاریخ احمدیت جلد دوم''۔صفحہ ۵۱۹)

[۲]فی الحال اس عاجز نے''درویشان احمدیت''کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جس میں متعدد ایسے خوش نصیبوں کے واقعات ہیں، جنہیں خدا نے خوابوں، کشوف اور الہامات کے ذریعہ قادیان میں **امام مھدی** کے پیدا ہونے کی خبر پہنچائی اور وہ افتاں وخیزاں قادیان پہنچے اور امام مہدی کی اس جماعت میں شامل ہوگئے۔

الہام کی برکت اور اس کی عملی تعبیر نہیں کہ خدا آسمان سے اپنے بندوں کو تحریک کر رہا تھا کہ قادیان جاؤ اور میرے اس محبوب بندے کی غلامی میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ اس اعتبار سے پیشگوئی کی عظمت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اور ہر چند کہ مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوع خلائق نہ ہو یہانتک کہ مکہ تک سے بھی فتوے منگائے گئے اور قریباً دوسو مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دئے بلکہ واجب القتل ہونے کے بھی فتوے شائع کئے گئے لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے۔ اور انجام یہ ہوا کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی۔ اور ہندوستان میں بھی جابجا تخم ریزی ہوگئی......سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہوا بلکہ بڑھا اور پھولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے''

اور آخر پر فرماتے ہیں:

''اے لوگو! کبھی تو خدا سے شرم کرو۔ کیا اس کی نظیر کسی مفتری کی سوانح میں پیش کر سکتے ہو؟ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ بھی ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے ہلاک کرنے کیلئے اس قدر تکلیف اٹھاتے بلکہ میرے مارنے کیلئے خدا ہی کافی تھا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ۲۶۱ تا ۲۶۳)

☆ ☆ ☆

دوسری آسمانی خبر

''رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ''

پاک لوگوں کی ایک جماعت ملنے کی بشارت

یہ الہامی خبر بھی اُس وقت کی ہے جب آپ ابھی بالکل اکیلے تھے۔ اُس وقت خدا کے ایک برگزیدہ نبی حضرت زکریا علیہ السلام کی زبان میں آپ کو ملنے والی یہ آسمانی خبر جو دعا کا رنگ اپنے اندر

رکھتی تھی ، دراصل ایک زبردست پیشگوئی پر مشتمل تھی جو یہ تھی کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب نیک اور صالح لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کے ساتھ ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس میں یہ ایک پیشگوئی ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔یعنی خدا کی وحی میں میری طرف سے یہ دعا تھی کہ اے میرے خدا! مجھے اکیلا مت چھوڑ جیسا کہ اب مَیں اکیلا ہوں اور تجھ سے بہتر کون وارث ہے۔یعنی اگر چہ مَیں اِس وقت اولاد بھی رکھتا ہوں اور والد بھی اور بھائی بھی،لیکن روحانی طور پر ابھی مَیں اکیلا ہی ہوں۔اور تجھ سے ایسے لوگ چاہتا ہوں جو روحانی طور پر میرے وارث ہوں۔ یہ دعا اُس آئندہ امر کیلئے پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ روحانی تعلق والوں کی ایک جماعت میرے ساتھ کر دے گا جو میرے ہاتھ پر توبہ کرینگے''

(''حقیقۃ الوحی''،روحانی خزائن،جلد۲۲۔صفحہ۲۴۹)

اور جب آپ کو ماموریت کا خلعت پہنائے جانے کے بعد اس پیشگوئی کا عملی ظہور ہو گیا اور ایسے طور پر ہوا کہ خود زمانہ پکار پکار کر اس کی گواہی دینے لگ گیا تو آپ اسے بھی خدا تعالیٰ کا ایک زبردست نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

''سو خدا کا شکر ہے کہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ پنجاب اور ہندوستان سے ہزارہا سعید لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔اور ایسا ہی سرزمین ریاست امیر کابل سے بہت سے لوگ میری بیعت میں داخل ہوئے ہیں۔اور میرے لئے یہ عمل کافی ہے کہ ہزارہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے۔اور ہزارہا لوگوں میں بعد بیعت مَیں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جبتک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے، ہرگز ایسا صاف نہیں ہوسکتا''

چنانچہ آپ کی جماعت میں داخل ہونے والے ایسے ہزاروں مخلصین جن کا وجود اس امر کی واضح شہادت دے رہا ہے کہ آپ کا یہ بیان کسی قسم کی مبالغہ آمیزی پر مشتمل نہ تھا،ایک ایسا امر واقعہ ہے جو نصف النہار کی طرح اپنا رنگ دکھلا رہا ہے۔چنانچہ آپ نے اپنے اسی خدا کو جس نے آپ کیلئے یہ نشان

دکھلایا حاضر وناظر جان کر فرمایا اور کتنے زور سے فرمایا:

”مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ ان کی فطرت میں پہلے ہی سے ایک مادہ رشد اور سعادت کا مخفی تھا مگر وہ کھلے طور پر ظاہر نہیں ہوا جبتک انہوں نے بیعت نہیں کی۔ غرض خدا کی شہادت سے ثابت ہے کہ پہلے مَیں اکیلا تھا اور میرے ساتھ کوئی جماعت نہ تھی اور اب کوئی مخالف اِس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ اب ہزارہا لوگ میرے ساتھ ہیں“

(”حقیقۃ الوحی“، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ ۲۴۹)

یہ تو آج سے ایک سو سال پہلے کی بات ہے۔ اور آج جبکہ اس پر ایک صدی گذر چکی ہے اور لکھو کھہا نہیں بلکہ کروڑ ہا لوگ آپ کی جماعت میں داخل ہو چکے ہیں بلکہ شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جہاں آپ کا نام نہ پہنچا ہو اور آپ کی غلامی کا دم بھرنے والے مخلصین کی جماعت موجود نہ ہو تو کیا یہ اس امر کا بھاری ثبوت نہیں کہ خدا نے ماموریت کا خطاب دینے سے قبل آپؑ سے جو وعدے فرمائے تھے وہ بڑی شان، عظمت اور جلال کے ساتھ پورے ہوئے؟ اگر اب بھی مخالفین آپ کی صداقت کا انکار کریں تو یہ دن کو رات کہنے کے مترادف ہوگا۔

☆ ☆ ☆

تیسری آسمانی خبر

”لَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ“

اس الہام کے معنی ہیں:

”تُو خلق خدا سے منہ نہ موڑنا اور نہ انہیں دیکھ کر تھک جانا“

یہ الہام بھی آپ کو براہین احمدیہ کے زمانے میں یا اس سے بہت پہلے ہوا یعنی اُس وقت جب آپ کی نہ کوئی جماعت تھی اور نہ خلق خدا کا آپ کی طرف کوئی رجوع تھا۔ گویا یہ بھی اس امر پر دلالت کر

رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ عنقریب ایسے اسباب پیدا فرمائے گا کہ ایک دنیا آپ کی طرف رجوع کرنے لگ جائے گی۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ تُو اس کثرت کو دیکھ کر کہیں اکتا نہ جانا۔ چنانچہ آپ کے دعویٰ ماموریت کے بعد وہ وقت بھی آ گیا جب خلق خدا ٹوٹ ٹوٹ کر آپ پر گرنے ، اپنے اموال آپ پر نچھاور کرنے اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے لگی۔

غرض اللہ تعالیٰ آپ کو پہلے ہی ایسے مقام کیلئے تیار کر رہا تھا جہاں پہنچ کر انسان عموماً جھنجلا جاتا ہے اور جہاں اسے انتہائی صبر اور بردباری کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ آپ اس الہام الٰہی کو بھی ایک نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس الہام میں یہ بشارت دی گئی تھی کہ لوگ فوج درفوج تیرے پاس آئیں گے اور اس قدر آئینگے کہ انسان بمقتضائے بشریت ان کی متواتر ملاقاتوں سے ملول ہو سکتا ہے اور ان کے ہجوم سے تھک سکتا ہے کیونکہ بہت کثرت ہوگی۔ سو تُو ایسا مت کرنا اور کثرت مخلوقات سے گھبرانا مت“

(”نزول المسیح“ ، روحانی خزائن ، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۰۱)

چنانچہ ۱۹۰۵ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جب جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی آپ نے اسی الہام کے حوالے سے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا:

”پھر فرمایا کہ یہ لوگ جو کثرت سے آئیں گے تو اِن سے تھکنا نہیں اور ان سے کسی قسم کی بداخلاقی نہ کرنا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب لوگوں کی کثرت ہوتی ہے تو انسان ان کی ملاقات سے گھبرا جاتا ہے اور کبھی بے توجہی کرتا ہے جو ایک قسم کی بداخلاقی ہے۔ پس اس سے منع کیا اور کہا کہ ان سے تھکنا نہیں اور مہمان نوازی کے لوازم بجالانا۔ ایسی حالت میں خبر دی گئی تھی کہ کوئی بھی نہ آتا تھا۔ اور اب تم سب دیکھ لو کہ کس قدر موجود ہو۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے؟ اس سے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے؟“

(ملفوظات ، جلد چہارم ، طبع چہارم۔ صفحہ ۶۵۱)

ایک موقع پر اس الہام کے بارے میں ایک اور نہایت لطیف نکتہ یہ بیان فرمایا کہ

”سینکڑوں کوس کے سفر کر کے یہ لوگ آتے ہیں، صرف اس لئے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو اور انہیں کی خاطر خدا تعالیٰ نے سفارش کی ہے اور فرمایا ہے، لَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاس ۔ یہ صرف غریبوں کے حق میں ہے کہ جن کے کپڑے میلے ہوتے ہیں اور ان کو چنداں علم بھی نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہی ان کی دستگیری کرتا ہے۔ کیونکہ امیر لوگ تو عام مجلسوں میں خود ہی پوچھے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک اُن سے با اخلاق پیش آتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے غریبوں کی سفارش کی ہے، جو بیچارے گمنام زندگی بسر کرتے ہیں“

(ملفوظات، جلد چہارم، طبع چہارم۔ صفحہ ۷۰)

اس ارشاد ربانی کی تعمیل میں خدا کے مامور نے کیا نمونہ دکھایا اس بارے میں ایک واقعہ کا بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ بیان کرتے ہیں کہ

”ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضورؑ مغرب کے بعد مسجد مبارک کی دوسری چھت پر مع چند احباب کھانا کھانے کے لئے تشریف فرما تھے۔ ایک احمدی میاں نظام الدین ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی دریدہ تھے حضورؑ سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلے پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں کئی دیگر اشخاص خصوصاً وہ لوگ جو بعد میں لاہوری کہلائے آتے گئے اور حضورؑ کے قریب بیٹھتے گئے جس کی وجہ سے میاں نظام الدین صاحب کو پرے ہٹنا پڑتا رہا حتیٰ کہ وہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضورؑ نے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھالیں اور میاں نظام الدین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا، آؤ میاں نظام الدین صاحب! ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ اور یہ فرما کر خانۂ خدا کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اس میں تشریف لے گئے اور حضورؑ نے اور میاں نظام الدین صاحب نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا“

(روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ،
بحوالہ اصحاب احمد، جلد چہارم۔ صفحہ ۹۹ تا ۱۰۰)

چوتھی آسمانی خبر

’’وقت آ گیا ہے کہ تُو پہچانا جائے‘‘

اب وہی مضمون جو اوپر کی پیشگوئی میں بیان کیا گیا ہے اس سے ملتی جلتی دو اَور پیشگوئیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ایک پیشگوئی کے الہامی الفاظ یہ تھے:

اَنْتَ وَجِیْہٌ فِیْ حَضْرَتِی .اِخترْتُکَ لِنفسِیْ .اَنْتَ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِی وَ تَفْرِیْدِیْ فَحَانَ اَنْ تُعْانَ وَ تُعْرَفَ بَیْنَ النّاسِ

(’’براہین احمدیہ‘‘، روحانی خزائن جلد اول۔صفحہ ۵۸۱۔حاشیہ در حاشیہ)

یعنی

’تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔مَیں نے تجھے اپنے لئے چُنا۔تُو مجھ سے ایسا ہے، جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔پس وقت آ گیا ہے کہ تو پہچانا جائے اور لوگوں میں عزت کے ساتھ مشہور کیا جائے‘

دوسری پیشگوئی مندرجہ ذیل الفاظ میں تھی:

اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ. وَمَااَدرٰکَ مَا اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ.تَریٰ اَعْیُنَھُمْ تَفِیضُ مِنَ الدَّمْعِ .یُصَلُّونَ عَلَیْکَ .رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیاً یُّنَادِیْ لِلایمَانِ وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ وَ سِرَاجاً مُنِیْرًا .رَبَّنَا آمَنّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّاھِدِینَ

(’’براہین احمدیہ‘‘، روحانی خزائن، جلد اول۔صفحہ ۲۶۸)

یعنی

’کامل مخلص وہ ہیں جو تیرے مکانوں کے صُفّوں میں رہنے والے ہیں۔یعنی اپنے وطنوں کو چھوڑ کر یہاں آ گئے ہیں۔اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صُفّوں کے رہنے والے؟ تُو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے اور تیرے پر درود بھیجتے ہونگے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا! ہم نے ایک منادی کی آواز سنی کہ جو لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔وہ خدا کی طرف بلانے والا ہے اور وہ ایک روشن چراغ ہے جو اپنی ذات میں روشن اور دوسروں کو روشنی پہنچا رہا ہے۔اے ہمارے خدا! تُو ان لوگوں میں ہمیں لکھ لے جنہوں نے تیرے مامور اور تیرے بھیجے ہوئے کی سچائی پر گواہی دی‘

یہ ہر دو پیشگوئیاں بھی جیسا کہ ان کے حوالجات سے ظاہر ہے براہین احمدیہ کے زمانہ کی ہیں، یعنی ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۲ء کی کہ جب قادیان میں آپؑ ایک فرد واحد کی حیثیت سے رہتے تھے اور کسی کو آپؑ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ **براھین احمدیه** کو چھپوانے اور اس کی پروف ریڈنگ وغیرہ کیلئے آپؑ کو اپنے ساتھ قادیان کے کسی ہندو ملاوامل یا شرمپت وغیرہ کو لے جانا پڑتا تھا۔ مگر پھر ایک وقت ایسا آ گیا کہ نہ صرف ملک کے تمام طبقوں اور علاقوں کے لوگ آپ کے پاس آنے اور آپ کی غلامی کا دم بھرنے لگے بلکہ آپ کی شہرت پنجاب اور ہندوستان کی حدود سے نکل کر یورپ اور امریکہ تک پہنچ گئی۔ چنانچہ آپ پہلی پیشگوئی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''اس بات کو عرصہ قریباً بیس برس کا گذر چکا ہے کہ اُس زمانہ میں جبکہ مجھ کو بجز قادیان کے چند آدمیوں کے اَور کوئی نہیں جانتا تھا یہ الہام ہوا:

اَنْتَ وَجِيْهٌ فِيْ حَضْرَتِي .اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِي .اَنْتَ بِمَنْزِلَةِ تَوحِيْدِي و تَفرِيْدِي فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَ تُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ

......پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ نے چند سال میں ہی اپنے الہام کے مطابق وہ شہرت دی کہ کروڑ ہا انسانوں میں مجھے مشہور کر دیا۔ اور ہزار ہا ایسے انسان پیدا ہو گئے کہ وہ ایسی کامل ارادت رکھتے ہیں کہ بجز خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کے سچے معتقدوں کے اَور کسی جگہ ان کی نظیر نہیں پائی جاتی''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن جلد ۱۵۔صفحہ ۲۵۴)

دوسری پیشگوئی جس میں آپ کو **اَصْحَابُ الصُّفَّه** کہلانے والوں کی ایک جماعت ملنے کی خبر دی گئی تھی وہ بھی جس عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی اس پر ایک زمانہ گواہ ہے۔ آپ کے دعوئ ماموریت کے بعد بیشمار لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کے بعد اپنے گھروں اور آرائش و آرام کو چھوڑ کر صرف اس لئے آپ کے در پر دھونی رما کر بیٹھ کر گئے کہ انہیں وہاں وہ نور، وہ روحانی تسکین اور آرام محسوس ہوا جو دنیا کے اَور کسی خطے میں میسر نہ تھا۔ چنانچہ آپ اس پیشگوئی کو بھی خدا تعالیٰ کی عالم الغیب ہستی پر ایک عظیم گواہ کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ ایک پیشگوئی عظیم الشان ہے اور ان لوگوں کی عظمت ظاہر کرتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے علم میں تھے کہ وہ اپنے گھروں اور وطنوں اور املاک کو چھوڑیں گے، اور میری ہمسائیگی

کیلئے قادیان میں آکر بودو باش کرینگے“

(”تریاق القلوب“، روحانی خزائن جلد ۱۵، صفحہ۔ ۲۶۲)

اور یہ ایک دلربا حقیقت ہے کہ اس پیشگوئی کے کئی سال بعد اپنا گھر بار چھوڑ کر قادیان میں آکر بسنے والوں کیلئے عملاً صفہ جات اور حجرے تیار کئے گئے۔ چنانچہ اس پہلو سے پیشگوئی کی عظمت بیان کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ پیشگوئی جس زمانہ میں براہین احمدیہ میں شائع کی گئی اُس وقت نہ کوئی صفہ تھا نہ اصحاب الصفہ۔ پھر بعد اس کے جو مخلصین قادیان میں ہجرت کر کے آئے اُن کیلئے صُفے اور مہمان خانے طیار کئے گئے۔ دیکھو، یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ اُس زمانہ میں یہ باتیں بتلائی گئیں جبکہ کسی کو اِس طرف خیال بھی نہیں آسکتا تھا کہ ایسا وقت بھی آئے گا کہ قادیان میں ایسے مخلصین جمع ہونگے اور ان کیلئے صُفے تیار کئے جاویں گے“

(”نزول المسیح“، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۰۲)

پھر ان خوش نصیبوں میں جنہیں الہام الٰہی کی تعبیر میں اصحاب الصفہ بننے کی سعادت نصیب ہوئی، بہت سے ایسے بھی تھے جن کو خود حضرت اقدسؑ کے رہائشی مکانوں اور حجروں کے اندر رہنے کا موقع ملا اور اس طرح ان پر ”اصحاب الصفہ“ کا لفظ ایک اَور رنگ میں صادق آیا۔

اس کے ساتھ یہ امر بھی دیکھنے والا ہے کہ ان درویشوں نے اپنے وطنوں کو اس لئے نہیں خیر باد کہا تھا کہ وہاں ان کو کھانے کو نہیں ملتا تھا یا وہاں ان کے دوست احباب نہ تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنے عزیز وطنوں کو جہاں انہیں یہ سب چیزیں کہیں زیادہ میسر تھیں، اس لئے چھوڑا کہ قادیان میں انہیں عرفان الٰہی کا وہ چشمہ شیریں مل گیا تھا جس کے وہ متلاشی تھے اور جس سے وہ اپنی پیاس بجھاتے۔ اور جب انہیں وہ چشمہ جانفزا مل گیا تو ایک شدید پیاسے کی مانند انہوں نے اس کے اوپر اپنا منہ رکھ دیا۔ ادھر پیاس تھی کہ جتنا وہ پیتے جاتے تھے وہ بجائے بجھنے کے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اِس کیفیت کا نقشہ انہی اصحاب الصفہ میں سے ایک جن کا نام حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ تھا اور جو اردو، فارسی اور عربی کی اعلیٰ ڈگریاں رکھنے کے علاوہ دینی علوم کا بھی اچھا خاصا ملکہ رکھتے تھے اور سیالکوٹ میں اپنی اچھی بھلی ملازمت چھوڑ کر قادیان آگئے تھے اپنے ایک دوست کو خط لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''چودھری صاحب !مَیں بھی ابن آدم ہوں.....میری ماں بڑی رقیق قلب والی بڑھیا دائم المریض موجود ہے۔میرا باپ بھی ہے۔(اللّٰھُمَّ عَافِہٖ وَ وَالِہٖ وَ وَفِّقہُ لِلحُسنٰی) میرے عزیز اور نہایت ہی عزیز بھائی بھی ہیں اور تعلقات بھی ہیں۔تو پھر کیا مَیں پتھر کا کلیجہ رکھتا ہوں جو مہینوں گزر گئے، یہاں دھونی رمائے بیٹھا ہوں۔یا کیا مَیں سودائی ہوں اور میرے حواس میں خلل ہے؟.....یا کیا مَیں مفلس نادار، پیٹ کی غرض سے نت نئے بہروپ بدلنے والا قلاش ہوں؟یَعلَمُ اللّٰہُ وَالمَلائِکَۃُ یَشھَدُونَ کہ میں بحمد اللہ ان سب مصائب سے بری ہوں''

آگے اسی تسلسل میں آپ اپنے اِس دوست کو جو وہاں آپ کے وطن میں آپ کے قرآن کے درسوں میں بھی شامل ہوتا تھا،فرماتے ہیں:

''تو پھر کس بات نے مجھ میں ایسی استقامت پیدا کر رکھی ہے جو ان سب تعلقات پر غالب آگئی ہے؟ بہت صاف بات اور ایک ہی لفظ میں ختم ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے:امام الزمان کی شناخت۔اللہ اللہ !یہ کیا بات ہے جس میں ایسی زبردست قدرت ہے جو سارے ہی سلسلوں کو توڑ تاڑ دیتی ہے؟آپ خوب جانتے ہیں مَیں بقدر استطاعت کے کتاب اللہ کے معارف اور اسرار سے بہرہ مند ہوں اور اپنے گھر میں کتاب اللہ کے پڑھنے اور پڑھانے کے سوا مجھے اور کوئی شغل نہیں ہوتا۔پھر مَیں یہاں کیا سیکھتا ہوں؟''

آخر پر ان سب تعلقات کو خیر باد کہہ کر اِس چھوٹی سی ویران بستی میں آکر بیٹھنے کی اصل وجہ بیان کرتے ہوئے آپ اپنے اِسی دوست کو کیا ہی درمندانہ لہجے میں خطاب فرماتے ہیں:

''بالآخر مَیں.....آپ کی ضمیر روشن اور فطرت مستقیمہ کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ آپ سوچیں۔وقت بہت نازک ہے۔جس زندہ ایمان کو قرآن چاہتا ہے اور جیسی گناہ سوز آگ قرآن سینوں میں پیدا کرنی چاہتا ہے،وہ کہاں ہے؟مَیں خدائے رب عرش عظیم کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں وہی ایمان حضرت نائب الرسول مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور اس کی پاک صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔اب اِس کار خیر میں توقف کرنے سے مجھے خوف ہے کہ دل میں کوئی خوفناک تبدیلی پیدا نہ ہو

جائے۔ دنیا کا خوف چھوڑ دو اور خدا کیلئے سب کچھ کھو دو کہ یقیناً سب کچھ مل جائے گا۔ والسلام۔ عاجز عبدالکریم از قادیان۔ یکم اکتوبر ۱۸۹۸ء''

(بحوالہ ''ضرورۃ الامام''، روحانی خزائن، جلد۱۳۔ صفحہ۵۰۳تا۵۰۵)

حضرت بانئ سلسلہؑ نے اِس خط کے مضمون کو اتنا اہم خیال فرمایا کہ اسے اپنی اُس وقت تالیف کی جانے والی کتاب ''ضرورۃ الامام'' کے آخر پر شائع فرما دیا۔

خاکسار سمجھتا ہے کہ یہ ایک ہی خط ان تمام اصحاب الصفہ کے قلبی جذبات واحساسات کی ترجمانی کرنے کیلئے کافی ہے جن کے بارے خود خدائے ذوالعرش فرماتا ہے کہ یہ وہ ہیں 'جن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور تیرے پر یہ کہتے ہوئے درود بھیجتے ہیں کہ اے ہمارے خدا! ہم نے ایک منادی کی آواز سنی کہ جو لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ ہمیں بھی ایمان لانے والوں میں لکھ لے۔

☆ ☆ ☆

پانچویں آسمانی خبر

''مَیں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا.....''

براہین احمدیہ کے زمانہ میں ہی ایک خبر آپ کو یہ دی گئی کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک خاص مقصد کیلئے پیدا کیا ہے اور اس غرض کے بتمام وکمال پورا ہونے کیلئے آپ کو مخلصین کی ایک ایسی جماعت دی جائے گی جو آپ سے حد درجہ محبت کرنے والی ہو اور یہ کہ وہ خود لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت پیدا کر دے گا۔ اس سلسلہ میں ہونے والے الہام کے الفاظ مندرجہ ذیل تھے:

''اَلقَیْتُ عَلَیْکَ مُحَبَّۃً مِّنّی وَ لِتُصْنَعَ عَلیٰ عَیْنِی''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۶۱۴۔ حاشیہ در حاشیہ)

یعنی

'مَیں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا، اور مَیں اپنی
آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کروں گا'

اس الہام سے ملتی جلتی ایک خبر آپ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں دی گئی:

''مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا''

اچھے دوستوں کا ملنا خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔مگر ایسے دوست کا میسر آنا جو محض خدا کی خاطر اپنی قیمتی سے قیمتی چیز قربان کر دینے میں ذرا بھر ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے بلکہ ہمیشہ اس تاک میں رہے کہ کب اس کا آقا اس سے کوئی چیز مانگے اور وہ لا کر اس کے قدموں میں نچھاور کر دے، یہ بغیر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے ممکن نہیں۔

اور پھر جب دعویٰ ماموریت کے بعد آپ اس مقام پر فائز ہو گئے جس کیلئے اللہ تعالیٰ آپ کو تیار کر رہا تھا اور ایسے مخلصین کی جماعت بھی آپ کو مل گئی تو یہ بتاتے ہوئے کہ وہ وعدہ الٰہی کس عظیم الشان رنگ میں پورا ہوا، آپ فرماتے ہیں:

''یہ اُس وقت کا الہام ہے کہ جب ایک شخص بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔پھر ایک مدت کے بعد یہ الہام پُورا ہوا اور ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اُس نے میری محبت بھر دی۔بعض نے میرے لئے جان دے دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دکھ دئے گئے اور ستائے گئے۔اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں۔اور مَیں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں''

اور پھر اِس پر اپنے محسن و مہربان خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے میرے قادر خدا! در حقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہے۔تُو نے اِن دلوں کو ایسے پُر آشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور ان کو استقامت بخشی۔یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔صفحہ ۲۴۰۔۲۳۹)

ذیل میں آپ ہی کی تحریرات میں سے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں جو بتاتے ہیں کہ اس وعدۂ آسمانی کے مطابق کیسے کیسے گوہر ہائے گرانمایہ آپ کو نصیب ہوئے۔

پہلی مثال
حضرت الحاج حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ

سب سے پہلے ریاست جموں وکشمیر میں بطور شاہی طبیب خدمات سرانجام دینے والے آپ کے ایک نہایت ہی مخلص مرید، حضرت الحاج مولوی نورالدین صاحب بھیرویؓ، کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ کس قسم کے بے نفس انسان تھے ان کا آپ سے محبت اور فدائیت کا درجہ عشق کی کس حد تک پہنچا ہوا تھا۔ اور خود آپ نے انہیں کن الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

”سب سے پہلے مَیں اپنے ایک روحانی بھائی کا ذکر کرنے کیلئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نُورِ اخلاص کی طرح نُور دین ہے۔ مَیں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمۂ اسلام کیلئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں“

(”فتح اسلام“، روحانی خزائن جلد ۳۔ صفحہ ۳۵)

اِسی طرح ایک اَور مقام پر فرماتے ہیں:

”حبی فی اللہ مولوی حکیم نور دین صاحب بھیروی...... ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے، مَیں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔ مَیں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا۔ اگر چہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اوّل درجہ کے نکلے“

(”ازالہ اوہام“، روحانی خزائن جلد ۳۔ صفحہ ۵۲۰)

یہ تو حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے الفاظ ہیں۔ اب ذرا اس عاشق صادق کے اپنے آقا کے حق میں کہے ہوئے اپنے الفاظ بھی ملاحظہ ہوں کہ کس قدر ان سے عشق ومحبت اور فدائیت کا اظہار ہو رہا ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب وہ آپؑ کے سلسلہ بیعت میں شامل ہونے اور اس طرح پر آپؑ سے تعلقِ محبت اور اخوت قائم ہونے کے بعد ابھی اپنی ملازمت بطور شاہی حکیم کے سلسلے میں جموں وکشمیر میں ہی مقیم تھے۔ چنانچہ وہاں سے انہوں نے حضورؑ کی خدمت میں تحریر فرمایا:

''مولانا، مرشدنا، امامنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ عالی جناب، میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کِیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو مَیں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔..... مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کیلئے طیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو''

(''فتح اسلام''، روحانی خزائن، جلد۳۔ صفحہ ۳۷)

اسی طرح حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی خدمت میں لکھے ہوئے اپنے ایک اَور خط میں تحریر فرمایا:

''عالیجناب مرزا جی! مجھے اپنے قدموں میں جگہ دو۔ اللہ کی رضامندی چاہتا ہوں۔ اور جس طرح وہ راضی ہو سکے طیار ہوں۔ اگر آپ کے مشن کو انسانی خون کی آبپاشی ضرور ہے تو یہ نابکار (مگر محبّ انسان) چاہتا ہے کہ اس کام میں کام آوے''

(''آسمانی فیصلہ''، روحانی خزائن، جلد۴۔ صفحہ ۳۳۸)

☆ ☆ ☆

دوسری مثال

حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیرویؓ

پھر بھیرہ کے ایک اَور مخلص اور عاشق صادق دوست حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

''حِبی فی اللہ حکیم فضل دین صاحب بھیروی، حکیم صاحب اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب کے دوستوں میں سے اور ان کے رنگِ اخلاق سے رنگین اور بہت بااخلاص

آدمی ہیں۔ مَیں جانتا ہوں کہ ان کو اللہ اور رسول سے سچی محبت ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ اس عاجز کو خادم دین دیکھ کر حبُّ لِلّٰہ کی شرط کو بجالا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دین اسلام کی حقانیت پھیلانے میں اُسی عشق کا وافر حصہ ملا ہے جو تقسیم ازلی سے میرے پیارے بھائی مولوی حکیم نور دین صاحب کو دیا گیا ہے۔ وہ اس سلسلہ کے دینی اخراجات کو بنظر غور دیکھ کر ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ چندہ کی صورت پر کوئی ان کا احسن انتظام ہو جائے''

(''ازالہ اوہام''، روحانی خزائن، جلد ۳۔ صفحہ ۵۲۲)

☆ ☆ ☆

تیسری مثال

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ

آپ کے ایک اَور نہایت مخلص اور فدائی مرید حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی تھے جن کا ذکر چند صفحات اُوپر بھی آچکا ہے کہ وہ سیالکوٹ میں اپنی ایک بہت اچھی ملازمت چھوڑ کر محض اس لئے قادیان کی دُور افتادہ بستی میں دھونی رما کر بیٹھ گئے تھے کہ یہاں دن رات عرفان وحکمت کے موتی لُٹ رہے تھے۔ ان کے بارے میں حضورؑ فرماتے ہیں:

''حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی۔ مولوی صاحب اس عاجز کے یک رنگ دوست ہیں۔ اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں اور اپنے اوقات عزیز کا اکثر حصہ انہوں نے تائید دین کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ان کے بیان میں ایک اثر ڈالنے والا جوش ہے۔ اخلاص کی برکت اور نورانیت اُن کے چہرہ سے ظاہر ہے''

(''ازالہ اوہام''، روحانی خزائن، جلد ۳۔ صفحہ ۵۲۳)

پھر جب ان کی عین جوانی کے عالم میں وفات ہوگئی تو حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے ان کے جذبۂ اخلاص ومحبت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش فرمایا:

''ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گذری تھی اور دنیا کے عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑی تھی کہ اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے ۔پچھلے دنوں میں انکو ایک نوکری دوسو روپے ماہوار کی ملتی تھی ۔مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔خاکساری کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزار دی ۔صرف عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔اسلام پر جو اندرونی بیرونی حملے پڑتے تھے ان کے دفاع میں عمر بسر کر دی۔باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے انکی قلم چلتی رہتی تھی''

(اقتباس از ''سیرت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ۔صفحہ ۱۰۸)

☆ ☆ ☆

چوتھی مثال

حضرت میاں محمد خان صاحب کپورتھلویؓ

اسی طرح حضرت میاں محمد خان صاحب کپورتھلویؓ جو کپورتھلہ کے ان ابتدائی سترہ اصحاب میں سے تھے جنہیں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، کی وفاداری اور جانثاری کا ذکر جن الفاظ میں آپ نے فرمایا وہ بھی سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔فرمایا:

''حبی فی اللہ میاں محمد خان صاحب ،ریاست کپورتھلہ میں نوکر ہیں۔نہایت درجہ کے غریب الطبع ،صاف باطن ،دقیق فہم ،حق پسند ہیں اور جس قدر انہیں میری نسبت عقیدت وارادت ومحبت ونیک ظن ہے مَیں اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔.....وہ سچے وفادار اور جاں نثار اور مستقیم الاحوال ہیں۔خدا ان کے ساتھ ہو''

(''ازالہ اوہام''،روحانی خزائن،جلد۳۔صفحہ ۵۳۲)

☆ ☆ ☆

پانچویں مثال

حضرت سید ناصر شاہ صاحبؓ

حضرت سید ناصر شاہ صاحب بارہ مولا کشمیر کے رہنے والے ایک دوست تھے۔ وہ بھی حضور علیہ السلام سے فدائیت کا ایک خاص رنگ رکھتے تھے۔ جن دنوں میں آپؑ اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' تالیف فرما رہے تھے اور الہام زیر بحث کے حوالے سے لکھتے ہوئے اس فقرہ پر پہنچے تھے کہ ''ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں'' تو ان کا خط آ گیا۔ اس خط میں انہوں نے آپؑ سے اِس قدر محبت کا اظہار کیا تھا کہ آپؑ نے اس کا ذکر بھی اپنی اس کتاب میں کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ آپؑ تحریر فرماتے ہیں :

''مَیں اپنی تحریر میں اِس جگہ تک پہنچا تھا اور یہ فقرہ لکھ چکا تھا کہ اُسی وقت ایک مخلص صادق کا خط آیا جو میرے سلسلہ میں داخل ہے۔ اور چونکہ وہ خط اِس فقرہ کے عین لکھنے کے وقت آیا اور اس کے مناسب حال تھا اسلئے ذیل میں اس کو لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے:

''میری بڑی تمنا یہ ہے کہ قیامت میں حضور والا کے زیرِ سایہ جماعت بابرکت میں شامل ہوں جیسا کہ اب ہوں۔ آمین! حضور عالی! اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اِس قدر محبت ذات والا صفات کی ہے کہ میرا تمام مال و جان آپ پر قربان ہے۔ اور مَیں ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں۔ میرے بھائی اور والدین آپ پر نثار ہوں۔ خدا میرا خاتمہ آپ کی محبت اور اطاعت میں کرے۔ آمین۔

می پریدم سوئے کوئے تو مدام
من اگر می داشتم بال و پرے''

خاکسار سید ناصر شاہ، اوورسیئر از مقام بارہ مولا کشمیر، ۱۵/اگست ۱۹۰۶ء

(بحوالہ ''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔ صفحہ ۲۴۰)

☆ ☆ ☆

چھٹی مثال

حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ

حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب شہید جنہیں امیر کابل کے حکم سے صرف اس لئے سنگسار کیا گیا کہ وہ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود سمجھ کر ایمان لائے تھے بھی اُن جانثاروں میں سے ایک تھے جنہوں نے آپؑ کی خاطر اپنی جان کا ہدیہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ان کی شہادت پر ان کے اخلاص، جذبۂ قربانی اور آپ کے ساتھ ان کی محبت اور وفاداری کا مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار فرمایا:

''اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا اور درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہیں۔ اور خدا کے خوش کرنے کیلئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ اسکی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر مَیں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو مَیں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو''

(''تذکرۃ الشہادتین''، روحانی خزائن، جلد۲۰۔ صفحہ۱۰)

☆ ☆ ☆

ایسے جان نثار مریدوں کے ملنے پر حضرت بانیٔ سلسلہؑ کا اپنے رب کے حضور اظہار تشکر

اوپر کے صفحات میں جن دوستوں کا ذکر کیا گیا ہے انہیں تو الہام زیر بحث کی عملی تعبیر میں بطور مثال پیش کیا گیا ہے ورنہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اپنی کتاب ''ازالۂ اوہام'' میں پچاس سے زائد ایسے دیگر محبوں اور مخلصوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو آپ سے سچا اخلاص رکھتے تھے اور جو آپ کے لئے اپنا تن من دھن قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ان جانثاروں کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ایک نعمت الٰہی سے کم نہ تھا۔ چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :

> ''میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ مَیں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں''

(''فتح اسلام''، روحانی خزائن، جلد ۳ ۔صفحہ ۳۵)

☆ ☆ ☆

چھٹی آسمانی خبر

"I shall give you a Large Party of Islam"

اسلام کی ایک بہت بڑی جماعت ملنے کا آسمانی وعدہ

جن دنوں آپ اسلام کے ایک فتح نصیب جرنیل کے طور پر اسلام کے دفاع اور اس کی تمام دیگر ادیان پر برتری ثابت کرنے کی سعی بلیغ فرمارہے تھے۔ نیز عقلی اور علمی دلائل کی بناپر اسلام کو واحد زندہ مذہب ثابت کرنے کیلئے **براهین احمدیه علیٰ حقانیة کتاب الله والنبوة المحمدیة** کے عنوان سے ایک کتاب تالیف فرمارہے تھے (یہ ۱۸۸۰ء اور ۱۸۸۲ء کا درمیانی زمانہ تھا) تو یہ آپ کیلئے مالی لحاظ سے نہایت تنگی کا دَور تھا۔ اس زمانہ میں آپ کو کثرت سے اس مضمون کے الہامات ہوئے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت ڈالے گا۔ آپ کو ایسے لوگوں کی ایک جماعت عطا فرمائے گا جو اللہ کی خاطر آپ کی مدد کریں گے، وغیرہ۔ ان میں سے چند ایک کا تذکرہ اوپر کے صفحات میں کیا جا چکا ہے۔ منجملہ ان الہامات کے آپ کو بعض الہامات انگریزی زبان میں بھی ہوئے حالانکہ آپ انگریزی کا ایک لفظ تک نہ جانتے تھے۔ ان میں سے بعض ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

"آئی لَو یُو۔ آئی ایم وِد یُو۔ آئی شیل ہیلپ یُو۔ دو آل مَین شڈ بی اینگری بٹ گاڈ اِز وِد یُو۔ آئی شیل گِو یُو اے لارج پارٹی آف اسلام" [۱]

یعنی

"مَیں تجھے پیار کرتا ہوں۔ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ مَیں تیری مدد کروں گا۔ اگر تمام لوگ بھی تم سے ناراض ہو جائیں گے مگر خدا تمہارے ساتھ رہے گا۔ مَیں ایک بھاری جماعت اسلام کی تمہیں دونگا"

---

(1) I love you. I am with you. I shall help you. Though all men should be angry but God is with you. I shall give you a Large Party of Islam.

اور پھر جب آپ کے دعویٰ ماموریت کے بعد باوجود سخت مخالفت کے آپ کو دین کی مدد کرنے والوں کی وہ جماعت مل گئی جس کا خدا نے اپنے الہامات میں وعدہ فرمایا تھا اور آپ کے ذریعہ دین کی نصرت کرنے والوں کا وہ سلسلہ قائم ہو گیا جس کا قیام خدا کے نزدیک مقدر تھا تو آپ نے ان جملہ خدائی بشارات کو اپنی صداقت اور اپنے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''اب دیکھو، جس زمانہ میں یہ انگریزی الہامات ہوئے تھے کیسی گمنامی اور کسمپرسی کا زمانہ تھا۔ اور آج وہ تمام وعدے پورے ہو گئے اور اُس زمانہ میں جماعت کا وعدہ ہوا جبکہ میرے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ اور اب یہ جماعت ستّر ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہے''

ان الہامات میں یہ جملہ کہ

''دو آل مَین شڈ بی اینگری بٹ گاڈ اِز وِد یُو''

اس کی تشریح میں فرمایا:

''اور انگریزی الہام میں یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تمام آدمی تم سے ناراض ہو جائیں گے مگر خدا تمہارے ساتھ رہے گا اور وہ انجام کار تمہارا مددگار ہو گا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا کا ایک خاص فضل تمہارے شامل حال ہے جو محبین اور محبوبین کے شامل حال ہوا کرتا ہے''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۱۶)

یہ تو اُس زمانے کی بات ہے جب آپؑ کی جماعت کے قیام پر ابھی چند سال کا ہی عرصہ گزرا تھا۔ اب جبکہ آپ کی وفات پر ایک صدی پوری ہوگئی ہے اور اسلام کے مددگاروں کی وہ جماعت جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے آپ کے دعویٰ ماموریت سے بھی قبل کیا تھا، آپ کو مل چکی ہے بلکہ دنیا کے ایک سو نوے (۱۹۰) سے زیادہ ملکوں میں پھیل چکی ہے تو کیا یہ آپ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل نہیں؟ کیا کوئی شخص جسے اپنے گاؤں والے بھی اچھی طرح جانتے نہ ہوں اپنے قیاس سے کہہ سکتا ہے کہ ایک وقت آنے والا ہے جب اسلام کے حامیوں کی ایک بہت بڑی جماعت کا سردار بن کر وہ دنیا میں ابھرے گا۔ پس اگر یہ سب کچھ پہلے سے تیار کردہ خدائی پروگرام کے مطابق نہیں تھا اور خدا نے خود آپ کو اس کی خبر نہیں دی تھی تو وہ کونسی طاقت ہے جو اس کے پیچھے کام کر رہی تھی۔

ساتویں آسمانی خبر

’’کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ‘‘

یہ الٰہی سنت ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلوں کی ہمیشہ مخالفت ہوتی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یَا حَسْرَۃً عَلَی العِبَادِ مَا یَأتِیْھِمْ مِن رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِئُوْنَ

(سورۃ یٰسین۔آیت:۳۱)

چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے جب مذکورہ بالا آسمانی بشارات (جن کا ذکر پچھلے صفحات میں کیا جاچکا ہے) کے مطابق اپنے سلسلہ کی بنیاد رکھ دی تو آپؑ کی بھی بڑی شد و مد کے ساتھ مخالفت شروع ہوگئی۔یاد رہے کہ آپ کا سب سے بڑا دعویٰ جو آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر کیا تھا یہ تھا کہ آپؑ زمانے کے امام ہیں اور مسیح ناصریؑ کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی آپؑ کی ذات میں پوری ہوگئی ہے چنانچہ آپؑ نے بڑے جلالی رنگ میں یہ اعلان فرمایا کہ:

’’خداوند کریم جلّ شانہ‘ نے اپنے الہام وکلام کے ذریعہ سے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ مسیح ابن مریم کے نام پر آنیوالا تُو ہی ہے۔اور مجھ پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے وہ دلائل یقینیہ کھول دئے گئے ہیں جن سے بتمام یقین وقطع حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کا فوت ہو جانا ثابت ہوتا ہے‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔صفحہ ۲۳۲)

اور جہاں تک امت محمدیہ میں ’’مہدی‘‘ کے نام سے ظاہر ہونے والے ایک موعود کے بارے میں پیشگوئیوں کا تعلق تھا تو ان کی آپ نے یہ تصریح فرمائی کہ احادیث متواترہ صحیحہ کے مطابق امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔یعنی مہدی، مسیح موعود سے جدا کوئی اور شخص نہ ہوگا۔چنانچہ آپ نے اپنی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں نہایت واضح طور پر تحریر فرمایا کہ

’’جو شخص عیسیٰ کے نام پر احادیث میں لکھا گیا ہے، اپنے وقت کا وہی مہدی اور امام ہے......ظاہر ہے کہ امام وقت ایک ہی ہوا کرتا ہے‘‘

(’’ازالہ اوہام‘‘، روحانی خزائن، جلد ۳۔صفحہ ۴۰۶)

چنانچہ آپ نے اپنے اس موقف کی تائید میں ''سنن ابن ماجه'' کی ایک حدیث کے یہ الفاظ پیش فرمائے: **لَا الْمَهْدِیْ اِلَّا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَم** [ا] یعنی یہ کہ مسیح موعود اور مہدی دونوں ایک ہی شخص ہیں، اور واضح طور پر فرمایا کہ مسیح موعود کے ظاہر ہونے کے ساتھ امام مہدی کے ظہور کی ساری پیشگوئیاں خود بخود پوری ہوگئی ہیں۔

اب ہر چند کہ آپ کا یہ دعویٰ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کے عین مطابق تھا آپ کے خلاف چاروں طرف سے مخالفت کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ تاہم آہستہ آہستہ مسلمانوں پر آپ کے دعویٰ کی حقیقت کھلنے لگی اور وہ آپ پر ایمان لانے اور آپ کے سلسلۂ بیعت میں شامل ہونے لگے۔ چنانچہ ان تمام الہامات اور پیشگوئیوں کو جو آپ کے عالمی شہرت پانے اور مخلصین کی ایک بہت بڑی جماعت ملنے کے بارے میں بیس پچیس برس پہلے آپ کو مل چکی تھیں اور جو **براهین احمدیه** میں شائع ہو چکی تھیں ان میں سے ایک ایک کو آپ نے اپنی صداقت اور اپنے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں پیش فرمایا اور دنیا والوں سے پوچھا کہ کیا ایسی باتیں پورا کرنے پر انسان خود اپنی عقل اور طاقت سے قادر ہو سکتا ہے۔ منجملہ ان الہامات کے ایک الہام وہ بھی تھا جس کا عنوان زیر بحث میں ذکر آیا ہے اور جس کے الفاظ حسب ذیل تھے:

'کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ'

یعنی

'پہلے ایک بیج ہوگا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا۔ پھر موٹا ہوگا۔ پھر اپنی ساقوں پر قائم ہوگا'

(بحوالہ ''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد۱۔ صفحہ ۶۱۳۔ حاشیہ در حاشیہ)

پھر جب آپ کا قائم کردہ سلسلہ باوجود ہزارہا مخالفتوں کے پھیلنے اور ترقی کرنے لگا تو آپ نے اس الہام کے حوالے سے خاص طور پر فرمایا:

''اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کس قدر صفائی سے پوری ہوئی اور باوجود سخت مخالفوں کی سخت مزاحمتوں کے یہ سلسلہ ایک عظیم بزرگی کے ساتھ قائم ہوگیا اور جیسا کہ پیشگوئی کا منشاء

[ا] یہ حدیث **صحاح ستہ** کی کتاب ''سنن ابن ماجه''، مصری، میں باب **شدۃ الزمان** کے صفحہ ۲۵۷ پر بیان ہوئی ہے۔

تھا اس تخم کی بہت سی شاخیں نکل آئیں اور پنجاب اور ہندوستان میں پھیل گئیں اور پھیلتی جاتی ہیں''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۰۸)

پھر جب آپ کی جماعت چند سالوں بعد اَور زیادہ ترقی کر گئی تو دوبارہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اس کے نشوونما کے بارہ میں آج سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی۔ ایسے وقت میں کہ نہ اُس وقت جماعت تھی اور نہ کسی کو مجھ سے تعلقِ بیعت تھا بلکہ کوئی ان میں سے میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم نے یہ جماعت پیدا کر دی جو اَب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح تھا، جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا۔ پھر مَیں ایک مدت تک مخفی رہا۔ پھر میرا ظہور ہوا اور بہت سی شاخوں نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔ سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی'

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۴۱)

☆ ☆ ☆

آٹھویں آسمانی خبر

''بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد''

دین محمدی کی شان بڑھانے والے دنوں کی آمد کی پیشگوئی

اب آپ کا براھین احمدیہ کے زمانے کا ایک اَور الہام پیش کیا جاتا ہے جو آپ کے بطور مامورِ زمانہ روشن مستقبل کی ضمانت دے رہا تھا۔ یہ خوشخبری آپ کو مندرجہ ذیل الہامی الفاظ میں ملی:

''بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد''

یعنی

''اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آ گیا اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاوینگے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۱۱)

یہ الہام جو آپ کے ذریعے اسلام اور امت محمدیہ کو نصیب ہونے والے ایک شاندار مستقبل کی نشاندہی کر رہا تھا اس کے مطابق جب آپ کو وہ عالمی شہرت حاصل ہونے لگی جس کا خدا نے اس الہام میں وعدہ فرمایا تھا اور آپ کے ہاتھ پر کثرت سے ایسے نشان ظاہر ہونے شروع ہو گئے جو اسلام کے ایک زندہ مذہب ہونے پر دلالت کرتے تھے تو جہاں آپ نے ان جملہ نشانات کو اسلام کی صداقت اور عظمت کی دلیل قرار دیتے ہوئے دنیا کو اس کی نظیر پیش کرنے کیلئے للکارا وہاں مذکورہ بالا پیش خبری کو بھی خدا کی طرف سے دیئے گئے ایک بہت بڑے نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''اُس زمانہ کو پچیس (۲۵) برس سے بھی زیادہ گذر گیا جب یہ پیشگوئی خدائے عزّ وجلّ کی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ تیرے اقبال کے دن آنے والے ہیں جو دین محمدی کی شان اور عزت کو بڑھائیں گے۔ اور اُس زمانہ میں جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں مَیں ایک زاوہ گمنامی میں مستور و محجوب تھا۔ اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا۔ اور نہ کسی کو توقع تھی کہ مجھے یہ مرتبہ ملے گا۔ بلکہ مَیں خود اِس آئندہ شان وشوکت سے محض بے خبر تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مَیں کچھ بھی نہ تھا۔ بعد میں خدا نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چن لیا۔ مَیں گمنام تھا مجھے شہرت

دی اور اِس قدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے۔ اور میں نادان تھا مجھے اپنی طرف سے علم دیا۔ اور مَیں کوئی مالی وسعت نہیں رکھتا تھا اُس نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کیں۔ اور مَیں اکیلا تھا اُس نے کئی لاکھ انسانوں کو میرے تابع کر دیا ''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۴۷)

دراصل جیسا کہ پچھلے صفحات میں بتایا جا چکا ہے آپ ایسے وقت میں مبعوث ہوئے تھے جب سارے ہندوستان میں عیسائیت کا طوطی بول رہا تھا۔ اور عیسائی پادری ایک عاجز بندے کی جھوٹی خدائی کا ڈھنڈھورا پیٹ کر تمام ہندوستان پر مسیحیت کا جھنڈا لہرانے کے سہانے خواب دیکھ رہے تھے۔ مسلمان ان کا خاص طور پر نشانہ تھے۔ چنانچہ عیسائی پادری حضرت مسیحؑ کے خیالی معجزات اور فرضی معصومیت کو تمام دوسرے انبیاء پر وجہ فضیلت قرار دے کر اور اس طرح مسیحیت کی اسلام پر برتری ثابت کر کے مسلمانوں کو مرعوب کر رہے تھے۔ اُس وقت آپؑ ہی تھے جو عیسائیوں کی اِس یلغار کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے اور جنہوں نے عیسوی عقائد کا کچا چٹھا ان کے سامنے رکھتے ہوئے انہیں اپنے مقابل پر آنے کی دعوت دی۔ پھر ایک جری پہلوان کے طور پر انہیں للکارتے ہوئے فرمایا:

''مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کیلئے میری طرف منہ کرے تو خدا اسکو سخت ذلیل کرے گا اور اُس عذاب میں مبتلا کرے گا جس کی نظیر نہیں ہوگی۔ اور اُس کو طاقت نہیں ہوگی کہ جو کچھ مَیں دکھلاتا ہوں وہ اپنے فرضی خدا کی طاقت اور قوت سے دکھلا سکے۔......پس کیا روئے زمین میں مشرق سے لے کر مغرب کی انتہا تک کوئی پادری ہے جو خدائی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے؟''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۳۴۹)

یہ چیلنج دراصل آپ نے اسی بشارت سماوی کی عملی تعبیر میں دیا تھا جس کا عنوان میں ذکر آیا ہے۔ اور جب آپ کے اس اعلان کو سن کر سارے پادری دم دبا کر بھاگ گئے تو آپ نے ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح فرمایا:

''ہم نے میدان فتح کر لیا ہے۔ کسی کی مجال نہیں جو ہمارے مقابل پر آوے۔ پس یہ وہی

بات ہے جو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس برس پہلے بطور پیشگوئی فرمائی ہے:

'بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم اوفتاد'

بخدا کہ ہم محمدی آج بلند مینار پر ہیں اور ہر ایک شخص ہمارے پیروں کے نیچے ہے"

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ۳۴۹)

☆ ☆ ☆

نویں آسمانی خبر

''نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ''

اب **براھین احمدیه** کے زمانے کا آپ کا ایک اَور الہام پیش کیا جاتا ہے جس کی تعبیر بھی آپ کے ماموریت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد ظاہر ہوئی۔ وہ الہام مندرجہ ذیل الفاظ میں تھا:

نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ

یعنی 'تجھے مخالفین پر رعب عطا کیا گیا ہے'

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول۔صفحہ۵۸۳۔حاشیہ در حاشیہ)

اوپر کے واقعہ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ ایسے وقت میں مبعوث ہوئے تھے جب سارے ہندوستان میں عیسائیت کا طوطی بول رہا تھا اور عیسائیت کے علمبردار برصغیر کے اس وسیع و عریض ملک کو لقمۂ تر سمجھتے ہوئے اسے ہڑپ کرنے کیلئے تیار بیٹھے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ اپنے زعم باطل میں اسلام کے روحانی مراکز، مکہ اور مدینہ، پر کمندیں ڈالنے کے سہانے خواب دیکھ رہے تھے۔ اس ضمن میں ایک بہت بڑے امریکی عیسائی پادری ڈاکٹر جان ہنری بیروز [۱] کے لیکچر کا وہ اقتباس پیش کیا جاتا ہے جو اس نے اُس وقت تک حاصل ہونے والی عیسائی فتوحات پر فخر کرتے ہوئے ہندوستان میں دیا تھا۔ وہ کہتا ہے:

....

(Dr. John Henry Barrows, President of the World's First [۱]
Parliamnet of Religions

’’اب مَیں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں جس کے نتیجے میں صلیب کی چمکار ایک طرف لبنان پر جلوہ افروز ہے تو دوسری طرف کوہ فارس کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی ضیاء پاشیوں سے منور ہو رہا ہے۔ یہ صورت حال اُس آنے والے انقلاب کا پیش خیمہ ہے کہ جب قاہرہ، دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے اور صلیب کی چمکار صحرائے عرب کو چیرتی ہوئی مکہ اور مدینہ تک پہنچ جائے گی۔ اُس وقت خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ساتھ مکہ کے شہر اور خاص طور پر کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا اور بالآخر وہاں حق وصداقت کی منادی ہوگی‘‘ (انگریزی سے ترجمہ)[۲]

عالم اسلام کے خلاف عیسائی پادریوں کے ان منصوبوں کے سامنے جس طرح حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے بند باندھا اور ایک کامیاب دفاعی جنگ لڑتے ہوئے عیسائی منادوں کے دانت کھٹے کئے، وہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کا اعتراف اُس وقت کے غیرت مند مسلمانوں نے باوجود اختلافِ عقیدہ کے کیا اور بڑے واشگاف الفاظ میں کِیا۔ (ان میں سے بعض نمونے اسی جلد کے باب ششم میں صفحہ ۳۳۵ تا ۳۴۷ پر دیئے جا چکے ہیں)

اس کامیاب دفاعی جنگ کے نتیجہ میں نہ صرف عیسائیوں کے اسلام پر کئے جانے والے جارحانہ حملے رُک گئے بلکہ صورت حال یکسر بدل گئی۔ یعنی کجا یہ کہ عیسائی مناد للکار للکار کر اہل اسلام کو اپنے سامنے آنے کے لئے پکار رہے تھے، صورت یہ پیدا ہوئی کہ اگر انہیں معلوم ہو جاتا کہ مقابل پر احمدی ہے تو وہ بحث کرنے سے ہی انکار کر دیتے۔ یہ اسی الٰہی رعب کا نتیجہ تھا جس کی خبر اسلام کے خدا نے پہلے ہی حضرت کاسر الصلیب علیہ السلام کو دے دی تھی۔ اس کا اظہار آپؑ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا:

’’خدا تعالیٰ نے وہ رعب مجھے بخشا ہے کہ کوئی پادری میرے مقابل پر نہیں آ سکتا۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ وہ لوگ بازاروں میں چلّا چلّا کر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں اور یا خدا تعالیٰ نے ایسا اُن پر رعب ڈالا کہ اِس طرف منہ نہیں کرتے۔ گویا وہ سب اس جہان سے رخصت ہو گئے‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ ۳۴۸۔۹)

[۲] بحوالہ ’’مجموعہ تقریرات‘‘ از ڈاکٹر جان ہنری بیروز، مطبوعہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۴۱ تا ۴۲۔

اب عملاً میدان کا سر الصلیب کا آسمانی خطاب پانے والے اس محمدی سپہ سالار اور اس کے غلاموں کے ہاتھ میں تھا۔ چنانچہ یہ ایک خوشگوار حقیقت ہے کہ مسیحی مناد جو عیسائیت کے جھنڈے گاڑنے کا عزم باطل لے کر ہندوستان میں پہنچے تھے، یا تو مقابلہ پر آنے سے کلیۃً گریز کر گئے اور یا عبرتناک شکست کھا کر پسپا ہوئے۔ اس سلسلے میں یہاں لاہور کے بشپ جان الفرڈ لیفرائے کا قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ بشپ جو عبرانی، عربی اور فارسی کے علاوہ بڑی روانی سے اردو بھی بول سکتا تھا جب بیسویں صدی کے اوائل میں 'بشپ آف لاہور' کے منصب پر فائز ہو کر ہندوستان پہنچا تو اس نے آتے ہی اسلام کے خلاف لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنے ان لیکچروں میں یسوع مسیح کی معصومیت کا کچھ ایسے انداز میں ڈھنڈھورا پیٹا کہ جن مسلمانوں نے بھی سنا وہ لاجواب ہو کر رہ گئے۔ اپنی اس ابتدائی کامیابی کو دیکھ کر وہ اپنے ہر لیکچر میں اعلان کر دیتا کہ اس کا اگلا لیکچر فلاں موضوع پر ہوگا اور یہ کہ اس لیکچر میں مسلمان اس کے خاص طور پر مخاطب ہونگے۔ چنانچہ ایک ایسے ہی موقع پر اس نے ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کا دن مقرر کر کے اس میں مسلمانوں کو خاص طور پر شریک ہونے کی دعوت دی۔ مگر عملاً کیا ہوا یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے جس کی روئیداد ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

بشپ موصوف نے اپنے پہلے لیکچروں میں ''معصومیت مسیح'' اور ''فضیلیت مسیح'' کا کچھ ایسے انداز میں ذکر کیا کہ مسلمان علماء اس کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر اپنے لوگوں سے کہنے لگے کہ وہ اس کے لیکچروں میں جایا ہی نہ کریں۔ تاہم حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اسے اپنے مقابل پر آنے کے لئے للکارا اور مناظرہ کی دعوت دیتے ہوئے اسے لکھا کہ

'اگر آپ واقعہ میں سنجیدہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ حق ظاہر ہو تو آپ مسلمانوں کے ساتھ اس موضوع پر پبلک مباحثہ کرنے کیلئے تیار ہو جائیں کہ یسوع مسیح اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، دونوں میں سے کونسا نبی علمی، اخلاقی، عملی، ایمانی، عرفانی اور علم لدنی کے اعتبار سے افضل اور برتر ہے۔ یعنی صرف ارتکاب معصیت سے محفوظ رہنا ہی موجب فضیلت نہ قرار دیا جائے بلکہ کسبِ خیر کے نقطہ نظر سے بھی دیکھا جائے کہ دونوں میں سے کس نبی میں کیا کیا نیکیاں پائی جاتی تھیں اور کون کونسے اخلاقی کمالات ان سے ظہور میں آئے'

(خلاصہ اشتہار مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء۔ نیز ''تاریخ احمدیت'' جلد دوم۔ صفحہ ۳۔۹۲)

آپ کے اس اشتہار کی مطبوعہ کاپیاں بشپ موصوف کے ۲۵ مئی والے لیکچر کے دن بڑی کثرت سے لوگوں میں تقسیم کی گئیں۔ چونکہ اس نے مسلمانوں کو خاص طور پر دعوت دی تھی لہٰذا مسلمان بڑی کثرت سے اس کا یہ لیکچر سننے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ اب وہ انتظار کرنے لگے کہ وہ (بشپ لیفرائے) اس دعوت مقابلہ کا کیا جواب دیتا ہے۔ مگر وہ یہ دیکھ کر سخت حیران ہوئے کہ اس نے اپنے تمام لیکچر کے دوران اس اشتہار میں اٹھائے گئے نکات کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ کہا۔ اور جب لیکچر کے اختتام پر مسلمانوں نے اسے اس پر تبصرہ کرنے کو کہا تو وہ کوئی جواب دیئے بغیر صرف یہ کہکر پنڈال سے چلا گیا کہ ان نکات کا اسے پہلی بار علم ہوا ہے۔

اس کے بعد اس پر ایسا رعب پڑا کہ اس نے بالکل چپ سادھ لی۔ اس پر مسلمانوں نے اسے خط پر خط لکھنے شروع کر دیئے۔ مگر اردو اور انگریزی اخبارات کے بار بار اکسانے اور غیرت دلانے کے باوجود اس نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے مقابل پر آنے کی جرأت نہ کی۔

ذیل میں الہ آباد سے نکلنے والے ایک انگریزی اخبار کی اس سے خط و کتابت اور اس کے جواب میں اس کے پیش کردہ عذر ہائے لنگ کی کیفیت بیان کی جاتی ہے۔

اخبار مذکور نے پہلے تو اسے یہ لکھا کہ

’جس کثرت سے یہ خطوط آرہے ہیں اس سے مسلمانوں کی مجوزہ مباحثہ سے بے انتہا دلچسپی اور خواہش کا پتہ لگتا ہے‘

مگر بشپ موصوف بدستور خاموش رہا۔ پھر اخبار کے مزید غیرت دلانے پر اس نے شملہ سے ۱۲ر جون ۱۹۰۰ء کو اس مضمون کا ایک مراسلہ بھیجا کہ وہ (حضرت) مرزا صاحب کا یہ چیلنج اس لئے قبول نہیں کر سکتا کہ

’مرزا صاحب (یعنی حضرت بانیٔ سلسلہؑ۔ناقل) اپنے آپ کو مسیح کہتے ہیں اور یہ وہ مقدس نام ہے جس کی طرف ہم عیسائی اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اور مرزا صاحب اس نام کو اپنے لئے استعمال کر کے اس نام کی ہتک اور ہماری دلآزاری کا موجب ہوئے ہیں۔ لہٰذا کیونکر ممکن ہے کہ مَیں ایسے شخص سے دوستانہ رنگ میں ملوں یا ان سے گفتگو کیلئے تیار ہو جاؤں‘؟

(خلاصہ از ’’تاریخ احمدیت‘‘ جلد دوم۔ صفحہ ۹۶۔۹۵)

اس عذر لنگ کا معقولیت سے بعید ہونا ظاہر و باہر تھا۔ چنانچہ اخبار مذکور نے اس جواب پر بشپ

موصوف کو آڑے ہاتھوں لیا اور جواباً لکھا کہ

ا۔آپ نے اس بنا پر (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب کے ساتھ مباحثہ کرنے سے معذوری ظاہر کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اُس نام سے پکارتے ہیں جسے عیسائی اپنا خدا سمجھتے ہیں۔تاہم یہ وجہ انجیلی تعلیم کے خلاف ہے کیونکہ وہ کہتی ہے اپنے دشمن سے بھی پیار کرو۔

۲۔(حضرت) مرزا صاحب نے قطعاً اپنے آپ کو وہ مسیح قرار نہیں دیا جسے آپ اپنا ربّ یا خدا سمجھتے ہیں۔وہ تو اپنے آپ کو ان کا مثیل کہتے ہیں اسی طرح جیسے یوحنا (یحیٰی) نبی نے کہا تھا کہ میں ایلیا نبی کا مثیل ہوں۔اگر اس سے ایلیا نبی کی تحقیر نہیں ہوئی تو حضرت یسوع مسیح کی کیسے تحقیر ہوگئی؟

۳۔تمام مسلمان بشمول حضرت مرزا صاحب حضرت مسیحؑ کو ایک بزرگ اور سچا نبی سمجھتے ہیں۔جبکہ کروڑہا لوگ دنیا میں ایسے بھی ہیں جو انہیں نبی تو کجا، ایک سچا انسان بھی نہیں سمجھتے۔تو کیا یہ درست ہوگا کہ عیسائی ان سب سے نفرت کرنے لگ جائیں اور ان سے بات کرنا بھی گوارا نہ کریں؟ (خلاصہ)

یہ تبصرہ اخبار مذکور کے ۱۲؍جولائی کے پرچہ میں شائع ہوا۔اس کے جواب میں بشپ موصوف نے صرف اتنا لکھا کہ

'مَیں اس سے قبل جو جواب دے چکا ہوں اس میں مزید کسی قسم کی ترمیم یا اضافہ کی ضرورت نہیں سمجھتا'

مگر باوجود اس کے کہ دو اَور انگریزی اخبارات، ''دی انڈین ٹیلیگراف'' اور ''دی سپیکٹیٹر'' نے بشپ لیفرائے کو نہایت غیرت دلانے والے الفاظ میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کا یہ نہایت معقولیت پر مبنی چیلنج قبول کرنے کیلئے کہا، بشپ موصوف ٹس سے مس نہ ہوا۔تاہم اس تمام کاروائی کا ایک یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ بشپ لیفرائے کو پھر کبھی پبلک میں آنے اور مسلمانوں کو للکارنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ کی یہی دولت حضرت کاسر صلیب کی قوت قدسیہ کی بدولت آپ کے غلاموں کو بھی نصیب ہوئی۔چنانچہ نہ صرف علمی لحاظ سے آپ کے متبعین کو اپنے مخالفین پر رعب عطا ہوا اور وہ (مخالفین) ہر ایسے مدمقابل کا سامنا کرنے سے کترانے لگے جس کے متعلق انہیں

معلوم ہو جاتا کہ وہ احمدی ہے (اس قسم کے متعدد واقعات خاکسار کی تالیف 'درویشان احمدیت' جلد دوم میں دیکھے جا سکتے ہیں) بلکہ اسی رعب کے نتیجہ میں کئی بار ایسا بھی ہوا کہ دشمنان کے وہ منصوبے بھی ناکام ہو گئے جو انہوں نے احمدیوں کو ایذا پہنچانے کے لئے تیار کئے تھے۔ چنانچہ اگلے صفحات میں دو واقعات بطور مثال بیان کئے جاتے ہیں جو بتاتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈال کر دو غلامان احمد کی جانوں کو محفوظ رکھا:

پہلا واقعہ
''ایک مسلح سوار''

پہلا واقعہ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے ایک مرید، حضرت حاجی محمد الدین صاحب تہالویؓ، کا ہے۔ آپ ان خوش بخت افراد میں سے تھے جنہیں ۱۹۰۳ء کے سفر جہلم کے دوران حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ جب اپنے وطن واپس لوٹے تو آپکے علاقے کے لوگ آپ کے سخت مخالف ہو گئے اور آپ کو قتل کی دھمکیاں دینے لگے۔ جب آپ نے اس قسم کی دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور ثابت قدمی کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے تو ان لوگوں نے ایک دن آپ کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ چنانچہ آپ کی نواسی محترمہ صائمہ مریم صاحبہ (حال مقیم امریکہ) تحریر فرماتی ہیں:

> ''ایک بار قریبی بارہ دیہات سے لوگ اس نیت سے اکٹھے ہو گئے کہ آپ کو قتل کر دیں۔ آپ نے ان سے کہا کہ اگر مارنے ہی آئے ہو تو میں دو نفل پڑھ کر دعا کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آپ قریبی مسجد میں چلے گئے۔ وہاں دعا میں ایسے مشغول ہوئے کہ آپ کو وقت گزرنے کا احساس تک نہ رہا۔ باہر لوگوں نے سمجھا کہ آپ ڈر گئے ہیں۔ جب کافی دیر کے بعد آپ باہر نکلے تو ایک گھوڑ سوار آتا دکھائی دیا۔ اس نے للکار کر کہا کہ 'اس شخص کو کوئی ہاتھ تک نہ لگائے'۔ وہ شخص اتنا بارُعب معلوم ہوتا تھا کہ مجمع یہ سنتے ہی منتشر ہو گیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی جان محفوظ رہی''

آپ کی نواسی مزید تحریر کرتی ہیں کہ آپ بتایا کرتے تھے کہ مَیں اس کے بعد کئی بار دیہات میں گیا

ہوں لیکن میں نے اس شخص کو جو گھوڑے پر سوار ہو کر آیا تھا دوبارہ نہیں دیکھا۔

(ملخص از الفضل انٹرنیشنل، لندن، مورخہ ۶ /اپریل ۲۰۰۱ء)

دوسرا واقعہ
’’تیس مسلح سوار‘‘

دوسرا واقعہ احمدیت کے ایک اَور فدائی، چودھری محمد شریف صاحب نوشہروی مرحوم، سے تعلق رکھتا ہے۔ ’’درویشان احمدیت‘‘ جلد اوّل میں ان کے قبول احمدیت کی خودنوشت داستان میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد کس طرح وہ ایک خواب کی بنا پر احمدی ہو کر ربوہ چلے گئے۔ جب ربوہ میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد وہ واپس اپنے گاؤں آئے تو کہتے ہیں، میرے ’مرزائی‘ ہونے کی کافی تشہیر ہو چکی تھی اور لوگ مجھے واپس اپنے ’’دین‘‘ میں لانے کی تجویزیں کرنے لگے۔ تاہم جب ان کی یہ ساری تدبیریں رائیگاں گئیں تو فرماتے ہیں، ایک رات مجھے یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بھائی کو نزدیکی گاؤں میں بھیجا کہ وہاں جا کر آپ کے ایک اَور عزیز کو بُلا لائے۔ فرماتے ہیں:

’’اس پر میرا بھائی گیا اور راتوں رات اس عزیز کو ساتھ لے کر واپس پہنچ گیا۔ دوسری طرف گاؤں والوں نے اس راستہ پر جو میرے گھر کو جاتا تھا ایک آدمی بٹھا دیا تا انہیں معلوم ہو جائے کہ کتنے لوگ میری مدد کے لئے آئے ہیں۔ اس آدمی نے رپورٹ دی کہ تیس مسلح آدمی میرے گھر آئے ہیں‘‘

فرماتے ہیں کہ وقت اسی طرح گذرتا چلا گیا اور کوئی بدمزگی پیدا نہ ہوئی، یہاں تک کہ میں خود ہی حالات کی تنگی کی وجہ سے گاؤں چھوڑ کر محمود آباد اسٹیٹ (واقع سندھ) میں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یاوری فرمائی اور وہاں پہنچ کر میری مالی حالت اچھی ہو گئی۔ تاہم تیس مسلح آدمیوں کی رپورٹ جو میرے گاؤں کے لوگوں کو ان کے جاسوسی پر مقرر کردہ آدمی نے پہنچائی تھی، میرے لئے عقدۂ لاینحل بنی رہی یعنی یہ کہ وہ کون لوگ تھے، کب اور کیسے آئے تھے اور کس کے کہنے پر آئے تھے۔ حتیٰ کہ آپ فرماتے ہیں:

’’کچھ عرصہ بعد جب مَیں گاؤں گیا تو اس شخص سے جس کو گاؤں والوں نے میری نگرانی

کے لئے راستہ میں بٹھایا تھا میں نے پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ، اس رات کتنے آدمی میرے گھر آئے تھے۔ وہ کہنے لگا، تیس آدمی قطار میں بندوقیں کندھوں سے لگا کر آرہے تھے، مَیں نے گنتی کی تھی۔ آگے آگے آپ کا بھائی جارہا تھا۔ میں نے کہا: 'خدا کی قسم! اُس دن میرے پاس صرف میرا ایک بھائی اور ایک عزیز آیا تھا'۔ اس کی یہ بات سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میرے رب کی طرف سے غیبی امداد تھی''

تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کے دلوں میں رعب پیدا کر کے آپ کی جان کو سلامت رکھا۔

(ملخص از الفضل انٹرنیشنل، لندن، مورخہ ۱۰ مئی ۲۰۰۲ء)

☆ ☆ ☆

دسویں آسمانی خبر

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الکَوْثَرَ. ثُلَّۃٌ مِّنَ الاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الآخِرِیْنَ

براھین احمدیہ ہی کے زمانے میں ایک بہت بڑی جماعت ملنے کی آسمانی خبر آپ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بھی ملی:

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الکَوْثَرَ. ثُلَّۃٌ مِّنَ الاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الآخِرِیْنَ

ان کلمات کا آپ نے مندرجہ ذیل تشریحی ترجمہ فرمایا:

'ہم ایک کثیر جماعت تجھے عطا کریں گے۔ اوّل۔ ایک پہلا گروہ جو آفات کے نزول سے پہلے ایمان لائیں گے۔ دوم۔ دوسرا گروہ جو قہری نشانوں کے بعد ایمان لائیں گے'

چنانچہ ماموریت کے مقام پر کھڑا ہونے کے بعد جب آپ کے گرد مخلصین کی ایک بہت بڑی جماعت جمع ہوگئی اور ہر قسم کی مخالفت کے باوجود آہستہ آہستہ بڑھنے اور ترقی کرنے لگی بالخصوص طاعون کے دنوں میں لوگ اس کثرت سے آپ کی جماعت میں شامل ہوئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے جماعت کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی، تو پچیس برس پہلے خدا کی طرف سے ملنے والی اسی پیشگوئی کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ جس قدر **براھین احمدیه** میں پیشگوئیاں ہیں اُن پر پچیس برس گذر گئے ہیں۔اور وہ اس زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں جبکہ میرے ساتھ ایک انسان بھی نہ تھا۔اگر یہ بیان غلط ہے تو گویا میرا تمام دعویٰ باطل ہے۔پس واضح ہو کہ یہ پیشگوئی بھی **براھین احمدیه** میں درج ہے جو اس تنہائی اور بے کسی کے زمانہ میں ایک ایسے زمانہ کی خبر دیتی ہے جبکہ ہزار ہا آدمی میری بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔سو اِس زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔غیب کی خبر دینا بجز خدا کے کسی کی طاقت میں نہیں۔علم غیب خاصہ خدا کا ہے''

(''حقیقۃ الوحیٰ''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ۲۷۱)

تاہم اپنی کتاب ''**براھین احمدیه** حصہ پنجم'' میں آپؑ نے اس الہامی بشارت: **ثُلَّةٌ مِّنَ الاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الآخِرِيْن** کی ایک اَور لطیف تشریح بھی فرمائی ہے جو مسلمانوں کے علاوہ غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کے آپ کے ذریعہ اسلام میں داخل ہونے والوں کے حوالے سے ہے۔چنانچہ پیشگوئی کے الفاظ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں عربی زبان میں اس پیشگوئی کے یہ لفظ ہیں جو وحی الٰہی نے میرے پر ظاہر کئے جو براہین احمدیہ حصص سابقہ میں آج سے پچیس برس پہلے شائع ہو چکے ہیں **ثُلَّةٌ مِّنَ الاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الآخِرِيْن**. یعنی اِس سلسلہ میں داخل ہونے والے دو فریق ہونگے۔ایک پرانے مسلمان جن کا نام ''اَوّلین'' رکھا گیا جو اب تک تین لاکھ کے قریب اِس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔اور دوسرے نئے مسلمان جو دوسری قوموں میں سے اسلام میں داخل ہونگے یعنی ہندوؤں اور سکھوں اور یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں میں سے۔اور وہ بھی ایک گروہ اس سلسلہ میں داخل ہو چکا ہے''

چنانچہ آپ نے ہندوؤں اور یورپ کے عیسائیوں میں سے بعض کے نام بھی لئے جو اُس وقت تک آپ کے سلسلہ میں داخل ہو چکے تھے اور فرمایا کہ یہ وہ خوش بخت افراد ہیں جو آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے اس پیشگوئی کا مصداق بنے ہیں۔مثلاً ہندوؤں میں سے شیخ عبدالرحیم صاحب، شیخ فضل حق صاحب اور شیخ (ڈاکٹر) عبداللہ صاحب، سابق دیوان چند، کا نام لیا۔اسی طرح نیویارک کے

رہنے والے ایک شخص ،ایف ۔ایل ۔انڈرسن کے بارے میں بتایا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے چٹھی لکھ کر اپنا نام اس جماعت میں داخل کرایا ہے۔اسی طرح فلاڈلفیا کے ایک ڈاکٹر بیکر (اے۔جارج۔بیکر) اور ایک عورت کے بارے میں تحریر فرمایا کہ انہوں نے میری تصویر دیکھ کر لکھا ہے کہ آپ کی تصویر بالکل مسیح کی تصویر معلوم ہوتی ہے۔

(''براہین احمدیہ''، جلد پنجم ،روحانی خزائن، جلد۲۱۔صفحہ ۸۔۱۰۶)

گویا آپ کے اس الہام میں بیج کے طور پر یہ پیشگوئی پہلے ہی سے موجود ہے کہ آپ کے ہاتھ پر دنیا کی دوسری قومیں بھی اسلام میں داخل ہونگی ۔ بالفاظ دیگر آپ کے ذریعہ ایک عالمگیر اسلامی اخوت کا قیام عمل میں آنے کے بارے میں پہلے ہی سے خوشخبری آپ کو مل چکی تھی ۔گویا خدا تعالیٰ نے اسلام کو آئندہ حاصل ہونے والی ترقیات کا ایک تصویری نقشہ آپ کو اپنی زندگی میں ہی دکھا دیا تھا۔چنانچہ آپ نے آنحضرت ﷺ کی حدیث طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا کی تشریح میں فرمایا :

''طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر وضلالت میں ہیں آفتاب ہدایت سے منوّر کیئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملیگا''

(''ازالہ اوہام''۔روحانی خزائن جلد۳۔صفحہ ۷۔۳۷۶)

آپ اپنی اِس رؤیاء کی تفصیل اور تعبیر بیان کرتے ہوئے آگے فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور انکے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ مَیں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائینگے''

(''ازالہ اوہام''، روحانی خزائن جلد۳۔صفحہ ۳۷۷)

اس رؤیاء کے حوالے سے آپ جو یہ مژدہ سنا رہے ہیں کہ 'اگر چہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائینگے'، تو ناظرین کی ضیافت طبع اور ایمانی حلاوت کی خاطر ایک ایسا واقعہ بیان کِیا جاتا ہے جو اس کی عملی تعبیر میں رونما ہوا اور جس نے اس آسمانی خبر میں حقیقت کا رنگ بھر کر اس کی عظمت کو دوبالا کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل جیسا کہ انگلستان کے سابق امام مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب نے بیان فرمائی ہے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب آپ ۱۹۵۹ء میں نئے نئے مبلغِ اسلام بن کر بطور نائب امام مسجد فضل لندن انگلستان پہنچے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

''جب خاکسار ۱۹۵۹ء میں انگلستان پہنچا تو مَیں نے دیکھا کہ ہائیڈ پارک میں سب سے زیادہ ہجوم مسٹر Webster کی تقریر کے وقت ہوتا ہے۔ لوگ انکی تقریر کو بڑے غور سے سنتے اور انکے طرز کلام کو بہت پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ مَیں بھی ان کی تقریریں سننے اور گاہے گاہے ان سے اسلام کے بارے میں سوالات بھی کرنے لگا۔ ایک دن مَیں اپنے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' [ا] کا انگریزی ترجمہ ''The Teachings of Islam'' لے گیا۔ جونہی انہوں نے تقریر ختم کی اور مجمع منتشر ہونے لگا، مَیں نے انہیں بطور ''احمدیہ مسلم مشنری'' اپنا تعارف کراتے ہوئے اس کتاب کی ایک کاپی پیش کی۔ مسٹر Webster نے شکریہ کے ساتھ وہ کتاب لے لی اور پڑھنے کا وعدہ کیا''

آگے فرماتے ہیں:

''اگلے ہفتہ جب مَیں ان کی تقریر سننے کے لئے مجمع میں کھڑا تھا تو مسٹر Webster نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے تقریر کے بعد رُک جانے کیلئے کہا۔ جب انکی تقریر ختم ہوئی تو وہ مجھ سے کہنے لگے کہ چلئے، کسی ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم

[ا] یہ حضرت بانیٔ سلسلہ کا وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے جو ۱۸۹۶ء میں لاہور میں منعقد ہونے والی مذاہب کانفرنس میں پڑھا گیا۔ اس کے بارے میں آپ کو الہاماً بشارت ملی تھی کہ یہ اُس کانفرنس میں پڑھے جانے والے دیگر سب مضامین پر غالب رہے گا۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں صفحہ ۲۸۶ تا ۲۹۶، زیر عنوان ''مضمون بالا رہا'')

دونوں ایک نزدیکی ریسٹورنٹ میں چلے گئے۔ وہاں مسٹر Webster مجھ سے پوچھنے لگے، اس کتاب کا مصنف کون ہے؟ جب مَیں نے انہیں تفصیل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف کرایا تو وہ کہنے لگے، مَیں اس کتاب کو دورانِ ہفتہ دو مرتبہ پڑھ چکا ہوں۔ یہ ایک عظیم کتاب ہے اور علم کا خزانہ ہے''

اس سے اگلے ہفتہ جب آپ (یعنی امام بشیر احمد رفیق صاحب) ان کی تقریر سننے کے لئے دوبارہ گئے تو بتاتے ہیں کہ خدا کی تقدیر اپنا ایک عجیب کرشمہ دکھا چکی تھی۔ اُس کرشمۂ قدرت کی روئیداد بتاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''انہوں نے پھر مجھے اشارے سے رُک جانے کیلئے کہا۔ ہم پھر ایک نزدیکی ریسٹورانٹ میں چلے گئے۔ اِس دفعہ انکے ہمراہ دو تین آدمی اَور بھی تھے۔ ان کی موجودگی میں انہوں نے مجھے بتایا کہ اس ہفتہ دو مرتبہ مجھے حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) خواب میں ملے ہی ہیں اور فرمایا ہے، 'تمہیں اسلام قبول کرنے میں کیا ہچکچاہٹ ہے؟ اسلام ایک سچا مذہب ہے اور مَیں مسیح موعود ہوں'۔ پھر کہنے لگے، کیا آپکے پاس مرزا غلام احمد صاحب کی کوئی تصویر ہے؟ مَیں دیکھنا چاہتا ہوں کہ جو خواب میں مجھے ملے ہیں، کیا وہ وہی ہیں جن کے بارے میں آپنے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے''

مکرم امام صاحب فرماتے ہیں، چونکہ مجھے بھی ان میں دلچسپی پیدا ہوگئی تھی مَیں اگلے ہی روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو لے کر ان کے گھر چلا گیا۔ وہ اُس فوٹو کو دیکھتے ہی بول اٹھے کہ یہ تو بالکل وہی ہیں جنہیں مَیں نے خواب میں دیکھا ہے اور جنہوں نے مجھے احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کیلئے کہا ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

''اس سے اگلے روز وہ مشن ہاؤس میں تشریف لائے اور مکرم چودھری رحمت خان صاحب مرحوم (مبلغ انچارج و امام مسجد لندن) سے بھی ملاقات کی اور پھر بیعت فارم پر کرکے باقاعدہ اسلام قبول کرلیا۔ اسکے بعد ہر جمعہ انہوں نے مسجد میں آنا شروع کردیا۔ بلکہ مکرم امام صاحب موصوف (خاکسار اُس وقت نائب امام تھا) کی خواہش پر انہوں نے ایک دو بار مسجد میں جمعہ کا خطبہ بھی دیا''

مکرم امام بشیر رفیق صاحب آگے بتاتے ہیں کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد مسٹر Webster نے اپنے ہائیڈ پارک کے لیکچروں میں اکثر اسلام پر تقریریں کرنی شروع کر دیں جن میں احمدیت کا بھی برملا تذکرہ ہوتا۔ (بحوالہ مکتوب نمبر ۱۰۳۔ مورخہ ۱۲ر فروری ۲۰۰۵ء)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ تو آج سے پچاس سال پہلے کی بات ہے۔اب جبکہ احمدیت کا پیغام ساری دنیا میں پھیل چکا ہے اور بڑی کثرت سے مختلف قوموں اور نسلوں کے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں تو یقیناً آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف ملنے والی وہ بشارت پوری ہو رہی ہے جس میں آپؑ نے دنیا کو یہ عظیم الشان مژدہ سنایا تھا کہ

”اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اِس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے، نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی“

(”تذکرۃ الشہادتین“۔ روحانی خزائن، جلد ۲۰۔ صفحہ ۶۶)

پھر اسلامی تعلیم کی عالمگیر مقبولیت کے بارے میں آپ نے مندرجہ ذیل جلالی پیشگوئی فرمائی:

”قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائینگے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے“

(اشتہار، مورخہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء، بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد دوم۔ صفحہ ۵۔ ۳۰۴)

گیاھویں آسمانی خبر

''یہ نان تیرے لئے اور تیرے درویشوں کے لئے ہے''

درویشوں کی ایک بہت بڑی جماعت ملنے کی بشارت

اب آپ کو ملنے والی ایک ایسی آسمانی خبر کا حال درج کیا جاتا ہے جس کے اندر بین السطور آپ کو مخلصین اور خدا کے دین کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے والوں کی ایک بہت بڑی جماعت ملنے کی بشارت دی گئی تھی۔

آپ کے دعویٰ ماموریت سے بہت پہلے کی بات ہے جبکہ آپ پر الہامات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور آپ نے اسلام کی تائید میں مضامین بھی لکھنے شروع کر دئے تھے۔ اس وقت آپ کے گھر کا سارا انتظام وانصرام آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے ہاتھ میں تھا۔ انہی کے ہاں سے آپ کا کھانا آتا اور جو بھی روکھا سوکھا ملتا آپ صبر اور شکر کے ساتھ اس پر گذارہ کر رہے تھے۔ نقدی کی صورت میں شاذ ہی آپ کے پاس کچھ موجود ہوتا۔ ان سنگین مالی حالات میں آپ نے ایک ایسا نظارہ دیکھا جو اس بات پر دلالت کر رہا تھا کہ آپ عنقریب ایک ایسے مقام پر فائز ہونے والے ہیں کہ خدا سے تعلق رکھنے والوں اور خدا کے دین کیلئے اپنا تن، من، دھن قربان کرنے والوں کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کو ملے گی۔ اور یہ کہ ان درویشوں کی روزی کا سامان بھی اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا۔ جو نظارہ آپ نے خواب میں دیکھا اسکے بارے میں فرماتے ہیں:

> 'مَیں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا کہ
>
> ''یہ تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے''

چنانچہ اس کے بعد جب آپ اس منصب روحانی پر متمکن ہو گئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے روز ازل سے مقرر کر رکھا تھا اور اس کے نتیجہ میں آپ کے پاس آنے والے مہمانوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو گیا تو آپنے اسی تمثیلی نظارہ کی تعبیر میں فرمایا:

''یہ اس زمانہ کی خواب ہے جب کہ مَیں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا۔ اور نہ

میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی۔ مگراب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں''

اور رؤیاء کے اندر دکھائے جانے والے نان کی تعبیر میں فرمایا:

''اور نان سے مَیں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانگی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی۔ چنانچہ سالہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آ رہا ہے''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۸۴)

پھر جب یہ سلسلہ اَور بڑھنا شروع ہوا تو ان کے لئے باقاعدہ ایک لنگر قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس لنگر سے کھانا کھانے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہونے کے باوجود جس طرح غیب سے ان کی روزی کے سامان مہیا ہوتے چلے گئے، اسے خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان اور اپنے بیس سال قبل ہونے والے اِسی کشف کی تعبیر قرار دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی دل کی صفائی سے قادیان میں آ کر رہے تو اسے معلوم ہوگا کہ وہی روٹی جو فرشتے نے دی تھی، دو وقت ہمیں غیب سے ملتی ہے۔ کئی عیالدار دو وقت یہاں سے روٹی کھاتے ہیں...... ہر ایک طرف سے مہمان آتے ہیں اور اوسط تعداد روٹی کھانے والوں کی ہر روز دو سو اور کبھی تین سو اور کبھی زیادہ ہوتی ہے''

اور سلسلۂ بیعت شروع ہونے کے بعد سے جب یہ سلسلہ اَور بھی ترقی کر گیا اور اس کے ساتھ عشاقانِ احمدیت کے سال میں ایک بار قادیان آنے اور اجتماع کی صورت میں جمع ہو کر دینی باتیں سننے کے لئے ''سالانہ جلسہ'' کے نام سے ایک سہ روزہ تبلیغی اور تربیتی کانفرنس کا انعقاد شروع ہو گیا تو اس صورت حال میں آسمان سے اترنے والے نان کی عملی تعبیر جس غیر معمولی رنگ میں ظاہر ہوئی وہ بھی اُس آسمانی آقا کے حسن و احسان کا ایک عجیب کرشمہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اسے بھی خدا کے زندہ نشانوں میں سے ایک بہت بڑا نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”یہ خدا کا معجزہ بیس (۲۰) برس سے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ غیب سے ہمیں وہ روٹی ملتی ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ کل کہاں سے آئیگی لیکن آجاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی تو یہ دعا تھی کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے۔ لیکن خدائے کریم ہمیں بغیر دعا کے ہر روز کی روٹی دے رہا ہے۔ اور جیسا کہ فرشتہ نے کہا تھا کہ یہ روٹی تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کیلئے ہے، اِسی طرح خدائے کریم مجھے اور میرے ساتھ کے درویشوں کو ہر روز اپنی طرف سے یہ دعوت بھیجتا ہے۔ پس ہر روز نئی دعوت اس کی ہمارے لئے ایک نیا نشان ہے“

(”حقیقۃ الوحی“، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۱)

پیشتر اس کے کہ اس مضمون کو ختم کِیا جائے، ذیل میں دو دوستوں کے چشم دید واقعات بیان کئے جاتے ہیں جو بتاتے ہیں کہ بعض اوقات جب لنگر خانہ کیلئے خرچ نہ رہا تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح غیب سے سامان پیدا فرمادئے۔

پہلا واقعہ

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ بیان کرتے ہیں:

”ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے چندہ ہو کر نہیں جاتا تھا، حضور اپنے پاس سے ہی صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر صاحبؓ مرحوم (جو اُن ایام میں لنگر خانہ کے انچارج تھے۔ ناقل) نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔ آپنے فرمایا کہ بیوی صاحبہ (مراد آپؑ کی زوجہ مطہرہ، ام المؤمنین، حضرت سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہؓ، جو حضرت میر صاحب موصوفؓ کی دختر نیک اختر بھی تھیں۔ ناقل) سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے، فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچادیا“

آگے فرماتے ہیں:

”دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں ہی کہا کہ کل کیلئے پھر کچھ نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے برعائت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔ اب ہمیں ضرورت

نہیں۔جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا''

آگے تحریر فرماتے ہیں:

''اگلے دن آٹھ یا نو بجے جب چٹھی رسان آیا تو حضورؑ نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔چٹھی رسان کے ہاتھ میں دس پندرہ کے قریب منی آرڈر ہونگے جو مختلف جگہوں سے آئے ہوئے تھے۔سَو سَو پچاس پچاس روپے کے اور ان پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں، مہمانوں کے صرف کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔آپ نے وصولی فرما کر توکل پر تقریر فرمائی''

(''اصحاب احمد'' جلد چہارم، روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ۔ص ۱۱۵)

دوسرا واقعہ

اسی طرح حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے ایک اَور قدیمی رفیق حضرت سید فضل شاہ صاحبؓ لاہوری بیان کرتے ہیں کہ

''ایک دن ایک شخص حضرت صاحب کی خدمت میں تقریباً دن کے ایک بجے حاضر ہوا۔حضورؑ ظہر کی نماز پڑھنے کیلئے باہر تشریف لائے تھے۔اس شخص نے آتے ہی حضورؑ کو السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا۔پھر ہاتھوں کو بوسہ دیا اور سو روپیہ کے قریب رومال میں بندھا ہوا بطور نذرانہ پیش کیا۔اور عرض کیا صرف زیارت کرنے آیا ہوں۔ظہر کی نماز پڑھ کر واپس چلا گیا۔حضور نے اگلی صبح باہر تشریف لا کر فرمایا بعض انسان عجیب اخلاص رکھتے ہیں۔کل جو شخص آیا تھا وہ شاید ایک گھنٹہ رہا ہوگا۔مَیں اس کا واقف ہی نہیں مگر عجیب اخلاص رکھتا تھا۔کل اس نے دن میں سو روپیہ کے قریب دیئے۔رات کو مَیں نے اس شخص کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے سامنے بیٹھا ہے اور ایک ایک کر کے گن گن کر روپیہ مجھے دیتا ہے۔مَیں نے دامن آگے کر رکھا ہے، مَیں گن گن کر لیتا ہوں۔معلوم ہوا خدا نے اس کی نذر کو قبول فرما لیا اور یہ خواب اس کی سند تھی''

(''سیرۃ احمد'' از حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ۔صفحہ ۸۵ تا ۸۶)

☆ ☆ ☆

باب ہشتم

زور آور حملوں کے بارے میں ملنے والی خبر اور خدا کی قہری تجلیات کا ظہور

منجملہ ان اخبار کے جو سلسلہ کے عظیم الشان مستقبل کے بارے میں آپ کو اپنے دعویٰ بطور مامور زمانہ سے بہت پہلے اپنے رب کی طرف سے ملیں، ایک خبر یہ تھی:

'مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا، پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا' ''[ا]

اس آسمانی خبر کی آپ نے اُس وقت تو کوئی تشریح نہ فرمائی۔ مگر دعویٰ ماموریت کے بعد جب آپ نے اپنے سلسلہ کی بنیاد رکھی اور اس کے ساتھ ہی آپ کی سخت مخالفت شروع ہو گئی اور کیا مسلمان کیا عیسائی اور کیا ہندو آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو جھٹلانے اور عوام کی نظروں میں آپ کو گرانے کی سر توڑ کوششیں کرنے لگے۔ دوسری طرف ملک میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی تو آپ نے اوائل کے زمانے میں ہونیوالے اپنے اسی الہام کو ایک پیشگوئی کے طور پر پیش کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''یہ اُس زمانہ کی ہے جبکہ مَیں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ بباعث سخت مخالفت بیرونی اور اندرونی کے کوئی ظاہری امید نہیں ہوگی کہ یہ سلسلہ قائم ہو سکے۔ لیکن خدا اپنے چمکدار نشانوں سے دنیا کو اس طرف کھینچ لے گا اور میری تصدیق کیلئے زور آور حملے دکھائے گا۔ چنانچہ اُنہیں حملوں میں سے ایک طاعون ہے جس کی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی۔ اور اُنہیں حملوں میں زلزلے ہیں جو دنیا میں آرہے ہیں۔ اور نہ معلوم اَور کیا کیا حملے ہونگے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۷۲)

[ا] یہ الہام سب سے پہلے آپ کو ۱۸۸۳ء میں ہوا۔ اس کے بعد آپ کی مامورانہ زندگی کے دوران آپ کو کئی بار ہوا۔

پھر اس الہام کی ایک اَور توجیہ فرماتے ہوئے آپ نے مندرجہ ذیل عظیم نکتہ بیان فرمایا:

''چونکہ خدا جانتا تھا کہ مسیح موعود ہونے کے دعوے میں میری مخالفت ہوگی اور اس زمانہ کے مولوی اپنی کوتہ بینی کی وجہ سے سخت حملوں اور وحشیانہ جوشوں کے ساتھ تکذیب کریں گے، اس لئے اُس نے یہ پیشگوئی جو براہین احمدیہ میں درج ہے پیش از وقت سنائی اور مجھے خوشخبری دی کہ اس تکذیب کے مقابل پر مَیں بھی زور آور حملے کروں گا اور تمام لوگوں کو دکھلاؤں گا کہ یہ شخص میری طرف سے ہے اور سچا ہے''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔صفحہ ۲۸۴)

پھر یہ بتانے کیلئے کہ اس الہام کے الفاظ ایسے عذابوں پر دلالت کر رہے ہیں جو خدا کے ماموروں کے انکار کے نتیجے میں آیا کرتے ہیں، آپنے اسکے مختلف حصوں کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

''اس وحی مقدس میں خدائے ذوالجلال نے میرا نام نذیر رکھا جو اصطلاح قرآنی میں اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ عذاب بھی آوے۔اور فرمایا کہ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا یعنی ایک خاص قہری تجلّی ظاہر کروں گا۔خدا کی کتابوں میں چمکار دکھلانے سے مراد ہمیشہ عذاب ہوا کرتا ہے''

اور پھر یہ الفاظ کہ 'اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا' کی تشریح میں فرمایا:

''اس فقرے کے معنی کی نسبت واضح ہو کہ یوں تو خدا تعالیٰ کی قدرتیں ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔کونسا وقت ہے کہ کوئی قدرت ظاہر نہیں ہوتی۔مگر اس جگہ قدرت نمائی سے وہ قدرتیں مراد ہیں جو خارق عادت ہیں۔یعنی عام طور پر وقوع ان کا نہیں خاص خاص وقتوں میں نشان کے طور پر ان کا ظہور ہوتا ہے۔اس سے بھی یہی اشارہ نکلتا ہے کہ وہ ایک قہری قدرت ہوگی''

اسی طرح الہام کے یہ الفاظ کہ ''پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا'' کی تشریح میں فرمایا:

''دنیا نے اس کو قبول نہ کیا یعنی ردّ کر دیا اور کافر اور دجال اس کا نام رکھا اور جو چاہا اس کے حق میں کہا۔مگر مَیں انکے مخالف ہو جاؤں گا۔وہ تیری ذلت تلاش کریں گے اور مَیں

عزت دونگا۔ اور وہ تجھے گمنام کرنا چاہیں گے اور مَیں زمین کے کناروں تک تیری شہرت پھیلا دوں گا۔ اور وہ تجھے جاہل کہیں گے اور مَیں تیرا علم ثابت کروں گا۔ اور وہ تجھ پر لعنت کریں گے اور مَیں تجھ پر برکتیں نازل کروں گا۔ اور وہ تجھ پر باب معیشت تنگ کرنا چاہیں گے اور مَیں تیرے پر تمام نعمتوں کے دروازے کھول دونگا''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۴۰۰۔۳۹۹)

اور پھر آپ کے دعویٰ ماموریت پر تیس سال گزر جانے کے بعد جب یہ سب خدائی بشارات ایک ایک کر کے آپ کے حق میں پوری ہوگئیں تو ان کو خدا تعالیٰ کے نشانات قرار دیتے ہوئے فرمایا:

''یہ اُس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ اور یہ تمام الہام **براھین احمدیه** میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب چھبیس (۲۶) برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف..... پھر بعد اس کے آہستہ آہستہ ترقی ہوئی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تیس بتیس برس پہلے پیشگوئی کی تھی وہ سب باتیں ظہور میں آ گئیں''

اور پھر ان تمام امور کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس پر افتراء کرتا ہے۔ جبکہ مَیں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس بتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افتراء کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں اُن پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کے وقت میں اُن کو میرے مقابل پر ہلاک کرتا ہے یا ذلت کی مار سے پامال کر دیتا ہے اور اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۴۵۹ تا ۴۶۲)

اب اگلے صفحات میں طاعون اور زلازل کے حوالے سے کسی قدر اِن ''زورآور حملوں'' کی تفصیلات پر سے پردہ اٹھایا جاتا ہے۔

پہلا زور آور حملہ ۔ طاعون
طاعونی وبا کا پھوٹنا اور اس کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والا امتیازی نشان

یہ طاعونی وبا پہلے پہل ہندوستان کے جنوبی علاقے بمبئی اور ہردوآر وغیرہ میں پھوٹی۔ انگریزی حکومت کا خیال تھا کہ یہ بیماری ہندوستان کے جنوبی علاقوں تک محدود رہے گی مگر اللہ تعالیٰ نے تصویری زبان میں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو آسمان سے خبر بہم پہنچائی کہ پنجاب بھی بہت جلد اسکی لپیٹ میں آنے والا ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ

''خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں''

آپ فرماتے ہیں:

''میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے''

(''ایام الصلح''۔ روحانی خزائن، جلد ۱۴۔ صفحہ ۳۶۱)

آپ نے یہ نظارہ رؤیاء کی شکل میں ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو دیکھا تھا اور اسی تاریخ کو بذریعہ اشتہار شائع فرمادیا۔ اور پھر جب اس الٰہی خبر کے مطابق پنجاب میں بھی طاعون کا زور ہونے لگا اور روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ مرنے لگے تو مختلف مذاہب والوں نے اس پر مختلف قسم کے تبصرے اور قیاس آرائیاں کرنی شروع کردیں۔

مثلاً آریہ مت والے اسے ویدوں کے انکار پر محمول کرنے لگے۔ سناتن دھرمی (ایک اور ہندو فرقہ کے لوگ) اسے 'گئو ہتیا' یعنی گائے کی بے حرمتی کا نتیجہ قرار دینے لگے۔ جبکہ

عیسائیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ طاعون حضرت مسیح کی صلیبی موت سے انکار کی وجہ سے آئی ہے

اس کے مقابل پر حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام جنہیں خدا تعالیٰ نے اس زمانے کا ماموراور مصلح بنا کر مبعوث فرمایا تھا کی طرف سے یہ جلالی اعلان شائع ہوا کہ

''یہ طاعون جو ملک میں پھیل رہی ہے، کسی اَور سبب سے نہیں بلکہ ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اس موعود کے ماننے سے انکار کیا ہے جو تمام نبیوں کی پیشگوئی کے موافق دنیا کے ساتویں ہزار سال میں ظاہر ہوا ہے اور لوگوں نے نہ صرف انکار بلکہ خدا کے اس مسیح کو گالیاں دیں، کافر کہا اور قتل کرنا چاہا اور جو کچھ چاہا، اس سے کیا۔ اس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ ان کی اس شوخی اور بے ادبی پر ان پر تنبیہ نازل کرے''

(''دافع البلاء''، روحانی خزائن، جلد ۱۶۔ صفحہ ۲۳۲)

نیز اپنی رؤیاء جس میں آپ نے ملائکہ کو زمین میں سیاہ پودے لگاتے دیکھا تھا اور جنکے بارے میں آپ کو بتایا گیا تھا کہ یہ طاعون کے پودے ہیں، کے حوالے سے فرمایا:

''چار سال ہوئے کہ میں نے ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ پنجاب میں سخت طاعون آنے والی ہے اور میں نے اس ملک میں طاعون کے سیاہ درخت دیکھے ہیں جو ہر ایک شہر اور گاؤں میں لگائے گئے ہیں۔ اگر لوگ توبہ کریں تو مرض دو جاڑہ سے بڑھ نہیں سکتی خدا اس کو رفع کر دیگا۔ مگر بجائے توبہ کے مجھ کو گالیاں دی گئیں اور سخت بد زبانی کے اشتہارات شائع کئے گئے جسکا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے''

اور پھر اس بلائے ناگہانی سے بچنے کا آپؑ نے یہ علاج تجویز فرمایا:

''اس کا بجز اسکے کوئی بھی علاج نہیں کہ اس مسیح کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کر لیا جائے۔ یہ تو یقینی علاج ہے اور اس سے کمتر درجہ کا یہ علاج ہے کہ اس کے انکار سے منہ بند کر لیا جائے اور زبان کو بد گوئی سے روکا جائے''

(''دافع البلاء''، روحانی خزائن جلد ۱۶۔ صفحہ ۲۲۵)

اس ضمن میں دوسرا حیرت انگیز اعلان آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ فرمایا کہ آپؑ اور آپ کی جماعت اس آفت سے غیر معمولی طور پر محفوظ رہے گی۔ اس بارے میں جو الہام آپ کو ہوا اس کے الفاظ حسب ذیل تھے:

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ. اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنْ اِسْتِکْبَارٍ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً. سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْم

یعنی

'میں ہر ایک انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا۔ مگر وہ لوگ جو تکبر سے اپنے تئیں اونچا کریں۔ اور میں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام'

یہاں لفظ ''الدّار'' (یعنی گھر) کی تشریح میں فرمایا۔

''اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خشت وخاک کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری طرح پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں''

پھر اس امتیاز کو جو خدا تعالیٰ اس طرح پر آپ پر ایمان لانے والوں اور آپ کے مخالفین کے درمیان پیدا کرے گا اسے اپنے منجانب اللہ ہونے کا نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کے چار دیوار کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلۃً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا۔ اور وہ سلامتی جو اِن میں پائی جائے گی اس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی''

(''کشتی نوح''، روحانی خزائن، جلد ۱۹۔ صفحہ ۵۔۴)

اب دنیا نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ اور وہ یہ کہ جہاں پنجاب بھر میں اور قادیان کے گرد و نواح میں لوگ دھڑا دھڑ طاعون سے ہلاک ہونے لگے اور خود قادیان کے اندر بھی چند شریر طبع آریہ جن کا روزمرہ کا کام حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام اور آپ کے قابل صد احترام رفقاء کے خلاف بدزبانی کرنا

اوران پر ناپاک الزام لگاتا تھا، اس وبا سے ہلاک ہو گئے، وہاں آپؑ کے مخلصین خواہ وہ قادیان میں تھے اور خواہ پنجاب کے کسی اور علاقے میں سب کے سب اس بلا سے معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ اور باوجود یکہ سات سال تک یہ طاعون ایک آفت کا پرکالا بن کر ملک کے طول وعرض پر چھائی رہی اور لاکھوں افراد اس کا لقمۂ اجل بن کر دنیا سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گئے آپ کے ساتھ کیا ہوا یہ خدائی وعدہ کہ

''اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ''

آپؑ اور آپکی جماعت کے حق میں بڑی شان اور آب وتاب سے پورا ہو کر اپنی امتیازی شان دکھاتا رہا۔ اس واضح امتیاز کو دیکھ کر اس کثرت سے لوگ جماعت میں داخل ہوئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے جماعت کی تعداد کئی لاکھوں تک پہنچ گئی۔ دوسری طرف آپ کے مخالفین کا یہ حال ہوا کہ اِدھر کسی نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی شان میں کوئی بدگوئی کی یا گستاخی کا کوئی کلمہ منہ سے نکالا اُدھر طاعون نے اس کو آلیا اور آن کی آن میں اس کا اور اس کے خاندان کا خاتمہ کر دیا۔

اس دوہرے امتیازی نشان کی کیفیت ایک مقام پر آپ یوں بیان فرماتے ہیں:

''یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار، دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کیلئے زحمت اور عذاب ہے''

پھر اس نشان الٰہی کے ظہور پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''جس قدر طاعون کے ذریعہ سے ہماری ترقی تین چار سال میں ہوئی ہے وہ دوسری صورت میں پچاس سال میں بھی غیر ممکن تھی۔ پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے طاعون کے وجود سے پہلے بذریعہ الہام مجھے خبر دی کہ کہ دنیا میں طاعون آئے گی اور ہمارے دشمن اس سے نیست و نابود ہوتے جائیں گے۔ مگر ہماری کثرت اس کے ذریعہ سے ہوگی''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۵۶۸۔۵۷۰ حاشیہ)

پھر ایک دوسرے مقام پر اس نشان کی عظمت اور برکت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''ان دنوں میں ہزارہا انسانوں نے بیعت کی۔خاص کر طاعون کے دنوں میں جس قدر جوق در جوق بیعت میں داخل ہوئے اس کا تصور خدا کی قدرت کا ایک نظارہ ہے۔گویا طاعون دوسروں کو کھانے کیلئے اور ہمارے بڑھانے کیلئے آئی۔ابھی معلوم نہیں کہ طاعون کی برکت سے کیا کچھ ترقی ہوگی''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۴۹۹)

غرض یہ کوئی معمولی نشان نہیں تھا۔اگر تو صرف یہی ہوتا کہ احمدی طاعون سے محفوظ رہتے اور دوسرے لوگ اس کی زد میں آکر مرتے چلے جاتے اور اس سلسلے میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کا کوئی دعویٰ نہ ہوتا تو مخالفین اسے محض اتفاق پر محمول کر سکتے تھے۔مگر یہاں تو ایک بھاری دعویٰ موجود تھا۔ایک بڑی واضح پیشگوئی کی گئی تھی جو ہر شخص کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی تھی۔اسکے باوجود یعنی اتنا بڑا نشان دیکھنے کے بعد بھی اگر مخالف لوگ اپنی زبانیں دراز کرتے رہے تو یہ انکی انتہائی بدقسمتی تھی۔چنانچہ ایسے لوگوں پر افسوس کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''افسوس کہ یہ مخالف لوگ ایسے اندھے ہو گئے ہیں کہ ان کو معلوم نہیں کہ دراصل طاعون ہماری دوست اور ان کی دشمن ہے۔جس قدر طاعون کے ذریعہ سے ہماری ترقی تین چار سال میں ہوئی ہے وہ دوسری صورت میں پچاس سال میں بھی غیر ممکن تھی''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ ۵۶۹-۵۷۰۔حاشیہ)

اور پھر فرمایا کہ اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائیگا۔

اس ضمن میں آپ نے اپنی ایک رؤیاء بھی بیان فرمائی جو اس بات پر دلالت کر رہی تھی کہ یہ طاعون خدا نے اپنے خاص اذن سے اور اپنی ایک خاص تقدیر کے ماتحت صرف دشمنوں اور مخالفوں کو ہلاک کرنے کیلئے آسمان سے نازل فرمائی ہے۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں نے ایک جانور دیکھا جس کا قد ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر منہ آدمی کے منہ سے ملتا تھا.....اور مَیں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بَن ہیں جن میں بیل گدھے گھوڑے کتے سؤر بھیڑیے اونٹ وغیرہ ہر ایک قسم کے موجود ہیں۔اور میرے

دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بدعملوں سے ان صورتوں میں ہیں۔اور پھر مَیں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت کا جانور...... بار بار چند منٹ کے بعد اُن بَنوں میں سے کسی بَن کی طرف دَوڑتا ہے اور جب بَن میں داخل ہوتا ہے تو اُس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی شورِ قیامت اُٹھتا ہے اور اُن جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے اور ہڈیوں کے چابنے کی آواز آتی ہے۔تب وہ فراغت کرکے پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے۔اور شاید دس منٹ کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بَن کی طرف جاتا ہے اور وہی صورت پیش آتی ہے جو پہلے آئی تھی۔اور پھر میرے پاس آبیٹھتا ہے......تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون ہے اور یہی وہ دابۃ الارض ہے جسکی نسبت قرآن شریف میں وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانوں پر ایمان نہیں لاتے تھے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ اَخْرَجْنَا لَھُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُکَلِّمُھُمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ‘ “

(سورۃ ”النمل“، آیت:۸۳)

یعنی

’جب مسیح موعود کے بھیجنے سے خدا کی حجت اُن پر پوری ہوجائے گی تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکال کر کھڑا کریں گے۔وہ لوگوں کو کاٹے گا اور زخمی کرے گا اسلئے کہ لوگ خدا کے نشانوں پر ایمان نہیں لائے تھے“ (ترجمہ از حضرت مسیح موعودؑ)

(”نزول المسیح“، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۴۱۵ـ۶)

یہ کہ یہ طاعون جو حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی صداقت کا نشان بن کر ظاہر ہوئی تھی کس طرح آپ کے مخالفین کو ہلاک کرتی رہی اور اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی جماعت کے مخلصین کی حفاظت کے کیسے کیسے حیرت انگیز نشان دکھلاتا رہا،اس کا تفصیلی تذکرہ تو خاکسار کی تالیف ”درویشان احمدیت“، جلد سوم میں حفاظت الٰہی کی ذیل میں کیا گیا ہے۔تاہم اگلے صفحات میں دو واقعات درج کئے جاتے ہیں جو بتاتے ہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے دشمنوں کو چن چن کر ہلاک کررہا تھا وہاں آپ کے مریدوں کو طاعون سے بچنے کی ترکیبیں بتا رہا تھا۔

پہلا واقعہ

’’جو شخص استغفار پڑھے ہم اسے کچھ نہیں کہتے‘‘

حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے ایک مخلص مرید، حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ، فرماتے ہیں:

’’سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جبکہ میں شہر گجرات میں مقیم تھا طاعون نے شدید حملہ کیا اور جس محلّہ میں ہماری رہائش تھی اس میں سے ہر روز نَو نَو، دس دس میتیں نکلنی شروع ہوگئیں۔ ہمارا مکان دو منزلہ تھا۔ اس لئے اوپر کی منزل میں مَیں اور مولوی الٰہی بخش صاحب تاجر کتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہتے تھے اور نیچے کی منزل میں مولوی صاحب کے گھر والوں کی رہائش تھی۔ ایک رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اوپر کی منزل میں طاعون کے جراثیموں کے انبار لگے ہوئے ہیں جو شکل میں بال کی طرح سیاہ اور کسی قدر لمبے ہیں۔ میرے خوفزدہ ہونے پر ان جراثیم نے مجھے کہا، جو شخص استغفار پڑھے ہم اسے کچھ نہیں کہتے۔ چنانچہ جب میں نے استغفار پڑھنا شروع کیا تو وہ کہنے لگے، ’دیکھا اب ہم کچھ نہیں کہتے‘۔ اس کے بعد جب مَیں بیدار ہوا تو صبح کے وقت تمام احمدی دوستوں کو یہ رؤیاء سنائی اور استغفار پڑھنے کی تلقین کی۔ خدا کا فضل ہے کہ اس دعا کی برکت سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے شہر گجرات کی تمام جماعت احمدیہ کو اس عذاب شدید سے کلی طور پر محفوظ رکھا۔ **الحمد للہ علیٰ ذٰلک**‘‘

(’’حیاتِ قدسی‘‘۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۴۴)

دوسرا واقعہ

’’ہماری قسم زیادہ سخت ہے‘‘

یہ دوسرا واقعہ بھی آپ ہی کا بیان کردہ اور آپ کے پیر کوٹ (ضلع گوجرانوالہ) میں قیام کے دوران کا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’گجرات شہر کے قیام کے بعد ایک دفعہ ضلع گوجرانوالہ میں جبکہ مَیں اپنے سسرال موضع پیر کوٹ میں تھا میری بیوی کے بھائی میاں عبداللہ خانصاحب کو ایک طاعون والے گاؤں میں سے گذرنے سے طاعون ہوگئی۔ جب غیر احمدی لوگوں کو معلوم ہوا تو کہنے لگے،’مرزائی تو کہا کرتے ہیں کہ طاعون کا عذاب مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، اب بتائیں کہ پہلے ان کے ہی گھر میں طاعون کیوں پھوٹ پڑی؟‘

آپ فرماتے ہیں، مَیں نے جب ان کی ہنسی اور تمسخر کو دیکھا اور شماتتِ اعداء کا خیال کیا تو بہت دعا کی۔ چنانچہ رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ

’’ہمارے مکان کے صحن میں طاعون کے جراثیم بھرے پڑے ہیں مگر ان کی شکل گجرات والے جراثیم سے مختلف ہے یعنی ان کا رنگ بھُورا اور شکل دو نقطوں کی طرح ہے[ا]۔ اُس وقت مجھے گجرات والے جراثیم کی بات یاد آ گئی کہ جو شخص استغفار کرے ہم اسے کچھ نہیں کہتے۔ چنانچہ مَیں نے ان کے سامنے بھی استغفار پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر یہ جراثیم مجھے کہنے لگے کہ ہماری قسم بہت سخت ہے اس لئے ہم سے استغفار کرنے والے بھی نہیں بچ سکتے۔ تب مَیں نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ پھر آپ سے بچنے کی کیا صورت ہے تو انہوں نے کہا، ہمیں حکم ہے کہ جو شخص **لا حَوْلَ وَلا قُوَّۃَ اِلا بِاللہِ العَلِیِّ العَظِیم** پڑھے، اسے ہم کچھ نہ کہیں‘‘

آپ فرماتے ہیں، اس خواب سے بیدار ہو کر صبح مَیں نے تمام رشتہ داروں اور دیگر احمدیوں کو یہ خواب سنایا اور انہیں **لاحول** پڑھنے کی تلقین کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میاں عبداللہ خان صاحب کو بھی شفا دی اور دوسرے احمدیوں کو بھی محفوظ رکھا۔ مگر غیر احمدیوں میں کثیر التعداد لوگ اس عذابِ شدید کا شکار ہو گئے۔

(’’حیات قدسی‘‘۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۴۵)

[ا] حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی کتاب ’’نزول المسیح‘‘ کے صفحہ ۱۴۷ پر طاعونی کیڑوں کی خوردبینی ساخت بشکل دو نقطہ بیان فرمائی ہے۔ تاہم اس ضمن میں آپ نے ایک عجیب عارفانہ نکتہ یہ بیان فرمایا کہ آسمان پر جو کسوف وخسوف کا نشان ظاہر ہوا اور جس کی ناقدری کے نتیجہ میں زمین پر طاعون کا عذاب نازل ہوا وہ بھی دو رنگ کا تھا۔

دوسرا زور آور حملہ

۔زلزلے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے الہام

’’.....اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دوں گا‘‘

کی عملی تعبیر میں طاعون بھیج کر اپنی قدرت اور ہستی کا ثبوت بہم پہنچایا اسی طرح لوگوں کو بیدار کرنے اور انہیں توبہ اور استغفار کی طرف توجہ دلانے کی غرض سے اس عالم الغیب خدا نے اس کی دوسری تعبیر زلازل کی شکل میں ظاہر فرمائی۔ جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اور اِنہیں حملوں میں زلزلے ہیں جو دنیا میں آرہے ہیں اور نہ معلوم اَور کیا کیا ہونگے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ جیسا کہ اس پیشگوئی میں بیان فرمایا ہے خدا نے محض اپنی قدرت نمائی سے اس جماعت کو قائم کر دیا ہے۔ ورنہ باوجود اس قدر قومی مخالفت کے یہ امر محالات میں سے تھا کہ اس قدر جلدی سے کئی لاکھ انسان میرے ساتھ ہو جائیں‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۷۲)

اور پھر ان زلازل کے بارے میں اپنے خدا کی طرف سے ملنے والی عمومی پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’یادرہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اُس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۶۸)

اور پھران زلازل کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”پس اس میں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشان ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جن کو اس رسول کی خبر بھی نہیں۔ جیسا کہ نوحؑ کے وقت میں ہوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے ایک دنیا میں عذاب آیا بلکہ پرند چرند بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے“

(”حقیقۃ الوحی“، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ ۱۶۵)

خدائے ذوالجلال کی طرف سے ملنے والی زلزلوں کے بارے میں ان عمومی اخبار کے علاوہ جب خدا کی اس قہری تقدیر کے مطابق ملک ہند میں ایک قیامت خیز زلزلے کا وقت قریب آیا تو خدا تعالیٰ نے واضح طور پر آپ کو اس کی خبر دی۔ اس سلسلے کا پہلا الہام آپ کو ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۳ء کو ہوا جس کے الفاظ حسب ذیل تھے:

”زلزلہ کا ایک دھکا“

یہ الہام جو ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء کی اخبار ’الحکم‘ اور یکم جنوری ۱۹۰۴ء کی اخبار ’البدر‘ میں شائع کر دیا گیا اس میں گویا بتایا گیا کہ عنقریب زلزلہ کا ایک عظیم حادثہ رونما ہونے والا ہے۔ الہامی لفظ ”دھکا“ میں اس طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ وہ زلزلہ نہایت شدید اور مافوق العادت ہوگا۔ اس کے پانچ ماہ بعد آپؑ کو اسی آنے والے زلزلہ کے بارے میں جو دوسرا الہام ہوا اس کے الفاظ میں پہلے الہامی الفاظ ”زلزلہ کا دھکا“ کے ساتھ مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ تھا:

عَفَتِ الدِّیَارُ مَحِلُّهَا وَ مُقَامُهَا

یعنی

’رہائش کی عارضی اقامتگاہیں بھی تباہ ہوگئیں اور مستقل رہائش کی جگہیں بھی‘

اس الہامی خبر کو بھی آپ نے اخبار الحکم مورخہ ۲۱ رمئی ۱۹۰۴ء میں شائع فرما دیا۔

جیسا کہ ان الفاظ اور ان کے معانی سے ظاہر ہے، ان میں اس زلزلہ کی تباہ کاریوں کے ایک مجمل

بیان کے ساتھ واضح طور پر یہ اشارہ بھی پایا جاتا تھا کہ اسکا حلقہ ٔ نفوذ ایک بہت بڑے علاقے تک وسیع ہوگا اور شہر کے شہر اور دیہات کے دیہات اس کی لپیٹ میں آجائیں گے (یہ معنی الہام کے 'عَفَتِ الدِّیَار' کے الفاظ سے پیدا ہورہے تھے)۔ پھر یہ بھی بتایا گیا تھا کہ زلزلہ سے متاثر ہونے والا وہ علاقہ عارضی اور مستقل قسم کی اقامت گاہوں پر مشتمل ہوگا (یہ اشارہ 'محل' اور 'مقام' کے الفاظ میں ملتا تھا، کیونکہ 'مقام' کا لفظ تو مستقل آبادی پر بولا جاتا ہے۔ اور 'محل' عربی زبان میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں ایک مسافر کچھ عرصہ کیلئے ٹھہرے اور پھر آگے چلا جائے)۔ گویا اس الہام کے اندر زلزلہ کی عمومی خبر کے ساتھ اس مقام کی بھی نشاندہی فرمادی گئی جہاں یہ زلزلہ آنا مقدر تھا۔ آپنے یہ الہام بھی قادیان سے نکلنے والے اخباروں البدر اور الحکم میں شائع فرمادیا۔

(بحوالہ البدر نمبر ۲۰ تا ۲۱ ۱۹۰۴ء والحکم نمبر ۱۶ ۱۹۰۴ء)

تاہم جہاں اس زلزلہ اور اس کی تباہ کاریوں کی اخبار آپ کو مل رہی تھیں وہاں آپ کو اس رحیم و کریم خدا کی طرف سے یہ یقین دہانی بھی موصول ہوئی کہ آپؑ کے مخلصین اور آپ کے ساتھ بیعت کا سچا تعلق رکھنے والے ان زلازل کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ چند دنوں بعد یعنی ۸ جون ۱۹۰۴ء کو دوبارہ انہی الفاظ میں آپ کو الہام ہوا جس میں ایک اور اہم جملے کا اضافہ تھا۔ پورا الہام مندرجہ الفاظ میں نازل ہوا:

عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّهَا وَ مُقَامُهَا، اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ

یعنی

'رہائش کی عارضی اقامتگاہیں بھی تباہ ہوگئیں اور مستقل رہائش کی جگہیں بھی۔ میں ہر اس شخص کی حفاظت کروں گا جو تیرے گھر کی چاردیواری میں ہے'

گویا اس الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ تسلی بھی بہم پہنچادی کہ جو تباہی آنے والی ہے اس سے آپکی جماعت سے تعلق رکھنے والے لوگ کلیۃً محفوظ رہیں گے۔

یہ الہام بھی اخبار الحکم کے پرچہ نمبر ۱۹۔۲۰، مورخہ ۱۷/۱۰ جون ۱۹۰۴ء میں شائع کردیا گیا۔

پھر جب اس زلزلہ کا وقت بہت ہی قریب آن پہنچا تو ۲۶ اور ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشفی رنگ میں اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی قیامت خیز تباہی کا منظر بھی دکھادیا۔ یہ منظر اتنا دردناک اور دل کو ہلا دینے والا تھا کہ آپؑ بے چین ہوگئے۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت اٹھ کر

مخلوق خدا کی بھلائی کے جذبہ سے **’الوصیت‘** کے عنوان سے ایک اشتہار تیار فرمایا۔ جس میں منجملہ دیگر نصائح کے آپ نے تحریر فرمایا:

”دوستو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ میں نے آج سے قریباً نو ماہ پہلے الحکم اور البدر میں جو قادیان سے اخباریں نکلتی ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پا کر یہ وحی الٰہی شائع کرائی تھی کہ **عفت الدیار محلھا و مقامھا** یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانے کو ہے، نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ........اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت بہت قریب آ گیا ہے۔ میں نے اِس وقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں، بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ

’موتا موتی لگ رہی ہے‘

کہ میں بیدار ہو گیا اور اسی وقت جو ابھی کچھ حصہ رات کا باقی ہے، میں نے یہ اشتہار لکھنا شروع کیا“

اور پھر نصیحت کے طور پر بڑے ہی ہمدردانہ رنگ میں فرمایا:

”دوستو! اٹھو! اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آ گیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کیلئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں۔ مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اس کے کوئی امن نہیں......ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والوں پر اس کا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں نہ مُردوں کی لاشوں کو دیکھ کر۔ وہ خوف کرنے والوں کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے“

(اشتہار ”الوصیت“ مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء، بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد ۳۔ صفحہ ۷۔ ۵۱۵)

آپ نے یہ اشتہار اسی دن یعنی ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کرا کر تمام جماعتوں میں بھجوا دیا۔ اس کے علاوہ یہی مضمون آپ نے اخبار الحکم مورخہ ۲۸ رفروری میں بھی شائع فرما کر عوام کو الٰہی پیشگوئی کی عظمت اور ہیبت کا احساس دلایا۔ اس طرح پر ایک ماہ کے اندر اندر ملک کے دُور دُور حصوں تک اس

الہام اور اس سے تعلق رکھنے والے کشفی نظارہ کی اطلاع ہوگئی۔

پھر جب وہ موعودہ زلزلہ بالکل سر پر آن پہنچا یعنی خدا کے علم کے مطابق اس کے وقوع کی گھڑی بالکل قریب آ گئی تو آپؑ کو مندرجہ ذیل الہام ہوا:

''موت دروازے پر کھڑی ہے''

یہ آخری الہام آپ کو ۳؍اپریل 1905ء کو ہوا۔

اب خدا کی قدرت دیکھیں کہ جس دن آپ کو مذکورہ بالا الہام ہوا، اس سے اگلے ہی روز یعنی ۴؍اپریل کی صبح کو خدا کی قہری تقدیر کے مطابق اچانک کانگڑہ کی خاموش پہاڑیوں میں ایک زبردست جنبش پیدا ہوئی۔ یہ جنبش کیا تھی، خدا کے غضب کی ایک لاٹھی تھی جو ایک زبردست زلزلے کی صورت میں نازل ہو کر یوں برسنے لگی کہ قیامت کا منظر آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے موت اور تباہی کی وہ بارش برسی کہ کانگڑہ شہر سارے کا سارا مٹی کا ڈھیر بن گیا۔ اسکے علاوہ ہزاروں مربع میل کے رقبے پر پھیلا ہوا گردونواح کا یہ علاقہ جس میں دھرم سالہ اور پالم پور جیسے بڑے بڑے خوبصورت شہر آباد تھے، بھی اسکی لپیٹ میں آ گیا۔ یہ سارے کا سارا علاقہ جو ایک بہت بڑا حسین اور سرسبز و شاداب صحت افزا مقام سمجھا جاتا تھا ایسی بری طرح متأثر ہوا کہ اس میں بنی ہوئی پختہ عمارتیں اور سیر و سیاحت کی غرض سے تعمیر شدہ عارضی عمارتیں سب کی سب پیوند خاک ہوگئیں، یہاں تک کہ کانگڑہ دیوی کا مندر بھی جو دو ہزار سال پرانا تھا اور جو ہندوؤں کا ایک نہایت ہی متبرک مقام سمجھا جاتا تھا ملبے اور مٹی کا ڈھیر بن گیا۔ اسی طرح دھرم سالہ کی فوجی چھاؤنی اور وہاں انگیریزوں کی تعمیر کردہ عالیشان کوٹھیوں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ اسی طرح ڈلہوزی اور بکلوہ کی چھاؤنیاں بھی بری طرح متأثر ہوئیں۔

یہ قیامتِ صغریٰ ایسے وقت میں ان شہروں پر ٹوٹی جب اکثر لوگ ابھی اپنی خوابگاہوں میں آرام کی نیند سو رہے تھے۔ نتیجۃً ہزارہا نفوس چشم زدن میں اپنے مکانوں کے ملبے کے نیچے دب کر ہلاک ہو گئے۔ مجموعی طور پر جو نقصان ہوا اس کا نقشہ اس وقت کی اخباروں کے مطابق کچھ اس قسم کا تھا:

اخبار ''بھارت'' نے لکھا:

''۴؍اپریل کی صبح ہندوستان اور دنیا کے بعض حصوں کو نہیں بھولے گی۔ وہ قیامت کا سماں، وہ ہولناک سین جب آنکھوں کے آگے آتا ہے تو جان ہوا ہو جاتی ہے''

''پبلک میگزین'' میں تباہی اور بربادی کا منظر یوں بیان کیا گیا:

''اب ایک ایسے بھونچال سے ملک کو مقابلہ کرنا پڑا ہے جس نے ہزاروں جانوں کو قتل اور زخمی کرنے کے علاوہ کروڑوں اربوں کی جائداد تباہ کر دی ہے''

اخبار''وکیل''،امرتسر نے لکھا:

''یہ زلزلہ اس درجہ ہولناک اور مہیب تھا کہ اسے قیامتِ صغریٰ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا''

اخبار''سول اینڈ ملٹری گزٹ''،لاہور، کے بیان کے مطابق

''اس زلزلہ سے قریباً بیس ہزار جانیں ضائع ہوگئیں''

جونہی حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو اس زلزلہ اور اسکی تباہ کاریوں کی خبر ملی آپ کا دل درد سے بھر گیا۔ چنانچہ آپنے اسی وقت ایک اشتہار''الدعوۃ'' کے نام سے شائع فرما کر اس میں اپنے سابقہ الہامات اور پیشگوئیوں کا حوالہ دیتے ہوئے ملک کے لوگوں کو ایک بار پھر یہ باور کرانے کی کوشش فرمائی کہ یہ سب آفات ارضی وسماوی اس وجہ سے آرہی ہیں کہ لوگوں کو خدا پر ایمان نہیں رہا اور جو اُن کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا ہے اُس کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا کیا جارہا ہے۔آپ کی اس تنبیہ کے الفاظ یہ تھے:

''میں قسم حضرت احدیت جلشانہ کی کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی میں ایسے غرق ہوگئے ہیں کہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں رہا اور وہ جو اُس کی طرف سے اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا ہے اس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور یہ ٹھٹھا اور لعن طعن حد سے گزر گیا ہے''

پھر فرمایا:

''پس خدا فرماتا ہے کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے غریب گروہ کو ان درندوں کے حملوں سے بچاؤں اور سچائی کی حمایت میں کئی نشان ظاہر کروں۔اور وہ فرماتا ہے کہ:

'دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا

اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا'

پس تم سوچ کر دیکھو کہ یہ دن کیسے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔سچ کہو کہ کیا کبھی تمہارے باپ دادوں نے سنا تھا کہ جس زور سے اب ملک کو طاعون کھا رہی ہے،کبھی پہلے بھی ایسا زور

ہوا تھا۔ اور جس طرح ابھی ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلوں کو ہلا دیا اور عام نقصان پہنچا دیا اور لوگوں کو دیوانہ سا کر دیا کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے بزرگوں نے اس ملک میں دیکھا تھا'' [۱]

پھر آپؑ نے اس زلزلہ کے بارے میں اپنی ایک ماہ سے مسلسل شائع ہونے والی پیشگوئیوں اور الہامات کا حوالہ دیتے ہوئے بڑے دردمندانہ لہجے میں فرمایا:

''اب اے عزیزو! سوچ لو کہ کیا یہ زلزلہ جو ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو اس ملک میں ظاہر ہوا وہی نشان نہیں ہے جس کی خدا نے پہلے سے خبر دی ہے۔ دیکھو، کتابوں میں لکھا گیا تھا کہ مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان میں کسوف خسوف ہوگا اور مسیح موعود کی نسبت خود عیسائی صاحبوں کی انجیل میں ہے کہ مسیح کے وقت میں مری پڑے گی، یعنی طاعون۔ اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کرے گا اور سخت زلزلے آئیں گے۔ پس تم نے ان علامتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر جب کہ تمام نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ان دونوں منصبوں کا مدعی میں ہوں۔ پس میرے بعد کس کا انتظار کرو گے؟''

اور آخر پر بڑے زور اور جلال سے فرمایا:

''میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو۔ اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ اِن دونوں سے ہاتھ دھو لو۔ یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے۔ نہ کوئی مسیح اترے گا اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا۔ جو شخص آنا تھا وہ آ چکا۔ وہ میں ہی ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا''

(اشتہار بعنوان ''الدعوۃ'' بحوالہ مجموعہ اشتہار، جلد سوم۔ صفحہ ۵۲۰۔۵۱۸)

---

[۱] اخبار ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' نے بھی لکھا کہ ''تحقیقات کی رو سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ گذشتہ سولہ سو (۱۶۰۰) برس میں اس ملک پنجاب میں ایسا کوئی زلزلہ نہیں آیا''

(''براہین احمدیہ''، جلد پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۶۱)

اسی طرح بعد میں شائع ہونے والی اپنی کتابوں میں بھی آپ نے اس زلزلہ اور اس قسم کی دیگر آفات کے بارے میں ملنے والی آسمانی اخبار کو اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر (اور ان کے یوں غیر معمولی شان کے ساتھ حرف بحرف پورا ہونے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے جانے والے ایک بہت بڑے معجزہ کے طور پر) پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''مثلاً غور کرو کہ وہ شدید زلزلہ جس کی ۲۱ر مئی ۱۹۰۴ء کو مجھے خبر دی گئی جس نے ہزار ہا انسانوں کو ایک دم میں تباہ کر دیا اور پہاڑوں کو غاروں کی طرح بنا دیا اسکے آنے کی کس کو خبر تھی؟ کس نجومی نے مجھ سے پہلے پیشگوئی کی تھی؟ وہ خدا ہی تھا جس نے قریباً ایک برس پہلے مجھے یہ خبر دی۔ اسی وقت لاکھوں انسانوں میں بذریعہ اخبارات شائع کی گئی۔ اس نے فرمایا کہ مَیں نشان کے طور پر یہ زلزلہ ظاہر کروں گا تا سعید لوگوں کی آنکھ کھلے''

(''براہین احمدیہ۔ جلد پنجم''، روحانی خزائن، جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۰۰)

........☆........

اس قیامت خیز زلزلہ میں اِس قدر جانی و مالی نقصان کے باوجود جس طرح حضرت بانی سلسلہؑ کو خدا کی طرف سے دئے گئے وعدہ کے مطابق وہاں کے احمدیوں کی جانیں غیر معمولی طور پر محفوظ رہیں (اس خدائی وعدہ کے الفاظ اوپر کے صفحات میں آچکے ہیں) یہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کا ایک زندہ نشان اور حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی بطور مامور من اللہ صداقت کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ چونکہ اس سلسلے میں راقم الحروف کی تالیف ''درویشان احمدیت'' جلد سوم میں حفاظت سماوی کے عنوان کے تحت بہت سی مثالیں بیان کی جا چکی ہیں، اس لئے بغرض طوالت انہیں یہاں نہیں لایا جا رہا۔ تاہم اس معجزۂ خداوندی پر حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے چوتھے جانشین اور سلسلہ احمدیہ کے چوتھے امام، حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، کا اس قسم کی آفات سماوی پر جو'زور آور حملوں' کی عملی تعبیر میں دنیا میں برپا ہوئیں یا آئندہ برپا ہونگی ایک عمومی تبصرہ درج کیا جاتا ہے جس میں آپ نے کانگڑہ کے زلزلہ میں حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والوں کے محفوظ رہنے کا بطور خاص ذکر فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعودؑ کا الہام بھی ہے، جو بدؔر جلد ۲ نمبر ۲۴ میں شائع ہوا ہے۔ گیارہ جون ۱۹۰۶ء کا یہ الہام ہے: ایک زلزلہ کا نظارہ دکھائی دیا اور ساتھ ہی اس

کے الہام ہوا ''لِمَنِ المُلکُ الیَوْمَ ، لِلّٰہِ الوَاحِدِ القَھّار'' کہ آج کے دن بادشاہت کس کی ہے؟ اللہ ہی کی ہے۔ اللہ ہی کی بادشاہت ہے جو واحد ہے اور قہار ہے۔ تو اس زلزلہ سے مراد جنگیں تھیں جس کی پیشگوئیاں حضرت مسیح موعودؑ نے کی ہیں۔ ظاہری طور پر ایک کانگڑہ کا زلزلہ بھی آیا تھا، جو بہت ہی خوفناک تھا اور اس میں بھی اللہ کی بادشاہت سو فیصد احمدیوں کے حق میں ظاہر ہوگئی اور بڑی شان سے ظاہر ہوئی۔ سارے زلزلہ میں، جس میں لاکھوں لوگ تباہ ہو گئے، ایک احمدی بھی نہ مرا۔ اور یہ ناممکن تھا کہ ایک بھی احمدی نہ مرتا۔ ایک گاؤں میں ایک احمدی کے متعلق خطرہ ہوا کہ وہ مر چکا ہے، وہ نکل نہیں رہا تھا۔ جب ملبہ کو اٹھایا گیا تو وہ اپنی چارپائی کے نیچے بالکل محفوظ پڑا تھا''

(خطبہ جمعہ'' ،فرمودہ ۱۷/اگست ۲۰۰۱ء، بمقام لندن۔
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ،لندن، مورخہ ۲۱/ستمبر ۲۰۰۱)

☆ ☆ ☆

باب نہم
مخالفین اور اغیار کے بارے میں ملنے والی آسمانی اخبار

اس باب میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو ملنے والی ایسی اخبار سماویہ کا ذکر کِیا جاتا ہے جو آپ کو اغیار یعنی اپنے مخالفین یا دشمنانِ اسلام کے بارے میں خدا کی طرف سے ملیں اور جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہو کر خدائے عالم الغیب کی زندہ ہستی پر گواہ بنتی چلی گئیں۔ ان میں سے اکثر تو وہ ہیں جن کا تعلق آپ کے دعویٔ ماموریت سے پہلے زمانہ سے ہے اور جن کے پورا ہونے پر آپ اُس وقت انہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے طور پر پیش فرماتے رہے۔ پھر مقامِ ماموریت پر متمکن ہونے کے بعد آپ نے انہیں اپنی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کے نشانات کے طور پر پیش فرمایا۔ تاہم بعض ایسی بھی ہیں جو ماموریت کے ایام میں آپ کو ملیں۔

پہلی خبر

''وہ سیاہ لباس پہنے میرے سامنے کھڑا ہے''

لالہ سہج رام کی وفات کے بارے میں

آپ کی اوائل عمر کی بات ہے کہ آپ پر کشفی رنگ میں سہج رام نامی ایک ایسے شخص کی ناگہانی موت کا انکشاف کِیا گیا جو اسلام سے فطرۃً کینہ رکھتا تھا۔ چونکہ ابھی آپ کو ماموریت کا دعویٰ نہ تھا اس لئے جب آپ نے کشفاً ملنے والی اس خبر کا ذکر اپنے گھر کے افراد سے کِیا تو سب نے اس خبر کو مذاق کے رنگ میں لِیا۔ لیکن اس کے فوراً بعد ہی اس کی تصدیق ہوگئی۔ اس دلچسپ واقعہ کی روئیداد جیسا کہ آپ نے بیان فرمائی ہے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''ایک شخص سہج رام نام امرتسر کی کمشنری میں سر رشتہ دار تھا۔ اور پہلے وہ ضلع سیالکوٹ میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا سر رشتہ دار تھا۔ اور وہ مجھ سے ہمیشہ مذہبی بحث کیا کرتا تھا اور دین

اسلام سے فطرتاً ایک کینہ رکھتا تھا۔اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے۔ انہوں نے تحصیلداری کا امتحان دیا تھا اور امتحان میں پاس ہو گئے تھے۔اور وہ ابھی گھر میں قادیان میں تھے اور نوکری کے امیدوار تھے۔ایک دن مَیں اپنے چوبارہ میں عصر کے وقت قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔جب مَیں نے قرآن شریف کا دوسرا صفحہ الٹنا چاہا تو اسی حالت میں میری آنکھ کشفی رنگ پکڑ گئی اور مَیں نے دیکھا کہ سہج رام سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور عاجزی کرنے والوں کی طرح دانت نکالے ہوئے میرے سامنے آ کھڑا ہوا، جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ میرے پر رحم کرا دو۔مَیں نے اس کو کہا کہ اب رحم کا وقت نہیں۔اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اسی وقت یہ شخص فوت ہو گیا ہے''

اس کے بعد جب آپ نیچے اترے تو فرماتے ہیں:

''میرے بھائی کے پاس چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی نوکری کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔مَیں نے کہا کہ اگر پنڈت سہج رام فوت ہو جائے تو وہ عہدہ بھی عمدہ ہے۔ان سب نے میری بات سن کر قہقہہ مار کر ہنسی کی کہ کیا چنگے بھلے کو مارتے ہو۔دوسرے یا تیسرے دن خبر آ گئی کہ اُسی گھڑی سہج رام ناگہانی مَوت سے اس دنیا سے گذر گیا''

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد ۲۲۔صفحہ ۳۰۹)

☆ ☆ ☆

دوسری خبر

’’خدا تعالیٰ اس موذی کو جلد دنیا سے اٹھالے گا‘‘

پنڈت دیانند کے بارے میں ایک خبر

پنڈت دیانند ہندوستان میں ہندو آریہ فرقے کا بانی تھا۔اسلام کے خلاف اس کے دل میں اس قدر بغض اور عناد بھرا ہوا تھا کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ فرماتے ہیں کہ

’’اس ملک پنجاب میں جب دیانند بانی مبانی آریہ مذہب نے اپنے خیالات پھیلانے اور سفلہ طبع ہندوؤں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر اور ایسے ہی دوسرے انبیاء کی توہین پر چالاک کر دیا اور خود بھی قلم پکڑتے ہی اپنی شیطانی کتابوں میں جا بجا خدا کے تمام پاک اور برگزیدہ نبیوں کی تحقیر اور توہین شروع کی۔اور خاص اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بہت کچھ جھوٹ کی نجاست کو استعمال کیا اور بزرگ پیغمبروں کو گندی گالیاں دیں۔تب مجھے اس کی نسبت الہام ہوا کہ

’خدا تعالیٰ ایسے موذی کو جلد تر دنیا سے اُٹھالے گا‘

اور یہ بھی الہام ہوا سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُر ، یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا ان کو شکست دے گا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے‘‘

(’’تتمہ حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ ۶۰۷)

آپ کی یہ دوہری پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ پنڈت دیانند اس پیشگوئی کے صرف تین ماہ بعد اجمیر میں کسی نامعلوم بیماری سے اچانک وفات پا گیا جبکہ ابھی عمر کے اعتبار سے وہ اتنا بوڑھا نہ ہوا تھا۔اس کی یہ اچانک وفات پیشگوئی کے عین مطابق اور اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک چمکتا ہوا نشان تھی۔اور چونکہ آپ نے قادیان کے آریوں کو بھی اس پیشگوئی سے قبل از وقت مطلع فرما دیا تھا اس لئے وہ بھی اس کے پورا ہونے کے گواہ بن گئے۔پھر جب آپ کے دعویٰ ماموریت کے بعد آریوں کے اندر آپ کے خلاف بغض وعناد پیدا ہو گیا اور خود قادیان کے آریہ بھی آپ کی مخالفت کرنے لگ

گئے اوران کا سرغنہ لالہ شرمپت جو باوجود کئی نشان دیکھنے کے دیگر آریوں سے ملکر بڑی بیبا کی کے ساتھ کہنے لگ گیا کہ ہم نے کوئی نشان نہیں دیکھا تو آپ نے اسے موردِالزام ٹھہراتے ہوئے اسی پیشگوئی کا حوالہ دے کر دریافت فرمایا:

''لالہ شرمپت قسم کھا کر بتادے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جب پنڈت دیانند نے پنجاب میں آکر بہت شور کِیا اور خدا کے برگزیدہ نبی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں تحقیر کی اور خدا کے تمام مقدس نبیوں کو سونے کھوٹے کی طرح قرار دیا۔ تب مَیں نے شرمپت کو کہا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا ہے کہ اب اس کی موت کا دن قریب ہے۔ وہ بہت جلد مرے گا کیونکہ اس کا دل مر گیا ہے۔ چنانچہ وہ اس پیشگوئی کے بعد صرف چند دنوں میں ہی اسی اجمیر میں مر گیا اور اپنی حسرتیں اپنے ساتھ لے گیا''

(''قادیان کے آریہ اور ہم''، روحانی خزائن، جلد۲۰۔ صفحہ۴۳۹)

پنڈت دیانند۱۸۸۳ء میں فوت ہوا۔ اس کی مَوت اچانک واقع ہوئی۔ وہ جودھ پور ریاست کے راجہ کے پاس بطور مہمان ٹھہرا ہوا تھا کہ اچانک بیمار ہو گیا۔ اسے علاج کیلئے اجمیر لایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکا۔ آپ نے اس کی وفات پر جو تبصرہ فرمایا وہ حضور کے اس درد کو ظاہر کرتا ہے جو آپ کے دل میں ایک گم کردہ راہ کو حق کی طرف لانے کیلئے موجود تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اس احقر نے ان کو ان کی وفات سے ایک مدت پہلے راہ راست کی طرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی اور ان کے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہین قطعیہ سے ان پر ظاہر کِیا اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے باَدبِ تمام ان پر ثابت کر دیا کہ دہریوں کے بعد تمام دنیا میں آریوں سے بدتر اَور کوئی مذہب نہیں، کیونکہ یہ لوگ خدائے تعالیٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہیں کہ اس کو خالق اور رب العٰلمین نہیں سمجھتے اور تمام عالم کو یہانتک کہ دنیا کے ذرّہ ذرّہ کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں ......مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے اس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن جلد۱۔ صفحہ۶۳۵۔۷۔ حاشیہ)

پیشگوئی کا دوسرا حصہ کہ جو قرآنی الفاظ میں آریہ مذہب کے کالعدم ہونے سے متعلق تھا اسکی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ اس کے بانی کے مرنے کے ساتھ ہی اُس فرقے کا زور کم ہونے لگا۔ کچھ تو اس کی اپنی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' میں بیان کردہ خلافِ عقل عقائد، بالخصوص روحوں کا غیر مخلوق ہونا، مسئلہ تناسخ، نیز مسئلہ نیوگ کی وجہ سے خود ہندو لوگ اس فرقہ سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔ دوسرے، اس کا کوئی جانشین نہ ہونے کے سبب اس کی یہ مخصوص تعلیمات جو بعض دیگر ہندو فرقوں کے بھی بنیادی عقائد کے خلاف پڑی ہوئی تھیں طاق نسیاں کی نذر ہوگئیں۔ اور اِس وقت جبکہ اُس کی وفات کو ایک سو سال گزر چکے ہیں ہندوستان کے ہندوؤں میں سے کوئی بھی آریہ کہلانا پسند نہیں کرتا۔

.......☆.......

تعارف: پنڈت دیانند ہندوستان میں آریہ سماج کا بانی اور اسلام سے سخت دشمنی رکھتا تھا۔ اس نے اپنی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' میں جابجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ اور دیگر پاکباز انبیاء کرام پر حملے کئے ہیں اور ان کی پاک تعلیمات کا محض اپنی جہالت کی بنا پر نہ کہ کسی علمی تحقیق کے رو سے مذاق اڑایا ہے۔ چونکہ وہ اپنی تحریرات اور عقائد کو مبنی بر وید قرار دیتا تھا اور ہندوستان کے ہندو طبقہ پر اس کا کافی اثر تھا۔ دوسری طرف ہندوستان میں اُس وقت آریہ سماج کا طوطی بول رہا تھا اور اس کے پیروکار اسلام اور حضرت بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں دوسرے ہندوؤں کی نسبت کچھ زیادہ ہی جوش دکھا رہے تھے، تو حضرت بانئ سلسلہؑ نے جہاں وید کے عقائد باطلہ از قسم مسئلہ تناسخ، نیوگ، وغیرہ کی عقلی لحاظ سے بیخکنی فرمائی وہاں آپ نے آریوں بالخصوص ان کے لیڈر پنڈت دیانند کو اپنے مقابل پر آنے اور اپنے مذہبی عقائد کی معقولیت ثابت کرنے کی دعوت دی مگر وہ سامنے نہ آیا۔ اوپر کے اقتباس میں حضرت بانئ سلسلہؑ کا اشارہ آپ کی اسی کوشش کی طرف ہے۔

☆ ☆ ☆

تیسری خبر

''اس کی نصف قید معاف ہو جائے گی''

بشمبر داس کے بارے میں آسمانی خبر

حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو اپنے دعویٔ ماموریت سے قبل ملنے والی ایک اور خبر جو آریوں کیلئے اسلام کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان بنی، قادیان کے آریہ شرمپت کے بھائی بشمبر داس کے بارے میں تھی۔آپؑ خدا کی طرف سے ملنے والی اس خبر کی روئیداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''شرمپت آریہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اس کا بھائی بشمبر داس نامی اور ایک دوسرا شخص خوشحال نامی ایک مقدمہ میں دونوں قید ہو گئے تھے۔ جب اپیل گذرا شرمپت نے جیسا کہ اضطرار کے وقت ہندوؤں کا حال ہوا کرتا ہے مجھ سے دعا کی درخواست کی اور انجام دریافت کیا۔تب دعا کرنے کے بعد رات کے وقت خدا تعالیٰ نے رؤیا میں کل حقیقت مقدمہ کی مجھ پر کھول دی اور ظاہر کیا کہ دعا اِس طور پر قبول ہو گی کہ بشمبر داس کی نصف قید تخفیف کر دی جائے گی اور یوں ہو گا کہ اس مقدمہ کی مثل عدالت چیف کورٹ سے پھر ماتحت عدالت میں واپس آئے گی اور اس عدالت سے بشمبر داس کی قید صرف آدھی رہ جائے گی اور آدھی معاف کر دی جائے گی اور اس کا دوسر رفیق خوشحال نامی پوری قید بھگت کر خلاصی پائے گا اور ایک دن بھی کم نہیں ہو گا''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۵۱۹-۲۰)

اس رؤیاء کو آپ نے اپنی کتاب ''سراج منیر'' میں قدرے تفصیل کے ساتھ یوں بیان فرمایا ہے:

''مَیں نے دعا کی اور کشفی نظر سے مَیں نے دیکھا کہ مَیں اُس دفتر میں گیا ہوں جہاں اسکی قید کی مثل تھی۔مَیں نے اُس مثل کو کھولا اور برس کا لفظ کاٹ کر اسکی جگہ چھ مہینے لکھ دیا، اور پھر مجھے الہامِ الٰہی سے بتلایا گیا کہ مثل چیف کورٹ سے واپس آئے گی اور برس کی جگہ چھ مہینے رہ جائے گی لیکن بری نہیں ہو گا۔چنانچہ مَیں نے یہ تمام کشفی واقعات شرمپت آریہ کو جو اَب تک زندہ موجود ہے نہایت صفائی سے بتلا دئے''

(''سراج منیر''، روحانی خزائن، جلد ۱۲۔صفحہ ۳۷)

آپ نے اس الٰہی بشارت سے شرمپت آریہ کو نیز قادیان کے بہت سے اَور دوستوں کو مطلع فرما دیا۔ اب عملاً ایک ایسی صورت پیدا ہوگئی جس نے پیشگوئی کی عظمت کو دوبالا کر کے اپنوں اور غیروں پر ثابت کر دیا کہ اسلام کا خدا ایک زندہ اور سچے وعدوں والا خدا ہے اور وہ اپنے نیکوکار بندوں کو کبھی نیچا نہیں دکھاتا۔ چنانچہ آپ پیشگوئی کے بارے میں پیدا ہونے والی اس غیر متوقع صورت کی تفصیل بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس جزوِ کشف کی نسبت یہ ابتلاء پیش آیا کہ جب چیف کورٹ سے حسب پیشگوئی اس عاجز مِثل مقدمہ مذکورہ واپس آئی تو متعلقین مقدمہ نے اُس واپسی کو بریت پر حمل کر کے گاؤں میں یہ مشہور کر دیا کہ دونوں ملزم جرم سے بری ہو گئے ہیں۔ مجھ کو یاد ہے کہ رات کے وقت میں یہ خبر مشہور ہوئی اور یہ عاجز مسجد میں عشاء کی نماز پڑھنے کو طیار تھا کہ ایک نے نمازیوں میں سے بیان کِیا کہ یہ خبر بازار میں پھیل رہی ہے اور ملزمان گاؤں میں آ گئے ہیں''

(''براہین احمدیہ''، روحانی خزائن، جلد اول۔ صفحہ ۶۵۷)

چونکہ آپ علانیہ طور پر لوگوں میں فرما چکے تھے کہ دونوں مجرم ہرگز جرم سے بری نہیں ہوں گے اس لئے آپ کو اس خبر سے صدمہ پہنچنا لازمی امر تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''مجھے یہ خبر سنتے ہی بہت صدمہ پہنچا اور دل میں بیقراری پیدا ہوئی کہ متعصب ہندو اس بات پر حملہ کریں گے کہ تم نے تو خبر دی تھی کہ بشمبر داس بری نہیں ہوگا۔ اب دیکھو وہ تو بری ہو گیا۔ مجھے اس غم سے ایک ایک رکعت نماز کی ایک ایک سال کے برابر ہو گئی اور جب مَیں نماز میں کسی رکعت کے بعد سجدہ میں گیا تو اُس وقت میرا اضطرار نہایت تک پہنچ گیا تھا۔ تب سجدہ کی حالت میں ہی بلند آواز سے خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

لَا تَخَفْ ۔اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی''

یعنی' کچھ خوف مت کر، تُو ہی غالب ہے'

اس دوسری آسمانی خبر نے اگرچہ پہلی خبر کی توثیق کر دی مگر ظاہری حالات اس کے بالکل برعکس پڑے ہوئے تھے۔ یہ صورت حال چھ ماہ تک برقرار رہی۔ پھر اصل حقیقت پر سے پردہ کیسے اُٹھا اور کس

طرح خدا نے جھوٹ کا پول کھول کر اپنے فرستادہ کے سامنے دشمنان اسلام کا منہ کالا کِیا اس کی روئیداد اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''پھر مَیں منتظر رہا کہ یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوگی .....بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت آٹھ بجے کے قریب بٹالہ کا ایک تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام جس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے بطور دَورہ قادیان میں آیا کیونکہ قادیان تحصیل بٹالہ کے متعلق ہے اور وہ ہمارے مکان پر آ گیا۔اور ابھی گھوڑے پر سے نہیں اترا تھا کہ چند ہندو جیسا کہ ان کی رسم ہے اس کو سلام کرنے کیلئے آ گئے اور ان میں بشمبر داس بھی تھا۔تب تحصیلدار نے بشمبر داس کو دیکھ کر کہا کہ بشمبر داس، ہم اس سے خوش ہوئے کہ تم نے قید سے رہائی پائی مگر افسوس کہ تم بری نہ ہوئے''

فرماتے ہیں،مَیں نے تو اِس بات کو سنتے ہی سجدہ شکر ادا کِیا اور فی الفور شرمپت کو بلایا کہ تُو کس لئے اتنی مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتا رہا کہ بشمبر داس بری ہو گیا اور مجھے ناحق دکھ دیا؟ اُس نے جواب دیا کہ ایک معذوری کی وجہ سے یہ جھوٹ بولنا پڑا اور وہ یہ تھی کہ ہماری قوم میں رشتوں اور ناطوں کے وقت ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں نکتہ چینیاں ہوتی ہیں اور کسی بدچلنی کے ثابت ہونے سے لڑکیاں ملنی مشکل ہو جاتی ہیں۔سو اسی معذوری سے مَیں خلاف واقعہ کہتا رہا اور خلاف واقعہ شہرت دی۔

(''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ ۳۱۴-۳۱۵)

یہ اتنا بڑا خدا کا نشان تھا کہ اگر قادیان کے آریوں کے دلوں میں ذرہ بھر خدا کا خوف ہوتا تو حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے اسی الہام کو دیکھ کر ان کے دل پکار اُٹھتے کہ یہ کتنا بڑا خدا کا مقرب ہے مگر ان کی سنگ دلی اور طوطا چشمی ملاحظہ ہو کہ جب آپ نے انہیں کئی نشانات کا چشم دید گواہ ٹھہرا کر اپنی کتابوں میں لکھنا شروع کیا تو وہ یہ کہنے لگ گئے کہ ہم نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔اس پر آپ نے ایک رسالہ ''قادیان کے آریہ اور ہم'' تحریر فرمایا جس میں ان لوگوں کا نام لے لے کر انہیں مورد الزام ٹھہرایا کہ وہ اپنے بچوں کی قسمیں کھا کر کہیں کہ کیا انہوں نے فلاں نشان دیکھا ہے یا نہیں؟۔مثلاً ان کے اسی سرغنہ لالہ شرمپت کے بارے میں فرمایا:

''کیا یہ سچ نہیں کہ اس کا بھائی بشمبر داس مع خوشحال برہمن کسی فوجداری مقدمہ میں سزا یاب ہو کر دونوں قید ہو گئے تھے اور اس وقت اس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی تھی

اور مَیں نے خدا سے علم پا کر اسے یہ بتایا تھا کہ میری دعا سے آدھی قید بشمبر داس کی تخفیف کی گئی؟......اور یہ اُس وقت کہا تھا کہ چیف کورٹ میں بشمبر داس اور خوشحال برہمن کا اپیل ابھی دائر ہی کیا گیا تھا اور کسی کو خبر نہیں تھی کہ انجام کیا ہوگا۔ بلکہ خود چیف کورٹ کے ججوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ کس حکم کی طرف ہمارا قلم چلے گا۔ اُس وقت مَیں نے بتلایا تھا کہ وہ قادر خدا جس نے قرآن نازل کیا ہے، وہ مجھے کہتا ہے کہ مَیں نے تیری دعا قبول کی''

(''قادیان کے آریہ اور ہم''، روحانی خزائن، جلد۲۰۔صفحہ۴۳۵)

☆ ☆ ☆

چوتھی خبر
راجہ تیجا سنگھ کی وفات کے بارے میں ملنے والی آسمانی خبر

پھر آپ کے سیالکوٹ میں ہی قیام کے دوران کا واقعہ ہے کہ آپ کو وہاں کے ایک بہت بڑے جاگیر دار راجہ تیجا سنگھ کے بارے میں الہام ہوا کہ وہ وفات پا گیا ہے۔آپؑ نے اس آسمانی خبر سے اپنے ایک دوست لالہ بھیم سین کو بھی اطلاع دیدی۔ وہ یہ سن کر بہت حیران ہوا کیونکہ راجہ تیجا سنگھ اس وقت بٹالہ میں تھے اور سیالکوٹ میں ان کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ بعد میں اسی دن اطلاع آ گئی۔ چنانچہ اس خبر کو بھی آپ نے پہلے اپنی کتاب **براھین احمدیہ** میں اور پھر اپنی بعد کی کتب میں منجملہ دیگر نشانات کے درج فرمادیا۔ مثلاً اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''انہی وکیل صاحب یعنی لالہ بھیم سین صاحب کو جو سیالکوٹ میں وکیل ہیں ایک مرتبہ مَیں نے خواب کے ذریعہ سے راجہ تیجا سنگھ کی مَوت کی خبر پا کر ان کو اطلاع دی کہ وہ راجہ تیجا سنگھ جن کو سیالکوٹ کے دیہات جاگیر کے عوض میں تحصیل بٹالہ میں دیہات مع اس کے علاقہ کی حکومت کے ملے تھے فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس خواب کو سن کر بہت

تعجب کیا۔اور جب قریب دو بجے بعد دوپہر کے وقت ہوا تو مسٹر پرنسب صاحب کمشنر امرتسر ناگہانی طور پر سیالکوٹ میں آ گئے۔اور انہوں نے آتے ہی مسٹر مکنیب صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کو ہدایت کی کہ راجہ تیجا سنگھ کے باغات وغیرہ کی جو ضلع سیالکوٹ میں واقع ہیں بہت جلد ایک فہرست طیار ہونی چاہئے کیونکہ وہ کل بٹالہ میں فوت ہو گئے۔تب لالہ بھیم سین نے اس خبرِ مَوت پر اطلاع پا کر نہایت تعجب کیا کہ کیونکر قبل از وقت اس کے مرنے کی خبر ہوگئی''

(''تریاق القلوب''، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔صفحہ ۲۵۷)

(نوٹ: لالہ بھیم سین صاحب، حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے سیالکوٹ قیام کے دوران کے دوستوں میں سے تھے۔آپ کے ساتھ ان کا اکثر اُٹھنا بیٹھنا تھا اور وہ اسلام میں بھی دلچسپی لیتے تھے۔ان کے وکالت میں پاس ہونے کے بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو ملنے والی ایک آسمانی خبر کا حال جلد ہٰذا کے باب دوم کی فصل اول میں زیرِ عنوان ''لالہ بھیم سین صاحب'' ملاحظہ کیا جا سکتا ہے)

☆ ☆ ☆

پانچویں خبر

''مرزا امام الدین وغیرہ پر ایک سخت مصیبت پڑے گی''

آریوں کیلئے ایک اَور زبردست نشان

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے زمانۂ ماموریت کے بالکل ابتدائی دَور کی بات ہے کہ اسلام کی صداقت اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت میں ایک ایسا روشن نشان ظاہر ہوا جس نے قادیان کے آریوں پر حجت تمام کر دی۔یہ نشان جو خود ان کے مطالبے اور اصرار پر حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی دعا کے نتیجہ میں آپ کے اِس ادعاء کی تائید میں ظاہر ہوا کہ خدا آپ کے ہاتھ پر نشان دکھاتا ہے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ قادیان کے آریوں نے بہت اصرار کیا کہ کوئی نشان دکھلاؤ۔اور ہمارے

مخالف شرکاء مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین بھی نشان دیکھنے کے طلبگار تھے۔تب ان سب پر حجت ملزمہ قائم کرنے کیواسطے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر مَیں نے یہ پیشگوئی کی کہ مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین پر اکتیس ماہ کے اندر ایک سخت مصیبت پڑے گی یعنی ان کی اولاد میں سے کوئی ایسا آدمی مرجائے گا جس کا مرنا ان کیلئے تکلیف اور تفرقہ کا موجب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔صفحہ ۵۸۹)

اس کا پس منظر یہ ہے کہ کچھ ہی عرصہ پہلے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے خدا سے علم پا کر اس مضمون کے اشتہارات شائع فرمائے تھے کہ آپ جو مؤلف براہین احمدیہ ہیں آپ کو خدا کی طرف سے اس غرض کیلئے مامور کیا گیا ہے کہ دین اسلام کی صداقت کو علاوہ معقولی اور منقولی دلائل کے آسمانی نشانوں کے رو سے بھی ثابت کریں اور آپ کو بشارت دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ پر ہر طالب صادق کیلئے نشان ظاہر کرے گا بشرطیکہ وہ ایک سال تک آپ کی صحبت میں آ کر رہے۔اس اعلان کے ساتھ آپ نے یہ بھی لکھا کہ اگر اس دوران خدا تعالیٰ کوئی نشان ظاہر فرما دے تو ایسے طالب حق پر لازم ہوگا کہ نشان دیکھنے کے بعد وہ اسی جگہ یعنی قادیان میں مشرف بہ اسلام ہو جائے۔اس پر قادیان کے ہندوؤں نے بھی آپ سے نشان کی خواہش ظاہر کی مگر لکھا کہ اسلام لانے کی شرط سے ہمیں معذور سمجھا جائے۔لیکن ہم وعدہ کرتے ہیں کہ نشان ظاہر ہو جانے کی صورت میں ہم اسے اخباروں میں شائع کرا دیں گے۔وغیرہ[۱]

حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے وہ خط جس پر قادیان کے دس معتبر ہندوؤں کے دستخط تھے، موصول ہونے پر انہیں بڑے مثبت پیرایہ میں جواب دیا اور نشان کے ظہور کیلئے از ستمبر ۱۸۸۵ء تا ۱۸۸۶ء ایک سال کی مدت معین فرما دی۔

---

[۱] قارئین کی دلچسپی کیلئے آریوں کے اس خط کے بعض حصے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں: پہلے انہوں نے لکھا کہ ''ہم آپکی خدمت میں قسمیہ بیان کرتے ہیں جو ہم طالب صادق ہیں کسی قسم کا شر اور عناد جو بمقتضائے نفسانیت یا مغائرت مذہب نا اہلوں کے دلوں ہوتا ہے وہ ہمارے دلوں میں ہرگز نہیں ہے''

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ کے فٹ نوٹ پر ملاحظہ ہو)

اب خدا کی قدرت دیکھیئے کہ آپ کی اس تحریر پر ابھی ایک ماہ بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے جدی خاندان والوں کی نسبت الہاماً بتایا کہ ان میں سے کسی مرد یا عورت کی وفات ہو جائے گی اور یہ وفات ان کیلئے سخت تکلیف کا موجب بنے گی۔ اِس الہامی خبر کا مضمون جیسا کہ آپ نے تحریری شکل میں آریوں کو دیا حسب ذیل تھا:

''مرزا امام الدین و نظام الدین کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے کہ اکتیس (۳۱) ماہ تک ان پر ایک سخت مصیبت پڑے گی یعنی ان کے اپنے اہل و عیال و اولاد میں سے کسی مرد یا عورت کا انتقال ہو جائیگا جس سے ان کو سخت تکلیف اور تفرقہ پہنچے گا۔ آج ہی کی تاریخ کے حساب سے جو تیئس ساون سمت ۱۹۴۲ء مطابق ۵ر اگست ۱۸۸۵ء ہے، یہ واقعہ ظہور میں آئیگا''

اور پھر اس تحریر پر آپ نے قادیان کے چار معتبر ہندوؤں کے دستخط کروا کر اسے اپنے پاس بھی محفوظ کر لیا۔

(بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اول۔ صفحہ ۱۴۵)

....

(**بقیہ حاشیہ**) پھر نشان دیکھنے کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے انہوں نے تحریر کیا کہ نشان ایسے ہونے چاہئیں:

''جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راستبازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپکی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپکو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپکو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپکی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے''

اور پھر اپنے پرمیشر کی قسم کھا کر اقرار کیا کہ

''اگر ہم لوگ کوئی آپ کا نشان دیکھ لیں گے تو اگر ہدایت پانے کیلئے توفیق ایزدی ہمارے شامل حال ہوئی تو ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں اور پرمیشر کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اس قدر تو ہم ضرور کریں گے کہ آپ کے اُن نشانوں کو جو ہم بچشم خود مشاہدہ کر لیں گے چند اخباروں کے ذریعہ سے بطور گواہ رؤیت شائع کرا دیں گے''

('' خط بنام مرزا صاحب''، بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل۔ صفحہ ۹۲ تا ۹۴)

اب ہر چند کہ اس پیشگوئی کے لئے الہامی طور پر اکتیس (۳۱) ماہ کی میعاد مقرر کی گئی تھی جو بمطابق تحریر حضرت اقدس ۵؍اگست ۱۸۸۵ء سے شروع ہو کر ۵؍مارچ ۱۸۸۸ء کو ختم ہونی تھی جب اس پر تیس ماہ کا عرصہ گذر گیا اور کوئی واقعہ رونما نہ ہوا تو ہندوؤں نے واویلا کرنا شروع کر دیا کہ پیشگوئی غلط نکلی۔ اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے از راہِ شرارت پیشگوئی کا حوالہ دے کر اخباروں میں شائع کرا دیا کہ جب تیس ماہ میں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو ایک ماہ میں کیا پوری ہوگی۔ مگر ان کے اس طرح شور کرنے پر ابھی دو ہفتے گذرنے نہ پائے تھے کہ مرزا نظام الدین کی بیٹی جو مرزا امام الدین کی بھتیجی تھی عین جوانی کی عمر میں ایک شیر خوار بچہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔ اور اس طرح وہ سارا خاندان ماتم کدہ بن گیا۔

پیشگوئی کے یوں نصف النہار کی طرح پورا ہو جانے پر حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے ان کی اس شرارت سے بذریعہ اشتہار عوام الناس کو آگاہ کرتے ہوئے پہلے تو یہ تحریر فرمایا کہ

”پیشگوئی کے ظہور کی میعاد اکتیس ماہ تک تھی۔ اب جو فروری ۱۸۸۸ء کا مہینہ آیا جو حساب کے رو سے اکتیسواں مہینہ تھا تو ان بھلے مانسوں کے زہرناک تعصب نے انہیں اس قدر صبر کرنے نہ دیا کہ مہینہ کے اخیر تک انتظار کر لیتے بلکہ ابھی وہ آخری مہینہ چڑھا ہی تھا کہ انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ پیشگوئی غلط نکلی“

پھر پیشگوئی کے مدت معینہ کے اندر پورا ہونے کو خدا کی قدرت کا نشان قرار دیتے ہوئے ان کی (یعنی قادیان کے آریوں کی) ہٹ دھرمی اور تعصب کا مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر فرمایا:

”لیکن اس قادر کی قدرت دیکھئے کہ کیسے اخیر پر اس نے ان کو الٹا کر مارا اور کیسے ذلیل اور رسوا کیا کہ ابھی پندرہ دن اکتیسویں مہینے کے پورے ہونے میں باقی تھے کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ افسوس یہ دل کے اندھے نہیں دیکھتے کہ ہر ایک پیشگوئی ہمارا خدا تعالیٰ کیسی پوری کرتا جاتا ہے“

(اشتہار مورخہ ۲۰؍مارچ ۱۸۸۸ء

بحوالہ مجموعہ اشتہارات حصہ اول۔ صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۵)

اب وہ آسمانی خبر جو اللہ تعالیٰ نے بطور نشان حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو دی تھی وہ تو بڑے زور اور جلال کے ساتھ پوری ہوگئی اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے اسے پورا ہوتے دیکھ لیا مگر افسوس کہ قادیان کے آریوں کو اپنا پرمیشر کو حاضر ناظر جان کر کیا ہوا وعدہ پورا کرنے کی توفیق نہ ملی۔

چھٹی خبر

''وہ پنجاب میں نہیں آسکے گا''

دلیپ سنگھ کے بارے میں ایک آسمانی خبر

سکھوں کے آخری حکمران راجہ رنجیت سنگھ اور انگریزوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا تھا جس کے مطابق ستلج کے پار کا سارا علاقہ جس میں جالندھر اور پھلور وغیرہ کے قصبات شامل تھے انگریزوں کی عملداری میں آ گیا۔ مگر رنجیت سنگھ کی وفات کے سات سال بعد ہی سکھوں کی خودسر فوج نے دریائے ستلج عبور کر کے انگریزوں پر دھاوا بول دیا۔ یہ ۱۸۴۶ء کی بات ہے۔ تاہم سکھوں اور انگریزوں کے درمیان ایک صلح نامہ جو ''صلح نامہ لاہور'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے طے پایا جس کے رو سے دوآبہ بست جالندھر سارے کا سارا انگریزی سلطنت میں ضم کر لیا گیا۔ اسی طرح یہ بھی قرار پایا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا سب سے چھوٹا بیٹا دلیپ سنگھ جس کی عمر اُس وقت آٹھ سال تھی اور جسے اپنی والدہ کی زیر نگرانی رہتے ہوئے سکھوں کی اکثریت رنجیت سنگھ کے تخت کا وارث قرار دے چکی تھی، اس کے سن بلوغت پر پہنچنے پر پنجاب کی حکومت اس کے حوالے کر دی جائے گی۔ مگر قبل اس کے کہ یہ نوبت آتی سکھوں اور انگریزوں کے درمیان جھڑپوں کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا جس کے نتیجہ میں ۲۱ر مارچ ۱۸۴۹ء کو ایک اَور معاہدہ طے پایا جس کے مطابق دلیپ سنگھ کو ایک انگریز ڈاکٹر سر جان لوگن کی اتالیقی میں دے کر اسے اور اس کی ماں رانی جنداں کو برطانیہ بھجوا دیا گیا۔

اس کے چھتیس سال بعد یعنی ۱۸۸۶ء میں پنجاب میں یہ خبر گرم ہوئی کہ دلیپ سنگھ واپس پہنچ رہا ہے۔ اس خبر سے سکھوں کے اندر پھر جوش و خروش پیدا ہو گیا اور وہ اس کے استقبال کی تیاریاں کرنے لگے۔ مگر اِدھر زمین و آسمان کے مالک خدا نے اپنے مامور کو بذریعہ کشف خبر دی کہ دلیپ سنگھ ہرگز پنجاب میں نہیں آسکے گا۔ چنانچہ آپ نے اس آسمانی خبر کو مقامی آریوں وغیرہ میں سنانے کے علاوہ اپنے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے اندر بھی شائع فرما دیا۔ اس خبر کے الفاظ مندرجہ ذیل تھے:

''ہم پر.....ایک دیسی امیر نو وارد پنجابی الاصل کی نسبت بعض متوحش خبریں.....
منجانب اللہ منکشف ہوئی ہیں''

(بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل۔ صفحہ ۱۰۰)

اور پھر اپنی بعد کی تحریرات میں آپ نے نہ صرف اس پنجابی الاصل امیر کا نام دلیپ سنگھ بتایا بلکہ ان آسمانی خبروں کی تفصیل پر سے بھی پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا:

''دلیپ سنگھ کی نسبت پیش از وقوع...... مجھے کشفی طور پر معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کا آنا اس کیلئے مقدر نہیں۔ یا تو یہ مرے گا اور یا ذلت اور بے عزتی اٹھائے گا اور اپنے مطلب سے ناکام رہے گا''

عملاً یہ ہوا کہ دلیپ سنگھ جو انگلستان سے روانہ ہو کر ہندوستان آنے کیلئے عدن تک پہنچ چکا تھا اسے برطانوی حکومت کے حکم سے وہاں روک لیا گیا اور اس طرح حضرت بانی سلسلہؑ کو اپنے خدا کی طرف سے ملنے والی خبر پوری ہو کر اس کی زندہ ہستی کا نشان بن گئی۔ چنانچہ آپ نے اس بہت بڑے نشانِ آسمانی کو بھی اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''جب کہ دلیپ سنگھ کی پنجاب میں آنے کی خبر مشہور تھی تب مجھے دکھلایا گیا کہ دلیپ سنگھ اپنے اس ارادہ میں ناکام رہے گا اور وہ ہرگز ہندوستان میں قدم نہیں رکھے گا۔ چنانچہ مَیں نے اس کشف کو لالہ شرمپت ساکن قادیان کو جو آریہ ہے اور کئی ہندو، مسلمانوں کو بتلا دیا اور ایک اشتہار بھی شائع کر دیا جو فروری ۱۸۸۲ء میں چھپ کر تقسیم کر دیا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دلیپ سنگھ عدن سے واپس ہوا اور اُس کی عزت و آسائش میں بہت بڑا خطرہ پڑا جیسا کہ مَیں نے صدہا آدمیوں کو خبر دی تھی''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ ۶۰۴)

(نوٹ: یہ خبر کہ دلیپ سنگھ کو عدن میں روک لیا گیا ہے، سب سے پہلے اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ ۳؍ مئی ۱۸۸۶ء کو شائع ہوئی)

........☆........

دلیپ سنگھ کون تھا؟

دلیپ سنگھ، مہاراجہ رنجیت سنگھ کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ دراصل مہاراجہ رنجیت سنگھ کے انتقال کے بعد اس کے تخت کے کئی دعویدار اٹھ کھڑے ہوئے تاہم حکومت اس کے سب سے بڑے بیٹے کھڑک سنگھ کے حصے میں آئی۔ مگر وہ جلد ہی ایک سازش کا شکار ہو کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس کے قتل کے بعد کھڑک سنگھ کے اکلوتے بیٹے نونہال سنگھ نے پنجاب کا حکمران ہونے کا اعلان کر دیا مگر وہ بھی کچھ عرصہ بعد ایک منصوبہ کے تحت قتل کر دیا

گیا۔ادھر رانی جنداں اپنے بیٹے دلیپ سنگھ کیلئے زمین ہموار کرنے لگی۔مگر چونکہ اسے بھی اپنے اور اپنے بیٹے کے بارے میں خطرات لاحق ہو گئے تھے اس لئے انگریزوں نے ایک معاہدے کے تحت اسے اپنے بیٹے کے ساتھ انگلستان بھجوا دیا۔۱۸۶۳ء میں رانی جنداں انتقال کر گئی۔دلیپ سنگھ جو وہاں شہزادوں کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا نے اپنی ماں کی وفات کے بعد عیسائیت قبول کر لی۔اور ایک مصری عیسائی عورت سے شادی کر لی۔اِس دوران اس نے اپنے وطن پنجاب آنے کی خواہش کی اور حکومت کی طرف سے اسے اس کی اجازت بھی مل گئی۔ادھر ہندوستان بالخصوص پنجاب میں اس کے استقبال کی زور وشور سے تیاریاں ہونے لگیں۔مگر پنجاب کے بعض سرداروں کے ساتھ اس کی مشکوک خط وکتابت کا علم ہونے پر اسے عدن سے واپس بلا لیا گیا اور اس طرح پر خدا کے مامور کو کشفاً ملنے والی خبر پوری ہوئی۔

(بحوالہ ''تاریخ پنجاب''، مصنفہ سید محمد لطیف، یکے از مطبوعات

''تخلیقات لاہور''، نومبر ۱۹۹۴ء)

☆ ☆ ☆

ساتویں خبر

”انہیں کوئی بہت بڑا غم پہنچے گا“

سر سید احمد خان کے بارے میں ملنے والی ایک منذر خبر

حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام نے اپنے جس اشتہار (مورخہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء) میں راجہ دلیپ سنگھ کے بارے میں شائع فرمایا تھا کہ قضاوقدر میں اس کیلئے بعض ہموم وغموم کا پیش آنا مقدر ہے جس کی بعد کے انکشافات کی بنا پر آپ نے یہ معین تعبیر فرمائی کہ وہ پنجاب میں ہرگز واپس نہیں آسکے گا (ملاحظ ہو اوپر کا نشان) اسی اشتہار کے اندر آپ نے مسلمانوں کے ایک سرکردہ رہنما سر سید احمد خان کے۔سی۔ایس۔آئی کے بارے میں بھی تحریر فرمایا کہ خدا کے نزدیک انہیں اپنی آخری عمر میں کوئی سخت قسم کا غم پہنچے گا۔چنانچہ مذکورہ خبر کے ساتھ یہ خبر بھی شائع ہوکر عوام کے علم میں آگئی۔

پھر یہ آسمانی خبر اپنے وقت پر آکر جس ہیبت ناک رنگ میں پوری ہوئی ،اسے آپ نے خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”اور منجملہ ان نشانوں کے جو خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر فرمائے پیشگوئی اشتہار ۱۲؍مارچ ۱۸۹۷ء ہے جو سید احمد خان کے۔سی۔ایس۔آئی کی نسبت مَیں نے کی تھی۔اس پیشگوئی سے اوّل ایک اَور پیشگوئی اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی جو اُسی وقت مشتہر ہوکر ہزاروں انسانوں میں شائع ہوگئی تھی جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ سید احمد خان صاحب کو کئی قسم کی بلائیں اور مصیبتیں پیش آئیں گی۔چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور وہ ایک عظیم الشان مالی نقصان اٹھا کر بڑی تلخی کے ساتھ اس دنیا سے گذرے“

(”تریاق القلوب“،روحانی خزائن،جلد ۱۵،صفحہ ۴۶۴)

سر سید احمد خان کے جس مالی نقصان کا حضورؑ یہاں ذکر فرمارہے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان کے دفتر کا ہیڈ کلرک جو ایک ہندو تھا اور جس پر وہ بہت اعتماد کرتے تھے،ان کے کالج کا ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ غبن کرکے فرار ہوگیا۔یہ وہ سرمایہ تھا جو مسلمانوں سے چندہ کرکے انہوں نے اپنے کالج کیلئے جمع کیا ہوا تھا۔اس صدمہ کی کیفیت جیسا کہ حضرت بانی سلسلہؑ کے ایک مخلص مرید میرزا خدا بخش صاحبؓ کے ذریعے آپ تک پہنچی آپ نے یوں بیان فرمائی ہے:

”میرے ایک دوست میرزا خدا بخش صاحب مسٹر سید محمود صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ’اگر مَیں اس نقصان کے وقت علیگڈھ میں موجود نہ ہوتا تو میرے والد صاحب ضرور اُس غم سے مرجاتے۔ یہ بھی میرزا صاحب نے سنا کہ آپ نے اس غم سے تین دن روٹی نہیں کھائی اور اس قدر قومی مال کے غم سے دل بھر گیا کہ ایک مرتبہ غشی بھی ہوگئی“

(اشتہار مورخہ ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء، بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم۔ صفحہ ۳۴۲)

اس کے علاوہ بعض اَور صدمات انہیں اپنی آخری عمر میں اس طرح پہنچے کہ ان کا بیٹا سید محمود کسی دماغی مرض میں مبتلا ہوگیا جس کا انہیں سخت صدمہ رہنے لگا۔ دوسرے، اپنے اسی صاحبزادے کے مجبور کرنے پر انہوں نے بعض ایسے اشخاص کو ٹرسٹیان (Trustees) کے طور پر رکھا جو بعد میں خود اس کے بھی خلاف ہوگئے اور جس کے نتیجہ میں سید احمد صاحب کو اپنی آراستہ و پیراستہ کوٹھی چھوڑ کر بورڈنگ ہاؤس کے ایک چھوٹے سے بنگلے میں مقیم ہونا پڑا۔ کہتے ہیں کہ اُس وقت انہوں نے آہ کھینچ کر کہا کہ ہائے افسوس! ہمیں کیا معلوم تھا کہ سید محمود اس عمر میں ہمیں گھر سے نکال دیں گے۔ یہ وہ پے در پے صدمات تھے جنہوں نے ان کی کمر توڑ دی۔ اور یوں وہ ہر لحاظ سے حضرت مامور من اللہ کی پیشگوئی کا مصداق بن کر اِس دنیا سے رخصت ہوئے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۱۸۸۶ء میں جب آپؑ نے سید صاحب موصوف کو صدمات پہنچنے والی پیشگوئی شائع فرمائی تھی تو اُن کے بعض دوستوں نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ مگر خدا کی تقدیروں کو کون روک سکتا ہے۔ چنانچہ جب بالآخر یہ پیشگوئی نصف النہار کی طرح پوری ہوگئی تو آپؑ نے اپنے ۱۲ر مارچ ۱۸۹۷ء والے اشتہار میں سید صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”آپ کو یہ بھی یاد دلاتا ہوں کہ ایک پیشگوئی مَیں نے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں آپکی نسبت بھی کی تھی کہ آپ کو اپنی عمر کے ایک حصے میں ایک سخت غم و ہم پیش آئے گا۔ اور اس پیشگوئی کے شائع ہونے سے آپکے بعض احباب ناراض ہوئے تھے اور انہوں نے اخباروں میں ردّ چھپوایا تھا۔ مگر آپ کو معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی بھی بڑی ہیبت کے ساتھ پوری ہوئی...... سوائے سید صاحب! یہی حادثہ تھا جس کا اشتہار میں صریح ذکر

ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ والسلام“

(”تریاق القلوب“، روحانی خزائن، جلد ۱۵۔ صفحہ ۴۷۲)

اِسی طرح آپ نے خدا سے علم پا کر ان کی وفات کی بھی پیشگوئی فرمائی۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک مرید پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ کو خط لکھتے ہوئے تحریر فرمایا کہ

”مَیں نے خواب میں دیکھا کہ سید احمد صاحب کا ستارہ قریب غروب ہے“

یہ خط مارچ ۱۸۹۸ء کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے چند دن بعد ہی یعنی ۲۷/ مارچ ۱۸۹۸ء کو سید صاحب کی وفات ہوگئی۔ (بحوالہ ”تذکرہ“ طبع چہارم۔ صفحہ ۷۷۵)

........☆........

سر سید احمد خان کا تعارف

سر سید احمد خان بانی مُدرسہ دار العلوم علی گڑھ اپنے وقت کی ایک بہت بڑی سیاسی اور علمی شخصیت تھے۔ وہ برصغیر کے اندر اسلام اور مسلمانوں کا درد رکھنے والے ایک لیڈر کے طور پر ابھرے اور اپنا نام پیدا کِیا۔ انہوں نے ”تہذیب الاخلاق“ کے نام سے قرآن کریم کی تفسیر بھی لکھی جس میں مخالفین اسلام کے اسلام اور قرآن پر اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی۔ تاہم وہ استجابتِ دعا کے قائل نہ تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جس چیز کو دعا کا قبول ہونا کہتے ہیں وہ محض دل کی تسلی کا دوسرا نام ہے ورنہ خدا اپنی تقدیر کو نہیں بدلتا۔ حضرت بانی سلسلہؑ نے ان کے اس فاسد خیال کے ردّ میں ایک مبسوط رسالہ ”برکات الدعا“ تصنیف فرمایا جس میں دعاؤں کے اعجازی رنگ میں قبول ہونے کی مثالیں دیں۔ بایں ہمہ آپ سر سید احمد خان کی ذاتی خوبیوں کے قائل تھے۔ چنانچہ آپ کے نزدیک وہ ”بہت دانشمند، حقیقت شناس اور زیرک اور فراست رکھنے والے انسان تھے“۔ آپ نے ان کی اسلامی خدمات کا بھی اعتراف کیا ہے۔ مثلاً الہ آباد کے لاٹ پادری کی کتاب جس میں اس نے اسلام پر اعتراضات کئے تھے کا جواب لکھنے پر آپ نے تحریر فرمایا کہ وہ ایک نہایت نازک کام تھا جو انہوں نے سرانجام دیا۔ ان کی وفات ۲۲/ مارچ ۱۸۹۸ء کو ہوئی۔

سر سید احمد صاحب کو اپنی آخری عمر میں جس ہندو کے روپیہ غبن کرنے پر غم پہنچا وہ ان کے اپنے کالج کا ہیڈ کلرک شام بہاری لال تھا۔ اس نے فراڈ کر کے کالج کا سارا سرمایہ جو قریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ تھا اپنے جعلی دستخطوں سے نکلوا لیا۔ سر سید صاحب نے عدالت میں اسکے خلاف مقدمہ دائر کیا مگر ابھی وہ حوالات میں ہی تھا کہ اس پر فالج گرا اور عدالتی کاروائی سے قبل ہی فوت ہوگیا۔ اس طرح پر غبن شدہ رقم انہیں واپس نہ مل سکی۔

(بحوالہ ”آپ بیتی یا ایم۔او۔ کالج علی گڑھ کی کہانی“، مصنفہ میر ولایت حسین صاحب، پروفیسر ایم۔اے۔او۔ کالج، علی گڑھ)

آٹھویں خبر

''خط کا مضمون الہاماً بتایا گیا''

پنڈت شونرائن اگنی ہوتری کیلئے ایک نشان

اوپر کے واقعہ میں تو ایک مسلمان منکر الہام کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اسے الہام کا قائل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا کیا نشان دکھایا۔ اب ذیل میں ایک ہندو منکر الہام کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے کس طرح حجت تمام کی۔ جب حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا کہ آپ **براھین احمدیہ** کے عنوان سے ایک ایسی کتاب تالیف فرما رہے ہیں جس میں تین سو مضبوط دلائلِ عقلیہ نیز نشاناتِ سماویہ، یعنی الہامات، خوارق اور اخبار غیبیہ کے رو سے دین اسلام کی صداقت اور اس کی دوسرے ادیان پر برتری کو ثابت کیا جائے گا اور اگر کوئی شخص خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو ان دلائل کو توڑ کر دکھا دے یا ان نشانات سماویہ میں آپ کا مقابلہ کر سکے تو آپ اسے مبلغ دس ہزار نقد انعام دیں گے تو ہندوستان کے آریہ اور ہندو جو عیسائی پادریوں کے دوش بدوش اسلام پر گند اچھالنے میں مصروف تھے کھل کر سامنے آگئے۔ اُس وقت برہمو سماج (ہندوؤں کا ایک فرقہ) کا ایک سرکردہ ممبر اور رسالہ ''برادر ہند'' کا ایڈیٹر پنڈت شونرائن اگنی ہوتری اُٹھا اور اس نے لاہور سے آپ کو خط لکھا کہ وہ براہین احمدیہ کے تیسرے حصے کا جس میں الہامات اور خوارق کے رو سے اسلام کی برتری کو ثابت کیا گیا ہے جواب لکھے گا۔ اس پر اسلام کے سچے خدا نے ایک ایسا نشان دکھایا کہ وہ ہندو جہاں تھا وہیں ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اس دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ کی روئیداد جس طرح حضرت بانیٔ سلسلہ نے اپنی کتاب ''نزول المسیح'' میں بیان فرمائی ہے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

''پنڈت اگنی ہوتری نے جو برہموسماج کا ایک منتخب معلم ہے لاہور سے میری طرف خط لکھا کہ مَیں حصہ سوم براہین احمدیہ کا ردّ لکھنا چاہتا ہوں۔ ابھی وہ خط اس جگہ (یعنی قادیان میں۔ ناقل) نہیں پہنچا تھا کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے اس مضمون سے آگاہی دے دی تھی۔ چنانچہ کئی ہندو آریوں کو بلا کر بتا دیا گیا تھا اور ایک آریہ کو ہی شام کے وقت ڈاک خانہ میں بھیجا گیا تا وہ گواہ بن سکے۔ چنانچہ جب وہ خط لایا تو اس خط کا وہی مضمون تھا جو الہام الٰہی سے خبر پا کر پہلے لوگوں پر ظاہر کر دیا گیا تھا۔

اور وہ خط سب کو دکھایا گیا۔ اور پنڈت اگنی ہوتری کو جواب لکھا گیا کہ جس الہام کے سلسلہ کا تم ردّ لکھنا چاہتے ہو اُسی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیش از وقت تمہارے خط کے مضمون سے اطلاع دیدی ہے۔ اگر چاہو تو قادیان میں آکر اپنے ہندو بھائیوں سے تصدیق کرلو''

(''نزول المسیح''، روحانی خزائن، جلد۱۸۔ صفحہ۶۰۶)

☆ ☆ ☆

نویں خبر

''مُتْ اَیُّھَا الخَوّان''

''شبھ چنتک'' اخبار نکالنے والے آریوں کی موت کے بارے ملنے والی آسمانی خبر

جن ایام میں قادیان کے آریوں نے ''شبھ چنتک'' نام سے ایک اخبار نکالا اور اس میں سلسلہ اور حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے خلاف سخت بدکلامی اور بدزبانی سے کام لینا شروع کر دیا تو حضرت صاحب نے 'قادیان کے آریہ اور ہم' کے عنوان سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس میں آپ نے قادیان کے آریوں کو اپنے نشانات اور احسانات کے حوالے سے مورد الزام کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ خدا ایسا نہیں کرسکتا کہ یہ ہمارے ہمسائے میں رہ کر بدزبانی کریں اور پھر خدا کے عذاب سے بچ جائیں۔ پھر آریوں میں ایسی طاعون پھوٹی کہ وہ تمام لوگ جو کسی نہ کسی رنگ میں اس اخبار سے تعلق رکھتے تھے ایک ایک کر کے مرنے شروع ہو گئے۔ یہ ساری عبرتناک داستان خاکسار کی تالیف ''درویشان احمدیت'' جلد سوم میں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ یہاں صرف مالک اخبار پنڈت بھگت رام کی موت کے بارے میں آپ کو ملنے والی آسمانی خبر اور اس کے پورا ہونے کا حال درج کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے چشم دید راوی حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ بیان فرماتے ہیں:

''پھر آریوں میں طاعون پھوٹی۔ جس کو طاعون ہوتی، مَیں اور شیخ یعقوب علی صاحب

اسے دیکھنے جاتے۔ اور سب آریہ کارکن اخبار مذکور کے مر گئے۔ صرف مالکِ اخبار بچ رہا۔ پھر اسے بھی طاعون ہوئی۔ میں اور شیخ صاحب اسے دیکھنے جاتے۔ پھر اسے پلنگ سے نیچے اتار لیا گیا، جیسا کہ ہندو مرتے وقت کرتے ہیں۔ مگر پھر وہ ذرا اچھا ہو گیا اور اسے پلنگ پر لٹا دیا گیا اور وہ باتیں کرنے لگ گیا۔ بعض آریہ جو ہمیں جانتے تھے ہم سے کہنے لگے کہ تمہاری یہ مراد پوری نہیں ہوگی کہ یہ مرے۔ جب میں اور شیخ صاحب اس کے گھر سے واپس آئے تو ہمارے آنے سے پہلے کسی نے حضرت صاحب کی خدمت میں شکایت کر دی کہ یہ دونوں اس طرح آریوں کو مرتے دیکھنے جاتے ہیں۔ حضور بالائی نشست گاہ میں تشریف فرما تھے اور ہمیں وہاں بلوایا۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ کسی نے ہماری شکایت کر دی ہے۔ شیخ صاحب نے مجھے بھیجا۔ جب میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا، آپ کیوں وہاں جاتے ہیں؟ اور اسی وقت حضور نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے جسکے معنی تھے: 'مَر اے خائن' [ا]۔ اس الہام پر حضور نے فرمایا کہ اب جا کر دیکھو۔ مَیں اور شیخ صاحب اسی وقت گئے تو چیخ پکار ہو رہی تھی اور وہ مر چکا تھا''

(''اصحاب احمد''، جلد چہارم۔
حالات شیخ ظفر احمد صاحب کپورتھلوی۔ صفحہ ۱۰۷)

☆ ☆ ☆

دسویں خبر

''ایک شیر آتمارام کے دونوں بیٹوں کو اٹھا کر لے گیا ہے''

آتمارام مجسٹریٹ کے بارے میں ملنے والی ایک انذاری خبر

اب آپ کو ایک ہندو مجسٹریٹ، لالہ آتمارام مہتہ، کی نسبت ملنے والی انذاری خبر کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ یہ ہندو مجسٹریٹ وہ تھا جو مولوی کرم دین، ساکن بھیں والے ''ازالہ حیثیت عرفی'' کے

[ا] ''تذکرہ''، طبع چہارم۔ صفحہ ۱۳ے کے مطابق یہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو ۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کو ہونے والے عربی الہام ''مُت اَیُّھَا الخَوّان'' کا ترجمہ ہے۔ اس کے معنی ہیں: ''اے بڑے خیانت کرنے والے، مر جا''

دوسرے مقدمہ میں ایک سابق آریہ مجسٹریٹ لالہ چندولال کی معزولی کے بعد اس کی جگہ مقرر ہوا مگر جو اس پہلے مجسٹریٹ سے بھی زیادہ تعصب اور جنبہ داری کا مظاہرہ کرنے لگا۔ مثلاً پہلے مجسٹریٹ کے وقت حضور کو کمرۂ عدالت میں کرسی ملتی تھی مگر اس نے نہ صرف کرسی دینے سے انکار کر دیا بلکہ بعض اوقات شدید پیاس کے وقت آپ کو پانی پینے کی اجازت دینے سے بھی انکار کر دیا۔ پھر سماعت کی تاریخیں اتنی قریب قریب کی دینی شروع کر دیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو بالآخر وسط اگست ۱۹۰۴ء سے لیکر تا اختتام مقدمہ گورداسپور میں ہی قیام کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں آتمارام نے جنبہ داری اور عداوت کا ایک افسوسناک مظاہرہ اس طرح کیا کہ اس نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے حق میں جانے والی ایک فیصلہ کن شہادت کو طلب کرنے سے انکار کر دیا۔ اس مقدمہ اور ہر دو آریہ مجسٹریٹوں کی زیادتیوں اور عدالتی ناانصافیوں کی مفصل روئیداد تو ''درویشانِ احمدیت'' جلد سوم میں بیان کی جا چکی ہے۔ یہاں مضمون زیر بحث کی مناسبت سے صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو آتمارام کے بارے میں کیا انذاری خبر ملی اور وہ کس رنگ میں پوری ہوئی۔

اس سیدھے سادے مگر فریق ثانی کے دجل و تلبیس کے مکروہ تاروں سے تیار کردہ مقدمے کو غیر معمولی طور پر طول دینے کے بعد جب آتمارام مجسٹریٹ کے تیور بدستور بدلے ہوئے تھے تو حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو کشفاً دکھایا گیا کہ اسکی اولاد پر کوئی آفت آنے والی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ

''ایک شیر آیا ہے اور وہ آتمارام کے دولڑکے اٹھا کر لے گیا ہے''[۱]

خدا کی یہ قہری تقدیر آتمارام کی نسبت یوں پوری ہوئی کہ ابھی وہ اپنے مکروہ منصوبے پر عمل بھی نہ کر پایا تھا کہ اسکے دو بیٹے یکے بعد دیگرے طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ اس سارے واقعہ پر حسرت اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہؑ فرماتے ہیں:

---

[۱] یہ روایت جو حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ، امیر جماعت سرحد نے اپنی کتاب ''ظہور احمد'' (صفحہ ۵۱۔۵۲) میں درج کی ہے، یوں بیان ہوئی ہے: ''حضورؑ نے دیکھا کہ ایک شیر آتمارام کے دونوں لڑکے اٹھا کر لے گیا ہے۔ اِدھر حضرت صاحب نے یہ رؤیاء سنائی، اُدھر آتمارام کو تار آ گئی کہ آپ کے لڑکے کو طاعون ہو گیا ہے۔..... اس کے دو جوان لڑکے یکے بعد دیگرے طاعون سے مر گئے''

’’آتمارام نے اس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کیلئے مستعد ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتمارام کو اسکی اولاد کے ماتم میں مبتلا کریگا۔ چنانچہ یہ کشف میں نے اپنی جماعت کو سنا دیا۔ اور پھر ایسا ہوا کہ قریباً بیس پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اس کے مر گئے۔ اور آخر یہ اتفاق ہوا کہ آتما رام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا۔ اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی۔ مگر اخیر پر خدا نے اس کو اِس حرکت سے روک دیا۔ لیکن تاہم اس نے سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ مَیں بری کیا گیا......

اور میرا جرمانہ واپس ہوا، مگر آتمارام کے دو بیٹے واپس نہ آئے‘‘ [ا]

(’’حقیقۃ الوحی‘‘، روحانی خزائن، جلد۲۲۔صفحہ۱۲۵)

☆ ☆ ☆

[ا] مولوی کرم الدین والے اس مقدمہ میں ہر دو آریہ مجسٹریٹوں کے تعصب کے پس منظر میں ان کا وہ انتقامی جذبہ کام کر رہا تھا جو چند سال پہلے پنڈت لیکھرام کے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی پیشگوئی کے نتیجہ میں ہلاک ہونے پر ان کے اندر پیدا ہو چکا تھا۔ ان کے اس تعصب میں گورداسپور کے مقامی آریوں کا بھی کافی عمل دخل تھا۔ چنانچہ ان کی نسبت حضرت بانی سلسلہؑ کے علم میں یہ بات آ چکی تھی کہ کس طرح انہوں نے پہلے مجسٹریٹ لالہ چندولال کو ورغلایا اور اس سے عہد لیا کہ وہ ہر صورت میں آپ کو کچھ نہ کچھ سزا ضرور دے گا۔ تاہم وہ اس سے قبل ہی خدائی غضب کا نشانہ بن کر تنزلی کا شکار ہو گیا۔ اب یہ دوسرا مجسٹریٹ مہتہ آتمارام بھی اسی کے نقش قدم پر چلنے لگا۔ مگر وہ بھی خدائی انتقام کی چکی میں آ کر پیسا گیا۔ فاعتبروا یااولی الابصار!

اس سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ آتمارام کو اپنے بیٹوں کی وفات کا ایسا صدمہ ہوا کہ وہ نیم پاگل سا رہنے لگ گیا۔ یہ غم اس کی ساری زندگی کا روگ بن گیا۔ اس کا پتہ اس طرح لگتا ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی وفات کے ایک لمبا عرصہ بعد جب وہ ایک بار آپؑ کے بڑے فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الثانیؓ، سے لدھیانہ ریلوے سٹیشن پر ملا (آپ اُس وقت بذریعہ ریل گاڑی دہلی تشریف لیجا رہے تھے) تو بڑے الحاح سے کہنے لگا کہ دعا کریں، خدا مجھے صبر کی توفیق دے۔ مجھ سے بڑی غلطیاں ہوئی ہیں اور میری حالت ایسی ہو گئی ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہیں پاگل نہ ہو جاؤں۔ نیز کہا کہ میرا اب ایک ہی اَور بیٹا ہے۔ دعا کریں کہ خدا اسے اور مجھے محفوظ رکھے اور کسی مزید صدمہ میں مبتلا ہونے سے بچائے۔

گیارھویں خبر

''کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ''

مستقبل کے ایک دشمن کے بارے میں ملنے والی آسمانی خبر

منجملہ ان اخبار سماویہ کے جو آپ کو مخالفینِ اسلام اور دشمنانِ حق کے بارے میں ملیں اور جو آپ کی زندگی میں ہی پوری ہو کر آپ کی صداقت اور خدائے عالم الغیب کی زندہ ہستی کا نشان بن گئیں ایک ایسی خبر بھی ہے جس کے پورے ہونے کا تعلق زمانہ مستقبل سے تھا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب آپ پر مسیح موعود ہونے کا انکشاف ہو چکا تھا۔ یعنی آپ کو الہاماً بتایا جا چکا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، جن کے متعلق اہل اسلام اور نصاریٰ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ دو ہزار سال سے بجسد عنصری زندہ آسمان پر ہیں اور وہی آخری زمانہ میں مسلمانوں کی اصلاح کیلئے نازل ہونگے، فوت ہو چکے ہیں اور ان کی آمد ثانی کی پیشگوئی یوں پوری ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح موعود بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے بڑے زور سے اعلان فرمایا کہ اب آسمان سے کوئی نہیں اترے گا اور خدا تعالیٰ کے نزدیک یہی اس پیشگوئی کا اصل مقصد اور منشاء تھا جو پورا ہو چکا۔ [۱]

جب آپ نے اس انکشاف کا اعلان فرمایا تو کیا اہل اسلام اور کیا نصاریٰ آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک ایسا طوفان بے تمیزی برپا ہوا کہ ملک ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ آپ اِس مخالفت کو کم کرنے کیلئے قرآنی دلائل اور احادیث نبویہ کی روشنی میں ''ازالہ اوہام'' کے نام سے ایک کتاب تحریر فرما رہے تھے کہ آپ پر پیشگوئی کے رنگ میں مندرجہ ذیل انکشاف ہوا:

'' ایک شخص کی مَوت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا جو

[۱] الہام کے الفاظ مندرجہ ذیل تھے: ''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَکَانَ وَعْدُ اللّٰہِ مَفْعُوْلاً''
(''ازالہ اوہام''، روحانی خزائن جلد ۳۔ صفحہ ۴۰۲)

باون سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا، تب اُس سال کے اندر اندر راہیٔ ملک بقا ہوگا‘‘

(’’ازالہ اوہام‘‘، روحانی خزائن، جلد ۳۔ صفحہ ۱۹۰)

اب یہ آسمانی خبر ایک عرصہ دراز تک اوراق کی زینت بنی رہی۔ ۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کا سلسلہ آپ کی جانشینی میں قائم ہونے والی خلافت (یعنی **خلافت حقہ احمدیہ**) کے زیر سایہ بڑھتا، پھولتا اور پھلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ خلافت کا تیسرا اجلالی دور شروع ہو گیا۔ یعنی حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کے وجود میں آپؑ کا تیسرا جانشین مسند خلافت پر بیٹھ گیا۔ پھر جب انکے دَور خلافت میں ۱۹۷۰ء میں پاکستان کے قومی انتخابات ہوئے تو اُن انتخابات میں حصہ لینے والی جملہ سیاسی اور نیم مذہبی پارٹیوں نے سوائے ایک کے اپنے اپنے مجوزہ منشور میں یہ اعلان کیا کہ وہ برسر اقتدار آ کر جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیں گی۔ البتہ ایک پارٹی جس کے منشور میں اس قسم کی کوئی شق موجود نہیں تھی وہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی (PPP) تھی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نہ صرف اپنی جماعت کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے ووٹ پی پی پی کو دیں بلکہ اس پارٹی کے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور جہاں جہاں ممکن تھا اس کے حق میں زمین بھی ہموار کی۔ اس کے نتیجہ میں پی پی پی بڑی بھاری اکثریت سے قومی انتخابات میں کامیاب ہوئی اور بھٹو برسر اقتدار آ گیا۔

مگر برسر اقتدار آ جانے کے بعد مسٹر بھٹو نے جماعت کے اس احسان کا بدلہ یوں چکایا کہ ستمبر ۱۹۷۴ء میں پاکستان قومی اسمبلی میں ایک قرارداد پاس کروائی جس کے مطابق جماعت احمدیہ کو قانون اور دستور کے رو سے ’’غیر مسلم اقلیت‘‘ قرار دے دیا گیا۔ گویا وہی چیز جس کا اس نے اپنی پارٹی کے منشور میں اعلان نہیں کیا تھا برسر اقتدار آنے کے بعد اسے اپنی قومی اسمبلی کے ذریعہ منظور کروا کر اسے دستور پاکستان کا حصہ بنا دیا۔

مسٹر بھٹو نے جو کچھ کیا وہ نہ صرف احسان فراموشی کی ایک بدترین مثال تھی بلکہ عدل وانصاف اور اسلامی شریعت کے جملہ تقاضوں کے بھی منافی تھی کیونکہ قرآن کریم میں **لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّین** کے الفاظ میں ہر قسم کی مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ پھر پاکستان کے دستور میں بھی مذہب اور ضمیر کے بارے میں مکمل آزادی کا اعلان موجود تھا۔ گویا مسٹر بھٹو نے ایک ایسا قدم اُٹھایا جو پاکستان

کے دستور کے بھی منافی تھا اور قرآن کریم کی تعلیم کے بھی صریح مخالف تھا۔

مسٹر بھٹو نے ایسا کیوں کیا اور وہ کونسے عوامل تھے جو اس کے پس پردہ کارفرما تھے ان کا تجزیہ چوٹی کے ایک سیاستدان اور پاکستان کے مایہ ناز فرزند، چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب، نے اپنے ''آتش فشاں'' کو دئے جانے والے ایک انٹرویو میں یوں کیا ہے:

''دراصل انہوں نے یہ موقف جو اختیار کیا یہ اس لئے تھا کہ وہ آئندہ کیلئے اپنے تئیں پاکستان کا غیر متنازعہ لیڈر بننا چاہتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر مَیں یہ بات کردوں تو میری واہ واہ ہوگی۔ علماء بھی ساتھ ہونگے تو اس سے مجھے پختگی ہو جائے گی۔ یہ نہیں تھا کہ ہماری کسی شکایت کی وجہ سے یا دُکھ کی وجہ سے وہ کر رہے تھے۔ وہ اپنے منافع کی وجہ سے ہمیں قربان کر رہے تھے''

(''آتش فشاں''، ماہ مئی ۱۹۸۱ء، بحوالہ ''سیاسی اتار چڑھاؤ''، ۱۹۸۵ء لاہور۔ صفحہ ۱۷)

غرض مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے اقتدار کو طول دینے کی خاطر اپنے ملک سے بھی غداری کی، اپنے ضمیر کو بھی داؤ پر لگایا اور خدا اور اس کے رسول کی بھی نافرمانی مول لے کر اپنے آپ کو مورد غضب الٰہی بنالیا۔ چنانچہ ابھی اس کے اس ساختہ پرداختہ پر تین سال بھی نہیں گزرنے پائے تھے کہ اس کا منظور نظر کمانڈر انچیف جنرل محمد ضیاء الحق جسے وہ چار سینئر جرنیلوں پر سبقت دے کر اوپر لایا تھا اس کے لئے پیغام اجل ثابت ہوا۔ یعنی اُس نے ایک رات کے اندر ہی مسٹر بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اس طرح پر جس اقتدار کو طول دینے کی خاطر اس نے ایک پرامن اور کلمہ گو جماعت کو ظلم اور تشدد کا نشانہ بنایا تھا وہ اس کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لئے جاتا رہا۔ اِس کے ساتھ ایک اَور ذلت اسے یہ نصیب ہوئی کہ ایک سیاسی حریف کو قتل کروانے کے الزام میں اس پر مقدمہ چلا جس کے نتیجے میں اسے پھانسی کی سزا ہوئی۔ یہ مقدمہ پہلے لاہور ہائی کورٹ میں مسٹر جسٹس مولوی مشتاق حسین کی عدالت میں چلا جس نے اسے مجرم قرار دیتے ہوئے مَوت کی سزا سنائی۔ پھر اس فیصلے کے خلاف پاکستان سپریم کورٹ میں اپیل ہوئی جہاں پہلی عدالت کا فیصلہ قائم رہا۔ چنانچہ بھٹو کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ اس طرح پر مسٹر بھٹو جس نے طاقت کے نشے میں آ کر ایک طرف پاکستان کے احمدیوں پر ظلم وستم کا دروازہ کھولا تھا، دوسری طرف قرآنی تعلیم کے خلاف ایک کلمہ گو جماعت کو اسلام سے خارج قرار دے کر خدا کے غضب کو بھڑکایا تھا عبرت کا ایک زبردست نشان بن کر اس دنیا سے رخصت ہوا۔

یہ سوال کہ مسٹر بھٹو کی مَوت سے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی وہ پیشگوئی کیونکر پوری ہوئی جس کا عنوان زیر بحث میں ذکر آیا ہے تو یہ ایک دلچسپ قصہ ہے۔اوپر بتایا گیا ہے کہ مسٹر بھٹو نے ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔ جن دنوں اس اپیل کی سماعت جاری تھی اور بھٹو بدستور جیل کی کالی کوٹھڑی میں بند تھا (یہ جنوری ۱۹۷۹ء کے دن تھے) تو جیل کے اندر ہی اس کی اکاونویں سالگرہ پانچ جنوری کو منائی گئی۔ بیگم نصرت بھٹو اس موقع کیلئے ایک خاص ’’برتھ۔ڈے کیک‘‘ بنوا کر لے گئیں۔اس کیک کے اوپر جیل کی تصویر بنائی گئی تھی اور مسٹر بھٹو کو وہ کیک کاٹنے کیلئے کہا گیا۔ یہ تصویری زبان میں گویا اس بات کی علامت کے طور پر کیا گیا کہ ایک دن مسٹر بھٹو جیل کی زنجیروں کو کاٹ کر باہر نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔اخبارات میں اس کا خوب چرچا ہوا اور پاکستان کے بچے بچے کو پتہ چل گیا کہ مسٹر بھٹو عمر کے لحاظ سے باونویں سال میں قدم رکھ چکا ہے۔عین اِس موقع پر بعض احمدی احباب کو توجہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی اُس پیشگوئی کی طرف مبذول ہوئی جس کا ذکر عنوان زیر بحث میں کیا گیا ہے اور جس میں آپؑ کو خدا کی طرف سے بتایا گیا تھا کہ ایک شخص باونویں سال میں قدم رکھتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ پیشگوئی میں ’’کتا‘‘ کے الفاظ اس بات پر دلالت کر رہے تھے کہ ایسا شخص خدا کے غضب کے نیچے آکر ہلاک ہوگا۔ جب جماعت کے بعض دوست اس پیشگوئی کو مسٹر بھٹو پر چسپاں کرتے ہوئے اور اسے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی صداقت کی دلیل قرار دیتے ہوئے یقین کے ساتھ کہنے لگ گئے کہ بھٹو کی اپیل ردّ ہوگی اور وہ اسی سال مَوت کی سزا پائے گا تو بعض اخبارات نے لکھا اور حکومت پر زور دیا کہ اگر بھٹو کو مَوت کی سزا دینی ہی ہو، تو اِس سال نہ دی جائے تا کہ بانیٔ سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئی نہ پوری ہو جائے۔مگر خدا کی باتوں کو کون روک سکتا ہے چنانچہ بھٹو کی اپیل ردّ ہوئی اور اسے اسی سال یعنی ۵/اپریل ۱۹۷۹ء کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔ یہ اس کے باونویں سال کا تیسرا مہینہ تھا۔

اس عبرتناک واقعہ پر تبصرہ جس رنگ میں پاکستان کے سابق وزیر خارجہ چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے مئی ۱۹۸۱ء کو ’’آتش فشاں‘‘ کو دئے جانے والے اپنے انٹریو میں کیا ہے وہ پیشگوئی کی عظمت کو دوبالا کرنے کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ چودھری صاحب موصوف اپنے اس انٹرویو میں ایڈیٹر ’’آتش فشاں‘‘ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’مَیں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔بھٹو صاحب کی سپریم کورٹ سے اپیل خارج ہوئی

تھی۔ ۶ رفروری ۱۹۷۹ء کو شیخ اعجاز احمد کے چچازاد بھائی اور علامہ اقبال کے صاحبزادے جسٹس جاوید اقبال نے شیخ اعجاز احمد، چودھری بشیر احمد اور مجھے ۸ فروری ۷۹ء کو دوپہر کے کھانے پر بلایا ہوا تھا۔ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مولوی مشتاق حسین صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کے خسر بھی تھے۔ کھانے سے پہلے ہم برآمدے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کھانے کیلئے اندر چلے گئے۔ کھانا ختم ہوا۔ یہ سب لوگ باہر چلے گئے تو مولوی مشتاق حسین صاحب وہیں ہاتھ دھونے لگے۔ مولوی صاحب کو بڑی فکر تھی کہ اگر یہ اپیل منظور ہوگئی تو پھر میری کوئی جگہ نہیں''

دراصل مولوی محمد مشتاق حسین صاحب کو ڈر تھا کہ اگر مسٹر بھٹو دوبارہ برسر اقتدار آ گیا تو پھر ان کی اپنی جان کی خیر نہیں۔ چنانچہ انہوں نے بڑے فکر یہ انداز میں چودھری صاحب موصوف سے کہا کہ اگر بھٹو صاحب کی اپیل منظور ہوگئی اور وہ پھر برسر اقتدار آ گئے تو ان کا کیا بنے گا۔ اس بات کا جواب چودھری صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ میں دیا۔ فرمایا:

''مولوی صاحب! مَیں ایک بات آپ سے کہتا ہوں۔ آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ اگر آپ کو خیال ہو کہ شاید بھول جائیں تو جا کر نوٹ کر لیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے مہلت دی تو مَیں آئندہ سال بھی چھ فروری کو یہیں ہونگا۔ اگر تو اُس وقت بھٹو زندہ ہوا تو آپ مجھے ٹیلیفون کر دیں کہ ظفر اللہ خان، جو بات تُو نے مجھ سے کہی تھی وہ ٹھیک نہیں نکلی۔ اور اگر یہ مر گیا تو آپ ٹیلیفون کر دیں کہ بات تو ہوگئی، آج شام مَیں آپ کے ساتھ کھانا کھاؤں گا اور بتانا کہ کس بنا پر تم نے یہ بات کہی تھی''

فرماتے ہیں، مَیں نے جسٹس مولوی مشتاق حسین سے یہ بھی کہا کہ مَیں یہ نہیں کہتا کہ بھٹو کو ضرور پھانسی ہوگی یا یہ کہ وہ خودکشی کرے گا یا اس پر بجلی گرے گی یا وہ بیماری سے مرے گا۔ لیکن اپنی عمر کے باونویں سال کے دوران وہ زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہے گا، یہ بات یقینی ہے۔

جب اگلے سال یعنی ۱۹۸۰ء میں چودھری صاحب موصوف دوبارہ پاکستان تشریف لے گئے تو اُس وقت تک بھٹو کو پھانسی لگ چکی تھی۔ مولوی مشتاق حسین صاحب حسب وعدہ آپ سے ملے۔ اِس بار آپ ان سے اپنی گفتگو کا حال یوں بیان فرماتے ہیں:

''مولوی مشتاق حسین صاحب چھ فروری سے پہلے ہی تشریف لے آئے۔ بیٹھتے ہی بولے، بتاؤ وہ بات۔ مَیں نے کہا، کھانے کے کمرے میں چلیں گے۔ آرام سے بیٹھیں گے۔ بات شروع ہوئی تو مَیں نے ان سے کہا کہ مَیں اوّل تو قرآن کی دو آیات کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ وہاں اس قسم کے لوگوں کا انجام ایسے طور پر درج ہے بالکل اس واقعہ پر بھی چسپاں ہوتا ہے[۱]۔...... پھر مَیں نے انہیں وہ الہام بتایا جو ہمارے بانیٔ سلسلہؑ کو ہوا تھا، جو ۱۸۹۱ء میں بھی چھپا تھا۔ اس کے الفاظ تھے:

كَلْبٌ يَمُوْتُ عَلٰى كَلْبٍ

یعنی کتا ہے۔ کتے کے لفظ کے اعداد پر مر جائے گا۔ تو ك کے اعداد ہیں ۲۰۔ ل کے ۳۰ اور ب کے ۲۔

مولوی صاحب نے کہا، یہ دونوں حوالے مجھے نکال دو''

(''آتش فشاں''، ماہ مئی ۱۹۸۱ء، بحوالہ ''سیاسی اتار چڑھاؤ''، ۱۹۸۵ء لاہور۔ صفحہ ۸۔۶۷)

(نوٹ: یہ انٹرویو پاکستان کے نامور صحافی مکرم منیر احمد منیر، چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''آتش فشاں''، لاہور نے خود لیا۔ جو پہلے ''آتش فشاں'' ماہ مئی ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا اور بعد میں بعض اَور مضامین کے ہمراہ ''آتش فشاں مطبوعات'' لاہور کی طرف سے ۱۹۸۵ء میں کتابی صورت میں شائع ہوا)

آخر پر یہ بات بھی ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگی کہ الہامی الفاظ میں پیشگوئی کا مورد بننے والے شخص کیلئے کَلْبٌ (کتا) کا جو لفظ آیا ہے، تو وہ بھی حیرت انگیز طور پر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو پر صادق آیا۔ یعنی یہ ایک تصرف الٰہی تھا کہ بھٹو کو پھانسی دیئے جانے والے عمل کو فوجی حلقوں کے اندر

''بلیک ڈاگ اوپریشن'' (Black Dog Opertation)

کے نام سے موسوم کیا گیا۔

☆ ☆ ☆

---

[۱] آپ نے سورۃ **ابراھیم** کی آیات ۱۳ اور ۱۴ پڑھ کر سنائیں جن میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جب کافروں نے خدا کے رسولوں کو کہا کہ یا تو تم اپنا مسلک چھوڑ کر ہم میں شامل ہو جاؤ اور یا ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے تو ان کے رب نے انہیں بتایا کہ ہم ان ظالم لوگوں کو ہلاک کر دینگے۔ یہ آیات سنا کر آپ نے فرمایا کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس کے بعض فیچر بالکل لفظاً اس واقعہ پر چسپاں ہوتے ہیں۔

ہمارے مخالف دینی بھائیوں کے لئے غوراور فکر کا مقام!

متن کتاب کے اندربیان شدہ جملہ آسمانی اخبار الہام ،کشوف اور رؤیا ہائے صالحہ کی صورت میںجس کثرت اور تواتر کے ساتھ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو ملیں اور پھر جس صفائی اور عظمت شان کے ساتھ پوری ہوئیں، ان کو دیکھتے ہوئے ہمارے مخالفین کے لئے سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ ایسا شخص جس نے ان کے خیال میں خدا پر افترا باندھا ، قرآن کریم میں تحریف کی اور امت مسلمہ کے اندر انتشار پیدا کیا (نعوذ باللہ من ذٰلک) کیا خدا کو اس سے اتنا پیار تھا کہ اس پر اپنے غیب کے دروازے کھولتااور اس کے حق میں ایسے ایسے عجائبات قدرت دکھاتا چلا گیا کہ اس کی ساری زندگی خوارق اور معجزات کا ایک حسین مرقع بن گئی۔ پھر جس فرقہ کی اس نے بنیاد رکھی، اس کی بھی باوجود ہر قسم کی شدید مخالفتوں کے حفاظت فرمائی بلکہ اس کی وفات سے لے کر اب تک اسے ترقیات پر ترقیات بخشتا اور اکناف عالم میں پھیلاتا چلا جا رہا ہے۔ یہانتک کہ آج ختم نبوت کے نام نہاد محافظین بھی اس کی وسعت اور ہمہ گیری کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں؟

☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احباب کرام!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اگر آپ گذشتہ سو سال کے دوران افراد جماعت پر ہونے والے افضال الٰہیہ

بصورت

رؤیاہائے صالحہ، کشوف، قبولیتِ دعا، نزولِ اخبار غیبیہ و بشاراتِ سماویہ

نیز تائیداتِ مالیہ و نصرتِ الٰہیہ

پر مشتمل ایمان افروز واقعات سے اطلاع پانا چاہتے ہیں تو خاکسار کی تالیف

درویشانِ احمدیت

کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے بچوں کو بھی سنا کر ان کے ایمانوں کو تازہ کریں

خاکسار

فضل الٰہی انوری

(مؤلف ''درویشان احمدیت'')

کتابیات

(سلسلہ احمدیہ کی وہ کتب،اخبارات اور رسائل ، جن سے اس مجموعہ کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہے)

تفسیر کبیر: حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد، امام جماعت احمدیہ وخلیفۃ المسیح الثانیؓ، کی وہ تفسیر قرآن جو نظارت نشرواشاعت قادیان کی طرف سے ۲۰۰۴ء میں پانچ جلدوں میں شائع ہوئی۔

روحانی خزائن: (حقیقۃ الوحی، ازالہ اوہام وغیرہ) حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی تالیف کردہ وہ کتب جو ایڈیشنل ناظر اشاعت مقیم انگلستان کی طرف سے ۱۹۸۴ء میں ۲۳ جلدوں میں شائع ہوئیں۔

ملفوظات: حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ان کلمات کا مجموعہ جو حضرت نے اپنی مامورانہ زندگی کے دوران ارشاد فرمائے، جو آپکی زندگی میں ہی ضبط تحریر میں لائے گئے اور جو نظارت نشرو اشاعت قادیان کی طرف سے ۲۰۰۳ء میں پانچ جلدوں میں شائع کئے گئے۔

مجموعہ اشتہارات: حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ان اشتہارات کا مجموعہ جو آپ کی زندگی میں پبلک کی آگاہی کے لئے آپ شائع فرماتے رہے اور جو ۱۹۸۶ء میں ایڈیشنل ناظر اشاعت مقیم انگلستان کی طرف سے کتابی صورت میں تین جلدوں میں شائع ہوئے۔

تذکرۃ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُن رؤیاء، کشوف اور الہامات کی مجموعہ، جو آپ نے اپنی مختلف کتب میں شائع فرمائے اور جو بعد میں ایک الگ کتابی صورت میں سلسلہ کی طرف سے شائع ہوئے۔ ''تذکرۃ'' کی جس طباعت کے حوالجات ''درویشان احمدیت'' کی جلد ہٰذا میں دئے گئے ہیں، وہ جماعت کے ادارہ ''الشرکۃ الاسلامیہ'' کی طرف سے شائع ہونے والی طبع چہارم ہے۔

رجسٹر روایات صحابہ: صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایات کا قلمی مجموعہ، جو خلافت لائبریری، ربوہ، میں مجلد رجسٹروں کی صورت میں محفوظ ہے۔

اخبار الحکم واخبار البدر: حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں قادیان سے نکلنے والے دو اخبارات۔

اخبار الفضل: جماعت احمدیہ کا اردو زبان میں نکلنے والا مرکزی روزنامہ، جس کا سلسلۂ اشاعت خلافت ثانیہ سے لے کر اب تک جاری ہے۔

الفضل انٹرنیشنل: لندن سے نکلنے والا سلسلہ احمدیہ کا ہفتہ روزہ اردو اخبار۔

تاریخ احمدیت: سلسلہ احمدیہ کی متعدد جلدوں میں شائع ہونے والی مستند تاریخ از مولانا دوست محمد صاحب شاہد

کا وہ ایڈیشن جو ۲۰۰۷ء میں ’’پرنٹ ویل‘‘ پبلشرز، امرتسر، میں شائع ہوا۔

اصحاب احمد: مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے، (یکے از درویشان قادیان)

تحدیث نعمت: خودنوشت حالات زندگی چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب ؓ، ۱۹۸۱ء

سیرۃ المہدی: مجموعہ روایات صحابہ متعلقہ سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ؓ ایم۔اے۔

سیرۃ احمد ؑ: مجموعہ روایات صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مؤلفہ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری ؓ۔

میری والدہ: مختصر حالات زندگی حضرت حسین بی بی صاحبہ ؓ، والدہ چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب ؓ، شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔

ماہنامہ انصار اللہ: مرکز احمدیت ربوہ سے نکلنے والا مجلس انصار اللہ پاکستان کا ماہانہ رسالہ۔

نشان کبیر: خودنوشت حالات زندگی ڈاکٹر عبدالعزیز اخوند صاحب، مطبوعہ منجانب ’’احمد اکیڈمی‘‘ ربوہ۔ پاکستان ۲۰۰۲ء

برہان ہدایت: ایمان افروز واقعات کا مجموعہ، مؤلفہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر۔

تذکرۃ المہدی: سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ، مؤلفہ پیر سراج الحق نعمانی ؓ (یکے از صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حیات نور: سوانح حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب ؓ، خلیفۃ المسیح الاول، مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب (یکے از مبلغین سلسلہ احمدیہ) مطبوعہ دسمبر ۱۹۶۳ء

مکتوبات: احباب جماعت احمدیہ کے اپنی خوابوں پر مشتمل خطوط جو انہوں نے خاکسار کے ۱۹۷۸/۷۹ء میں اخبار الفضل میں شائع ہونے والے ایک اعلان کے جواب میں خاکسار کو بھجوائے اور جو اپنی اصل شکل میں ’’خلافت لائبریری‘‘ ربوہ میں محفوظ کرا دئے گئے ہیں۔

........☆........

فہرست مضامین

باب اول۔ فصل اول
شادی اور اولاد کے بارے میں

باب اول۔ فصل دوم
اپنے اور اپنے اہل خانہ کے بارے میں

باب اول۔ فصل سوم
اپنی ذات سے متعلق

باب اول۔ فصل چہارم
معجزانہ شفایابی

باب دوم۔ فصل اول

اپنے اعزاء اور احباء کے بارے میں

باب دوم۔ فصل دوم

مالی فتوحات کے بارے میں

باب دوم۔ فصل سوم

متفرق نوعیت کے واقعات

باب سوم
مقدمات کے بارے میں

باب چھارم
اپنے عالی مقام اور منصب روحانی کے بارے میں

باب پنجم
مخالفت کا طوفان اٹھنے اور اس میں کامیابی کی بشارات

باب ششم
اسلام کے احیاء اور اس کی نشاۃ ثانیہ کے بارے میں

باب ھفتم

سلسلہ کی ترقی اور اس کے عالمگیر غلبہ کے بارے میں

باب ھشتم

زور آور حملوں سے متعلق اخبار

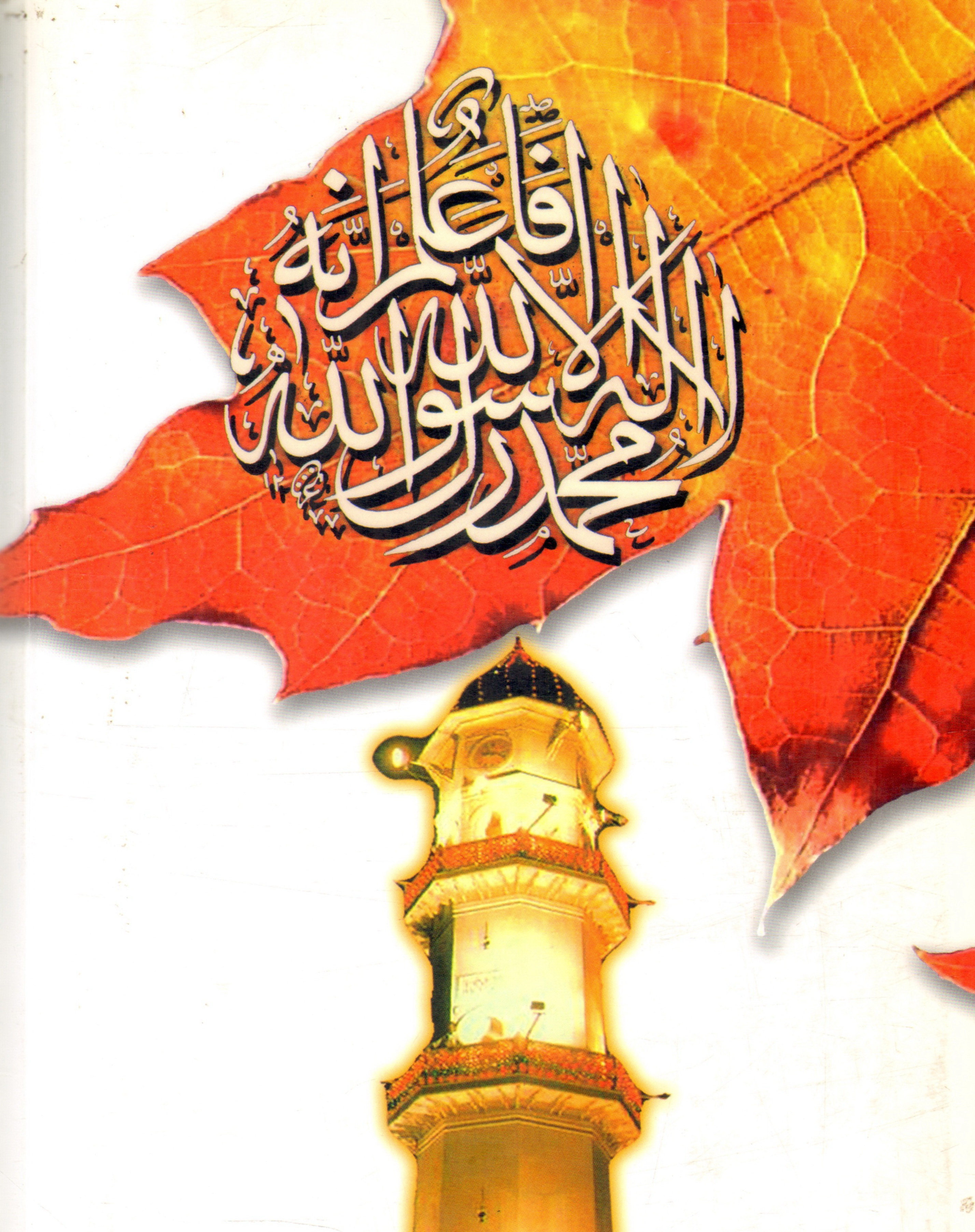
باب نھم

مخالفین اور اغیار سے متعلق اخبار

+++++++

+++++

+++



Nasr Publications